Korean Novel

Your Paradise

کوریا کا شاہکار ناول

آپ کی جنت

لی چاو ونگ جُن

کورین سے ترجمہ: جینیفر ایم لی اور ٹموتھی آر ٹینگرلینی

انگریزی سے ترجمہ: مسعود اشعر

جسمانی یا ذہنی طور پر بیمار انسانوں کو صحت مند انسانوں کے معاشرے سے الگ تھلگ رہنا چاہیے یا انہیں دوسرے انسانون کے ساتھ مل جل کر رہنا چاہیے؟ جنوبی کوریا کے اس مقبول عام ناول میں اس سوال کا جواب دینے کی کوشش کی گئی ہے۔

جذام کے مریضوں کو ایک جزیرے میں بند کر دیا گیا ہے۔ وہاں ان کا علاج تو کیا جاتا ہے لیکن انہیں جزیرے سے باہر جانے کی اجازت نہیں ہے۔ وہاں جو بھی ڈائریکٹر آتا ہے وہ اس جزیرے کو "مریضوں کی جنت" بنانے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن مریض یہ پسند نہیں کرتے۔ اس کشمکش کا کیا نتیجہ نکلتا ہے؟۔ یہ ناول اس کی تفصیل بیان کرتا ہے۔ اس ناول کو کوریائی ادب کا شاہکار مانا جاتا ہے۔

بے جان لوگوں کا جزیرہ

-1-

جس رات نیا ڈائریکٹر آیا اس رات دو آدمی فرار ہو گئے۔ یہ فرار محض اتفاق سے نہیں تھا۔ یہ ایک قسم کا تحفہ تھا نئے ڈائریکٹر کے لیے۔ چنانچہ نئے ڈائریکٹر نے اپنی افتتاحی تقریر نہیں کی بلکہ اس واقعہ کی تفصیلات معلوم کرنے کے لیے تحقیق شروع کر دی۔

نیا مقرر کیا ہوا ڈائریکٹر ہسپتال پہنچ گیا تھا۔ پہلے فوجی انقلاب کے بعد کچھ عرصے سے یہ ہسپتال ڈائریکٹر کے بغیر ہی چل رہا تھا۔ میڈیکل سروسز کا سربراہ کم چونگل قریب دو مہینے سے قائم مقام ڈائریکٹر کی حیثیت سے کام کر رہا تھا۔ اگست کی ایک شام جب سمندر کی تازہ ہوا سے حبس زدہ موسم ٹھنڈا ہو گیا تھا تو ایک حاضر سروس فوجی افسر نئے مقرر کردہ ڈائریکٹر کی حیثیت سے اچانک جزیرہ کے اس ہسپتال آ پہنچا۔

کرنل چوپیگھون

اس کا رنگ کافی سانولا تھا۔ مگر یہ دھوپ کی وجہ سے نہیں تھا۔ بلکہ لگتا تھا کہ وہ شروع سے ہی ایسا ہے۔ اس کی سبز وردی، اس کی طویل قامت اور غیر معمولی سانولی جلد پر بہت پھبتی تھی۔ اس شام جس لمحے اس نے اپنے معاون کے ساتھ جزیرہ پر قدم رکھا اسی لمحے ہر ایک کو اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ اپنے تمام پیش رو ڈائریکٹروں سے مختلف ہے۔

''یہ لوگ کون ہیں؟ تم کار کیوں لائے؟'' اس نے ہسپتال کے عملے کے ان ارکان سے پوچھا جو بحری جہاز کی گودی پر اس کا انتظار کر رہے تھے۔ اس نے ناخوشی ظاہر کرنے کے لیے اپنا سر جھٹکا۔ اس نے کار اور عملے کے ان ارکان کو نظر انداز کر دیا جو میڈیکل سروسز کے سربراہ کی رہنمائی میں اس کے استقبال کے لیے آئے تھے اور تیز قدموں سے ہسپتال کی طرف چل دیا۔ اس کی بامقصد چال

Final
3nd Proof
2nd Proof Jul 21,2008
1th Proof 4 Jul,2008
Compose:Zahid (24 page) (Ishahid)
F:\work 2008 Composing\Mashl
Matter
25-6-08

MashalBooks.com

اتنی ہی روکھی اور بے ساختہ تھی جیسے اس کی باتیں جن میں کبھی کبھی پیونگین کے لہجے کی جھلک آجاتی تھی۔اس نے جو پہلا تاثر چھوڑا وہ خاصہ رعب والا تھا۔

نئے ڈائیریکٹر نے ایک رات ہسپتال کے سرکاری گھر میں گذاری اور دوسری صبح ہسپتال آگیا۔ لیکن اس نے افتتاحی تقریر نہیں کی۔ اس کی وجہ ایک رات پہلے والا فرار تھا۔ ہسپتال کے ضوابط کی رو سے اس واقعہ سے نئے ڈائیریکٹر کا کوئی تعلق نہیں تھا اس لیے اسے پریشان نہیں ہونا چاہیے تھا۔ ظاہر ہے ایسی کوئی وجہ نہیں تھی کہ وہ اپنے آپ کو اس واقعہ کا ذمہ دار سمجھتا، یا یہ مسئلہ حل کرنے کی کوشش کرتا۔ کیونکہ یہ واقعہ اس کی افتتاحی تقریر اور سرکاری طور پر اپنا نیا عہدہ سنبھالنے سے پہلے پیش آیا تھا۔اصل میں تو میڈیکل سروسز کے سربراہ یا مینجر کو مناسب کاغذی کاروائی کرنا چاہیے تھی۔ اس کی رپورٹ نئے ڈائریکٹر کو پیش کرنا ہی کافی ہوتا۔

لیکن یہ ڈائریکٹر چو بالکل ہی مختلف انسان تھا۔ اور شاید یہ عملے کے ارکان کی غلطی بھی تھی کہ افتتاحی تقریر سے پہلے ہی اسے اس واقعہ سے آگاہ کر دیا تھا۔ مگر خیر، اس دن جو ہوا وہ ہونا ہی تھا۔ اس کی آمد سے ایک دن پہلے پولیس نے (بفرزون میں امن وامان قائم کرنے کی ذمہ دار پولیس کی گشت کے معمر انچارج نے) ہسپتال کے صدر دفتر کو اس واقعہ کی اطلاع دی تھی۔ ہائی جین ڈویژن کے سربراہ ژی سان گوک کو سن سینگ گاؤں میں پولیس سے یہ رپورٹ ملی تھی۔ دو غیر شادی شدہ مرد مریض رات کے وقت سن سینگ گاؤں سے فرار ہو کر سمند پار چلے گئے تھے۔ یہ کوئی نیا اور غیر معمولی واقعہ نہیں تھا۔

میڈیکل سروسز کے سربراہ اور عملے کے دوسرے ارکان نے جو بعد میں ہسپتال آئے مشورہ دیا تھا کہ ڈائریکٹر کو اس وقت اطلاع نہ دی جائے جب تک وہ اپنی افتتاحی تقریر مکمل نہ کر لے۔

''پہلے اس واقعہ سے ہمیں خود نبٹنا چاہیے اس کے بعد ڈائریکٹر کو اطلاع دینا چاہیے۔

لیکن سانگوک نے اس سے اتفاق نہیں کیا۔ ماضی میں بھی ہمیشہ نئے ڈائریکٹر کا خیر مقدم اسی طرح کیا جاتا تھا کہ اس دن چند مریض فرار ہو جاتے۔ یہ ایسی بات نہیں تھی جسے چھپایا جا سکے۔ مگر سانگوک سب سے زیادہ یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ اپنے اس ''خیر مقدم'' پر ڈائریکٹر کا ردعمل کیا ہوتا ہے۔

''اسے چھپانے کی کوئی وجہ نہیں ہے''۔ سانگوک نے کہا۔

MashalBooks.com

''میں یہ نہیں کہتا کہ اسے چھپایا جائے'' میڈیکل سروسز کے سربراہ نے کہا۔''مگر چونکہ ہمیں افتتاحی تقریر کے لئے مریضوں کو اکٹھا وغیرہ کرنا ہے اس لیے میں نے سوچا کہ اس کے بعد ....''

''چلو اسے خود دیکھنے دو جیسے بھی حالات ہیں''

''میں جانتا ہوں کہ یہ آپ کا شعبہ ہے اور یہ آپ کی ہی ذمہ داری ہے۔لیکن ہمیں اس پر احتیاط سے غور کرنا چاہیے۔'' میڈیکل سروسز کا کوتاہ قد سربراہ جو جلدی بیماریوں کا ماہر تھا کسی قسم کی گڑبڑ نہیں چاہتا تھا۔کئی مہینے تک جب ہسپتال میں کوئی ڈائریکٹر نہیں تھا اور وہ قائم مقام ڈائریکٹر کی حیثیت سے کام کر رہا تھا تو مریضوں کے علاج اور ہسپتال کی بہتری کے لیے اس نے سب سے زیادہ جوش وخروش سے کام کیا تھا۔لیکن وہ کسی قسم کی گڑبڑ یا جھگڑا برداشت نہیں کرسکتا تھا۔

سانگوک خاموش رہا اور ڈائریکٹر کا انتظار کرتا رہا۔صدر ہسپتال کے دوسو کے قریب عملے کے ارکان کے ساتھ وہ کانفرنس روم میں بیٹھا انتظار کر رہا تھا۔اور وہ میڈیکل سروسز کے سربراہ کا مشورہ ماننے کو تیار نہیں تھا۔

آٹھ بجنے میں دس منٹ باقی تھے تو ڈائریکٹر آخر کار شعبۂ افرادی امور کے سربراہ کی رہنمائی میں دفتر میں داخل ہوا۔یوں لگ رہا تھا جیسے شعبہ افرادی امور کے گول مٹول سربراہ کو ڈائریکٹر سے قدم ملانے کے لئے دوڑنا پڑ رہا ہے۔نیا ڈائریکٹر سیڑھیوں پر لمبے لمبے ڈگ بھرتا دوسری منزل پر آیا تھا۔اس وقت میڈیکل سروسز کا سربراہ انتظامی عملے کے ارکان کے ساتھ نئے ڈائیریکٹر کے دفتر سے ملحق پرائیویٹ میٹنگ روم میں چلا گیا تھا تا کہ پہلے دن اس کا وہاں ان کا استقبال کیا جائے۔

''کیا اس رات کچھ ہوا تھا؟''

ڈائریکٹر کے پہلے ہی الفاظ نے سانگوک کو خوش کر دیا۔

اپنے عملے کے ارکان سے پہلی ہی ملاقات میں اس کے یہ عام سے الفاظ کچھ بے معنی سے معلوم ہوئے۔اگرچہ ڈائریکٹر کی فوجی وردی پہلے دن کے حساب سے بہت اچھی طرح استری کی ہوئی اور اکڑی ہوئی تھی، اور اس نے اپنی پیٹی میں پستول کا اسٹریپ بھی باندھا ہوا تھا لیکن جس انداز سے اس نے عملے کے سلام کا جواب دیا وہ بہت ہی عام سا تھا جیسے وہ ہسپتال اور اس کے عملے کو ایک زمانے سے جانتا ہو۔اس کے حیرت انگیز طور پر کھردرے اور بظاہر جلد بازی میں ادا کیے ہوئے

MashalBooks.com

الفاظ نے ان لوگوں کو پریشان کر دیا جو میٹنگ روم میں اس کا انتظار کر رہے تھے۔

اس گھبراہٹ میں میڈیکل سروسز کے سربراہ نے سانگوک کو دیکھا۔ مگر سانگوک نے اس کی پروانہیں کی۔

''میں آپ کو کچھ بتانا چاہتا ہوں۔''

سانگوک کے الفاظ سن کر ڈائریکٹر کے قدم رک گئے۔ وہ دفتر میں داخل ہونے کے لیے عملے کی طرف سے پیٹھ موڑ چکا تھا مگر یہ سن کر وہ وہیں کھڑا ہو گیا۔

''میں نے صدر ہسپتال کے عملے کو کانفرنس روم میں بلایا ہے۔'' ڈائیریکٹر مڑا تو میڈیکل سروسز کے سربراہ نے آگے بڑھ کر سانگوک کو ٹوکا۔ ڈائریکٹر نے اس کی طرف زیادہ توجہ نہیں دی اور سانگوک کی طرف رخ کر لیا۔

''آپ کیا بتانا چاہتے ہیں؟''

اسے سانگوک کی آنکھوں میں کوئی ضروری بات کہنے کی عجلت نظر آ رہی تھی۔ ڈائیریکٹر اس کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا جیسے اصرار کر رہا ہو کہ ''ہاں۔ بولو''

اچانک سانگوک کو محسوس ہوا کہ اس کا دل بیٹھ رہا ہے۔ کمرے میں موجود ہر شخص کی نظریں اس پر مرکوز ہو گئی تھیں۔ مگر سانگوک کی ایک عجیب سی عادت بھی تھی۔ بچپن سے لے کر اب تک اسے یہ بالکل اچھا نہیں لگتا تھا کہ کوئی اسے نظر بھر کر دیکھے۔ بلکہ وہ تو اس سے ڈرتا تھا۔ وہ کسی کی نظروں کا مقابلہ کرتا تو اسے محسوس بھی نہ ہوتا اور اس کا دل بیٹھنے لگتا۔ ایک بار اسے اس طرح دیکھنے والی نظروں کا احساس ہو جاتا تو وہ کئی کئی دن پریشان رہتا اور طرح طرح کے واہموں میں پھنسا رہتا۔ حتیٰ کہ اگر وہ کسی کمرے میں تنہا بھی ہوتا تب بھی وہ اس احساس سے چھٹکارا نہ پاتا کہ دور کسی کی آنکھیں سانس روکے اس کی پیٹھ کے کسی حصے پر جمی ہوئی ہیں۔ اس وقت اسے ٹھنڈے پسینے آ گئے۔ لیکن اب وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا۔

''چلو مجھے بتاؤ۔ علیحدگی میں بتانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔'' ڈائیریکٹر نے اصرار کیا۔

''کل رات فرار کا واقعہ ہوا تھا''

''کیا؟''

MashalBooks.com

''جی، بظاہر تو یہ نیا واقعہ ہوا، مگر کبھی کبھی ایسا ہو ہی جاتا ہے۔''

میڈیکل سروسز کے سربراہ نے ایک بار پھر ٹوکا اور سانگوک کو ایسی تیز نظروں سے دیکھا جیسے کہہ رہا ہو ''میں نے تم سے پہلے ہی کہا تھا۔'' لیکن لگتا تھا کہ ڈائیریکٹر کو یہ مداخلت پسند نہیں آئی۔

''بظاہر 'تو سے' تمہارا کیا مطلب ہے؟۔ وہ فرار ہوئے ہیں یا نہیں؟ اور یہ واردات ہوئی کہاں ہے؟ وہ کہاں سے فرار ہوئے ہیں؟''

''سن سینگ گاؤں سے۔''

''میں گاؤں کا نہیں پوچھ رہا ہوں'۔ میں پوچھ رہا ہوں وہ کس راستے سے گئے اور کس طرح فرار ہوئے؟''

''ہوں۔ سن سینگ گاؤں کے پیچھے ساحل سمندر پر کچھ زمین آگے کو نکلی ہوئی ہے۔ لوگ اسے تول بری کہتے ہیں۔ فرار کے لیے اکثر یہی جگہ اختیار کی جاتی ہے۔''

''چلو۔' ابھی وہاں چلو۔ ہم وہاں چل کر دیکھتے ہیں۔''

''آپ کا مطلب ہے۔ ابھی؟۔''

''معلوم ہوتا ہے ایک بات بار بار سننے کی تمہاری عادت پڑ گئی ہے۔ ہونہہ؟''

''لیکن کانفرنس ہال میں ہسپتال کا عملہ آپ کا استقبال کرنا چاہتا ہے۔''

''وہ ضروری نہیں ہے میں واپس آ کر ان سے مل لوں گا''

''آج مریض بھی آپ کے سامنے پیش ہوں گے۔''

''آج اس کی ضرورت نہیں ہے۔ جب ضرورت ہوگی تو میں ان سے مل لوں گا۔ میں خود ہی بتا دوں گا، اس کے لیے آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔''

''مگر''۔

کچھ سوچے بغیر میڈیکل سروسز کا سربراہ ایک دم کھڑا ہو گیا۔ دفتر کے دوسرے لوگ بھی اپنی اپنی جگہ پر ساکت ہو گئے جیسے وہ اپنے سربراہ کی تقلید کر رہے ہوں۔ ڈائریکٹر ابھی اپنے دفتر میں پوری طرح داخل نہیں ہوا تھا۔ وہ عملے کے ان ارکان کی طرف دیکھنا نہیں چاہتا تھا جو اس کے سامنے کھڑے تھے، اس لیے اس نے ان کی طرف سے پیٹھ موڑ لی تھی۔ لیکن اچانک اسے کچھ یاد آیا اور

MashalBooks.com

اس نے سر گھما کر ساتگوک کو دیکھا۔

''میں جو کام کر رہا ہوں معلوم ہوتا ہے میڈیکل سروسز کے سربراہ اسے پسند نہیں کرتے، اس لیے آپ ہی میری رہنمائی کیوں نہیں کرتے؟''

چنانچہ ڈائیریکٹر نے اس کام کا بہانہ بنا کر ہسپتال میں اپنا پہلا دن اس طرح گزارا کہ وہ افتتاحی تقریر کرنے سے بچ گیا۔اور یہ معمول کے خلاف بات تھی۔

-2-

بہرحال کوئی بھی وجہ ہو، جزیرہ کے ہسپتال میں یہ معمول سے ہٹ کر بات تھی کہ نیا ڈائیریکٹر پہلے دن عملے کے سامنے تقریر نہ کرے۔ جب بھی کوئی نیا ڈائیریکٹر آتا تو اس کے ساتھ سب لوگوں کی کچھ امیدیں وابستہ ہوجاتیں۔ چنانچہ جب نئے ڈائیریکٹر نے افتتاحی تقریر نہ کی تو لوگوں نے خیال کیا کہ وہ شاید پہلا ڈائیریکٹر ہوگا جس کے دماغ میں تمام ڈائریکٹروں کا دل پسند کانسی کا مجسمہ نہیں ہوگا۔

نیا ڈائیریکٹر جب بھی آتا وہ ہمیشہ دو افتتاحی تقریریں کرتا تھا۔ پہلی تقریر صبح سویرے بڑے ہسپتال کے دوسو کے قریب عملے کے سامنے کی جاتی تھی جس میں ہسپتال کی ترقی اور انتظامی عملے کی فلاح و بہبود کے منصوبوں اور نئی تجاویز کا اعلان کیا جاتا تھا۔ان اعلانوں یا فرمانوں کے بعد عملے کی سستی و کاہلی اور ان کی طرف سے قیمتی ضوابط نظر انداز کرنے پر نکتہ چینی کی جاتی (اب یہ بات کبھی معلوم نہ ہوسکی کہ نئے ڈائریکٹروں کو پہلے دن ہی اس کا علم کیسے ہوجاتا تھا) تمام نئے ڈائریکٹر ہسپتال کی ترقی کے لیے ہمیشہ اپنی نئی اختراعی پالیسیوں پر پرجوش تقریر کرتے اور اپنے عزم، اپنے خلوص اور خدمت خلق سے اپنی وابستگی پر بار بار اصرار کرتے۔

عملے کے لیے یہ معمول کی تقریر ہوتی تھی۔ لیکن اصل تقریر دوسری ہوتی تھی۔ وہ تقریر جو مریضوں کی موجودگی میں کی جاتی۔ ہر بار جب نیا ڈائیریکٹر آتا تو کئی دیہات کے پانچ ہزار مریض چن گانگ گاؤں کے مریضوں کے علاقے کے پارک پلازہ میں اکٹھے ہوجاتے۔ سوائے ان مریضوں کے جو چلنے پھرنے کے قابل نہ ہوتے۔ یہ جگہ ایک سو پچاس میٹر بفرزون کے سامنے تھی اور اس علاقے کو الگ کرتی تھی جہاں عملے کے ارکان رہتے تھے۔ عام طور پر یوں ہوتا تھا کہ عملے کے

MashalBooks.com

ارکان کے ساتھ ابتدائی کانفرنسوں کے بعد نیا ڈائیریکٹر چن گانگ گاؤں میں پارک پلازہ جاتا اور مریضوں سے ملاقات کرتا۔ یہ نیا ڈائیریکٹر وہاں بھی ہسپتال کا انتظام بہتر بنانے کے لیے اپنے غیر معمولی منصوبے کا دوبارہ اعلان کرتا۔ اور مریضوں کے فائدے کے لیے نئے انتظامات کرنے کے وعدے کرتا۔ وہ مریضوں اور ان لوگوں کے حقوق اور ان کے مفادات کے تحفظ کا بھی وعدہ کرتا جو بفرزون میں رہتے ہیں۔ اور یہ عہد کرتا کہ اپنے منصوبوں پر وہ خود عمل درآمد کرائے گا۔ ہسپتال کے قیام کے تقریباً چالیس سال کے عرصے میں لگ بھگ دس ڈائیریکٹروں نے ایسا ہی کیا تھا۔ اس لیے یہ سوچنا قدرتی سی بات تھی کہ نیا ڈائیریکٹر بھی ایسا ہی کرے گا۔ کیونکہ وہاں کی روایت ہی یہ تھی۔

لیکن ایسے لگتا تھا کہ اس ڈائیریکٹر کو افتتاحی تقریر کرنے سے کوئی دلچسپی ہی نہیں تھی۔

''شاید اس کے ذہن میں اپنا مجسمہ بنوانے کا خیال نہیں ہے'' سانگوک نے ڈائیریکٹر کے پیچھے چلتے چلتے سوچا۔ وہ ایسے چل رہا تھا جیسے اسے گھسیٹا جا رہا ہو۔ بہرحال ڈائیریکٹر بہت بے چین تھا۔ وہ غیر معمولی طور پر مصروف نظر آ رہا تھا۔ ہسپتال کے دروازے کے سامنے ڈائیریکٹر کی کار تیار کھڑی تھی۔

کار میں بیٹھنے سے پہلے ڈائریکٹر میڈیکل سروسز کے سربراہ کی طرف مڑا جو باہر کے دروازے تک اس کے پیچھے پیچھے آیا تھا ''یاد رکھو، ہمارے واپس آنے تک ہسپتال کی کارکردگی کی رپورٹ تیار ہو جانا چاہیے۔''

سانگوک ڈائیریکٹر کے پیچھے پیچھے گیا اور کار میں سوار ہو گیا۔ چونکہ ڈائریکٹر ڈرائیور کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا تھا اس لیے سانگوک، جسے اس کی رہنمائی کرنا تھی، مجبوراً پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔

''سفر بخیر ہو منیجر ژی، میں تفصیل کے ساتھ آپ کو ساری باتیں سمجھا دوں گا۔''

میڈیکل سروسز کا ڈائیریکٹر تعظیماً جھکا اور سانگوک کو ایسے دیکھا جیسے وہ کسی بات کے لیے پریشان ہو۔ ڈائیریکٹر نے اب بھی اس کی طرف توجہ نہیں دی۔

''چلو۔'' ڈائیریکٹر نے ڈرائیور سے کہا۔ اور ایک بار پھر اسے مریضوں کا فرار یاد آ گیا اور اس کا موڈ بگڑ گیا۔ وہ انہیں برا بھلا کہنے لگا۔

''لعنت ہو ان پر۔ کیسے بیہودہ لوگ تھے کہ میرا چہرہ دیکھے بغیر ہی بھاگ گئے۔'' چونکہ وہ بہت

MashalBooks.com

غصے میں تھا اور بھاگنے والوں کو لعنت ملامت کر رہا تھا اس لیے اس کی زبان سے ناشائستہ الفاظ نکل رہے تھے۔ کار ایک چھوٹی سی پہاڑی پر پہنچی اور عملے کے ارکان اور مریضوں کے علاقوں کے درمیانی حصے میں داخل ہوئی تو اچانک اسے یاد آیا کہ سانگوک بھی اس کے ساتھ ہے۔ وہ پیچھے مڑا اور بولا''۔ اس ہسپتال میں آپ کیا ہیں؟ آپ کا عہدہ کیا ہے؟''

''جناب میں ؟ ۔۔میں ژی سانگوک ہوں۔ ہائی جین ڈویژن کا انچارج۔'' ڈائیریکٹر سوال کرنے کے بعد سامنے دیکھ رہا تھا اس لیے سانگوک نے نہایت روکھے انداز میں اس کی پیٹھ کو جواب دیا۔ ڈائیریکٹر نے ایک اور سوال کر دیا۔'' ہائی جین ڈویژن؟۔ آپ اس ڈویژن میں کیا کرتے ہیں؟'' پہلے ڈائیریکٹروں کے برعکس۔ جو یہ ظاہر کرتے تھے کہ ہسپتال کے بارے میں وہ ہر چیز جانتے ہیں۔۔ خاص طور پر یہاں آنے کے فوراً بعد۔۔ یہ ڈائیریکٹر کسی تکلف کے بغیر سوال پر سوال کر رہا تھا۔

''وہ میڈیکل سروسز ڈویژن کا حصہ ہے۔ ہماری اصل ذمہ داری مریضوں کا بیکٹیریا لوجیکل ٹیسٹ اور ان کے مرض میں افاقہ کے ساتھ ان کو تربیت دینا ہوتی ہے۔ البتہ اس کے ساتھ ہم لاشوں کی دیکھ بھال اور انہیں جلانے کے کام کی نگرانی بھی کرتے ہیں۔''

''تو گویا، دوسروں کی نسبت آپ مریضوں کی حالت کے بارے میں زیادہ جانتے ہوں گے۔ اس لئے امید ہے آج آپ میری معلومات کی ساری کمی پوری کر دیں گے۔''

''میرے لیے جہاں تک ممکن ہو سکا میں سب واضح کر دوں گا۔''

اس علاقے کو گھیرنے والی خاردار تاروں کی باڑھ کے ساتھ ساتھ بفر زون سے گذرتی ہوئی کار چان گن گاؤں میں داخل ہو گئی۔ دائیں جانب ڈائیریکٹر کو خوش گوار گہرا نیلا سمندر نظر آ رہا تھا۔ ساحل کے ساتھ ساتھ جانے والی سڑک کے کنارے چمک دار مٹیلا لے رنگ کے چلغوزے کے درخت کھڑے تھے۔ خلیج ٹوک نیانگ پار کرنے والی چند سیل بوٹ ہی تھیں جو صاف نیلے سمندر کی سطح پر دھبے سے بن گئی تھیں ورنہ سمندر بالکل صاف تھا۔ سمندر ایسا پرسکون تھا کہ جھیل معلوم ہو رہا تھا۔ یہ مجمع الجزائر اپنے خوبصورت مناظر کے لیے مشہور تھا گرمیوں اور سردیوں دونوں میں اس جزیرہ کے مناظر کا کوئی مقابلہ ہی نہیں تھا۔

MashalBooks.com

''بہت ہی خوبصورت ... یہ منظر تو بہت ہی دلکش ہے۔''

دوسروں کی طرح وہ ڈائریکٹر بھی جزیرہ کے خوبصورت منظر سے مسحور ہوگیا تھا۔ وہ کار کی کھڑکی سے گذرنے والے مناظر میں کھویا ہوا تھا۔ معلوم ہوتا تھا کہ مریضوں کے فرار کی وجہ سے اس کے مزاج میں جو تلخی آگئی تھی اب وہ کم ہوگئی ہے۔ تھوڑی دیر بعد وہ مڑا اور سانگوک سے پوچھا۔

''یہ جزیرہ کتنا بڑا ہے؟''

''میرا خیال ہے یہ بارہ سوا یکڑ سے تھوڑا بڑا ہے۔ اس کے ایک تہائی حصے میں سرکاری رہائشیں ہیں اور باقی حصے کو مریضوں کے لیے بارہ دیہات میں تقسیم کردیا گیا ہے۔ اس وقت ہم چان گن گاؤں سے گذر رہے ہیں۔ یہاں کے لوگ عملے کے ارکان کے علاقے کو جزیرے کا سیول کہتے ہیں۔ میں نے سنا ہے کہ اس گاؤں کو چان گن کہتے ہی اس لئے ہیں کہ یہ اس سیول سے زیادہ قریب ہے۔

یہ شاید اس خوبصورت منظر کا اثر تھا کہ سانگوک دفتر سے جس ذہنی دباؤ کا شکار چلا آرہا تھا اب آہستہ آہستہ اس میں کمی محسوس کررہا تھا۔ جوں جوں ڈائریکٹر ان نظاروں کے سحر میں گرفتار ہوتا جارہا تھا سانگوک کے دل میں اس کے لیے نرمی پیدا ہورہی تھی۔ حالانکہ ڈائریکٹر نے اس سے نہیں پوچھا تھا پھر بھی سانگوک نے تفصیل بتانا شروع کردی۔

''پورا جزیرہ ہی ایک بہت بڑا پارک نظر آتا ہے۔'' ڈائریکٹر ایسے بڑبڑایا جیسے اپنے آپ سے باتیں کررہا ہو۔ اس نے اس بات سے کوئی دلچسپی ظاہر نہیں کی کہ اس گاؤں کا یہ نام کیوں رکھا گیا ہے۔ سانگوک نے محسوس کیا کہ ڈائریکٹر اس جزیرے کے بارے میں کسی غلط تصور کا شکار ہورہا ہے۔ مگر وہ اس کی غلط فہمی ابھی دور کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ ایک نئے ڈائیریکٹر کی حیثیت سے یہ غلط تصور شاید ٹھیک ہی ہو۔

''جلد ہی اسے احساس ہوجائے گا کہ وہ اپنے دماغ میں غلط تصورات پال رہا ہے۔'' سانگوک نے سوچا۔

''جیسے آپ جانتے ہیں اس جزیرے کے نام کا مطلب ہے 'ننھا ہرن'۔ لوگ کہتے ہیں کہ اس کا نام جزیرہ سوروک اس لیے نہیں رکھا گیا تھا کہ اس کی شکل اور ساخت ہرن کی سی ہے بلکہ اس کے

MashalBooks.com

خوبصورت مناظر کی وجہ سے اس کا یہ نام پڑا۔ اب جہاں تک پارکوں کا تعلق ہے یہاں واقعی ایک پارک ہے۔اس سے اگلا گاؤں چن گانگ کہلاتا ہے۔ ہم وہاں ٹھہریں گے تو آپ خود دیکھ لیجے گا۔ وہاں جو پارک ہے وہ اس جزیرے کے تمام مریضوں کے لیے بنایا گیا ہے اور ...''

ڈائیریکٹر خاموش رہا۔وہ اپنے خیالوں میں اور بھی ڈوب گیا تھا۔ چن گان گاؤں میں داخل ہونے کے بعد ان کی کار تھوڑی تھوڑی دیر بعد سڑک پر جانے والے کسی مریض کے قریب سے گذرتی۔ اکثر عورتیں ''چینی راما جوگوری'' پہنے ہوئے تھیں جبکہ مرد پتلون اور گرمیوں کی قمیص پہنے ہوئے تھے۔ وہ جزیرے سے باہر کے لوگوں سے مختلف نظر نہیں آرہے تھے۔ایک بوڑھی عورت سر پر ٹوکری رکھے تھکے تھکے قدموں سے بازار سے آرہی تھی۔ ایک جوان مرد جو ابھی نیند سے جاگا تھا سر پر تنکوں کا ہیٹ رکھے سست قدموں سے کھیتوں کی طرف جارہا تھا۔ یہ وہ لوگ تھے جو ہر طرف دکھائی دے رہے تھے۔ بوڑھی عورت اور جوان مرد۔عورتیں بڑے سکون کے ساتھ سرخ مولیوں کے کھیتوں میں کام کرتی تھیں۔ وہ جاتی گرمیوں کی دھوپ سے بچنے کے لیے سر پر دوہری تولیہ رکھے بیٹھی تھیں۔ صرف یہ فرق تھا کہ نزدیک سے دیکھنے پر ہی معلوم ہوتا تھا کہ ان سب نے دھوپ کی عینک لگائی ہوئی ہے۔ایک جگہ ایک ادھیڑ عمر کا آدمی سائیکل پر آرہا تھا۔ وہ قریب آیا تو معلوم ہوا کہ وہ ایک ہی ٹانگ سے بڑی مہارت کے ساتھ سائیکل چلا رہا ہے۔کسی نئے آدمی کے لئے یہ بالکل ہی غیر معمولی نظارہ ہوسکتا تھا۔مگر لگتا تھا کہ ڈائیریکٹر اس سے قطعاً متاثر نہیں ہوا تھا۔

''کل رات کے فرار کے علاوہ کچھ اور وارداتیں بھی ہوئی ہیں؟'' ڈائیریکٹر نے اچانک سوال کیا۔اس کی نگاہیں کھڑکی سے باہر نظاروں پر ٹکی ہوئی تھیں۔اس کے لہجے سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ یہ نہیں سمجھ پارہا ہے کہ آخر لوگ اس جگہ سے بھاگنا کیوں چاہتے ہیں۔ یہ بھی اس کا ایک اور واہمہ تھا۔ آخر سانگوک کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔

کافی عرصہ پہلے ایک خوبصورت خاتون آرٹسٹ اس جزیرے پر آئی تھی۔ وہ جزیرہ پر آئی اور ایک غریب لڑکی سے ملی۔لڑکی کی ماں کو بیماری لگ گئی تھی اور باہر کی دنیا کو بھول کر وہ یہاں آگئی تھی۔لیکن لڑکی اپنی ماں کو نہیں بھولی تھی۔ بعد میں وہ نرس بن گئی اور اس جزیرے پر آگئی تاکہ اپنی ماں کے قریب رہ سکے۔ اس کے قریب رہنے کے لیے وہ لمبے عرصے تک جزیرہ پر رہی۔ خاتون

MashalBooks.com

آرٹسٹ لڑکی سے ملنے کے بعد جزیرے سے چلی گئی۔ لیکن وہ اسے نہیں بھولی۔ اور اگلے بیس سال وہ وقتاً فوقتاً اس کے بارے میں سوچتی رہی۔ بیس سال گذرنے کے بعد گرمیوں کے ایک دن آرٹسٹ نے اس لڑکی کے چہرے کی قلمی تصویریں بنانا شروع کر دیں۔ اس نے اس لڑکی کے چہرے کی بے شمار تصویریں بنائیں۔ کبھی تو اس نے ایسا چہرہ بنایا جس کے بالوں میں پھولوں کا تاج تھا۔ دوسری تصویر میں اس نے چمک دار نقاب چہرے پر ڈالی ہوئی ہے، جیسے دلہن شادی کے لیے تیار ہو رہی ہے۔ اس نے اس لڑکی کے پروفائل کی تصویریں بھی بنائیں۔ اور اس کے چہرے کی سامنے سے بھی تصویریں بنائیں۔ اکثر تصویریں ہلکے نارنجی رنگ سے دمک رہی تھیں۔ یا پھر وسٹیریا کے بنفشی پھولوں کے رنگ کی چھوٹ ان پر پڑ رہی تھی۔ ہر تصویر میں لڑکی کے ہونٹ بہت خوبصورت تھے، جیسے پھول کی پنکھڑیاں ایک دوسرے سے مل رہی ہوں۔ مگر وہ ہونٹ منہ سے کوئی لفظ نہیں نکال رہے تھے۔ لڑکی کی کہانی اس کی آنکھوں کے ذریعہ بیان کی گئی تھی۔ اس کی آنکھیں اس جزیرے کی کئی کہانیاں بیان کر رہی تھیں۔ اور وہ دردناک مگر خوبصورت کہانیاں تھیں۔ آرٹسٹ کی ان قلمی تصویروں کی نمائش کی گئی تو بہت سے لوگوں نے کہا کہ انہوں نے جزیرے کی خوبصورت کہانیاں اس لڑکی کی آنکھوں میں پڑھی ہیں۔ اور انہوں نے یہ بھی کہا کہ اس لڑکی اور اس جزیرے سے وہ محبت کرنے لگے ہیں۔ خوبصورت لڑکی، پیاری لڑکی اور لڑکی کا جزیرہ۔ ان کے لیے جزیرہ خواب کی طرح خوبصورت تھا۔ اور ان کے نزدیک یہ لڑکی ہی جزیرہ تھا۔

''جی نہیں، میں یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ ایسے واقعات اکثر ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن کبھی کبھی ایسا ہو جاتا ہے'' سانگلوک نے مبہم سا جواب دیا۔

''کبھی کبھی ایسا ہو جاتا ہے ؟! ...'' ڈائریکٹر نے سر جھٹکا۔

''خاص طور سے جب نیا ڈائیریکٹر آتا ہے...''

''اچھا؟۔ تو یہ لوگ ہمیشہ اس وقت کا انتخاب کیوں کرتے ہیں جب کوئی نیا ڈائیریکٹر آتا ہے؟''

''ہو سکتا ہے یہ اتفاق ہی ہو، لیکن مجھے ایسا کوئی موقعہ یاد نہیں جب کوئی نیا ڈائیریکٹر آیا ہو اور مریضوں کے فرار ہونے کی واردات نہ ہوئی ہو۔''

''اس کی کوئی وجہ ہے؟''

MashalBooks.com

''کوئی خاص وجہ تو نہیں ہے۔مگر ...''

''مگر کیا؟''

''جی ...اگر یہ اتفاق بار بار ہو رہا ہو تو میرا خیال ہے آپ اسے اتفاق نہیں کہہ سکتے۔ مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ آپ اسے اپنے یہاں آنے کا خیر مقدمی تحفہ ہی سمجھ لیجیے اور بھول جایئے ...''

''خیر مقدمی تحفہ ...؟ مگر مجھے یہ خیر مقدمی تحفہ بالکل قبول نہیں ہے۔ میں اسے کیسے برداشت کر سکتا ہوں۔''

''جی ...''

''بولو۔اگر اس خیر مقدمی تحفے کا کوئی خفیہ مطلب ہے تو آپ کیا سمجھتے ہیں مجھے اس کے بارے میں معلوم نہیں ہونا چاہیے؟''

''میں کیا کہہ سکتا ہوں اس بارے میں'' سانگوک نے اپنی جان چھڑانا چاہی۔اب ڈائیریکٹر کو جیسے کوئی نیا خیال سوجھا۔ وہ بولا۔

''ہوں،کیا کہہ سکتا ہوں... ؟ آپ بڑے تکبر کے ساتھ بات کر رہے ہیں۔اس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر آپ کو معلوم بھی ہو تب بھی آپ مجھے نہیں بتائیں گے؟۔آپ یہی کہہ رہے ہیں نا؟''

سانگوک کی سرزنش کرنے کے بعد اس نے کہا''ٹھیک ہے۔اگر آپ نہیں بتانا چاہتے تو میں خود ہی معلوم کر لوں گا۔''

اس کے چہرے پر مصمم ارادے کا تاثر تھا۔اس نے اپنا چہرہ موڑ لیا۔سانگوک کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ پھر آ گئی۔

اس عرصے میں کار چن گان گاؤں سے باہر نکل آئی تھی اور چون گانگ گاؤں کی سڑکوں پر سے گزر رہی تھی جہاں بڑا کلنک اور کیتھولک چرچ تھے۔سانگوک نے ڈائریکٹر سے دریافت کیا کہ کیا وہ یہاں ٹھہر کر اس کا معائنہ کرنا چاہیں گے؟''لیکن ڈائیریکٹر کا ارادہ واپسی پر وہاں ٹھہرنے کا تھا۔اس لیے اس نے ڈرائیور سے کہا کہ تول بری کی طرف چلتا رہے جہاں وہ مقام تھا جہاں سے مریض فرار ہوئے تھے۔

MashalBooks.com

اب کارسن سینگ گاؤں کے تول بری ساحل پر پہنچ گئی تھی۔ وہ دونوں کار سے اتر گئے۔ وہ جگہ بالکل سنسان پڑی تھی کیونکہ وہاں لوگ کم ہی آتے تھے۔ موسم گرما کے سمندر کی لہریں ان کے پیروں سے ٹکرا رہی تھیں۔ آبنائے کے پار نوک ٹونگ کی بندرگاہ اتنی قریب نظر آ رہی تھی جیسے اسے چھوا جا سکتا ہو۔ موٹر لانچ سے وہاں جانے میں دس منٹ لگتے ہوں گے۔ چھ سو میٹر چوڑی آبنائے جزیرہ کو بندرگاہ سے الگ کرتی تھی۔ لیکن اگرچہ آبنائے ایک کلومیٹر سے بھی کم چوڑی تھی پھر بھی سمندر کڑوے پانی سے بھرا ہوا تھا۔ اس لیے اگر مریض ایک بار نوک ٹونگ سے جزیرہ کی طرف چلے جاتے تو پھر وہ زندہ واپس نہیں آ سکتے تھے۔

''وہ یہاں سے سمندر کیسے پار کر سکتے ہیں؟'' ڈائیریکٹر جو خاموشی سے نوک ٹونگ بندرگاہ کی طرف دیکھ رہا تھا سان گوک کی طرف مڑا۔ جیسے یہ بات اس کی سمجھ میں آ ہی نہیں سکتی تھی کہ یہاں سے مریض فرار بھی ہو سکتے ہیں۔

''وہ یا تو ادھر سے گذرتی ہوئی مچھیروں کی کشتی کو اشارہ کرتے ہیں۔ یا پھر لکڑی کے ٹکڑے پر تیرتے ہوئے چلے جاتے ہیں۔''

''حالانکہ لہریں بہت تیز ہوتی ہیں۔ کیا خیال ہے آپ کا؟''

''اسی لیے تو جو لوگ تیر کر فرار ہونے کی کوشش کرتے ہیں وہ اکثر لہروں کی نذر ہو جاتے ہیں''

''تو، ان کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے جو اس رات فرار ہوئے؟''

''شاید انہوں نے کسی کشتی کو اشارہ کیا ہوگا۔ اگر وہ تیرنے کی کوشش کرتے تو ان کا حشر بھی وہی ہوتا۔''

''.....''

''ہم یہ فرار روکنے کے لیے کئی طریقوں پر غور کر رہے ہیں۔ ہم جس سڑک پر چل رہے ہیں اصل میں یہ ساحل پر گشت کرنے والے سپاہیوں کے لیے بنائی گئی تھی۔ مگر اس سے کام نہیں بنا۔''

''بہرحال یہ تو کسی طرح بھی ان کے لئے رکاوٹ نہیں بن سکتی۔ وہ تو ایسے لوگ ہیں جو اپنی جان خطرے میں ڈال دیتے ہیں۔ حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ اگر وہ لہروں میں پھنس گئے تو مر جائیں گے۔' کیا خیال ہے؟۔''

MashalBooks.com

''وہ بہت ہی مایوس لوگ ہوتے ہیں''

''.....''

ڈائیریکٹر خاموش رہا۔ اب وہاں دیکھنے کو کچھ بھی نہیں رہا تھا اس لیے وہ کار کی طرف چل دیا۔ تول بری ساحل پر اس کے لیے جاننے کو کچھ بھی نہیں تھا۔ کیونکہ وہاں انسانوں کے آثار ہی نہیں تھے۔

ڈائیریکٹر نے ڈرائیور کو واپس چلنے کی ہدایت کی۔ وہ سن سینگ گاؤں کے مریضوں والے علاقے کی طرف جانا چاہتا تھا۔ اس نے سانگوک سے کہا کہ وہ کچھ مریضوں سے اس کے ملنے کا بندوبست کرے۔ حالانکہ اس کام کے لیے اسے سانگوک کی مدد کی ضرورت نہیں تھی۔ اب جیسے ہی کار گاؤں میں داخل ہوئی وہاں سے گزرتے ہوئے چند مرد مریض وہاں مل گئے۔ وہ جلدی سے کار سے اترا۔

اگر مریضوں کے فرار کا ''خیر مقدمی تحفہ'' اس کی پہلی شکست تھی تو سن سینگ گاؤں میں اسے دوسری شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ وہ کار سے اترا اور ان لوگوں کی طرف بڑھا جو یہ سمجھ رہے تھے کہ وہ کار وہاں سے صرف گذر رہی ہے۔ اب انہوں نے دیکھا کہ ڈائیریکٹر ان کی طرف بڑھ رہا ہے تو وہ پیچھے ہٹنے لگے۔

''بات سنو۔ کل رات اس گاؤں سے جو دو آدمی فرار ہوئے ہیں ان کے بارے میں تم کچھ جانتے ہو؟۔'' یہ نہ جانتے ہوئے کہ وہاں کیا ہو رہا ہے، ڈائریکٹر نے ان دو آدمیوں کی طرف بڑھتے ہوئے سوال کیا جو گھبراہٹ میں جلدی جلدی پیچھے ہٹ رہے تھے۔ وہ آگے بڑھ رہا تھا اور وہ لوگ پیچھے ہٹ رہے تھے۔ وہ لوگ خالی خالی نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے۔ بالکل نظر نہیں آ رہا تھا کہ وہ اس کے سوال کا جواب دینا چاہتے ہیں۔

''میں نیا ڈائیریکٹر ہوں۔ پلیز، میرے سوال کا جواب دیجیے۔ کیا کل رات آپ کے گاؤں کے دو آدمی فرار نہیں ہوئے؟''

وہ دونوں اسی طرح خاموش رہے۔ شاید اس کا حلیہ، جیسے فوجی وردی اور پستول ان لوگوں کو خوف زدہ کر رہا تھا۔؟ وہ ڈرے ہوئے لگ رہے تھے، جیسے ابھی بھاگ کھڑے ہوں گے۔ دونوں

MashalBooks.com

جانب ایک عجیب سی خاموشی چھائی ہوئی تھی' عجیب اور بہت ہی گہری خاموشی۔ کوئی نہیں جانتا تھا کہ ان میں سے کون زیادہ خوف زدہ ہے۔ گرمیوں کے سہ پہر کی حدت نے چپکے سے ڈائیریکٹر اور ان دونوں آدمیوں کے درمیان فاصلہ جیسے پگھلا دیا تھا۔

''آخر سانگوک نے مداخلت کی۔

''یہ نئے ڈائیریکٹر ہیں۔ آپ لوگ کل رات کے واقعہ کے بارے میں کچھ جانتے ہیں؟ بولو؟''

دونوں آدمی سان گوک سے پانچ چھ قدم پیچھے ہٹ گئے۔ مگر اب انہوں نے سر ہلا کر جھجکتے ہوئے اس کے سوال کا جواب دیا۔

''وہ کیوں فرار ہوئے؟ آپ اس کی وجہ جانتے ہیں؟ آپ لوگ جزیرے سے کیوں بھاگنا چاہتے ہیں؟'' ڈائیریکٹر نے جلدی سے پھر دخل دیا۔ اور وہ دونوں پھر خاموش ہو گئے۔ اب یہ خاموشی ڈائریکٹر کے لئے برداشت سے باہر تھی۔ اس لیے وہ چیخا۔''بولو، بولتے کیوں نہیں؟۔''

وہ لوگ پھر بھی خاموش رہے۔

''بتاؤ، تم کیا جانتے ہو؟'' سان گوک نے لجاجت کے ساتھ ان سے درخواست کی۔ آخر ان میں سے ایک آدمی آہستہ آہستہ اپنا ہاتھ اپنے منہ کی طرف لے گیا۔ منہ پر ہاتھ رکھے رکھے اس نے اپنی گردن موڑی اور حقارت کے ساتھ کہا'' اگر آپ ہی اس کی وجہ نہیں جانتے تو پھر ہم بھی کچھ نہیں جانتے۔''

اس آدمی کی خوف زدہ آنکھوں میں اب نفرت کے شعلے بھڑک رہے تھے۔ بات ختم کرتے ہی اس نے اپنا منہ پھر موڑ لیا۔ دوسرا آدمی جو اسی طرح شعلہ بار نظروں سے دیکھ رہا تھا اس کے ساتھ ہی اس نے بھی پیٹھ پھیر لی۔

''مجھے بتاؤ نا۔ بولو۔ تم مریضوں کے فرار کے بارے میں ضرور جانتے ہو گے۔ بتاؤ''

ایک لمحہ کے لیے ڈائیریکٹر کا دایاں ہاتھ پستول کی طرف لپکا۔ وہ ان لوگوں پر ایسے چیخا جیسے وہ پاگل ہو گیا ہو۔ لیکن وہ دونوں آدمی اس کی طرف ایسے مڑے جیسے وہ کسی سے ڈر رہے ہوں۔ پھر وہ بڑے آرام کے ساتھ چلنے لگے۔ مگر ڈائیریکٹر کا غصہ ٹھنڈا نہیں ہوا تھا۔ وہ دونوں آدمی نظروں سے غائب ہو گئے تو ڈائیریکٹر اچانک قریب ترین گھر کی طرف لپکا اور صحن میں کھڑے ہو کر چیخا۔'' باہر

MashalBooks.com

آؤ'' شور سن کر ایک بوڑھا آدمی کمرے سے باہر آیا۔ یہاں بھی ڈائیریکٹر کو مایوسی ہوئی ۔کیونکہ اس آدمی نے اس سے بات نہیں کی۔ ناک بھوں چڑھاتے ہوئے وہ ڈائیریکٹر سے فاصلے پر کھڑا ہوگیا اور وردی میں ملبوس اس شخص کو ایسے غصے سے دیکھنے لگا جیسے کٹہرے میں بند کسی خوں خوار جانور کو دیکھ رہا ہو۔

''یہ لوگ میرے ساتھ ایسا کیوں کر رہے ہیں؟''

ڈائریکٹر نے کار میں واپس جاتے ہوئے غصے میں بھناتے ہوئے سوال کیا۔ حالانکہ وہ ڈائیریکٹر تھا مگر وہ نہیں جانتا تھا کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ لوگوں کی یہ حرکتیں دیکھ کر وہ اپنی بے عزتی محسوس کر رہا تھا۔ اس کا طیش آسانی سے ٹھنڈا نہیں ہو رہا تھا۔ سانگوک بھی اس کی وضاحت نہیں کر سکتا تھا۔ یہ ایسی بات نہیں تھی کہ چند الفاظ کی وضاحت سے کسی کی سمجھ میں آجاتی۔

یہ کہنا کہ اگر آپ نہیں جانتے تو میں بھی نہیں جانتا، اس کا مطلب یہ تھا کہ دونوں ہی اصل وجہ جانتے ہیں۔ اس کا یہ بھی مطلب تھا کہ اگر وہ ڈائیریکٹر بن کر جزیرہ میں آیا ہے تو اسے وجہ معلوم ہونا چاہیے۔ اور اگر وہ اس کی وجہ نہیں جانتا تو کسی وضاحت سے بھی یہ بات اس کی سمجھ میں نہیں آسکتی تھی۔ صرف فرار کی وجہ ہی نہیں بلکہ یہ وجہ بھی کہ یہ لوگ اتنی خودسری کے ساتھ اس کے سامنے خاموش کیوں کھڑے رہتے ہیں۔ ویسے دراصل دونوں کی وجہ ایک ہی تھی۔

تم خود ہی کیوں نہیں معلوم کرتے کہ وہ لوگ یہاں سے بھاگنا کیوں چاہتے ہیں' گاؤں کے لوگ تم سے بات کرنے سے گریز کیوں کرتے ہیں' وہ تم سے ڈرتے کیوں ہیں' وہ تمہیں صحیح معلومات دینے سے گھبراتے کیوں ہیں؟ ٹھیک ہے۔ اس میں وقت تو لگے گا۔ لیکن تمہیں یہ گتھی خود ہی سلجھانی پڑے گی۔ تمہیں اس جزیرے پر پہلا کام یہی کرنا چاہیے۔ سانگوک نے سوچا کہ اگر ڈائیریکٹر اپنا مجسمہ نہیں بنوانا چاہتا اور اگر اس کا افتتاحی تقریر کرنے کا ارادہ نہیں ہے تو پھر اس بات کا واقعی امکان ہے کہ وہ اصل بات جان جائے گا۔ البتہ یہ بھی نہیں ہوسکتا تھا کہ وہ ڈائیریکٹر کے سوالوں کے جواب ہی نہ دے۔ اس لیے اس نے الٹی سیدھی باتیں شروع کر دیں۔

''آپ کہتے ہیں یہ لوگ آپ سے بھاگتے کیوں ہیں؟ یہ یہاں کے ضابطے ہیں۔ جب کوئی مریض کسی صحت مند آدمی سے بات کرتا ہے تو اسے بات کرتے ہوئے پانچ قدم دور رہنا چاہیے۔

MashalBooks.com

اسے ایک جانب 55 ڈگری پر اپنا چہرہ مڑا رکھنا چاہیے اور منہ پر ہاتھ رکھا ہونا چاہیے۔ یہ یہاں کا قاعدہ ہے۔ اس لیے یہ لوگ اس ضابطے کی پابندی کر رہے ہیں۔''

ڈائیریکٹر جانتا تھا کہ سانگوک اسے بہلانے کی کوشش کر رہا ہے۔ اس نے اس کے لغو جواب کی طرف توجہ ہی نہیں دی۔ واپسی میں سانگوک ڈائیریکٹر کو جزیرے کے چند مشہور مقامات دکھانے لے گیا۔ گاؤں کے آدمیوں کے ساتھ اسے جو تلخ تجربہ ہوا تھا اس کی وجہ سے ڈائیریکٹر کو یہ مقامات دیکھنے میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ اس کے باوجود سانگوک جان بوجھ کر مختلف مقامات دکھانے لے گیا۔ وہ چاہتا تھا کہ ڈائیریکٹر جزیرے کو صحیح طرح سمجھ لے۔ اسے خطرہ تھا کہ دوسرے ڈائیریکٹروں کی طرح یہ ڈائیریکٹر بھی جزیرے کے بارے میں آسانی سے غلط فہمی کا شکار ہو سکتا ہے۔ اس کی غلط فہمی کا اندازہ تو اس وقت ہی ہو گیا تھا جب اس نے اس جزیرہ کا موازنہ کسی پارک سے کیا تھا۔ کم سے کم اس کی نظروں میں جزیرہ ایسا افسردہ اور مایوس کن نہیں تھا جیسے ان لوگوں کے لئے تھا جنہوں نے خاتون آرٹسٹ سے اس کے بارے میں سنا تھا، یا قلمی تصویروں میں موجود لڑکی کی آنکھوں میں بھری ہوئی کہانیوں میں جھلکتی پرچھائیاں ان سے کہتی تھیں۔ اسی لیے اس جزیرے سے لوگوں کا فرار ہونا اس کی سمجھ میں نہیں آتا تھا۔

لیکن سانگوک جانتا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ ڈائیریکٹر جس لینڈ اسکیپ کی تعریف کرتا ہے وہ اصل میں یہ جزیرہ نہیں ہے۔ لینڈ اسکیپ کی خوبصورتی باہر کی دنیا ہے کیونکہ اس جزیرے سے آدمی باہر کی دنیا کو دیکھتا ہے۔ اسی طرح آرٹسٹ نے جس لڑکی کی تصویر بنائی ہے اس کی کہانی اس وقت خوبصورت نہیں لگتی جب وہ جزیرے پر سنائی جاتی ہے۔ وہ صرف اسی وقت اچھی لگنے لگی ہے جب وہ جزیرے سے باہر چلی گئی ہے۔ جزیرے سے باہر اس نے خوبصورت کہانی کی شکل اختیار کر لی ہے۔ سانگوک چاہتا تھا کہ ڈائریکٹر اصل جزیرہ دیکھے' صرف لوگوں سے ملاقات کر کے اور اپنے ماتحتوں سے دفتری رپورٹ سن کر ہی کوئی رائے قائم نہ کرے۔ سانگوک اسے موقع دینا چاہتا تھا کہ وہ جزیرہ دیکھے اور خود اسے محسوس کرے۔

وہ پہلی جگہ جہاں ٹھہرے وہ مالیونگ ہال تھا جو سینگ گاؤں کے قریب پہاڑی کی ڈھلان پر واقع تھا۔ کنکریٹ کی اس مخروطی عمارت میں جس کی چھت ہیٹ کی طرح تھی ان پانچ ہزار کے قریب

MashalBooks.com

انسانوں کی راکھ رکھی ہوئی تھی جو گذشتہ چالیس سال کے عرصے میں اس جزیرے پر مرے تھے۔ اور جلد یا بدیر یہ عمارت ان باقی ماندہ پانچ ہزار کے قریب انسانوں کی بھی آخری آماج گاہ بنے گی جو ابھی تک اس جزیرے پر زندہ تھے۔ ان کی باری آئے گی تو ان کی راکھ بھی یہیں رکھی جائے گی۔ جزیرے پر جو لوگ رہتے تھے وہ خواہ یہ امید رکھتے ہوں یا نہ رکھتے ہوں کہ صحت یاب ہونے کے بعد وہ یہ جزیرہ چھوڑ دیں گے' جب بھی اس عمارت کو دیکھتے تو انہیں اپنا افسوس ناک مقدر یاد آجاتا۔'' اس عمارت 'کو نیکول ہال' یا 'نیکول پگوڈا' بھی کہا جاتا تھا۔

''کتنے لوگوں کی راکھ یہاں رکھی ہے؟''

ڈائیریکٹر اس گارڈ کا بھیانک چہرہ دیکھنے کی ہمت نہیں رکھتا تھا جو اپنی شکل صورت سے انسان سے زیادہ بھوت نظر آتا تھا اس لیے اس نے سانگوک سے یہ سوال کیا۔ اس وقت وہ مینار کی طرف دیکھ رہا تھا۔

''جہاں تک مجھے معلوم ہے یہاں پانچ ہزار آدمیوں کی راکھ رکھی ہے۔''

''کیا ایسا کبھی ہوا ہے کہ کسی کی راکھ واپس لے جائی گئی ہو؟''

''اگر کسی کا کوئی عزیز زندہ ہوتا ہے تو ہم لاش جلانے کے بعد اسے خط کے ذریعہ موت کی اطلاع دیتے ہیں۔ لیکن عام طور پر راکھ لینے کوئی نہیں آتا۔''

''راکھ لینے آنا تو دور کی بات ہے ان کے رشتے دار تو مریضوں کو خط لکھنے کی اجازت بھی نہیں دیتے کہ کہیں لوگوں کو یہ معلوم نہ ہو جائے کہ ان کے خاندان میں کوئی کوڑھ کا مریض بھی ہے۔ قاعدہ یہ ہے کہ مریض اپنا اور اپنے شہر کا نام چھپاتے ہیں۔ اس لیے ایسی باتوں کی کوئی پرواہ ہی نہیں کرتا۔ ہسپتال کے لیے تو اس سے پیچیدگی پیدا ہوتی ہے۔ مگر ہم بھی کیا کر سکتے ہیں۔ جب مریض خود ہی اپنی شناخت کرانا نہ چاہتے ہوں تو ہم کیا کریں۔ ایسے خاندان بہت کم ہوتے ہیں جو ان کی باقیات لینے آتے ہیں۔ جو مریض اپنا نام اور اپنے شہر کا نام چھپاتے ہیں ان کے رشتے داروں کو تلاش کرنا ہی مشکل ہوتا ہے کہ انہیں کسی کے مرنے کی اطلاع دی جا سکے۔''

نیا ڈائیریکٹر شاید ابھی تک اس صورت حال کو نہیں سمجھ سکا تھا۔ اس لئے اس نے خاموشی اور بڑے تحمل کے ساتھ سانگوک کی وضاحت کو سنا۔

MashalBooks.com

سانگوک اسے جس دوسری جگہ لے کر گیا وہ تونگ سینگ گاؤں کے ساحل پر ایک گودی تھی۔ یہ مریضوں کے علاقے کو جانے کا راستہ تھا۔ اسے مکمل کرنے میں کئی سال لگے تھے۔ ہسپتال کے چوتھے ڈائیریکٹر شومساہیدے نے، جو جاپانی تھا، یہ راستہ بنانے کے لیے مریضوں کو اکٹھا کیا تھا۔ یہ جزیرے کا مرکزی مقام مانا جاتا تھا کیونکہ باہر سے مریضوں کے علاقے میں آنے والا سارا سامان اور جزیرے کی تمام مصنوعات اسی راستے سے آتی جاتی تھیں۔ سمندر کے ساتھ ساتھ چلنے والی سڑک کے ساتھ اینٹوں کا بھٹہ تھا جو جزیرے کے قلب میں واقع تھا۔ اس گودی کی تعمیر میں بہت سے مریضوں کی جان چلی گئی تھی۔ اسی وجہ سے بہت سے لوگوں کے دلوں میں اس مقام کے لیے شدید نفرت بھری ہوئی تھی۔

''یہ گودی چوتھے ڈائریکٹر شومساہیدے نے اس لیے بنوائی تھی تاکہ کشتیاں عملے کے ارکان کے علاقے سے گذرنے کے بجائے سیدھی یہاں پہنچ جائیں۔'' سانگوک نے ڈائیریکٹر کے پوچھنے سے پہلے ہی اس علاقے کی تاریخ بیان کرنا شروع کردی۔ ڈائیریکٹر اب تک خاموش تھا مگر وہ جزیرے کے بارے میں اتنی باتیں خود بھی جانتا تھا۔ چنانچہ یہ کہہ کر اس نے سانگوک سے بھی آگے کی بات کردی۔

''چوتھا ڈائیریکٹر شومساہیدے وہی نہیں تھا جس نے اس جزیرے کو وہ کچھ بنایا ہے جو یہ آج نظر آتا ہے؟''

''جی، یہ وہی ہے جسے اس جزیرے کی بہتری کے لیے گودی اور سمندر کے ساتھ سڑک بنانے کی خوشی میں اس کا مجسمہ بنا کر تحفے میں پیش کیا گیا تھا۔ یہ مجسمہ اس نے قبول بھی کیا تھا۔''

''اس کا کیا مطلب ہے کہ اس نے مجسمہ تحفے کے طور پر قبول بھی کیا تھا؟'' ڈائیریکٹر نے الٹا سوال کردیا۔ اس نے سانگوک کی آواز میں موجود جھجک محسوس کر لی تھی۔

''جو مجسمہ اسے تحفے میں پیش کیا گیا تھا وہ ان مریضوں کی تنخواہوں سے بنایا گیا تھا جنہوں نے گودی اور سڑک بنائی تھی۔''

''وہ مجسمہ ابھی تک کھڑا ہے؟''

لگتا تھا کہ ڈائیریکٹر سمجھ گیا ہے کہ سان گوک کیا کہنا چاہتا ہے۔ وہ مجسمہ دیکھنا چاہتا تھا۔ اب کار

MashalBooks.com

دوبارہ سڑک پر چل رہی تھی۔ پھر کار چن گانگ گاؤں کی طرف مڑی اور کوراٹاور کے سامنے رک گئی۔ یہ ٹاور پارک پلازا میں ہسپتال کی چالیسویں سالگرہ کی یاد میں بنایا گیا تھا۔

''اب جہاں ٹاور ہے وہاں پہلے ڈائیریکٹر شو کا مجسمہ کھڑا تھا'' سانگوک نے اپنی بات جاری رکھی۔''ڈائیریکٹر شو یہاں کھڑا ہو کر اس وقت تک یہاں سے جزیرے پر طائرانہ نظر ڈالتا رہا تھا جب تک نوآبادیاتی حکومت ختم نہیں ہوگئی۔ اس کے بعد اس کے مجسمے کے سامنے ہی چھرا گھونپ کر اسے ہلاک کر دیا گیا۔''

''مجسمہ کیسے ہٹایا گیا؟'' ڈائیریکٹر نے ایسے دیکھا جیسے اس کا تجسس بڑھ گیا ہو۔

''اس کے لیے ہم سیسے کے کوٹے میں کمی ہو جانے کے شکر گزار ہیں۔ نوآبادیاتی دور کے آخر میں جب وسائل کم ہوگئے تو سیسے کی کمی دور کرنے کے لئے سب کی نظریں مجسمے پر لگ گئیں۔ آخر وہ جزیرے سے غائب ہوگیا۔ ہسپتال کے افتتاح کی چالیسویں سالگرہ منانے کے لیے کئی سال پہلے اس مجسمے کی جگہ یہ ٹاور بنایا گیا ہے۔''

سانگوک جب گودی بنانے والے شخص اور کوراٹاور کی تاریخ کے درمیان تعلق بیان کر رہا تھا تو اس کا بھی ایک خاص مقصد تھا۔ اور ڈائیریکٹر نے بھی اس کا ذہن پڑھ لیا تھا۔ اس نے سر ہلایا۔ تھوڑی دیر خاموش رہا۔ پھر سانگوک کی طرف مڑا اور ایسے دیکھا جیسے وہ کسی اور جانب چلنے کی توقع کر رہا ہو۔

سانگوک نے جان لیا تھا کہ ڈائیریکٹر بہت ضدی مزاج رکھتا ہے اور ہر بات پر اڑ جانا اس کی عادت ہے۔ اڑ جانے کی طبیعت کا اندازہ اس نے ڈائیریکٹر کی کھردری باتوں اور اس کے سانولے رنگ سے شروع میں ہی لگا لیا تھا۔ اصل میں اس کی شکل وصورت' اس کی شاندار فوجی وردی اور پھر اس کے ساتھ اس کے تند مزاج اور افتتاحی تقریر ملتوی کر کے مریضوں کے فرار کی تفتیش کرنے سے ہی یہ بات واضح ہوگئی تھی۔ سانگوک کے ساتھ جزیرے کا چکر لگاتے ہوئے وہ ایک منٹ کے لیے بھی تھکا ہوا یا بور نظر نہیں آیا تھا۔ وہ بڑی توجہ کے ساتھ ایک ایک جگہ دیکھ رہا تھا اور بڑے جوش وخروش کے ساتھ گھوم پھر رہا تھا۔ وہ سوال پر سوال کر رہا تھا۔ ان سب باتوں کا تعلق اس کے احساس ذمہ داری سے تھا۔ اور سانگوک کو سب سے زیادہ خوف ڈائیریکٹر کے اس احساس ذمہ داری سے ہی

MashalBooks.com

تھا۔ اگر وہ جزیرے کو دلکش مناظر سے معمور علاقہ کے طور پر ہی دیکھتا تو خوش قسمتی ہوتی ۔لیکن اگر اس سے اس کے اندر کام کرنے کا نیا جذبہ بیدار ہوتا ہے اور ذمہ داری کا احساس بڑھتا ہے تو خطرے کی بات ہے۔'' سانگوک نے ضروری سمجھا کہ باتیں بنابنا کر اسے اور تھکایا جائے۔

'' آپ کو شاید اسی سے زیادہ دلچسپی ہو، مگر میں آپ کو ایک اور بات بھی بتانا چاہتا ہوں۔ آپ جس پتھر اور فولاد سے بنے پلیٹ فارم پر کھڑے ہیں اس کی بھی ایک حیرت انگیز تاریخ ہے۔ ڈائریکٹر شو نے ہر مہینے کا ایک دن مقرر کیا تھا جسے ''یوم تشکر'' کا نام دیا گیا تھا۔ اس دن سارے مریض ڈائیریکٹر اور اس کے مجسمے کے سامنے جمع ہوجاتے اور خاموش کھڑے ہوکر شکر گزار ہونے کا عہد کرتے۔ اس کے بعد وہ اس شاندار پلیٹ فارم پر کھڑا ہوتا اور اخلاقی اصولوں کے بارے میں مریضوں سے خطاب کرتا۔ اس قسم کے پتھر اس جزیرے پر نہیں ملتے ہیں۔ وہ کشتیوں کے ذریعہ جزیرہ وان سے گودی پر لائے گئے تھے۔ اور گودی سے وہ پتھر اپنے کاندھوں پر رکھے ہوئے بانسوں میں لٹکا کر مریض یہاں لائے تھے۔''

کورا ٹاور کے بعد دورے کے آخری مقام کے طور پر سانگوک ڈائیریکٹر کو قید خانے لے گیا جو چن گانگ گاؤں کے موڑ پر تھا۔

'' آپ جانتے ہوں گے کہ ڈائریکٹر مریضوں کو تیس دن تک قید کی سزا دے سکتا ہے۔ لیکن یہ جگہ اس ضابطے کی وجہ سے اور بھی زیادہ ہولناک ہے کہ جو مریض اپنی سزا پوری کرنے کے بعد رہا کیے جاتے ہیں انہیں زبردستی خصی کر دیا جاتا ہے۔ ماضی میں صرف ڈائیریکٹر ہی نہیں نرسیں اور نگرانی کرنے والے افسر بھی مریضوں کو قید میں ڈال دیتے تھے اور پھر انہیں خصی کر دیا جاتا تھا۔'' ڈائریکٹر قید خانے کے سامنے کچھ حیران پریشان سا کھڑا تھا تو سانگوک یہ طویل تفصیلات بیان کر رہا تھا۔ آخر ڈائریکٹر تھکا تھکا نظر آنے لگا۔

'' میں سمجھتا ہوں کہ اس جزیرے پر ایک بھی جگہ ایسی نہیں ہے جس کی کوئی خوش گوار تاریخ ہو۔ ہم نے جو جگہ بھی دیکھی ہے وہ تلخیوں اور غم واندوہ سے بھری ہوئی ہے۔'' آخر وہ سانگوک کے سامنے اپنی بے اطمینانی ظاہر کرنے لگا۔ وہ واقعی تھکا ہوا محسوس ہوتا تھا۔ سانگوک مسکرانا بھول گیا۔

''اصل میں پورا جزیرہ ہی تلخیوں سے بھرا ہوا ہے۔ یہاں بے اعتنائی اور بے توجہی کا علاقہ اسی

MashalBooks.com

وقت شروع ہوجاتا ہے جب ہم بغرزون کے خاردار تاروں سے آگے جاتے ہیں اور جہاں سے مریض یا صحت مند انسان کوئی بھی واپس نہیں آتا ...''

''میں جانتا ہوں۔ اب آپ مہربانی کیجیے اور خاموش ہوجایئے۔'' ڈائیریکٹر واپس ہسپتال جانا چاہتا تھا۔''

ٹھیک ہے کسی انسان کو ایک ہی وقت میں اتنی زیادہ اذیت دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ سانگوک نے سوچا۔ سانگوک نے ڈائریکٹر کے چہرے پر تھکن کے آثار دیکھے تو اسے عجیب سے سکون کا احساس ہوا۔ اس نے اسی وقت اپنا پروگرام ختم کرنے کا سوچا۔

''ہم ہسپتال واپس چلیں؟''

''ہاں واپس چلو''

''کیا آپ چرچ اور علاج معالجے کی جگہ دیکھنا پسند کریں گے؟''

''ہم دوبارہ یہاں کیوں نہ آجائیں؟''

انہوں نے کارموڑی اور مریضوں کے علاقے سے نکل گئے۔ ڈائیریکٹر خاموش تھا۔ شاید آج جو کچھ ہوا تھا وہ بالکل ہی غیر متوقع تھا۔ ظاہر تھا کہ اسے جو رپورٹ پیش کی گئی وہ اس کے لئے غیر متوقع تھی۔ ڈائیریکٹر نے آنکھیں بند کرلی تھیں اور گہرے خیالوں میں کھوگیا تھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے اس کا سارا اعتماد ختم ہوچکا ہے۔ سانگوک نے کنکھیوں سے سامنے والے آئینے میں اسے دیکھا تو ایک ہلکی سی مسکراہٹ اور سکون کے آثار اس کے ہونٹوں پر پھر نمودار ہوگئے۔

ڈائیریکٹر بے صبرا آدمی تھا۔ اس عرصے میں اسے اس بارے میں جو کچھ معلوم ہوا تھا کہ لوگ یہاں کیوں فرار ہوتے ہیں وہ اس کے لئے کافی نہیں تھا۔ اس لیے اس نے اچانک سوال کیا۔

''مریضوں کے علاج کے نتائج کیا ہیں؟''

''جب سے ہم نے IDDS استعمال کرنا شروع کیا ہے اس سے نتائج اطمینان بخش ہیں۔ صحت یابی کا عمل کافی تیز ہوگیا ہے اور کافی مریض ایسے ہیں جو مکمل صحت یاب ہوگئے ہیں۔''

سانگوک 'ڈائیریکٹر کی بات نہیں سمجھ سکا تھا اس لیے ڈائریکٹر نے پھر سوال کیا'۔ ''بیماری کا مقابلہ کرنے میں مریضوں کا اپنا رویہ کیسا ہوتا ہے؟۔ کیا انہیں پورا یقین ہوتا ہے کہ اگر ان کا صحیح علاج ہوتو

MashalBooks.com

وہ پوری طرح صحت مند ہوجائیں گے۔؟''

''چونکہ وہ خود اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں،اور پھر ہم بھی انہیں تربیت دیتے ہیں اسی لیے انہیں ایک حد تک اس کا یقین ہوتا ہے۔اس کے باوجود ان کا یہ خیال ہوتا ہے کہ اگر وہ اس جزیرے سے نکل کر اصل سرزمین پر چلے جائیں تو معیاری دواؤں کے ساتھ ان کا اچھا علاج ہوسکتا ہے۔اس طرح وہ زیادہ تیزی سے صحت یاب ہوجائیں گے۔''

''ان کے بھاگنے کی کہیں یہی وجہ تو نہیں ہے؟'' ڈائیریکٹر نے پھر موضوع بدل دیا تھااور پھر مریضوں کے فرار کی وجہ جاننے کی کوشش میں لگ گیا تھا۔حالانکہ وہ گھوم پھر کر قریب قریب پورا ہی جزیرہ دیکھ چکا تھا پھر بھی اسے اصل وجہ جاننے کی ضرورت تھی۔

''اصل میں ان میں سے کچھ تو افواہوں کی وجہ سے بھاگتے ہیں'' سانگوک نے اطمینان کے ساتھ ڈائیریکٹر کا الزام قبول کرلیا لیکن جلد ہی اس نے ہر اس بات کی تردید کردی جو ڈائیریکٹر نے کہی تھی۔

''لیکن یہ نہیں کہا جاسکتا کہ ان کے بھاگنے کی اصل وجہ یہی ہے۔''

''کیوں؟''

''ہسپتال نے حال ہی میں ان مریضوں کو رکھنا بند کردیا ہے جو صحت یاب ہوگئے ہیں۔بلکہ ہم انہیں راضی کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ وہ جزیرے سے چلے جائیں۔حتی کہ وہ مریض جو پوری طرح صحت یاب نہ ہوئے ہوں مگر جزیرے سے جانا چاہتے ہوں تو انہیں بھی اپنے عزیزوں سے ملنے کی اجازت مل جاتی ہے۔لیکن اس قسم کے حالات میں عام طور پر وہ یہیں رہتے ہیں۔''

''تو پھر وہ کون ہوتے ہیں جو فرار ہونے کے لیے سمندر میں تیر کر جاتے ہیں اور اپنی جان خطرے میں ڈالتے ہیں؟''

''جی' وہ بھی یہی لوگ ہوتے ہیں۔''

''یہ کیا بکواس ہے۔یہ آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ جن لوگوں کو جزیرے سے جانے کی اجازت دیدی جاتی ہے کہ وہ جب چاہیں یہاں سے چلے جائیں اور وہ لوگ جو جزیرے سے بھاگنے کے لیے اپنی جان خطرے میں ڈالتے ہیں ایک ہی قسم کے لوگ ہوتے ہیں؟۔اگر انہیں جزیرے سے

MashalBooks.com

باہر نکلنے سے کوئی نہیں روکتا تو پھر وہ یہ پاگل پن کیوں کرتے ہیں؟'' ڈائیریکٹر نے پیچھے مڑ کر اچانک اپنی آواز بلند کر لی۔اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ ساتگوک کیا کہہ رہا ہے۔ البتہ ساتگوک بے معنی باتیں کرنے کے بجائے اب زیادہ وضاحت کے ساتھ بات کر رہا تھا۔

''ظاہر ہے وہ تفریح کے لیے تو یہ خطرناک کام نہیں کرتے۔مگر جیسے میں نے بتایا وہ ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔''

''میں اب بھی نہیں سمجھا۔میری سمجھ میں بالکل نہیں آ رہا ہے آپ کیا کہہ رہے ہیں۔''

''دراصل یہ سادہ سی کہانی ہے''

''اچھا۔۔۔تو یہ سادہ سی کہانی مجھے بھی سنایئے۔''

''میں اسے ایسے سمجھا ہوں کہ جو لوگ یہاں سے جانے کی اجازت ملنے کے باوجود جزیرہ نہیں چھوڑنا چاہتے وہ مریض ہوتے ہیں۔ جب وہ بیمار ہوتے ہیں تو باہر کی دنیا سے انہیں نکال دیا جاتا ہے اور اس جزیرے پر آنے کے لیے مجبور کیا جاتا ہے۔ چنانچہ ان کے دلوں میں اس دنیا کے خلاف ہمیشہ خوف اور غصہ بھرا رہتا ہے۔لیکن وہ لوگ جو جزیرے سے فرار ہونے کے لیے جان جوکھوں میں ڈالتے ہیں اس وقت وہ ان مریضوں میں سے نہیں ہوتے۔مریض ہونے سے پہلے وہ بہر حال عام انسان بھی تو ہوتے ہیں۔اس لئے وہ مریض کے طور پر اپنے آپ کو دوسروں سے الگ تھلگ رکھنے اور اپنی عام زندگی سے باہر رہنے سے تنگ آ جاتے ہیں۔اس لیے وہ مریض کی حیثیت سے اپنا ''خاص وجود'' ختم کرنے اور انسان کی حیثیت سے زندہ رہنے کی اپنی سرشت اور زندہ جذبے کی بات ماننے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو جزیرے سے نکلنے کے لیے اپنی جان جوکھوں میں ڈالتے ہیں۔ وہ لوگ جو مریض ہیں اور وہ لوگ جو مریض نہیں ہیں اصل میں ایک ہی قسم کے لوگ نہیں ہیں۔اس جزیرہ پر جو بھی رہتا ہے وہ دو مختلف قسم کی زندگیاں گذارتا ہے۔ایک مریض کی زندگی اور دوسری عام انسان کی زندگی۔اس طرح وہ دوہری زندگی جیتے ہیں۔ میرا خیال ہے ان کا یہ متضاد رویہ اسی سے پیدا ہوتا ہے۔ یہ رویہ آسانی سے ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔''

نادانستہ طور پر ساتگوک زیادہ سے زیادہ جوش میں آتا چلا جا رہا تھا۔ڈائیریکٹر پھر بھی سر ہلا رہا تھا۔

MashalBooks.com

''میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں آپ خاصے پیچیدہ انسان ہیں۔آپ کے الفاظ بظاہر بہت ہی عالمانہ اور فاضلانہ معلوم ہوتے ہیں۔آپ نے کہا تھا کہ یہ بہت سادہ کہانی ہے۔مگر معلوم ہوتا ہے آپ میرے ساتھ مذاق کررہے ہیں۔''

اصل میں ڈائیریکٹر کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ سانگوک جو کہہ رہا ہے وہ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا ہے۔لیکن وہ پوری طرح بات بھی سمجھ گیا تھا۔

''چلیے آپ جو کہہ رہے ہیں وہ سچ ہے تب بھی مریض کی حیثیت سے نہیں بلکہ انسان کی حیثیت سے ہی سہی، وہ جزیرے سے بھاگنے کے لیے اتنا خطرناک راستہ کیوں اختیار کرتے ہیں؟ آپ نے خود ہی کہا ہے کہ وہ جب بھی چاہیں باعزت طریقے سے یہاں سے باہر جاسکتے ہیں۔''

ڈائیریکٹر نے ایک بار پھر سانگوک کو جھنجھوڑا۔سانگوک خاموش رہا۔مگر ڈائیریکٹر اصرار کرتا رہا۔

''ایک اور بات۔اگر وہ انسان کی حیثیت سے زندہ رہنے کے لیے جزیرے سے بھاگنے کی خواہش رکھتے ہیں تو کیا اس کا یہ مطلب نہیں ہوا کہ وہ اس جزیرے پر انسان کی حیثیت سے زندہ نہیں رہ سکتے؟ کیا یہ جزیرہ واقعی ایسی جگہ ہے؟ کیا یہ ایسی بھیانک جہنم ہے کہ انسان کی حیثیت سے زندہ رہنے کے لیے یہاں سے بھاگنا ضروری ہے؟''

اب سانگوک خاموش نہ رہ سکا۔

''میں تو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہمیں یہ نہیں فرض کرلینا چاہیے کہ فرار کی وجہ یہاں کے علاج سے بےاطمینانی اور جزیرہ سے باہر اصل سرزمین پر بہتر دوائیں ملنے کی امید ہوتی ہے۔''

سانگوک نے سوال کی مناسبت سے جواب دیا اور کار کی کھڑکی سے باہر دیکھنے لگا۔وہ ڈائیریکٹر سے نظریں چرا رہا تھا۔ڈائیریکٹر کا جواب بھی تیار تھا مگر اس نے زبان روک لی۔اس نے سوچا کہ بہتر ہے تھوڑا انتظار اور کرلیا جائے۔

کار صدر ہسپتال کے سامنے رک گئی۔

3

اب یہ واضح ہوتا جارہا تھا کہ ڈائریکٹر کو اپنا مجسمہ بنوانے کا کوئی شوق نہیں ہے۔پورے ایک گھنٹے جزیرہ کا دورہ کرنے کے بعد وہ واپس نہیں آیا تھا لیکن اس نے پھر بھی افتتاحی تقریر کرنے کا

MashalBooks.com

عندیہ نہیں دیا تھا۔ وہ کوشش کر رہا تھا کہ مریضوں کے فرار کی وجوہ اور اس دورے میں اس نے جو کچھ دیکھا تھا اس کے متعلق وہ عجلت میں کوئی فیصلہ نہ کرے۔ البتہ ہسپتال پہنچنے کے بعد اس نے ایک عجیب وغریب حکم صادر کیا۔ اس حکم میں ہسپتال کے عملے کو ہدایت کی گئی تھی کہ سورج ڈوبنے سے پہلے ہر گاؤں میں مریضوں کے علاقے میں ایسے ڈبے رکھ دیئے جائیں جن میں لوگ اپنی تجویز لکھ کر ڈال دیں۔ اس نے پورے عملے کو حکم دیا کہ وہ گاؤں گاؤں جائیں اور مریضوں سے کہیں کہ وہ حالات بہتر بنانے اور ہسپتال کی پالیسی کے بارے میں دیانتداری کے ساتھ اپنی رائے اور اپنی تجاویز پیش کریں۔ پھر اس نے ہدایت کی کہ وہ تمام ڈبے دوسرے دن اس کے سامنے پیش کیے جائیں تاکہ وہ اسی وقت انہیں دیکھ سکے۔ مریضوں کے نام ظاہر نہ کرنے اور آزادی کے ساتھ اپنی رائے لکھنے کی حوصلہ افزائی کرنے کے لیے اس نے اصرار کیا کہ وہ ڈوبے سیدھے اس کے پاس لائے جائیں۔ اس حکم کی وجہ یہ تھی کہ بیچ میں ڈبے کھولنے اور مریضوں کی تجاویز اور رائے پڑھ لینے کا خطرہ ختم ہو جائے۔

شکایات کے ڈبے رکھنے کی ہدایت دینے کے بعد بھی اس نے کوئی باقاعدہ میٹنگ نہیں بلائی۔ اس کے بجائے وہ اپنے دفتر میں بند ہو گیا اور سوچ بچار میں کھو گیا۔ کبھی وہ انتظامیہ کے ارکان میں سے کسی کو بلا لیتا اور نئے ڈائرکٹر کی حیثیت سے ان کے شعبے کے بارے میں پوچھ لیتا۔ لگتا تھا کہ اپنے کام سے زیادہ اسے یونہی وقت کاٹنے سے دلچسپی ہے۔ اس نے شکایت کے ڈبوں سے بہت زیادہ توقعات وابستہ کر رکھی تھیں۔

عملے کے ارکان ہر وقت چوکنے رہتے تھے اور شدید پریشانی کے ساتھ یہ دیکھتے رہتے تھے کہ اب وہ کیا کرنے والا ہے۔ انہیں احساس بھی نہیں ہوا تھا اور وہ شخص ان کے دماغوں پر چھا گیا تھا اس کے کسی کام کے بارے میں بھی کچھ نہیں کہا جا سکتا تھا۔ حکم ملتے ہی عملے کے رکان شکایت کے ڈبے لے کر گاؤں پہنچ گئے۔ پورا جزیرہ دم گھوٹنے والے ہیجان کا شکار ہو گیا تھا۔

سانگوک بھی ہیجان کا شکار تھا مگر یہ ہیجان مختلف قسم کا تھا۔ چونکہ وہ جانتا تھا کہ ڈائریکٹر کے اس اقدام کا نتیجہ کیا ہوگا۔ اس کے ذہن میں عجیب سا تجسس جنم لے رہا تھا۔ اس شام پری اسکول کی استانی سومیون ڈائریکٹر کے نئے حکم کا سہارا لے کر اس کے پاس آئی۔ سانگوک ابھی گھر آیا ہی تھا

MashalBooks.com

کہ میون نے آ کر اس کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ اب یہ کسی اسکول کی استانی کا کام نہیں تھا کہ وہ اس بات پر پریشان ہوتی پھرے کہ ہسپتال کی نئی انتظامیہ کی پالیسی ٹھیک ہے یا نہیں اور چونکہ وہ رضا کارانہ طور پر کام کرنے آئی تھی اس لیے اس کی پریشانی اور بھی غیر ضروری تھی۔

میون ایک مہینے پہلے اس جزیرہ پر آئی تھی۔ وہ بیماری سے محفوظ بچوں کے اسکول میں نرس بھی تھی اور استانی بھی۔ وقتاً فوقتاً ایسی خواتین بچوں کی مدد کے لیے جزیرے پر کچھ عرصہ کے لیے آتی تھیں اور پھر چلی جاتی تھیں۔ یہ خواتین بچوں کی دیکھ بھال کے لیے آتی تھیں اور پھر وہیں رہ جانے کی درخواست کرتی تھیں۔ ہسپتال کی طرف سے ان کی درخواست آسانی سے قبول نہیں کی جاتی تھی۔ ہسپتال کا عملہ انہیں جزیرے کی صورتحال سمجھاتا اور ان سے کہتا کہ اپنے فیصلے پر نظر ثانی کریں اور انہیں واپس جانے پر آمادہ کرتا۔ اس موقع پر ان میں سے اکثر اپنا ارادہ ترک کر دیتیں یا یہ کہہ کر چلی جاتیں کہ وہ اپنے والدین سے مشورہ کرنے کے بعد فیصلہ کریں گی اور وہ پھر جزیرہ پر کبھی واپس نہ آتیں۔ البتہ ایسی خواتین بھی ہوتیں جو نہیں مانتیں اور وہاں رہنے پر اصرار کرتیں۔ بار بار کی منت سماجت کے بعد بھی جو خواتین واپس نہ جاتیں ہسپتال ان کے خلوص کی وجہ سے انہیں وہاں رہنے کی اجازت دے دیتا۔ وہ چند خواتین جو اس طرح آئی تھیں وہ جزیرے پر رہتی تھیں۔ پری اسکول استانیوں اور نرسوں میں سے ایک یا دو ایسی ہی تھیں جو وہاں رہ رہی تھیں۔

میون ایک مہینے پہلے جزیرے پر آئی تھی اور ان تمام خواتین کی طرح جو آئیں اور چلی گئیں لیکن اس نے وہاں کام کرنے کا عہد کیا تھا اور ہر قسم کی قربانی دینے کو تیار ہو گئی تھی۔ اس نے کام شروع کر دیا۔ وہ چھوٹے سے قد کی ضدی عورت تھی۔ اس نے سیول کے ایک اسکول میں مذہب کی تعلیم حاصل کی تھی اور سوچ سمجھ کر جزیرے پر آئی تھی۔ جزیرے کی روایت یہ تھی کہ ایک بار جب کوئی وہاں آ کر کام شروع کر دیتا تو پھر اس کی نجی زندگی کے بارے میں کوئی بھی چھان بین کرنے کی کوشش نہیں کرتا تھا۔ یہ ہو سکتا ہے کہ صحت مند اور مریض لوگ جو کسی نہ کسی طرح جزیرے سے تعلق رکھتے تھے ان کے ایسے راز بھی ہوں جنہیں وہ ظاہر کرنا نہ چاہتے ہو۔ میون بھی انہی لوگوں میں سے تھی۔ جب یہ واضح ہو گیا وہ جزیرے میں رہے گی تو پھر کسی نے یہ بات جاننے کی کوشش نہیں کی کہ اس کے اس ایثار و قربانی کے پیچھے کیا کہانی ہے۔ اس کے بارے میں یہی سوچا گیا کہ

MashalBooks.com

مذہبی تعلیم حاصل کرنے کے بعد اس نے کام کرنے کا تہیہ کیا اور یہاں آ گئی۔ عجیب وغریب عورت تھی۔ لوگ اس کے شکر گزار تھے۔ مگر چونکہ وہ بیماری کا شکار نہیں تھی اس لئے اسے مریضوں کی جلن کا ابھی سامنا کرنا پڑتا تھا۔

اس کے ڈائریکٹر سے ڈرنے کی کوئی وجہ نہیں تھی اور یہ پہلی بار نہیں تھا کہ میون سانگوک سے ملنی آئی ہو۔ اس سے اکثر ملنے کی وجہ یہ تھی کہ وہ ہائی جین ڈویژن کا سربراہ تھا اور اس لیے وہ بچوں کی صحت کا ذمہ دار بھی تھا۔ بعض نامعلوم وجوہ کی بناء پر جزیرہ پر آنے کے بعد جب بھی اسے ضرورت ہوتی وہ سانگوک کے پاس ہی آتی وہ اسی پر بھروسہ کرتی تھی۔ وہاں کے رہن سہن' باورچی خانے کے معاملات' اسکول کے مسائل اور ہسپتال کی عام حالت اور اسی قسم کی چھوٹی موٹی چیزوں کے بارے میں وہ اس سے مشورہ کرتی تھی۔

ہسپتال کے عملے کے دوسرے ارکان کے مقابلے میں وہ اس کے ساتھ بات کرنے میں ہی سہولت محسوس کرتی تھی۔ اسکول میں اس کا ایک مرد ساتھی تھا یون ہیوون۔ وہ جب بھی جزیرہ پر کسی صحت مند عورت کو دیکھتا اس کی بے عزتی کر کے اسے وہاں سے جانے پر مجبور کر دیتا۔ میون نے جب یہ دیکھا تو وہ سیدھی سانگوک کے پاس آئی۔ سانگوک اکیلا رہتا تھا۔ میون ایک بار اس کے پاس آ گئی تو پھر وہ کسی نہ کسی بہانے وہاں آنے لگی حتیٰ کہ وہ رات گئے بھی آ جاتی۔ سانگوک سمجھتا تھا کہ اس کے دل میں کوئی ایسی بات ہے جسے وہ ظاہر کرنا چاہتی ہے۔ وہ بات تو کسی اور چیز کے بارے میں کرتی مگر اس کی آنکھوں سے ظاہر ہوتا کہ وہ کچھ اور ہی کہنا چاہ رہی ہے۔ وہ باتیں کرتی رہتی اور پھر ہچکچاتی ہوئی اٹھ کر چلی جاتی۔ سانگوک حیران ہوتا کہ آخر وہ کیا کہنا چاہتی ہے۔ شاید اس کا تعلق اس کی زندگی کے پس منظر اور ماضی کے تجربات سے ہو۔ بہرحال اسے اس سے کوئی غرض نہیں تھی۔ البتہ اس بات پر اس کا شکر گزار تھا کہ وہ اس پر بھروسہ کرتی ہے۔ سانگوک کو یہ علم نہیں تھا کہ یہ قصہ کب شروع ہوا لیکن وہ اندر ہی اندر چاہتا تھا کہ وہ کچھ بولے۔

شاید آج کی رات بھی دوسری راتوں سے مختلف ہو۔ وہ جو کچھ کہنا چاہتی ہو اس کا ڈائریکٹر کے نئے اقدامات سے کوئی تعلق ہو۔ یہ واضح نہیں تھا کہ میون کو ان اقدامات پر کوئی اعتراض ہے۔ بہرحال وہ کسی وجہ سے بھی آئی ہو۔ سانگوک اس رات اس کی آمد پر خوش نہیں ہوا۔ وہ اس کی کہانی پر

MashalBooks.com

توجہ نہیں دے سکتا تھا۔

''مجھے یقین ہے اس نے جان بوجھ کر یہ نہیں کہا ہوگا لیکن وہ یہ ضرور جانتا ہوگا کہ کام کیسے کرنا چاہیے۔ میں جانتا ہوں کل کوئی دلچسپ واقعہ پیش آئے گا۔'' سانگوک نے کہا۔

یہ باتیں وہ ڈائریکٹر کے بارے میں کر رہا تھا۔ میون کوئی بھی بات کرنے آئی ہو سانگوک کے دماغ پر ڈائریکٹر کے نئے احکام ہی سوار رہتے تھے۔ پورا جزیرہ ویسا ہی تھا۔ ڈائریکٹر کے حکم کے بعد پورا جزیرہ بالکل خاموش ہو گیا تھا۔ وہ عجیب وغریب سے ہیجان میں مبتلا ہو گیا تھا۔

آخر صبح ہو گئی۔

سویرے سویرے ہی سے ڈائریکٹر گھبرایا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ وہ صبح آٹھ بجے دفتر آ گیا اور بے چینی سے دوپہر ہونے کا انتظار کرنے لگا۔ اسے دوپہر کو وہ ڈبے کھولنا تھے۔ وہ پنجرے میں بند جانو رکی طرح کمرے میں ادھر ادھر ٹہلتا رہا جیسے اسے اور کوئی کام ہی نہ ہو۔ جیسے جیسے وقت گزرتا جاتا اس کی بے چینی بھڑتی جاتی۔ عملے کے ارکان بھی اپنی بے چینی نہیں چھپا پا رہے تھے۔

آخر دوپہر کے بارہ بجے پروگرام کے مطابق' ایک رات پہلے مریضوں کے علاقوں میں شکایات کے جو ڈبے رکھے گئے تھے' وہ ڈائریکٹر کے دفتر کے برابر والے کمرے میں رکھ دیئے گئے۔ ڈبوں کے ساتھ انتظامیہ کا ہر فرد اس کمرے میں آ گیا۔ ڈائریکٹر نے پہلے ہی اس کا حکم دے دیا تھا۔

جونہی وہ کمرے میں داخل ہوا کچھ بولے بغیر اس نے ڈبے دیکھنا شروع کر دیئے کہ کہیں کسی نے انہیں کھولا تو نہیں ہے۔ کمرہ کا ماحول ایسا تھا جیسے عام انتخابات کے بعد نتیجے کا انتظار کیا جا رہا ہو۔ خاموشی ایسی ہی تھی جیسے بیلٹ بکس کھولنے کے وقت ہوتی ہے۔

''چلو اب ایک ایک کر کے ڈبے کھولو'' ڈائریکٹر نے اسی سنجیدگی سے کہا جیسے وہ الیکشن کمشنر ہو۔

آخر کار پہلا ڈبہ کھولا گیا۔ وہ چنگن گاؤں سے آیا تھا۔ یہ گاؤں ہسپتال کے عمل کے علاقے کے نزدیک تھا۔ اس ڈبے میں کچھ بھی نہیں تھا۔ وہ ڈبہ جس نے عجیب سا تناؤ اور امیدوں کے ساتھ ہیجان پیدا کیا تھا بالکل ہی خالی تھا۔ چنگن گاؤں کے مریضوں کی طرف سے ایک بھی شکایت یا تجویز نہیں تھی۔ کاغذ کا پرزہ تک نہیں تھا اس میں۔

MashalBooks.com

یہ کیسے ہوسکتا ہے؟

ڈائریکٹر کے ساتھ دوسرا عملہ بھی حیران تھا۔ کسی کے پاس کہنے کو کوئی لفظ نہیں تھا۔ انہوں نے خاموشی سے ایک دوسرے کو دیکھا۔ اب کمرے میں پہلے سے بھی زیادہ کھچاؤ پیدا ہو گیا تھا۔

''دوسرا کھولو۔'' ڈائریکٹر نے حکم دیا۔ اس کی آواز میں پیانگ یانگ کے لہجے کی گونج تھی۔

دوسرا ڈبہ کوبوک گاؤں سے آیا تھا مگر وہ بھی ایسا ہی تھا اس میں بھی کاغذ کا پرزہ تک نہیں نکلا۔

اچانک دائریکٹر کا سانولا چہرہ سرخ ہو گیا۔ ڈبے کے گرد کھڑے لوگوں نے اپنی سانس روک لی۔ اگرچہ اس کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا مگر اس سے یہ اندازہ نہیں ہوتا تھا کہ وہ کوئی خاص بات کہنا چاہتا ہے۔ سختی سے ہونٹ بند کیے ہوئے اس نے ایک اور ڈبہ کھلنے کا انتظار کیا۔ بڑھتی ہوئی پریشانی کا اندازہ لگا کر چیف ڈاکٹر کم چونگل آگے بڑھا اور جلدی جلدی تمام ڈبے کھولنا شروع کر دیئے۔ ہر ایک ویسا ہی تھا۔ ہر ڈبہ خالی تھا۔ چن گنگ' سن ینگ' ٹونگ سنگ' کویک اور نم سینگ تمام گاؤں کے ڈبے خالی تھے۔ چیف ڈاکٹر ڈبے کھول رہا تھا تو ڈر کے مارے اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔ تمام ڈبے ایک ایک کر کے کھولے گئے تو ڈائریکٹر کا چہرہ غیر متوقع طور پر پھر اپنے اصل رنگ پر ہو گیا۔

یہ کیسے ہوسکتا ہے'' چیف ڈاکٹر نے تمام ڈبے کھولنے کے بعد سر اٹھایا اور آہستہ آہستہ کمر سیدھی کی۔ وہ خوف سے پیلا پڑ گیا تھا اس نے چاروں طرف دیکھا۔

''اس کا کیا مطلب ہے؟''

اس کا کوئی جواب نہیں تھا۔ سب خالی خالی نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ انتظامیہ کے کسی رکن نے بھی ڈائریکٹر کی نظروں سے بچنے کی کوشش نہیں کی سوائے ایک شخص کے۔ سانگوک کے ہونٹوں پر موہوم سی مسکراہٹ تھی۔

'' کچھ بولو۔ آپ واقعی ٹھیک سے اپنا کام کرتے ہیں؟'' اس موقع پر ڈائریکٹر نے جس نے اکیلے ہی سر ہلایا تھا۔ اچانک چیف ڈاکٹر کو سرزنش کی۔

''ختم کرواسے اور کیا چاہتے ہیں آپ۔ کیا ہر بات صاف نہیں ہوگئی؟''

4

واقعی یہ حیرت کی بات تھی۔ لیکن اگر آپ غور کریں تو یہ ایسی حیرت ناک بات بھی نہیں تھی۔

MashalBooks.com

ڈائریکٹر کے لیے جس نے سر ہلایا تھا اور چیف ڈاکٹر کو ڈانٹا تھا اور سانگوک کے لیے جو پیچھے کھڑا مسکرا رہا تھا' کم سے کم ان دونوں کے لیے یہ حیرت کی بات نہیں تھی۔

اس روز تیسرے پہر کو بیماری سے محفوظ بچوں اور ان کے والدین کے درمیان ملاقات ہونے والی تھی۔ پری اسکول کے بچوں کی اپنے والدین سے ملاقات ہر مہینے کسی دن ہوتی تھی۔ اس ملاقات کا انتظام عمومی معاملات کے شعبے اور ہائی جین ڈویژن کی طرف سے کیا جاتا تھا۔ دوپہر کے کھانے کے بعد سانگوک پری اسکول کے بچوں کے پاس گیا۔ اس کے ساتھ ہی ڈویژن کا ایک آدمی تھا۔ پری اسکول خاردار تاروں سے گھرے ہوئے عملے کے زون کے اندر تھا۔ آگے بفرزون شروع ہوتا تھا۔ یہ اسکول ایلیمنٹری اسکول کی شاخ کے طور پر کام کرتا تھا اور یہ بھی بفرزون کی طرح ہی تھا۔ جزیرہ کے تین سو صحت مند بچوں میں سے جو میٹرک کی عمر کو پہنچ جاتے تھے وہ پہاڑیوں پر صحت مند لوگوں کے ایلیمنٹری اسکول بھیج دیئے جاتے تھے۔ کاغذی کارروائی مکمل ہونے کے بعد وہ اس شاخ میں الگ پڑھتے تھے۔ باقی بچے جن پر بیماری کے اثرات ظاہر نہیں ہوئے ہوں وہ میٹرک تک یہاں رہیں گے۔

والدین بفرزون میں آ چکے تھے۔ انہوں نے خاردار تاروں کے پیچھے سے بچوں کا انتظار کیا جو صحت مند لوگوں کو متاثرہ مریضوں سے الگ کرتے تھے۔ ملاقات جلدی شروع ہوگئی۔ خاردار تاروں کی باڑھ بیچ میں تھی۔ بیماریوں کے علاقے کے والدین پہلے آگے بڑھے مگر چھ فٹ دور ہی ٹھہر گئے۔ تھوڑے تھوڑے فاصلے پر کھڑے اسٹاف کے ارکان ان کی نگرانی کر رہے تھے۔ بچے باڑھ کی طرف بڑھے اور اپنے ماں باپ کو دیکھنے لگے۔ ہر بچہ ایک خاص لکیر پر آ کر کھڑا ہو گیا تھا۔ ہر لکیر باڑھ سے چھ فٹ دور کھینچی گئی تھی۔

ملاقات پانچ منٹ چلی۔ ان پانچ منٹ میں دوسرے کسی مقام یا وقت کے برعکس وہاں بیشمار قصے سنائے گئے اور سنے گئے۔ پہلے تو خاردار تاروں کے پیچھے سے والدین نے دیکھا کہ ان تمام بچے ٹھیک ٹھاک ہیں۔ پھر یہ معلوم کیا کہ پچھلی ملاقات کے بعد سے اب تک اور کیا کیا ہوا۔ اس کے بعد والدین نے اپنے بچوں کو ان رشتے داروں کے بارے میں بتایا جو مریضوں کے علاقے میں رہتے تھے اور بچوں سے ملنے نہیں آ سکتے تھے۔ پھر انہوں نے بچوں کو سمجھایا کہ اگلی ملاقات تک انہیں کیا کرنا

MashalBooks.com

چاہیے۔ نگرانی کرنے والوں کی نظروں سے بچا کر ماں باپ نے اپنے بچوں کو وہ کھانے پینے کی چیزیں اور پیسے دیئے جو وہ اپنے کپڑوں میں چھپا کر لائے تھے۔ اس ملاقات کی یہ ایسی روایات تھیں جن سے کبھی روگردانی نہیں کی جاتی تھی۔

سانگوک والدین اور بچوں کے درمیان ہونے والی ان چھوٹی چھوٹی باتوں کی پرواہ نہیں کرتا تھا۔ وہ ملاقات کی جگہ صرف اس لیے جاتا تھا کہ یہ اس کی ذمہ داری تھی مگر اسے زیادہ نگرانی کرنا یا کسی معاملے میں دخل دینا پسند نہیں تھا۔ عام طور پر وہ وہاں سے دور ہی کھڑا رہتا اور ملاقات کا وقت ختم ہونے کے بعد وہاں سے جاتا تھا۔ لیکن آج نیا ڈائریکٹر ماں باپ کے ساتھ بچوں کی ملاقات کا معائنہ کرنے خود آیا تھا۔

''ہوں۔ یہ تو بہت ہی دردناک منظر ہے۔'' ڈائریکٹر اچانک سانگوک کے قریب آ گیا جیسے شکایت کے ڈبوں کے بارے میں وہ بھول گیا ہو اور جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔ سانگوک بھی کیا کر سکتا تھا سوائے اس کے کہ ڈائریکٹر کی مدد کرے۔

''لگتا ہے یہ لوگ بالکل نہیں جانتے کہ جذام کیسے لگتا ہے۔'' اس نے یہ لفظ ایسے تھوکے جیسے اس کے کام کے ہی نہ ہوں۔

''خاردار تاروں کی کیا ضرورت ہے۔ یہ لوگ اتنی دور کیوں کھڑے ہوتے ہیں؟''

سانگوک سمجھ گیا کہ ڈائریکٹر کچھ کہنا چاہتا ہے۔ ایسے لوگ خاصے خطرناک ہوتے ہیں اور آسانی سے نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ اس نے غور سے ڈائریکٹر کے چہرے کو دیکھا۔

''خاردار تاروں کے ذریعے انہیں ایک دوسرے سے دور رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ کہیں جذبات کے جوش میں وہ ایک دوسرے سے لپٹ نہ جائیں۔ بچے اپنے ماں باپ کو دیکھتے ہی ان سے لپٹنے کے لیے ان کی طرف دوڑتے ہیں۔''

''ٹھیک ہے ٹھیک ہے۔ بیمار ہوں یا بیمار نہ ہوں وہ ان کے ماں باپ تو ہیں۔'' ڈائریکٹر نے سر ہلایا۔

''آپ نے جیسے پہلے کہا تھا کہ اس جزیرہ پر کہنے اور کرنے میں بہت فرق ہے۔ یہ یہاں کا رواج ہے۔''

MashalBooks.com

''صاف صاف بات کرو۔'' ڈائریکٹر کی نظریں ان لوگوں پر ہی لگی ہوئی تھیں مگر وہ سانگوک کی بات کو بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہتا تھا۔

''ہم ہمیشہ انہیں سکھاتے ہیں کہ جذام موروثی بیماری نہیں ہے کیونکہ دوسری بیماریوں کے مقابلے میں جذام ایک سے دوسرے کو بہت کم لگتا ہے۔اس لیے یہ بچے صحت مند بچوں سے مختلف نہیں ہیں۔لیکن آپ دیکھ لیجیے یہ بچے عملے کے ارکان کے بچوں کے ساتھ پہاڑی درے کے اسکول میں نہیں پڑھتے۔ صرف یہی نہیں بلکہ صحت مند استاد بھی اسکول کی اس شاخ میں بہت ہی کم پڑھانے جاتے ہیں۔ یہاں جو استاد ہیں وہ پہلے بیمار رہ چکے ہیں۔''

''شاید یہی اصل مسئلہ ہے۔ یہ سمجھنے کی بات ہے۔''

''بالکل صحیح ہے۔مگر کلینک جایئے اگر وہاں جائیں گے تو معلوم ہوگا کہ معاملہ کتنا سنگین ہے۔''

''کلینک میں کیا ہے؟''

''مریضوں کو دوا دینے والی نرسوں کو میں نمونے کے طور پر پیش کرنا چاہتا ہوں۔ وہ سینٹری گاؤن، ماسک اور دستانے پہنتی ہیں۔ اتنا ہی کافی نہیں ہے وہ ہچکچاتے ہوئے چمٹی سے مریضوں کی ہتھیلی پر دوا رکھتی ہیں۔''

ڈائریکٹر نے کوئی جواب نہیں دیا۔سختی سے ہونٹ بند کیے ہوئے سامنے بچوں اور ان کے ماں باپ کو دیکھتا رہا۔نگرانی کرنے والے لوگوں میں سے ایک آدمی چپکے سے وہاں سے نکلا اور سانگوک کے پاس آ گیا۔ وہ پری اسکول کا استا یون ہیوون تھا۔

''شکر ہے آپ یہاں ہیں۔ میں آپ سے ملنا چاہتا تھا۔''

ہیوون جب بھی کسی صحت مند عورت کو دیکھتا تو ہنگامہ کر دیتا اور اسے جزیرے سے بھگانے کی کوشش کرتا۔اس نے اپنی ساتھی استانی میون کو بھی بھگانے کی کوشش کی تھی۔ ہیوون کی آنکھوں کے گرد سرخ نشان تھے اور وہ بہت ہی جھگڑالو آدمی تھا۔کوئی نہیں جانتا تھا کہ اسے جذام کی بیماری کیسے لگی تھی اور پھر وہ کیسے ٹھیک ہوا تھا۔ وہ کئی سال پری اسکول میں رہا تھا اور اس کی عجیب وغریب حرکتوں کی وجہ سے لوگ اس کے ساتھ پاگلوں والا سلوک کرتے تھے۔کبھی کبھی تو وہ جزیرے میں رہنے والے مریضوں کی بیماری کو ایسی معمولی چیز سمجھتا جیسے اس پر آسانی سے قابو پا سکتا ہے۔

MashalBooks.com

ہیوون نے نئے ڈائریکٹر کی باکل پروانہ کی جو سانگوک کے ساتھ کھڑا تھا۔

''کیا ملاقات ختم ہوگئی؟'' سانگوک نے کہا۔ سانگوک کسی وجہ سے ہیوون کے اچانک وہاں آجانے سے خوش نہیں تھا۔

ڈائریکٹر کے چہرے سے معلوم ہو رہا تھا کہ اس نے ہیوون کی آمد کا برا نہیں مانا تھا لیکن سانگوک نے محسوس کیا یہ شخص ایسا انسان ہے جس کا صحیح تعارف کرانا ضروری ہے۔ لیکن وہ یہ بھی سمجھتا تھا کہ اس کے تعارف کی اس لیے ضرورت نہیں ہے کہ ہیوون کے ساتھ بات چیت کے بعد ڈائریکٹر اس شخص کو خود ہی سمجھ جائے گا۔

''یہ اب کیا چاہتا ہے؟'' سانگوک نے سوچا۔ اسے ایک رات پہلے کی بات یاد آ گئی جب اس نے ہیوون سے طنزیہ سوال کیا تھا اور اس نے ویسا ہی جواب دیا تا جس کی اس سے توقع تھی۔

''ملاقات ختم ہوئی یا نہیں ہوئی۔ ان لوگوں کا رونا پیٹنا دیکھنے کا کیا فائدہ۔ مگر میں آپ سے ایک اور مدد مانگنے آیا ہوں۔''

''مدد؟ کیسی مدد؟''

''آپ کو وہ بچہ یاد ہوگا جس کے بارے میں میں نے آپ سے بات کی تھی۔ میں اسے پھر آپ کو دکھانا چاہتا ہوں۔''

''اگر وہی ہے تو ابھی ایک ہفتہ بھی نہیں ہوا اس نے اس کا معائنہ کیا تھا۔''

سانگوک جانتا تھا کہ ہیوون اس سے کیا بات کرنا چاہتا ہے۔ اس نے سوچا کہ اس کے لیے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہیوون پری اسکول کے ایک بچے کا بیکٹیریا لوجیکل معائنہ کرانے کلینک لایا تھا۔ بچہ بالکل ٹھیک نظر آتا تھا مگر ہیوون نے اس کے ٹیسٹ کرانے پر اصرار کیا۔ اس نے کہا تھا کہ اسے کچھ شک ہے۔ ٹیسٹ کے رزلٹ منفی تھے۔ ہیوون کو اچھی طرح یاد ہوگا' رزلٹ دیکھ کر سانگوک کے چہرے پر بیزاری کے آثار ظاہر ہوئے تھے۔

''جی میں جانتا ہوں کہ ابھی صف چند دن ہی ہوئے ہیں مگر پھر بھی میرا خیال ہے.....''

''تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ میرے معائنے پر تمہیں اعتبار نہیں ہے؟''

''جی نہیں۔ یہ بات نہیں.....''

MashalBooks.com

''کیا تم چیری کے پھولوں کے بارے میں سوچ رہے ہو جبکہ ابھی بہار کا موسم بھی نہیں آیا۔''

'شاید میں چیری کے گلابی پھول اس لیے اور بھی یاد کر رہا ہوں کہ ابھی بہار نہیں آئی۔ بہرحال اب وقت آ گیا ہے کہ چند بچوں کے چہروں پر چیری کے پھول واقعی کھلنے لگیں گے۔''

چیری کے گلابی رنگ کے پھولوں کا ذکر اس لیے کیا جا رہا تھا کہ جب کسی کو جذام ہوتا ہے تو اس کے چہرے پر گلابی سا رنگ دکھائی دینے لگتا ہے۔ گلابی اور عنابی رنگ جذام کا خاص رنگ ہے۔ مریض کی آنکھوں کے گرد اس رنگ کے حلقے پڑ جاتے ہیں۔ جو صحت یاب ہونے کے بعد بھی نہیں جاتے۔ جزیرے کے تمام مریض اپنے چہروں پر یہ رنگ دیکھ چکے تھے اور اب اس پر لعنت بھیجتے تھے۔ کسی نامعلوم بدنصیبی کی وجہ سے وہاں بہت سے ایسے لوگ تھے جو اس سرخی مائل رنگ کی زد میں آ چکے تھے۔ ہر بہار میں پورے جزیرے پر گلابی رنگ کے بادل چھا جاتے تھے اور جزیرے کے باہر کے لوگ سینکڑوں کی تعداد میں چیری کے پھولوں سے بھرا گلابی جزیرہ دیکھنے آتے تھے۔ وہ زردی مائل براؤن سڑک' چیری کے پھول اور آنکھوں کے گرد سرخ اور عنابی حلقوں والے لوگ دیکھنے آتے تھے جن کے چہرے پر چیری کے پھولوں کا سایہ سا ہوتا تھا۔ جزیرے والوں کے لیے گلابی رنگ ناامیدی اور مایوسی کی نشانی تھا اور وہ سب اس رنگ پر لعنت بھیجتے تھے۔

لیکن اس جزیرہ پر ایک ایسا شخص بھی تھا جو اس رنگ پر لعنت نہیں بھیجتا تھا بلکہ وہ اسے پسند کرتا تھا جیسے وہ پھولوں سے بھرا پودہ ہو۔ سچی بات تو یہ ہے کہ وہ اس کا انتظار کرتا تھا۔ ہر موسم بہار بھی جب سارا جزیرہ چیری کے گلابی پھولوں سے بھر جاتا تھا تو وہ ان پر نظمیں لکھتا تھا اور پینٹنگ کرتا تھا۔ وہ گلابی رنگ میں بالکل ہی کھو جاتا تھا وہ سوچے سمجھے بغیر گلابی رنگ اور گلابی جزیرے کے بارے میں متواتر بولتا رہتا۔ آسان لفظوں میں کہا جا سکتا ہے کہ وہ گلابی رنگ کا دیوانہ تھا۔ وہ گلابی پھولوں کا انتظار کرتا اور آخر میں جزیرے کے دوسرے باسیوں کی طرح خود بھی ناامیدی کے سمندر میں ڈوب جاتا۔ جب وہ پہلی بار پری اسکول کے ضابطہ کار استاد کی حیثیت سے جزیرے پر آیا تھا تو دیکھنے میں صحت مند انسان نظر آتا تھا۔ پھر کئی سال بعد اسے یہ عجیب و غریب خبط ہو گیا۔ وہ اپنے چہرے پر بھی اس رنگ کے نمودار ہونے کا انتظار کرنے لگا۔ آخرکار وہ خود بھی اس کا شکار ہو گیا۔

بیماری کے آثار ظاہر ہونا شروع ہوئے تو خوشی خوشی خاردار تاروں کی باڑھ پار کر کے بیماروں

MashalBooks.com

کے علاقے میں آ گیا۔ جزیرے کی چالیس سالہ تاریخ میں ہسپتال کے عملے کا وہ پہلا آدمی تھا جسے یہ بیماری لگی تھی۔ اس وقت تک کسی کو یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ اس کی بہن بیماروں کے علاقے میں رہتی ہے۔ اس نے قریب تین سال بیماروں کے علاقے میں اپنی بہن کے ساتھ گزارے۔ چونکہ اس کی بیماری کی تشخیص اور علاج جلدی ہو گیا اس لیے وہ تین سال میں بالکل ہی صحت یاب ہو گیا۔ حتیٰ کہ اس کے جسم پر کوئی نشان بھی باقی نہیں رہا۔ البتہ صحت یاب ہونے کے بعد بھی اس کا جزیرہ چھوڑنے کا ارادہ نہیں تھا۔ اس کی بہن کی بیماری شدید تھی۔ وہ اس سے لڑتی رہی۔ وہ پری اسکول میں پڑھانے کے لیے ہسپتال کے عملے کے علاقے میں چلا گیا۔ اسکول میں استادوں کی کمی تھی س لیے وہ وہاں پڑھاتا رہا۔ اس عرصے میں گلابی رنگ کے ساتھ اس کا خبط اور بہن کے ساتھ پیار بڑھتا چلا گیا۔ اگرچہ یہ حیرت کی بات تھی مگر جب بھی کسی بچے کے جسم چہرے پر بیماری کے آثار ظاہر ہونا شروع ہوتے تو وہ کبھی پریشان نہیں ہوتا۔ اس کے بجائے جب بھی کسی بچے کے چہرے پر آثار ظاہر ہوتے تو حیرت انگیز طور پر اس کا چہرہ کھل اٹھتا۔

''چلو گلابی رنگ کی خبر تو آئی.....'' سانگوک مذاق کرتا تو ہیوون اس کا جواب نہ دیتا۔ وہ بھی مذاق ہی مذاق میں کوئی بات کر دیتا۔ البتہ اس کے چہرے پر غم کا سایہ سا گزر جاتا۔

''معلوم ہوتا ہے خاتون ٹیچر کے ساتھ آپ کے تعلقات ٹھیک نہیں جا رہے ہیں۔'' سانگوک یہ موضوع چھیڑ دیتا جیسے وہ جانتا ہو کہ ان دونوں کے درمیان کیا چل رہا ہے۔ ہیوون سے ملنے کے بعد میون کی شکل اس کے سامنے آ جاتی تھی۔ جزیرے پر جتنی بھی رضا کار عورتیں آئیں ان میں سے چند ہی ایسی تھیں جو وہاں زندگی برداشت کر پائیں اور وہیں رہ گئیں۔ اکثر تو ایسا ہوا کہ ایک مہینے سے پہلے ہی وہ جزیرے سے چلی گئیں اور اس کی وجہ ہیوون تھا۔ وہ ان عورتوں کے لیے وہاں رہنا مشکل کر دیتا۔ وہ انہیں عجیب و غریب انداز سے پریشان کرتا حتیٰ کہ وہ انہیں وہاں سے جانے پر مجبور کر دیتا۔

میون کے بارے میں بھی اس کا رویہ ایسا ہی تھا۔ جب میون نے وہاں رہنے کا فیصلہ کیا تو ایک نئی سازش کا سوچ کر اس کا چہرہ کھل اٹھا۔ اس بار اس کا طریقہ کار مختلف تھا۔ چند دن بعد وہ ایک لڑکا سانگوک کے پاس معائنہ کرانے کے لیے لایا۔

MashalBooks.com

''مہربانی کر کے احتیاط سے اس کا معائنہ کیجئے۔ اس کے لہجے سے معلوم ہوتا تھا کہ اسے امید ہے کہ اس لڑکے کے جسم پر بیماری کے آثار ظاہر ہونے لگیں گے۔ سانگوک جانتا تھا وہ کس قسم کا آدمی ہے اس لیے اس نے کچھ کہے بغیر لڑکے کا معائنہ کیا۔ بعد میں اسے معلوم ہوا کہ استانی میون اس لڑکے کو بہت پسند کرتی تھی۔ سانگوک کو فوراً خیال آیا کہ اس میں بھی کوئی چکر ہے۔ سانگوک سمجھ سکتا تھا کہ ہیوون کے دماغ میں کیا کھچڑی پک رہی ہے۔ ہیوون سوچتا تھا کہ بچوں سے نوجوان میون کا پیار جذام میں مبتلا بیمار لوگوں سے صحت مند لوگوں کی ہمدردی کے سوا اور کچھ نہیں ہے اور یہ ترس کھانا ایک قسم کا تکبر ہی تو ہے۔ وہ اس وجہ سے میون کو پسند نہیں کرتا تھا۔ وہ یہ ثابت کرنا چاہتا تھا کہ اس بچے سے میون کا پیار اس پر ترس کھانے سے زیادہ اور کچھ نہیں ہے۔ اگر وہ یہ بات ثابت کر دے تو اسے اور کچھ کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ اس کے بعد میون خود ہی جزیرے سے چلی جائے گی۔ یہ مقصد حاصل کرنے کے لیے ہیوون غیر شعوری طور پر اس خبط میں مبتلا ہو گیا کہ کسی طرح وہ بچہ جذام کا شکار ہو جائے۔

سانگوک ہیوون کے منصوبے کو سمجھ رہا تھا۔ ہیوون بھی جان گیا تھا کہ سانگوک کیا چاہتا ہے۔

''یہاں کسی عورت کے ساتھ میری نہیں بنی۔'' اس نے افسوس کے ساتھ کہا مگر اس بار ناکامی پر وہ شرمندگی سے مسکرایا جیسے چوری کرتے پکڑا گیا ہو۔ سانگوک بھی پریشان ہوا جیسے وہ ہیوون سے کچھ چھپا رہا ہو۔

''میں جانتا ہوں۔ وہ پندرہ دن سے زیادہ یہاں نہیں رہتیں مگر استانی میو کو یہاں آئے ایک مہینے سے زیادہ نہیں ہوا؟'' سانگوک نے کہا۔

''آپ تو جیسے مجھے عورتوں سے نفرت کرنے والا کوڑھی بھوت سمجھتے ہیں۔ اگر آپ نے اس سے میرے بارے میں ایسی باتیں کیں تو میں مشکل میں پھنس جاؤں گا۔ بہرحال وہ ان شریر بچوں سے بلاسوچے سمجھے بہت پیار کرتی ہے۔ خاص طور سے اس بچے سے۔ یہ خطرناک بات ہے۔'' ہیوون کی آنکھوں میں جلن کی جھلک تھی۔ وہ کہہ رہا تھا ''کوڑھی کوڑھی'' یہ ایک ایسا لفظ تھا جو وہاں کوئی اپنی زبان پر نہیں لاتا تھا سوائے اپنے آپ کو اذیت دینے کے۔ ہیوون ان لوگوں میں سے تھا جو یہ لفظ بول دیتے ہیں۔

MashalBooks.com

''آپ انتظار کیوں نہیں کر لیتے۔ وہ تھک جائے گی تو خود ہی جزیرے سے چلی جائے گی میرے خیال میں اس بچے کو کچھ بھی نہیں ہوا ہے۔''

''میں جانتا ہوں اس بچے کو کچھ نہیں ہوا مگر.....'' اس نے جواب دیا۔

''میں نہیں سمجھتا تھا کہ آپ استانی سو کے لیے اتنے فکرمند ہیں۔'' کچھ بھی ہو آپ اس بچے کا دوبارہ معائنہ کر لیجیے۔''

پہاڑی کی گھاٹی میں بچوں سے ان کے ماں باپ کی ملاقات ختم ہو چکی تھی اور لوگ اس باڑھ سے دور جانا شروع ہو گئے تھے جو انہیں ایک دوسرے سے الگ کرتی تھی۔ ہیوون نے آہستہ آہستہ اسی طرف جانا شرع کیا جہاں سے لوگ جا چکے تھے۔

''میں جانتا ہوں پری اسکول کے ان بچوں میں بھی بیماری کے آثار ظاہر ہونا شروع ہو جاتے ہیں جو ابھی تک اس سے بچے ہوئے ہیں۔'' ڈائریکٹر نے اپنے آپ سے کہا اور سانگوک کے پاس پہنچ گیا۔ سانگوک سمجھتا تھا کہ ڈائریکٹر نے اس کی اور ہیوون کی باتیں سُن لی ہیں۔

''ایسا نہیں ہے کہ اس قسم کے واقعات نہیں ہوتے ایک دو بچے متاثر ہو جاتے ہیں اور انہیں بیماروں کے علاقے میں بھیج دیا جاتا ہے۔'' سانگوک نے سچی بات کہہ دی اور کہا ''لیکن بعد میں معلوم ہوتا ہے کہ اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ انہیں بیماروں سے پوری طرح الگ نہیں رکھا گیا۔ پھر بے احتیاطی ہوتی ہے۔ بہرحال بچوں پر اس کا بہت برا اثر پڑتا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ جلد یا بدیر ان پر بیماری کا حملہ ہو جائے گا۔ اس لیے وہ چاہتے ہیں کہ جلدی بیماری آ جائے تا کہ وہ اپنے ماں باپ کے پاس چلے جائیں۔''

''میرا خیال ہے آپ انہیں جو بتاتے ہیں اس پر وہ اعتبار نہیں کرتے۔''

''انہیں یقین دلانا بہت مشکل ہے۔''

''ٹھیک ہے۔ اس لڑکے کے بارے میں کیا خیال ہے؟ اس نے آپ سے اس کا معائنہ کرنے کے لیے کہا تھا۔''

''لڑکے کو کوئی بیماری نہیں ہے۔ وہ تو.....''

''اگر اسے کچھ نہیں ہے تو پھر معائنہ کیوں کرانا چاہتا ہے۔ وہ آپ کے پاس دو مرتبہ لے کر آیا

MashalBooks.com

ہے۔ ایسا لگتا ہے جیسے وہ انتظار کر رہا ہے کہ لڑکے پر بیماری کے آثار ظاہر ہوں۔'' ڈائریکٹر کی سمجھ میں یہی بات آئی۔

''آپ صحیح فرما رہے ہیں وہ ایسے کرتا ہے جیسے وہ نہ تو جذام سے نفرت کرتا ہے اور نہ اس سے بچنے کی احتیاط کرتا ہے۔ وہ جذام کو بھی نزلہ زکام ہی سمجھتا ہے۔ جزیرے کے لوگ تو اسے پاگل سمجھتے ہیں مگر جب آپ اسے اچھی طرح جان لیتے ہیں تو محسوس ہوتا ہے کہ اس کے اندر کچھ غیر معمولی صفات ہیں۔ وہ بیماری سے بچنے کے بجائے اس کی طرف کشش محسوس کرتا ہے۔ میرا خیال ہے وہ ان مریضوں میں سے ہے جو بہت زیادہ پیچیدگیوں کا شکار ہیں۔''

''یہاں پری اسکول میں پڑھاتا ہے؟'' ڈائریکٹر یہ پہلے سے جانتا تھا مگر پھر بھی اس نے سوال کر لیا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ اتنا خطرناک آدمی بچوں کو کیسے پڑھاتا ہے۔

''اس کا نام ہن ہیوون ہے۔ وہ دس سال سے بچوں کو پڑھا رہا ہے اور کبھی اس نے کسی بچے کو نقصان نہیں پہنچایا۔ ویسے وہ بہت خوش مزاج آدمی ہے اور بچے اسے بہت پسند کرتے ہیں۔ جب وہ خود بیمار ہوا تھا تو اس نے تین سال کی چھٹی لے لی تھی۔''

''آپ کا مطلب ہے اس جزیرے پر آنے کے بعد اسے بیماری لگی تھی؟'' ڈائریکٹر کا لہجہ بدل گیا تھا۔ وہ تابڑ توڑ سوال کرنا چاہتا تھا۔

''پہلی مرتبہ جزیرے کے ہسپتال میں ہی اس کی بیماری ظاہر ہوئی۔ بعد میں ہمیں معلوم ہوا کہ اس کی بہن مریضوں کے علاقے میں رہتی ہے۔ جب ٹھیک ہو گیا تو پھر اسکول میں پڑھانے لگا۔''

''عجیب و غریب آدمی معلوم ہوتا ہے۔''

''اس کے بارے میں بیشمار کہانیاں مشہور ہیں۔ مگر کسی کی بھی تصدیق نہیں ہو سکی۔''

پہاڑی کے دامن میں اب کوئی نہیں تھا۔ سانگوک نے آہستہ آہستہ ہسپتال کی طرف قدم بڑھائے مگر ڈائریکٹر کا تجسس ابھی ختم نہیں ہوا تھا۔ ڈائریکٹر جو چند قدم آگے نکل گیا تھا اچانک سانگوک کی طرف ایسے مڑا جیسے اس کو اور بات یاد آ گئی ہو۔

''یہ استانی سوکون ہے؟ لگتا ہے اس کا ہیوون سے کوئی تعلق ہے۔''

اس بار سومیون کے بارے میں سوال کیا گیا تھا۔

MashalBooks.com

''ایسا تو نہیں ہے۔'' سانگوک نے جان بوجھ کر تردید کی۔

''اگر کچھ نہیں ہے تو کیا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ وہ دونوں یونہی ملتے جلتے ہیں۔'' ڈائریکٹر کو سانگوک کے جواب پر غصہ آ گیا۔

''ہم یہ نہیں کہہ سکتے وہ تو جب بھی کسی صحت مند عورت کو دیکھتا ہے تو وہ اسے جزیرے سے نکل جانے کے لیے تنگ کرتا ہے۔ اس کا یہی طریقہ ہے۔ عورتوں کو یہاں سے نکالنے کا؟''

''تو کیا وہ جان بوجھ کے عورتوں کو تنگ کرتا ہے؟''

''جب بھی کوئی عورت جزیرے پر آتی تو چند دن بعد ہی وہ اس سے محبت کا اظہار کرتا ہے۔''

''اس میں وہ کامیاب نہیں ہوتا ہوگا؟''

''میں نے پہلے ہی آپ کو بتایا ہے کہ یہی طریقہ ہے اس کا عورتوں کو یہاں سے بھگانے کا۔ جیسے ہی وہ اپنی محبت کا اظہار کرتا ہے وہ ڈر جاتی ہیں اور بھاگ جاتی ہیں۔''

''صحت مند عورتوں کو تنگ کرنا ایسے لوگوں کی خاصیت ہے جو صحت مند انسانوں سے جلتے ہیں میرا خیال یہ ہے۔''

''جی بالکل لیکن صرف عورتیں اس کے دل میں جلن پیدا کرتی ہیں۔ جو عورتیں جزیرے پر آتی ہیں بیماری کے بارے میں پوری طرح جانتی ہیں اور وہ اس کے خلاف جنگ میں اپنی زندگی وقف کر دینا چاہتی ہیں۔ ہیوون اس پر یقین نہیں رکھتا اور اس کی محبت کے اظہار کے بعد ان کے بھاگ جانے سے اس کی خودغرضی بھی ظاہر ہو جاتی ہے۔ عورتوں نے بار بار اسے یقین دلایا ہے کہ وہ صحت مند انسانوں کی طرح نہیں ہو سکتا۔''

''ہوں۔ یہ جلن ہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ استادنی سو کو اس بچے سے پیار کرتے نہیں دیکھ سکتا اور اپنے دماغ میں بچے کو کوڑھی ثابت کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔''

قبل اس کے کہ سانگوک سمجھاتا کہ ہیوون اور میون کے تعلقات میں وہ لڑکا کیسے شامل ہے ڈائریکٹری خود ہی سمجھ گیا۔ اس نے جو نتیجہ نکالا تھا اس پر اسے پورا یقین تھا۔ سانگوک نے سوچا کہ اسے اپنی بات جاری رکھنا چاہیے۔

''مگر یہ ضروری نہیں ہے کہ لڑکا بیمار ہی ہو۔ ہیوون اس کے بغیر بھی استانی میو سے محبت کا

MashalBooks.com

اظہار کرے گا اور آخر کار وہ جزیرہ چھوڑ جائے گی۔''

پھر بھی سانگوک نے سوچا کہ شاید میون دوسری عورتوں سے مختلف نکلے اور وہ جزیرہ چھوڑ کر نہ جائے لیکن اس نے اپنے یہ خیالات اپنے آپ تک ہی رکھے اور اعتماد کے ساتھ بات جاری رکھی۔

''ہاں واقعی یہ دلچسپ بات ہوگی۔'' ڈائریکٹر نے سمجھ لیا کہ سانگوک کیا کہنا چاہتا ہے۔ اس نے شرارت سے اپنا خیال ظاہر کیا اور خاموش ہو گیا۔ وہ تھوڑی دیر خاموشی سے ٹہلتا رہا پھر جیسے وہ زیادہ دیر خاموشی برداشت نہ کر سکتا ہوں بولا: ''ہر آدمی کسی نہ کسی بیماری کا شکار ہے..... بچنے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ یہ جسمانی بیماری سے زیادہ خطرناک بیماری کا شکار ہیں..... انہیں جزیرہ چھوڑنے پر موردالزام قرار نہیں دیا جا سکتا۔''

5

خوش قسمتی کی بات یہ تھی کہ ڈائریکٹر چوکو آہستہ آہستہ جزیرے سے لوگوں کے بھاگنے کی وجہ سمجھ میں آنے لگی تھی۔ معلوم ہوتا تھا کہ اس کی سمجھ میں یہ بات آ گئی ہے کہ یہ جزیرہ مریضوں کے لیے مناسب جگہ نہیں ہے اور مریضوں کے بھاگنے کی بڑی وجہ یہی ہے۔ لیکن اس کا یہ خیال اسے کسی اور طرف ہی لے جا رہا تھا۔ اس سے احساس ذمہ داری اور مقابلہ کرنے کے عزم کو اور بھی تقویت مل رہی تھی۔ تیسرے دن صبح کو آخر کار اس نے افتتاحی خطبہ دینے کا فیصلہ کر لیا۔

اس دن اس نے دیر سے کام شروع کیا۔ اس کے بہت سے کام ایسے تھے جو لوگوں کی سمجھ میں نہیں آتے تھے۔ مشہور تھا کہ وہ رات کو مریضوں کے علاقے میں چلا جاتا ہے اور رات بھر وہیں رہتا ہے۔ کسی نے بھی رات کو اسے دفتر میں یا سرکاری گھر میں نہیں دیکھا۔ لیکن گشت کرنے والے ایک افسر نے جو چن گانگ گاؤں سے گزر رہا تھا صبح ہی صبح اسے گرجا سے نکلتے دیکھا۔ اب یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ وہ رات بھر گرجا میں رہا تھا یا اسی وقت وہاں گیا تھا۔ بہرحال وہ دیر سے دفتر آیا۔

دفتر تو وہ دیر سے آیا تھا مگر افتتاحی تقریر کے لیے اس نے جلدی شروع کر دی۔

''آج میں بے حد افسوس سے کہوں گا'' اس نے نرمی سے جیسے درخواست کی۔ نئے ڈائریکٹر کی حیثیت سے وہ افتتاحی تقریر کے بغیر کام شروع نہیں کر سکتا تھا' یوں تو اپنی تقریر کے لیے وہ زیادہ جوش نہیں دیکھا رہا تھا مگر اس نے اسے خاصی بڑی تقریب بنا دیا۔

MashalBooks.com

کسی تاخیر کے بغیر اس کی ہدایت پر عمل کیا گیا۔ سوائے ان مریضوں کے جو چل نہیں سکتے تھے سات گاؤں کے پانچ ہزار مریضوں سے کہا گیا کہ وہ صبح دس بجے چن گانگ پارک پلازا میں اکٹھے ہو جائیں۔ ڈائریکٹر نے پہلی بار صبح کی میٹنگ بھی بلائی۔ پہلے میٹنگ نہ کرنے کی وجہ شاید یہ بھی ہو کہ وہاں کہنے کو کوئی بات ہی نہیں تھی لیکن اس دن وہ اپنی افتتاحی تقریر سے پہلے افسروں کے باقاعدہ اجلاس میں کچھ کہنا چاہتا تھا۔ اس نے تمام عملے کے لیے بھی خاص اجلاس بلایا جس میں اس نے غیر معمولی تقریر کی۔

''آج میرے پاس کوئی خاص بات کہنے کو نہیں ہے۔ میں آج مریضوں سے ملنے جا رہا ہوں مگر میں ان سے اکیلا نہیں ملوں گا۔ آپ سب بھی میرے ساتھ ہوں گے۔ آج آپ کو پھر مریضوں سے ملنا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ وہ تمام باتیں یاد رکھیں جو مریضوں سے کرنے کو کہوں گا اور وہ وعدے بھی ذہن نشین کر لیں جو میں ان سے کروں گا۔ آپ سب کو اس کا وعدہ کرنا چاہیے.....''

وہ پہلے تمام ڈائریکٹروں سے مختلف تھا اور اس کے اجلاس میں اس کی تقریر مریضوں کے سامنے کی جانے والی تقریر کا پیش خیمہ تھی۔ اس نے صاف صاف نہیں بتایا کہ وہ مریضوں سے کیا وعدہ کرے گا یا مریضوں سے کیا توقع کرے گا مگر اس سے اس کا ارادہ واضح ہو گیا تھا۔ وہ جو کچھ بھی کرے گا یا جو بھی وعدہ کرے گا وہ ''ہم'' یا پورے عملے کے حوالے سے ہو گا۔ مختصر لفظوں میں وہ ان سے کسی بھی پس وپیش کے بغیر مکمل اعتماد اور فرماں برداری چاہتا تھا۔

سانگوک کی بے چینی بڑھتی جا رہی تھی۔ شاید اپنا مجسمہ بنوانے کا خیال اس شخص کے دل میں موجود ہے۔ یہ ان سے کیا وعدہ کرے گا اور ان سے کیا چاہے گا۔

جب وہ باقی عملے کے ساتھ مریضوں کے جمع ہونے کی جگہ کی طرف جا رہا تھے تو سانگوک ڈائریکٹر کا رویہ اچانک بدل جانے کے بارے میں پریشان ہو رہا تھا۔ ہر انسان کے لیے یہ قدرتی بات ہے کہ کبھی نہ کبھی وہ اپنا مجسمہ بنوانے کے بارے میں سوچے۔

شاید یہ بھی قدرتی بات ہے کہ مجسمہ کا خیال دماغ کی گہرائیوں میں کہیں چھپا ہوا ہو۔ اگر ایسا ہوا تو یہ مسئلہ پیدا ہو جائے گا کہ اس خواہش کو وہ پوشیدہ کیسے رکھے۔ پھر یہ بھی ہے کہ اس خواہش کو دبایا کیسے جائے۔ اس سے بھی زیادہ مشکل یہ ہے کہ دل سے مجسمہ کی خواہش نکالی کیسے جائے۔

MashalBooks.com

ڈائریکٹر افتتاحی تقریر کرنے سے باز نہیں آ سکتا۔ اس پر اسے قصوروار بھی قرار نہیں دیا جا سکتا تھا۔ یہ بات اہم نہیں تھی کہ وہ ان لوگوں سے کیا وعدہ کرے گا۔ اہم یہ تھا کہ وہ جو وعدے کرے گا اس کے مجسمے سے ان کا کتنا گہرا تعلق ہوگا اور کتنی دانشمندی سے مریضوں کے سامنے فاتحانہ انداز میں کھڑے ہو کر وہ اپنے اصل جذبات کو چھپائے گا۔ وہ جو وعدے کرے گا وہ تو بعد میں آئیں گے پہلے تو اسے اپنے عزائم سے واقف ہونا پڑے گا۔

پانچ ہزار مریض چن گانگ کے سنٹرل پلازا میں جمع ہو چکے تھے۔ وہ ترتیب کے ساتھ قطاروں میں اکٹھے ہوئے تھے اور ڈائریکٹر کا انتظار کر رہے تھے۔ وہاں خوفناک حد تک خاموشی تھی۔ حتیٰ کہ کسی کے کھنکارنے یا گلا صاف کرنے کی آواز بھی نہیں آ رہی تھی۔

عملے کے ارکان مریضوں کے سامنے ایک قطار میں کھڑے تھے۔ چیف ڈائریکٹر کم چونگی سب سے پہلے پلیٹ فارم پر پہنچا یہ وہی پلیٹ فارم تھا جہاں ہسپتال کی چالیسویں سالگرہ منائی گئی۔ ڈائریکٹر شو بیس سال پہلے کہیں باہر سے یہ پلیٹ فارم لایا تھا۔ اسے ٹاور کی تعمیر سے پہلے وہاں رکھا گیا تھا جہاں بعد میں اس کا مجسمہ نصب کیا گیا۔ ہر مہینے وہ ڈائریکٹر اپنے مجسمے کے سامنے کھڑا ہوتا تھا اور یوم تشکر پر دعا کرتا تھا۔

''جی آپ کو یہاں اکٹھا کرنے کی وجہ.....'' چیف ڈائریکٹر نے مریضوں کو وہاں اکٹھا کرنے کی وجہ بیان کرنا شروع کی مگر مریضوں کی طرف سے کسی طرح کے جوش کا اظہار نہیں کیا گیا۔ وہ بت کی طرح ساکت کھڑے پلیٹ فارم کی طرف دیکھ رہے تھے۔ لیکن چیف ڈاکٹر بھی اس قسم کے رویہ کا عادی تھا۔

''آپ جانتے ہیں کہ ہمارے پاس نئے ڈائریکٹر آ گئے ہیں۔ مجھے فخر ہے کہ آج میں آپ سے ان کا تعارف کرا رہا ہوں۔ کرنل چوپیگھون نے ہائی جین اور فوجیوں کی صحت کے لیے قابل قدر خدمات انجام دی ہیں۔ اب خدا نے ہمارے اوپر مہربانی کی ہے کہ انہیں یہاں بھیجا گیا ہے۔ گزشتہ چند مہینے سے جب یہاں کوئی ڈائریکٹر نہیں تھا تو ہسپتال کی طرف سے طبی سہولتیں پہنچانے اور دوسرے انتظامی امور میں کافی خامیاں پیدا ہو گئی تھیں لیکن اب ہماری خوش قسمتی ہے کہ کرنل چوئے ڈائریکٹر کی حیثیت سے یہاں آ گئے ہیں۔ آیئے ہم ان کا پرجوش استقبال کریں اور خوشیاں

MashalBooks.com

منائیں۔ اب میں کرنل چو سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ تشریف لائیں اور اپنے افتتاحی خطبے سے ہمیں نوازیں۔ کرنل چو.....''

''میں کرنل چو پیگھون ہوں۔'' نئے ڈائریکٹر نے کہنا شروع کیا۔ اس نے اپنی آواز خوب بلند کی تاکہ وہاں چھائی ہوئی خاموشی کو توڑا جا سکے۔

''چونکہ گرمی بہت ہے اس لیے میں اپنی تقریر مختصر ہی کروں گا اور یہاں آنے کے بعد میرے جو تاثرات ہیں ان میں آپ کو شریک کروں گا۔''

''سچی بات یہ ہے کہ یہاں آنے سے پہلے اس جزیرے کے بارے میں بہت ہی کم جانتا تھا۔ ہاں میں تھوڑا بہت جانتا ضرور تھا۔ مجھے معلوم تھا یہاں مریض کتنے ہیں اور کتنے صحت یاب ہو جانے والے ہیں اور کتنے ہیں جو نارمل زندگی میں واپس جانے کا انتظار کر رہے ہیں۔ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ حکومت کی طرف سے ہسپتال کو کتنی امداد ملتی ہے۔ بلکہ میں تو یہ بھی جانتا ہوں کہ اس جزیرے کے بارے میں لوگوں میں جو تعصبات اور حقارت تھی وہ ختم ہو چکی ہے اور یہ مریضوں کے لیے جنت بن گیا ہے۔ ان کا اپنا شہر جس پر وہ فخر کر سکتے ہیں۔ مجھے یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اس منحوس بیماری کے زخم مندمل ہو رہے ہیں۔ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ سماجی بھلائی کا نظام بھی بہتر ہوا ہے اور جو انسانی حقوق پہلے کچلے جاتے تھے ان کا احترام کیا جانے لگا ہے۔ مجھے بتایا گا ہے کہ یہ جزیرہ آہستہ آہستہ واقعی آپ کی جنت بنتا جا رہا ہے۔ میں جب یہاں آیا تو مجھے کچھ اور ہی خیال تھا مگر بعد میں مجھے جو بتایا گیا وہ صحیح ہے۔ آپ کا بہترین علاج کیا جا رہا ہے اور آپ ٹھیک ہو رہے ہیں۔ روبصحت مریضوں سے لیے اس سے بہتر او رکوئی جگہ نہیں ہے۔ آپ کی بھلائی کی تمام سہولتوں میں یہاں اضافہ کیا جا رہا ہے۔ ماضی کی طرح اب ایسے لوگ نہیں ہیں جو آپ کے کاموں میں داخل دیں یا آپ کو سزا دیں۔ میری نظر میں یہ جزیرہ آپ کا گھر بھی ہے اور جنت بھی۔

''لیکن ایک بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔ جس رات میں یہاں آیا اس کے چند دن پہلے دو مریض یہاں سے فرار ہو گئے تھے۔ میرے استقبال کے لیے یہ جو تحفہ مجھے دیا گیا ہے وہ بہت معنی خیز ہے۔ اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ آپ اس جزیرے کو جنت نہیں سمجھتے۔ اس واقعہ سے مجھے احساس ہوا اور میں سمجھ نہیں سکا کہ ایسا کیوں ہوا مگر جب میں نے اپنے اردگرد نظر ڈالی تو اندازہ ہوا

MashalBooks.com

کہ ایسا کیوں ہوا۔ میں غلط سمجھا تھا۔ آپ ابھی تک اس خطرناک بیماری میں مبتلا ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ آپ جسمانی طور پر صحت یاب ہو رہے ہیں مگر اس بیماری کے نفسیاتی اثرات آپ کا پیچھا نہیں چھوڑتے اور یہ جسمانی بیماری سے زیادہ تکلیف دہ ہے۔ یہ جزیرہ بداعتمادی اور سازشوں کا شکار ہے۔ بداعتمادی اور سازش آپ کی اور جزیرے کی ہڈیوں تک میں بس گئی ہے۔

''اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے کہ میں ایسا کیوں سمجھتا ہوں۔ اگر آپ خود ہی اس جزیرے کو اپنی جنت نہیں سمجھتے تو یہ کبھی جنت نہیں بنے گا اور میرے لیے اس کی اہمیت ہے۔ میں جانتا ہوں اب مجھے یہاں کیا کرنا ہے۔''

ڈائریکٹر کی آواز جذبات کی شدت سے بھری ہوئی تھی مگر مریضوں کی طرف سے کوئی ایسا تاثر نہیں مل رہا تھا کہ وہ اس کی باتیں سن بھی رہے ہیں یا نہیں۔ اس نے اپنی آواز اور بھی بلند کی تاکہ خاموشی کی دیوار کو توڑے مگر وہاں اتنی گہری خاموشی تھی جیسے سمندر کی تہہ سے آ رہی ہو۔

''ہمیں اس جزیرے کو دوبارہ تعمیر کرنا ہے۔''

یہی بات تھی۔ ڈائریکٹر جو وعدہ کرنا چاہتا تھا وہ خود ظاہر ہونے لگا تھا۔ جزیرے کے رہنے والے جس بات سے سب سے زیادہ ڈرتے تھے وہی ہو رہی تھی۔ اس نے اعلان کیا کہ وہ جزیرے کو نئے سرے سے تعمیر کرے گا۔ اس نے کہا کہ اس بار یہ جزیرہ یہاں کے تمام باشندوں کے لیے واقعی جنت بن جائے گا۔ وہ اسے ایسا گھر بنا دے گا کہ وہ صحت یاب ہونے کے بعد بھی یہاں رہنا پسند کریں گے۔ اس نے یہی بھی وعدہ کیا کہ اپنی مدد آپ کا ایسا نظام قائم کیا جائے گا کہ جو شخص بھی جزیرے میں رہے گا وہ اپنی کمائی خود کرے گا اور اس کے ساتھ ہی جزیرے کا ماحول بھی بہتر بنائے گا۔

پورے ملک کی تعمیر نو ہو رہی ہے۔ اس لیے اس جزیرے کی بھی نئی تعمیر ہونا چاہیے۔ نئی تعمیر کا مطلب دوسری چیزوں سے بھی زیادہ ہے۔ البتہ اس سے پہلے کہ ہم یہ کام کریں ہمیں ایک نہایت اہم شرط پوری کرنا ہوگی۔ اس نے مریضوں کے سامنے اپنی درخوست پیش کرنا شروع کی۔

''دوسروں کے سامنے نمونہ بنانے کے لیے مجھے آپ کے تعاون کی ضرورت ہے۔ یہ سارا عملہ جو آپ کے سامنے کھڑا ہے یہ اور ہم یہ منزل حاصل کرنے کے لیے ہر ممکن کوشش کریں گے۔ لیکن

MashalBooks.com

آپ کو یہ بھی نہیں بھولنا چاہیے کہ یہ آپ کا اپنا کام ہے۔ یہ اسی وقت ممکن ہے جب آپ کا عزم اور آپ کا ایثار اس مقصد کے حصول میں پوری طرح شامل ہو۔ مگر اس وقت ذرا اپنے آپ کو دیکھیے.....'' وہ چند لمحے کے لیے خاموش ہوا اور اس طرح مریضوں کی طرف دیکھا جیسے وہ انہیں ملامت کر رہا ہوں۔ پھر اچانک اس نے اور بھی زیادہ بلند آواز میں بولنا شروع کیا۔

''آپ کو اعتماد نہیں ہے اور چونکہ بھروسے کی کمی ہے اس لیے آپ کو راز افشا ہونے کا دہشت ناک خوف ستاتا رہتا ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ آپ لوگ ابھی تک اس احساس کے غلام بنے ہوئے ہیں۔ حتیٰ کہ آپ اپنے اندر کی دنیا میں پھنس گئے ہیں اور خاموش ہیں۔ آپ میرے اوپر شک کرتے ہیں اور دھوکے اور فریب سے ڈرتے ہیں۔ میں حالات کو سمجھنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ آپ کا اپنا الگ وجود ہے۔ آپ کو عزت کے ساتھ زندگی گزارنے کا موقع نہیں ملا ہے اور مجھے یقین ہے کہ لوگوں نے آپ کو سمجھنے کی کوشش بھی نہیں کی ہے۔ اسی لیے آپ کسی پر بھی بھروسہ نہیں کرتے۔ آپ کی زندگی میں بے اعتمادی اور دھوکہ فریب ہی رہا ہے۔ لیکن ایسی کوئی چیز بھی نہیں ہے کہ آپ کو بھی معاف کر دیا جائے۔ آپ کو بھی تو معاف نہیں کیا جا سکتا۔ اس جزیرے کی تعمیر نو کے لیے آپ کو خود بھی باوقار بننا ہوگا۔ اپنی بے اعتمادی اور بے یقینی ختم کر دیجئے۔ تعاون کیجیے اور متحد ہو جائیے۔ آپ اپنے اوپر جتنا فخر کریں گے اتنا ہی کام آسان ہو جائے گا۔ یہ مقصد حاصل کرنے کے لیے اپنے آپ کو ٹھیک کیجیے۔''

''قبل اس کے کہ میں یہاں سے جاؤں چند الفاظ میں میں اپنی بات کا خلاصہ کرنا چاہتا ہوں۔ اول ہمیں اس جزیرے کی نئی تعمیر کرنا چاہیے۔ اس کے لیے میں آپ سے التجا کرتا ہوں کہ اپنا دل کھول کر سامنے رکھیے' اکٹھے ہو جائیے اور تعاون کیجیے۔ آپ ان تین نکات کو اصول کے طور پر اپنے سامنے رکھیے۔ میری آپ سے یہی درخواست ہے۔ میں جب دل کھولنے کی بات کرتا ہوں تو اس کا اطلاق آپ پر' آپ کے ہمسائیوں پر' عملے کے ارکان پر اور باہر کے لوگوں پر بھی ہوتا ہے۔ اس کا اطلاق آپ کے دوستوں اور عملے پر بھی ہوتا ہے۔ یہاں موجودہ تمام عملہ اور میں بھی ایسا ہی کریں گے۔ اپنی جنت تخلیق کرنے کے لیے اپنے آپ کی نئی تخلیق کیجیے۔ میں پوری طرح آپ کا ساتھ دوں گا۔ میں آپ کی مدد کروں گا اور آپ کو آمادہ کروں گا کہ سب اس کام میں لگ جائیں۔''

MashalBooks.com

ڈائریکٹر کی تقریر جوں جوں آگے بڑھتی گئی تھی ویسے ہی اس کا جوش بھی بڑھتا گیا تھا اور اسی جوشیلے انداز میں اس کی تقریر ختم ہوئی۔

اس کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا جیسے وہ خود بھی اپنی تقریر سے متاثر ہوا ہے۔ مگر حاضرین پر اب بھی کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔ تقریر مکمل ہونے کے بعد بھی وہاں کوئی کھسر پھسر نہیں تھی۔ وہ سب خالی خالی آنکھوں سے ایسے دیکھ رہے تھے جیسے ابھی اور بھی کچھ ہونے والا ہے۔ خاموشی کی یہ دیوار گرمیوں کی دوپہر کی تیز دھوپ میں جیسے تپ رہی تھی۔

''انہوں نے میری تقریر پر کوئی توجہ نہیں دی۔''

اس شام ڈائریکٹر نے انتظامی عملے کے چند ارکان کو اپنے گھر کھانے پینے کی دعوت دی تھی۔ وہ ان ارکان کے تاثرات جاننا چاہتا تھا۔ وہ صرف ان کا ردعمل ہی جاننا نہیں چاہتا تھا بلکہ وہ یہ بھی معلوم کرنا چاہتا تھا کہ پورے جزیرے کا موڈ کیا ہے۔ چیف ڈاکٹر چونگل کو بھی دعوت دی گئی تھی اور سانگوک بھی وہاں موجود تھا۔ کام ختم ہو جانے کے فوراً بعد ان سب کو بلایا گیا تھا۔

پارٹی شروع ہونے کے بعد تھوڑی دیر تک کسی نے تقریر کا ذکر نہیں کیا۔ ایسی کوئی بات ہی نہیں تھی جس پر کچھ کہا جاتا۔ حتیٰ کہ ڈائریکٹر نے بھی اس کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ اس نے کوئی اشارہ بھی نہیں دیا کہ وہ اس کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہے۔ گلاس پہ گلاس خالی ہوتے رہے اور ادھر ادھر کی باتیں ہوتی رہیں۔ جلد ہی سب پر نشہ چڑھ گیا۔ صرف ڈائریکٹر اور سانگوک ہی تھے جن کے چہرے کے تاثرات نہیں بدلے تھے۔ حالانکہ ڈائریکٹر ایک کے بعد دوسرا گلاس خالی کر رہا تھا مگر وہ نشے میں نظر نہیں آتا تھا۔ سانگوک نے دیکھا کہ ڈائریکٹر ٹھیک ٹھاک نظر آنے کی کوشش کر رہا ہے تو وہ بھی سنبھل گیا حالانکہ وہ بھی کافی چڑھا چکا تھا۔ ڈائریکٹر نے یہ نہیں دیکھا کہ اس کے علاوہ وہاں ایک اور آدمی بھی ایسا ہے جو اپنا نشہ بھگا رہا ہے۔ آخر جب کمرے میں موجود تمام آدمی نشے میں دُھت ہو گئے تو ڈائریکٹر نے وہ موضوع چھیڑا جو شروع سے ہی اس کے دماغ پر سوار تھا۔

''آج مجھے یہ محسوس نہیں ہوا کہ میں جیتے جاگتے لوگوں سے بات کر رہا ہوں۔ کیا وہ واقعی میری باتیں سن رہے تھے؟''

MashalBooks.com

نشے میں چور ماحول ایک دم سنجیدہ ہوگیا۔ کوئی بھی اس سوال کا جواب نہیں دینا چاہتا تھا۔

''کچھ بولیے نا۔ یا تو وہ بہت ہی توجہ سے میری تقریر سن رہے تھے یا پھر وہ اسے بالکل ہی نظرانداز کر رہے تھے۔ آپ کا کیا خیال ہے؟''

''میرا خیال ہے وہ پوری توجہ سے سن رہے تھے۔'' چیف ڈاکٹر نے کسی اعتماد کے بغیر جواب دیا۔ لگتا تھا کہ وہ ڈائریکٹر کا اصرار برداشت نہیں کرسکتا تھا۔ وہ اس کے سوا اور کیا جواب دیتا۔

پھر سانگوک نے جو اپنے گلاس کو گھور رہا تھا۔ چیف ڈاکٹر کی تردید کر دی۔ ''مگر یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ آپ کی بات بالکل ہی نہ سن رہے ہوں۔''

ہر ایک خاموش ہوگیا۔

''کیا مطلب ہے آپ کا؟ وہ سن رہے ہوں یا نہ سن رہے ہوں۔''

ڈائریکٹر نے اپنا گلاس اوپر اٹھاتے ہوئے سانگوک کو غصے سے دیکھا۔ جزیرے پر آنے کے بعد سب سے زیادہ وہ سانگوک سے ہی ملا تھا۔ وہ شخص کبھی تو بہت ہی بے پروا معلوم ہوتا تھا اور کبھی اپنی فکرمندی چھپا نہیں سکتا تھا۔

''میں نے کئی بار یہ محسوس کیا ہے مگر مجھے آپ کے اس ٹیڑھے جواب کی پروا نہیں ہے۔ صاف صاف بتایئے آپ کا کیا مطلب ہے؟ اس کے لہجے میں غصہ تھا اب چونکہ بات سامنے آ چکی تھی اس لیے سانگوک بھی اب خاموش نہیں رہ سکا۔

''کتنی صفائی سے اپنی بات پیش کروں۔ کیونکہ اصل میں تو اس سے بھی فرق نہیں پڑتا کہ وہ آپ کی بات سن رہے تھے یا نہیں۔''

''میں سمجھا نہیں۔''

''اصل میں.....'' چیف ڈاکٹر نے داخل دینے کی کوشش کی مگر سانگوک نے اسے ٹوک دیا ''صاف صاف بات یہ ہے کہ وہ لوگ آپ کی بات نہیں سن رہے تھے۔ وہ اس شخص کی بات سن رہے تھے جسے انہوں نے اپنے دماغ کی گہرائی میں کہیں دفن کر رکھا ہے۔ آپ کی آواز کے توسط سے انہوں نے ایک بار پھر اس شخص کی آواز سنی۔''

''میں نے کسے دیدی اپنی آواز؟'' ڈائریکٹر آخرکار اپنی جون میں آ گیا تھا۔ اب سانگوک کو

MashalBooks.com

ہچکچانے کی ضرورت نہیں تھی۔

''میں بدتمیزی کی معافی چاہتا ہوں۔ غالباً وہ سابق ڈائریکٹروں کی آوازیں ہیں۔ ایک مثال جو میرے ذہن میں آتی ہے وہ یہ ہے کیوں چوتھے ڈائریکٹر شوشیدے کی آواز سن رہے تھے۔'' سانگوک تھوڑی دیر ٹھہرا مگر ڈائریکٹر کچھ نہ بولا۔

سانگوک نے اپنی بات جاری رکھی۔

''تیس سال پہلے آج ہی کی طرح یہ لوگ نئے ڈائریکٹر سے ملنے سردی میں کھڑے تھے۔ انہوں نے نئے ڈائریکٹر کی نہایت ہی پرجوش جذباتی تقریر سنی۔ ایسی تقریر جو پہلے انہوں نے کبھی نہیں سنی تھی۔ نئے ڈائریکٹر کی تقریر سے ان کے اندر نیا حوصلہ اور نئی امید پیدا ہوئی۔'' سانگوک کی آواز میں بھی جوش تھا۔

''تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تیس سال بعد میں بھی وہی وعدے دہرا رہا ہوں؟'' ڈائریکٹر کی آنکھوں سے واضح طور پر نا امیدی جھلک رہی تھی مگر وہ متحمل مزاج آدمی تھا۔ وہ سانگوک کی بات کاٹنا نہیں چاہتا تھا۔ اگرچہ وہ مایوس ہو رہا تھا لیکن وہ شرارت سے مسکرا بھی رہا تھا۔ سانگوک کو ڈائریکٹر کے تاثرات کی پروا نہیں تھی۔

''س نے وعدہ کیا کہ ان مریضوں کے لیے اس جزیرے کو جنت بنا دے گا۔ اس نے مریضوں سے کہا کہ وہ بلامقصد ادھر ادھر گھومنے پھرنے اور بدسلوکی برداشت کرنے کے بجائے اسی جزیرے کو اپنے لیے ایک ایسا گھر بنانے میں اس کے ساتھ تعاون کریں جہاں وہ آرام اور سکون کے ساتھ رہ سکیں۔ اس نے ان سے کہا کہ وہ اپنے اندر عزت نفس پیدا کریں اور اپنے آپ کو کارآمد ثابت کریں۔ اس نے وعدہ کیا کہ وہ اور بھی وارڈ بنائے گا اور ان کے لیے مزید سہولتیں فراہم کرے گا۔ اس کے لیے اس نے مریضوں کو مشورہ دیا کہ وہ نئے سرے سے اپنی زندگی بنائیں۔ مایوسی اور ناامیدی دور کریں اور بیکار گھومنے پھرنے کی عادت ترک کر دیں۔ اس نے اصرار کیا کہ وہ اپنی جنت کی تعمیر پر فخر محسوس کریں۔ اس تقریر کے بعد مریضوں نے بہت زور شور کے ساتھ تالیاں بجائیں۔''

''اس نے اپنا وعدہ پورا کیا یا نہیں؟''

MashalBooks.com

''اس نے اپنا وعدہ پورا کرنے کے بجائے یہاں اپنا مجسمہ لگوا دیا۔''

ڈائریکٹر کے چہرے سے مسکراہٹ غائب ہوگئی۔

''لگتا ہے آپ کسی نفسیاتی بیماری کا شکار ہیں۔ یہ دوسری بار ہے کہ میں آپ سے مجسمے کی کہانی سن رہا ہوں۔ مجسمے کا قصہ سنا کر آخر آپ کہنا کیا چاہتے ہیں؟'' ڈائریکٹر ذہنی طور پر پریشان تھا مگر وہ سانگوک کی بات کاٹنے پر مجبور ہو گیا تھا۔ ان دونوں کے درمیان جو کشیدگی پیدا ہوگئی تھی اس سے پورے کمرے میں خاموشی چھا گئی تھی مگر سانگوک کا جوش ٹھنڈا نہیں ہوا تھا۔

''میرا خیال ہے آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ مجسمے کی کیا اہمیت ہے۔ میں نے دو مرتبہ مجسمے کا ذکر کیا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ جو لوگ آپ کے سامنے کھڑے ہیں یہ اپنی آنکھوں سے بہت سے مجسمے دیکھ چکے ہیں۔ ڈائریکٹر شو کے بعد جو بھی ڈائریکٹر آیا اس نے اپنا مجسمہ خود لگوایا۔ یہ لوگ جو آپ کے سامنے کھڑے ہیں نئے ڈائریکٹر کے اندر چھپے ہوئے کئی مجسمے دیکھ رہے ہیں۔ یہاں جو بھی ڈائریکٹر آیا ہے اسے اپنا مجسمہ لگوانے کی خواہش ضرور ہوئی ہے۔ کچھ تو اس میں کامیاب ہوگئے اور کچھ ناکام رہے۔ بہرحال ہر حالت میں اس جزیرے پر جو چیز باقی بچی وہ بداعتمادی تھی اور سچی بات یہ ہے کہ جو ڈائریکٹر کامیاب ہوئے وہ بہت ہی برے تھے۔

''چنانچہ یہ لوگ ہمیشہ ڈائریکٹر شو کی تقریر ہی سنتے ہیں اور تصور میں نئے ڈائریکٹر کا مجسمہ دیکھتے ہیں۔ ان کے ساتھ دس مرتبہ ایسا ہو چکا ہے۔ آپ نے اپنی تقریر میں کہا ہے کہ یہ جزیرہ بے اعتمادی اور بے وفائی کے احساسات سے بھرا ہوا ہے مگر ان کا یہ احساس شو مساہدے کے مجسموں کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ یہ لوگ آپ کے بارے میں بھی ایسا ہی سوچنے پر مجبور ہیں۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جب وہ آپ کی تقریر سن رہے تھے تو ان کے سامنے شو کا مجسمہ تھا۔''

مجسموں کی بحث شروع ہوئی تو لوگوں نے کمرے سے باہر جانا شروع کر دیا جیسے وہ باہر ٹہلنے جا رہے ہوں لیکن سانگوک اور ڈائریکٹر کی باتیں جاری رہیں۔

''اچھا؟..... یہ تو تعجب کی بات ہے۔'' ڈائریکٹر نے منہ ہی منہ میں کہا۔ اس جزیرے میں صرف مردے بات کرتے ہیں' زندہ بالکل نہیں بولتے۔ ناموجود مجسمہ بولتا ہے۔ جو لوگ یہاں سے

MashalBooks.com

فرار ہونے کی کوشش میں مر گئے ان کی روحیں بولتی ہیں۔ مالی یونگ ہال کی بیشمار ارواح بولتی ہیں۔ صرف وہی ہیں جو بولتی ہیں۔ اس جزیرے پر مردے زندہ ہو جاتے ہیں اور بولنے لگتے ہیں۔ آخر یہ کیا ہو رہا ہے۔''

''آپ صحیح فرماتے ہیں جیسے آپ نے کہا اس جزیرے پر صرف مردے ہی بولتے ہیں۔ زندہ لوگوں کو بولنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ مردے پہلے ہی بول چکے ہیں اور مردے ہی ہیں جو ایمانداری سے بولتے ہیں۔ یہ جزیرہ مردہ لوگوں کا جزیرہ ہے مگر مجھے یقین ہے کہ ایک دن زندہ لوگ بھی بولیں گے اور اپنے بارے میں بتائیں گے۔'' سانگوک نے پہلی بار ڈائریکٹر سے اتفاق کیا۔ اب یہ بات چیت کسی نتیجے پر پہنچ رہی تھی۔

''مردوں کا جزیرہ' مردوں کا جزیرہ..... یہ بات صحیح لگتی ہے۔'' ڈائریکٹر نے سر ہلایا جیسے اب ہر چیز صاف ہوگئی ہو۔

''مگر آپ کا کیا خیال ہے زندہ لوگ کب بولیں گے؟''

ڈائریکٹر نے سوال کیا۔ سانگوک نے ایک سادہ سے سوال سے یہ تجسس بھی دور کر دیا۔

''جب وہ مر جائیں گے وہ بولنا تو شروع کر دیں گے' جب ان کی آخری سانسیں بھی نکل جائے گی۔ مردوں کے جزیرے پر صرف مردے ہی بول سکتے ہیں۔

6

ڈائریکٹر چو کی تقریر نے مریضوں پر کچھ زیادہ اثر نہیں دکھایا تھا۔ یہ بات واضح نہیں تھی کہ سابق ڈائریکٹر شو کے بارے میں سانگوک کی رائے صحیح تھی یا نہیں البتہ یہ بات واضح تھی کہ ڈائریکٹر کی تقریر نے بھی اعتماد اور وہ امید پیدا نہیں کی تھی جس کی وہ توقع کر رہا تھا۔ دوسری صبح ایک اور ناخوشگوار واقعہ ہو گیا۔ چن گانگ گاؤں کے تنہا رہنے والوں کے کوارٹرز میں کسی شخص نے خودکشی کر لی۔

یہ خودکشی ڈائریکٹر کی آمد پر دوسرا تحفہ تھا۔ سانگوک کے آنے سے پہلے ہی چیف ڈاکٹر اور ڈائریکٹر چن گانگ گاؤں کو روانہ ہو چکے تھے۔

''ڈائریکٹر نے جانے سے پہلے آپ کو پوچھا تھا۔'' چیف پرسانل افسر نے سانگوک کو کنکھیوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ ''میرا خیال ہے کل رات آپ کچھ زیادہ ہی بول گئے تھے۔ انہوں نے آپ

MashalBooks.com

کے پس منظر کے بارے میں پوچھا تھا۔''

''میرا پس منظر؟''

''جی' آپ کا ماضی' انہوں نے کہا کہ آپ چوہے کی طرح ہیں جو جزیرے کی تہہ تک سوراخ کر لیتا ہے۔ وہ حیران تھے کہ کیا اس کی کوئی خاص وجہ ہے۔ اس کے بعد وہ ہنسنے لگے تھے لیکن آپ کا کیا خیال ہے آپ حد سے زیادہ نہیں چلے گئے تھے۔''

اس نے جو کہا اس میں خطرے کی باتیں تھیں اور سانگوک ڈر گیا۔ خودکشی کی وجہ جاننے کے لیے روانہ ہونے سے پہلے ڈائریکٹر کے لیے ہائی جین ڈویژن کے سربراہ کے بارے میں معلوم کرنا تو ٹھیک تھا لیکن اس کے ماضی کے بارے میں معلوم کرنا عجیب سی بات تھی چاہے وہ مذاق میں ہی کیوں نہ ہو اگر وہ اس کے بارے میں جاننا چاہتا تھا تو پھر سائل افسر سے معلوم کرنے کے بجائے فائل میں موجود اس کے کوائف دیکھ سکتا تھا۔ اس نے میڈیکل کالج کے پہلے سال سے ہی پڑھائی چھوڑ دی تھی اور کوریا کی جنگ کے زمانے میں میڈیکل کور میں شامل ہو گیا تھا۔ اس سے زیادہ اس کے بارے میں کوئی نہیں جانتا تھا حتیٰ کہ پرسائل افسر کو بھی اور کچھ معلوم نہیں تھا۔ اگر کوئی شخص یہ کہہ سکتا تھا کہ اس کے بہت سے راز ہیں تو واقعی اس کے بہت سے راز تھے۔ ایک راز ایسا بھی تھا جو گذشتہ تیس سال سے اس نے اپنے دل کی گہرائیوں میں چھپا رکھا تھا۔ اور جزیرے پر آنے کے بعد دس سال سے ایک کہانی ایسی بھی تھی جو اس نے کسی کو نہیں بتائی تھی۔ جزیرے پر بھی رواج یہی تھا کہ کوئی کسی کے ماضی کے بارے میں نہیں پوچھتا تھا اور سب کے سامنے اس کا ذکر کرنے کی ضرورت بھی نہیں تھی۔ حتیٰ کہ سانگوک نے خود بھی اس پر زیادہ توجہ نہیں دی تھی۔ اگر ڈائریکٹر اس کے بارے میں معلوم کرنا چاہتا ہے تو وہ چھپائے گا بھی نہیں۔

البتہ مسئلہ یہ تھا کہ وہ اس کا انکشاف کب کرے۔ اپنے ماضی کے بارے میں بات کرنے کا ابھی وقت نہیں آیا تھا۔ خطرہ یہ تھا کہ اس طرح ڈائریکٹر خواہ مخواہ اس کے بارے میں غلط خیال کر بیٹھے گا۔ کل کی تقریر کے بعد سے پہلے ہی غلط فہمیاں پیدا ہو گئی ہیں۔ ڈائریکٹر نے جزیرے پر جنت بنانے کا وعدہ کیا ہے مگر ابھی تک وہ وعدہ ہی ہے۔ یونہی اس تصوراتی جنت میں اسے اپنا مجسمہ نصب نہیں کرنا چاہیے۔ یہ ضروری ہے کہ اسے آہستہ آہستہ مانوس کیا جائے۔ ضروری ہے کہ اسے اپنے

MashalBooks.com

مجسمے کے بارے میں سوچنے سے باز رکھا جائے جس کی اسے بہرحال خواہش ہوگی۔ سانگوک اپنے کسی کام سے اس پراثرانداز نہیں ہونا چاہتا تھا لیکن ڈائریکٹر اس کے ماضی کے بارے میں اتنی دلچسپی کیوں لے رہا ہے؟

سانگوک نے محسوس کیا کہ کچھ ان دیکھی آنکھیں اسے غور سے دیکھ رہی ہیں۔ یہ سوچ کر اسے جھرجھری آ گئی۔ وہ ڈرتے ڈرتے چن گانگ گاؤں گیا۔ وہاں پہنچا تو اسے پھر ایک جھٹکا سا لگا۔ خودکشی اسی طرح کی گئی تھی جیسے مرکزی ہسپتال کو اطلاع دینا مقصود ہو۔ تنہا مردوں کے رہائشی علاقے میں رہنے والے ہان من نے سائنائیڈ کھا کر خودکشی کی تھی۔ سانگوک وہاں اس وقت پہنچا جب لاش سیاہی مائل سرخ ہو چکی تھی۔ اسے کلینک پہنچا دیا گیا تھا۔

سانگوک حیران رہ گیا۔ وہ ہان من کو ذاتی طور پر جانتا تھا۔ جزیرے پر چھ مہینے رہنے کے بعد وہ صحت مند ہو گیا تھا۔ اگرچہ اس کے چہرے اور انگلیوں پر نشان رہ گئے تھے لیکن بیکٹیریالوجیکل ٹیسٹ کے بعد اسے صحت مند قرار دے دیا گیا تھا۔ وہ خاصا پرامید تھا لیکن دوسرے مریضوں کی طرح جو صحت مند ہو گئے تھے وہ بھی خوشی سے جزیرہ چھوڑنا نہیں چاہتا حالانکہ اس کی خواہش یہی تھی کہ وہ یہاں سے چلا جائے اور وہ اس بارے میں لکھتا بھی رہتا تھا۔ وہ اس جزیرے پر رہنے کے فوائد اور اپنی بیماری سے مقابلہ کرنے کے تجربات پر لکھتا رہتا تھا۔ ایسی تحریریں لکھنے کے بعد وہ جزیرے سے باہر بھیج دیا کرتا تھا۔ وہ ایک کے بعد دوسری تحریر اخباروں اور رسالوں کو بھیج دیتا تھا۔

جب وہ تحریروں کے مقابلے میں شرکت کے لیے اپنا مضمون بھیجتا تھا تو یہ لکھنا نہیں بھولتا تھا۔

''مجھے یقین تو نہیں کہ میرا مضمون آپ کے جریدے میں چھپنے کے لائق ہے مگر میں آپ کی رائے جاننے کے لیے یہ بھیج رہا ہوں اگر آپ یہ مسودہ پڑھ لیں گے تو میں آپ کا شکرگزار رہوں گا۔ آپ کے جواب کا انتظار رہے گا۔''

مضمون کے ساتھ یہ خط لکھنے کے بعد وہ ہمیشہ پرامید رہتا تھا لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ خط لکھنے سے اسے خوشخبری بھی مل جائے گی بلکہ اسے کوئی خبر ملتی ہی نہیں تھی۔ اسے اپنی تحریر کے بارے میں کبھی کوئی رائے نہیں ملی۔ یا تو اس کا مسودہ واپس آ گیا یا مسودہ واپس بھی نہیں آیا۔ لیکن اس نے کبھی امید نہیں چھوڑی۔

MashalBooks.com

''میں آپ کی رائے کا انتظار کر رہا ہوں۔ خوشخبری سننا چاہتا ہوں۔''

''میرا خیال ہے میری تحریر بہت ہی دردناک ہے۔ میں سمجھتا ہوں میرا لکھنے کا اسلوب صحیح نہیں ہے مگر میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ہر بار میری تحریر مسترد کیوں کر دی جاتی ہے۔ آج جو میرا مسودہ واپس آیا ہے شاید اسے کھول کر پڑھا بھی نہیں گیا ہے۔'' ہان من نے اپنی خودکشی سے چند دن پہلے ہی سانگوک سے یہ کہا تھا۔ اس طرح وہ اپنی مایوسی دور کرنا چاہتا تھا لیکن سانگوک نے اس کی کھسیانی سی ہنسی میں ایسی مایوسی نہیں دیکھی تھی کہ وہ خودکشی کر لے گا۔

سانگوک افسردہ ہو گیا لیکن اس نے اپنے جذبات چھپانے یا اپنے آپ تک ہی رکھنے کی کوشش نہیں کی۔ کلینک میں چیف ڈاکٹر اور انتظامیہ کے دوسرے ارکان اس خودکشی کی وجہ معلوم کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ ڈائریکٹر بہت غصے میں تھا کہ اس کی آمد کے بعد ایک اور حادثہ ہو گیا تھا۔

''جہنم میں جائے۔'' مرنے سے پہلے اس نے کوئی تحریر بھی نہیں چھوڑی۔''

''اچھا ٹھیک ہے۔ یہ بتاؤ اس کی باتوں یا اس کے کسی کام سے بالکل ہی اندازہ نہیں ہوا کہ وہ یہ حرکت کرنے والا ہے؟''

کسی نے اس کا جواب نہیں دیا۔ ڈائریکٹر کو طیش آ گیا جیسے خودکشی کر کے اس کی بے عزتی کی گئی ہو۔ بہرحال اس قسم کے حادثے کے لیے خاص حالات بھی نہیں ہوتے۔ خودکشی کی وجوہ عام طور پر ایک جیسی ہی ہوتی ہیں۔ ایک ہی طرح کی وجوہ بتائی جاتی ہیں اور ایک ہی طرح کی تحریر چھوڑی جاتی ہے۔ اس لیے تفتیش کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ تفتیش کے بغیر ہی وہ بولنے لگتا ہے۔ آسان کام یہ ہے کہ کسی کے مرنے کے بعد وہاں کے معاملات کو سدھارا جائے۔ موت کا سرٹیفکیٹ جاری کرنے کے بعد وہ لاش جلانے کی جگہ لے جائے گئی اور پھر مالی یونگ ہال۔ پھر کاغذی کارروائی مکمل کی گئی۔ ہر خودکشی کے بعد ایسا ہی ہوتا تھا۔ ہائی جین ڈویژن کے سربراہ کی حیثیت سے سانگوک نے یہ ساری کارروائی مکمل کی۔ کسی کو بھی خودکشی کرنے والے کی فکر نہیں تھی۔ ڈائریکٹر کے سوا کسی کو بھی خودکشی کی وجہ جاننے کی بھی فکر نہیں تھی۔ صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ ڈائریکٹر کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا ہے۔

وہ کلینک سے نکلے تو ڈائریکٹر سانگوک کی طرف مڑا جیسے اس پر نکتہ چینی کرتے ہوئے بولا۔

MashalBooks.com

''میں جانتا ہوں آپ میرا اعتبار نہیں کر رہے ہیں اور میرا خیال ہے اس شخص نے بھی میرے وعدوں کا یقین نہیں کیا تھا۔'' وہ جزیرے کو جنت بنانے کا اپنے وعدے کا ذکر کر رہا تھا اور یہ بتانا چاہتا تھا کہ جس طرح سانگوک نے اس کے وعدے پر اعتماد نہیں کیا اس طرح ہان من نے بھی اس کی باتوں کا یقین نہیں کیا تھا اور اس لیے اس نے خودکشی کر لی۔ گویا وہ یہ کہنا چاہتا تھا کہ سانگوک کو خوش ہونا چاہیے کہ اسے اس کا ایک حامی مل گیا جس نے اس کی طرح ڈائریکٹر کی باتوں کا یقین نہیں کیا۔ ڈائریکٹر کی آنکھوں سے غصہ نظر آ رہا تھا۔

سانگوک ڈائریکٹر کی طرف مڑا اور مسکرایا کہ آخرکار ڈائریکٹر چیزوں کو معروضی انداز میں دیکھنے لگا ہے۔

''یہاں آپ کی باتوں پر میرے اعتبار کرنے نہ کرنے کا سوال نہیں ہے۔ ہاں من جزیرے کی جنت سمجھتا ہی نہیں تھا۔'' سانگوک نے بڑی احتیاط سے جواب دیا۔ ڈائریکٹر ایک بار پھر آگے بڑھا۔

''وہ حرامی صرف اس جزیرے کو جنت نہیں سمجھتا تھا بلکہ وہ مستقبل کی جنت پر بھی ایمان نہیں رکھتا تھا۔ اگر سب ایسا ہی سوچنے لگیں تو پھر کوئی امید باقی نہیں رہتی۔''

اپنی کار میں جولان میں کھڑی تھی' بیٹھنے سے پہلے اس نے منہ ہی منہ میں ایسے کہا جیسے اپنے آپ سے وعدہ کر رہا ہو۔''اس طرح تو کچھ بھی نہیں ہوسکتا۔ کچھ بھی نہیں ہوسکتا۔

ایسے نہیں ہوسکتا۔ اس طریقے سے نہیں ہوسکتا۔

ڈائریکٹر سے جدا ہونے کے بعد سانگوک بے خیالی میں ہان من کے کوارٹر کی طرف چل دیا۔ اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔ مرنے والے نے اپنے پیچھے کچھ نہیں چھوڑا تھا۔ حتیٰ کہ کوئی تحریر بھی نہیں چھوڑی تھی۔ کوئی تحریر نہ چھوڑنا ایک روایت بن چکی تھی مگر سانگوک سکون محسوس نہیں کر رہا تھا۔ اس مرتبہ وہ اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتا تھا کہ ہان من کے دل میں جزیرہ چھوڑنے کی خواہش کتنی شدید تھی اور مسلسل وعدے ٹوٹنے سے وہ کتنا دل شکستہ ہو گیا تھا۔ وہ دیکھنا چاہتا تھا ہان من خودکشی کر کے اپنے پیچھے اس دنیا میں کتنا خلا چھوڑ گیا ہے۔ ایک بات اور بھی تھی جس کا وہ یقین کرنا چاہتا تھا۔ وہ یہ جاننا چاہتا تھا کہ کیا اس نے واقعی کچھ بھی نہیں چھوڑا۔ ہان من جزیرے کی کہانیاں جمع کرتا تھا۔ ایک بار سانگوک نے اسے ایک لڑکے کا قصہ سنایا تھا جو بہت عرصے پہلے جزیرے سے چلا گیا تھا۔ یہ

MashalBooks.com

سن کر من کی آنکھیں جگمگانے لگی تھیں اور اس نے وہ قصہ لکھنے کا وعدہ کیا تھا۔ اسی وقت اس نے سانگوک سے کہا تھا۔ ''تھوڑا سا انتظار کر لیجیے۔ میں اس لڑکے کی کہانی آپ کو لکھ کر دکھاؤں گا۔ وہ زبردست کہانی ہوگی۔''

من کا کمرہ صاف کر دیا گیا تھا اور وہاں دوائیں بھی چھڑک دی گئی تھیں۔ اب وہ خالی پڑا تھا۔ اگرچہ وہ سنگل روم کہلاتا تھا مگر اس میں دو آدمی رہتے تھے۔ اس لیے سنگل روم سے مختلف تھا لیکن چونکہ من کے کمرے کا ساتھی چھٹی سے واپس نہیں آیا تھا اس لیے کئی مہینے سے وہ اکیلا ہی رہتا تھا۔ ہائی چین ڈویژن کے لوگوں نے اسے دوائیں چھڑک کر صاف کر دیا تھا۔ اس کا کمرہ ہر وقت طرح طرح کی چیزوں سے بھرا رہتا تھا۔ ان میں اس کے لکھے ہوئے تڑے تڑے کاغذ بھی ہوتے تھے۔ اب وہاں کچھ بھی نہیں تھا۔ ظاہر ہے صفائی کرنے والوں نے تو وہ کاغذ نہیں اٹھائے ہوں گے۔ اس کا مطلب ہے کہ من نے خود ہی یہ کاغذ ضائع کر دیے ہوں گے۔

سانگوک باورچی خانے میں گیا تو چولہے کے قریب کاغذوں کے جلے ہوئے پرزے نظر آئے۔ ایسا لگتا تھا کہ من نے بہت سے کاغذ جلائے اور پھر آگ پر پانی ڈال دیا۔ باورچی خانے کے فرش پر جلے ہوئے کاغذوں کی راکھ پڑی تھی۔ ظاہر ہے اس لڑکے کا قصہ بھی ان کاغذوں کے ساتھ ہی آگ کی نذر ہو گیا ہوگا۔ اب اسے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ یقین کر لینے کے بعد کہ اب اس قصے کا نشان تک باقی نہیں ہے سانگوک نے اپنے آپ کو پرسکون اور خالی خالی محسوس کیا۔

''اس طرح نہیں ہونا چاہیے تھا.....'' سانگوک باورچی خانہ سے باہر آیا اور لکڑی کے چبوترے پر بیٹھ گیا اور اس نے ڈائریکٹر کے الفاظ دہرائے۔

سانگوک کو شروع سے ہی اس کا احساس تھا مگر اس کا یہ کہنا کہ ''اس طرح نہیں ہونا چاہیے تھا ڈائریکٹر کے کہنے سے مختلف تھا۔ ڈائریکٹر کے لیے من کی خودکشی ایک اور مریض کا فرار تھا جیسے اس کی آمد کے وقت ایک مریض فرار ہوا تھا۔ من نے اس کے جزیرے کو جنت بنانے کا یقین نہیں کیا اور اس وعدے پر اعتبار کرنے کی کوشش بھی نہیں کی۔ اس لیے یہ غداری ہے۔ یہ جزیرے اور جنت بنانے کے خواب دونوں سے ہی فرار ہے۔ ڈائریکٹر کا خیال تھا کہ دونوں واقعات ایک ہی جیسے ہیں۔ اسی لیے وہ طیش میں کہتا رہتا تھا کہ اس طرح نہیں ہونا چاہیے اور یہ قدرتی بات تھی۔

MashalBooks.com

مگر سانگوک مختلف انداز میں سوچتا تھا۔ وہ سمجھتا تھا کہ دونوں واقعات میں بالکل ہی تضاد ہے۔ اگر پہلے واقعے کو صحیح معنی میں جزیرے سے فرار قرار دیا جا سکتا ہے تو دوسرا واقعہ فرار ہونے کی کوشش میں ناکامی ہی کہا جا سکتا ہے۔ من کے لیے یہ فرار نہیں تھا بلکہ ہمیشہ کے لیے جزیرے کی طرف واپسی تھا۔

یہ صحیح ہے کہ کبھی کبھی جزیرے پر رہنے والوں کے لیے اپنی بدنصیبی سے چھٹکارا پانے کا واحد ذریعہ موت ہی رہ جاتی تھی۔ یہ اس وقت ہوتا تھا کہ جب بیماری ناقابل علاج' موروثی یا آسمانی لعنت سمجھ لی جاتی تھی۔ وہ جنوبی سمندر کے اس بھولے بسرے جزیرے پر رہنے کے لیے مجبور ہو جاتے تھے اور ان کی موت تک ان سے بے رحمی کے ساتھ محنت مزدوری کرائی جاتی تھی۔ ان کے سامنے دو ہی راستے ہوتے تھے۔ وہ اپنی جان خطرے میں ڈال کر سمندر میں تیرتے ہوئے جزیرے سے بھاگ جائیں یا پھر اپنے آپ کو قسمت کے حوالے کر دیں اور خاموشی سے اس دن کا انتظار کریں جب خدا نے ان سے دوسری دنیا میں امن وسکون کے ساتھ زندگی گزارنے کا وعدہ کیا ہے۔ چند جرأت مند نوجوانون نے تیر کر بھاگنے کی کوشش کی باقی خدا کے وعدے کا انتظار کرتے رہے۔ جزیرے بھر میں جو کلیسا اور عبادت گاہیں پھیلی ہوئی ہیں وہ وہاں رہنے والوں کے دل سے نکلنے والی دردناک دعاؤں کی علامت تھیں۔ کچھ ایسے لوگ بھی تھے جو موعودہ متبرک دن کا انتظار کرتے کرتے تھک جاتے تھے اور جلد سے جلد دوسری دنیا میں پہنچنا چاہتے تھے۔ ان کے لئے تکلیف دہ اور المناک زندگی سے نجات پانے کا ذریعہ خودکشی ہی تھی۔ چنانچہ ڈائریکٹر کے لیے من کی خودکشی کو جزیرے سے فرار سمجھنا قدرتی سی بات تھی۔

لیکن یہ اس وقت ہوتا تھا جب صحت یاب ہونے کی کوئی امید ہی نہیں ہوتی تھی اور جزیرہ غلاموں کا ایک ایسا کیمپ بنا ہوا ہو جہاں مریض ناقابل برداشت محنت کرنے پر مجبور تھے۔ اپنی جان لینے کے سوا اور کوئی مستقبل نہیں تھا لیکن اب تو بالکل ہی مختلف حالات تھے۔ ثابت ہو گیا تھا کہ بیماری قابل علاج ہے اور یہ ماں باپ سے ورثے میں نہیں ملتی۔ ماضی کی طرح اب بیگار بھی نہیں لی جاتی تھی اور رہن سہن کے حالات بھی روز بروز بہتر ہو رہے تھے۔ جو بھی چاہتا وہ اپنی مرضی سے جزیرہ چھوڑ کر جا سکتا تھا۔ کسی کو اپنی جان لینے کی ضرورت نہیں تھی۔

MashalBooks.com

خودکشی ہمیشہ کے لیے جزیرے کو واپسی کا ایک ذریعہ تھی۔ من کے معاملے میں تو یہ اور بھی صحیح تھا۔ وہ بے چینی کے ساتھ جزیرہ چھوڑنے کا آرزومند تھا۔ وہ صحت یاب ہو چکا تھا اور لگتا تھا کہ وہ جب بھی چاہے جزیرے سے جا سکتا ہے لیکن وہ جزیرہ نہیں چھوڑ سکا۔ وہ جزیرے سے جانا تو چاہتا تھا مگر مریض کی حیثیت سے نہیں۔ اس کی خواہش تھی کہ وہ عام صحت مند انسانوں کی طرح واپس جائے' ساتھی مریضوں کی طرح نہیں۔ وہ دوسرے لوگوں کے ساتھ گھلے ملے اور ان کے ساتھ روزمرہ کی زندگی گزارے۔ ایک ایسے انسان کی طرح جس کی بہت سی آرزوئیں اور امنگیں ہوتی ہیں۔ شاید وہ صحت یاب ہونے والے ان مریضوں سے بھی زیادہ بے تاب تھا جو اپنا یہ بیمار گھونسلہ چھوڑنے کے خواہش مند ہوتے تھے۔ اس کے نزدیک الگ تھلگ رکھے جانے والے لوگوں کے لیے یہ جو جنت بنائی گئی تھی وہ اب جنت نہیں رہی ہے۔ ہان من کو اب یہ پریشانی نہیں رہی۔ ایک کوڑھی انسان جزیرے سے جانے کے بعد بھی دوسرے انسانوں کے ساتھ مل جل کر آرام سے نہیں رہ سکتا۔ ہسپتال کا عملہ اسے خطرے سے خبردار کرتا رہتا تھا۔ اپنے دل میں بیٹھے ہوئے اس خوف کو نکالنے کی کوشش کے باوجود وہ اس دیوار کو اپنے سر سے نہیں ہٹا سکا جو اس کی بیماری نے کھڑی کر دی تھی اور دورے مریضوں کی طرح وہ بھی اس دیوار کے سامنے گر گیا اور اپنی ہڈیاں مالی یونگ ہال کے ایک گوشے میں دفن کرا دیں۔ یہ اس کا فرار نہیں تھا بلکہ ایک کوڑھی کی قسمت قبول کر کے ہمیشہ کے لیے اس جزیرے کے ساتھ اپنا رشتہ برقرار رکھنا تھا۔ اس کی لاش نے جسے جلا کر راکھ کر دیا گیا اس حقیقت کو ثابت بھی کر دیا۔

ڈائریکٹر کے لیے یہ تمام باتیں سمجھنا ممکن نہیں تھا۔ وہ تو ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے من کے لیے جنت بنانے کی کوشش کی۔ وہ سمجھ نہیں سکا کہ وہ مریض جن سے کہا گیا کہ وہ جزیرے سے چلے جائیں مگر وہ نہیں گئے اور وہ مریض جنہوں نے سمندر میں تیر کر بھاگنے کی کوشش کی اور اپنی جان کو خطرے میں ڈالا' دونوں ایک ہی جیسے لوگ ہو سکتی ہیں۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ خرابی کب اور کہاں شروع ہوئی۔ اس کی سمجھ میں تو صرف یہ بات آئی تھی کہ اس جزیرے کو کوئی بھی جنت نہیں مانتا' اسی لیے اس نے ایک نئی جنت بنانے کا وعدہ کیا تھا۔ اپنا وعدہ پورا کر کے ہی وہ جزیرے کے یہ تضادات دور کر سکتا تھا۔ ڈائریکٹر کے لیے یہ سوچنا ضروری تھا کہ من کی خودکشی دراصل

MashalBooks.com

جزیرے سے فرار ہی کی کوشش ہے۔

لیکن اس سے اس کا کوئی تعلق نہیں تھا۔

منہ ہی منہ میں بڑبڑاتے ہوئے سانگوک نے اپنا سر دیوار کے ساتھ ٹکا دیا اور مغربی پہاڑیوں کی چوٹیاں دیکھنے لگا۔ سیمپیا کی چوٹی پر موسم بہار کا آسمان جھکا ہوا تھا اور کالے دھوئیں کی ایک لکیر سی اوپر جا رہی تھی۔ اس پہاڑ کے پیچھے لاشیں جلانے کے مرکز میں من کی روح کو اس سے سکون مل رہا ہوگا۔ وہ وہاں سے اٹھتے ہوئے بھورے دھوئیں کو دیکھتا رہا جو تھوڑی دیر بعد ختم ہو گیا۔ وہ ایک دم اٹھ کھڑا ہوا۔

''اب وہ بولنا شروع کرے گا۔ نہیں' اس نے تو پہلی ہی بولنا شروع کر دیا ہے۔'' سانگوک کلینک کی طرف جاتے ہوئے بڑبڑا رہا تھا۔

''معلوم نہیں ڈائریکٹر بھی سن رہا ہے یا نہیں۔ مرنے والوں کی زبان ڈائریکٹر کب سمجھے گا۔

7

چند دن بعد ڈائریکٹر نے سینئر لوگوں کی ایک کونسل بنانے کا فیصلہ کیا اور یہ بدقسمتی کی نشانی تھی۔ ڈائریکٹر کے گرد جو لوگ تھے اسے غور سے دیکھتے رہتے تھے کہ اس پر اس سانحے کا کیا اثر ہوا ہے۔ سانگوک جو ڈائریکٹر کے ہر قدم پر نظر رکھتا تھا اس کی دلچسپی سوائے اس کے اور کوئی نہیں تھی کہ ڈائریکٹر نے بہت ہی زوردار تقریر کی تھی۔ ویسے اس تقریر میں کوئی خاص بات نہیں تھی۔ ہر ڈائریکٹر اسی طرح وعدے کرتا ہے۔ شروع میں اس ڈائریکٹر نے اس سے سوال کیے اور پورے خلوص کے ساتھ سب کچھ دیکھا اور پھر فیصلہ کیا۔ ایسا لگتا تھا کہ اسے اپنے اوپر اعتماد نہیں ہے اور اس پر سانگوک خوش ہوا تھا۔ پے در پے حادثات اسے مایوس کر سکتے تھے اور اس کے اندر ہچکچاہٹ پیدا کر سکتے تھے مگر وہاں اس کا مختلف نتیجہ نظر آ رہا تھا۔ کچھ بدقسمتی کے آثار ظاہر ہو رہے تھے۔ اس واقعہ کا وہ اثر نہیں ہوا تھا جس کی توقع سانگوک کرتا تھا۔ ہان من کی خودکشی کے چند دن بعد ہی ڈائریکٹر نے ایک اور قدم اٹھایا۔ شاید یہ کام اس وقت شروع ہو چکا تھا جب ڈائریکٹر نے سوال کرنا شروع کیے تھے اور اس نے گہرائی میں جا کر چیزوں کو سمجھنا شروع کیا تھا۔ جو قدم پورے سوچ بچار کے بعد اٹھایا جائے وہ زیادہ سخت ہوتا ہے۔

MashalBooks.com

ایک دن ڈائریکٹر نے ہسپتال کے نظم ونسق کے لیے نیا قدم اٹھایا۔ پہلے تو اس نے کلینک اور مرکزی دفتر کی دیواروں پر لگے ہوئے وہ نعرے ہٹائے جو سابق ڈائریکٹروں نے لگائے تھے اور ان کی جگہ نئے نعرے لگائے۔ ''اظہار کی آزادی' یک جہتی' امداد باہمی اور تعمیرِ نو۔'' یہ چار نعرے اس کی اس تقریر کا خلاصہ تھا جو اس نے مریضوں کے سامنے کی تھی۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ کچھ بھی ہو جائے میں اپنی پالیسی تبدیل نہیں کروں گا۔ صرف اتنا ہی نہیں تھا۔ وہ مریضوں کے دل و دماغ پر جو بات بٹھانا چاہتا تھا وہ یہ تھی کہ ''جذام قابل علاج ہے اور یہ مرض موروثی نہیں ہے۔'' چند دن کے اندر ہی پورے جزیرے میں بڑے بڑے سائن بورڈ نظر آنے لگے۔ اس کے بعد اس نے ہسپتال میں مریضوں کے علاج معالجے کی سہولتیں بہتر بنانے کا انتظام کیا۔

''آپ جتنا بیماری سے ڈریں گے اتنی ہی وہ ڈراؤنی ہو جائے گی۔ یہی حال مریضوں کا ہے۔ آپ جتنا انہیں دور رکھیں گے اتنے ہی وہ مایوسی اور انتقام لینے پر آمادہ ہو جائیں گے۔ اب آپ اس بیماری کے بارے میں جان گئے ہیں؟ اب آپ سب پہلے اپنا رویہ تبدیل کیجیے۔'' اس نے نرسوں اور عملے کے دوسرے ارکان کو مشوروں دیا کہ وہ مریضوں سے دور نہ بھاگا کریں۔ اس نے کہا کہ مریضوں کے سامنے سرجیکل ماسک اور دستانے نہ پہنا کریں اور انہیں درد کی گولیاں دیتے وقت چمٹی استعمال نہ کریں۔ البتہ اگر بہت ہی ضروری ہو تو ایسا کر لیں۔ ڈائریکٹر نے تمام ڈاکٹروں' نرسوں اور دوسرے عملے کو ہدایت کی کہ ان باتوں پر سختی سے عمل کریں۔ اس نے یہ قاعدہ بھی ختم کر دیا کہ مریض جب کسی صحت مند آدمی سے بات کریں تو ان سے چار پانچ قدم دور رہیں' اپنا منہ دوسری طرف رکھیں اور منہ ڈھانپ کر رکھیں۔

مریضوں کا حوصلہ بلند کرنے کے لیے اس نے چن گانگ گاؤں میں لگی اینٹوں کے بھٹے کی چمنی توڑنے کا حکم دیا۔ یہ چمنی سابق ڈائریکٹر شو کے زمانے سے لگی تھی اور اسے مریضوں سے بیگار لینے کی نشانی سمجھا جاتا تھا۔ اس طرح اس نے وہ چیز ہی مٹا دی جس سے مریض نفرت کرتے تھے۔ اس نے یہ بھی حکم دیا کہ مریضوں کے وارڈ اور بارک صاف رکھے جائیں تاکہ مریض مایوسی اور افسردگی کا شکار نہ ہوں۔ اس نے مریضوں اور صحت مند لوگوں کے علاقوں کے درمیان لگی خاردار تاروں کی باڑ بھی ختم کرا دی اور مریض اور صحت مند بچوں کے درمیان ہر مہینے والی ملاقات کا دورانیہ بھی بدل دیا۔

MashalBooks.com

اب یہ ملاقات انفرادی طور پر مناسب وقت پر ہوگی۔ مریضوں کے علاقے کے کلینک اور مرکزی دفتر کے درمیان مسلسل آمدورفت کے ساتھ ہی وہ قواعد وضوابط میں ترمیم کرتا رہا اور ان ہدایات پر عمل درآمد بھی کراتا رہا۔

سب سے اہم تبدیلی جو اس نے کرائی وہ یہ تھی کہ اب مریضوں کے علاقے کے طلبہ بفرزون کے صحت مند طلبہ سے میل جول رکھ سکتے تھے۔ ایک دن اس نے ایلیمنٹری اسکول کی وہ شاخ بند کر دی جو بفرزون میں تھی۔ اس کے لیے یقیناً پہلے اس اسکول کے پرنسپل سونگ سے بات چیت کر لی گئی تھی۔ ڈائریکٹر نے اس شاخ کے تمام طلبہ سے کہا کہ وہ مین برانچ میں چلے جائیں۔ یہ فیصلہ عجلت میں کیا گیا تھا۔ ہسپتال میں لوگ حیران رہ گئے تھے۔ عملے کے ارکان کے علاقے میں زیادہ تر لوگ وہ رہتے تے جو ہسپتال میں کام کرتے تھے۔ ڈائریکٹر کا خیال تھا کہ وہ اس کی بات سمجھ جائیں گے مگر انہوں نے اس کی مخالفت کی۔

''انہوں نے اس کا ذکر تو کیا تھا مگر میں نے کہا قدم بڑھانا آسان کام نہیں ہے۔ ابھی اس پر سوچنے کا وقت دیجیے۔ اس بارے میں کوئی فیصلہ نہیں ہوا تھا مگر دوسرے ہی دن ان کا حکم آ گیا۔'' اسکول کا پرنسپل پریشان تھا۔

لیکن ڈائریکٹر اپنے فیصلے پر ڈٹا رہا۔ وہ عملے کی مخالفت کی پروا کرنے کو تیار نہیں تھا۔ ایک بار وہ جو فیصلہ کر لیتا اس پر عمل درآمد کرنا ضروری تھا۔ دوسرے دن سے ہی برانچ اسکول کے طلبہ کو مین اسکول میں جانا پڑا۔ چند والدین نے اپنے بچوں کو وہاں بھیجنے پر اعتراض کیا مگر ڈائریکٹر نے ان کی ایک نہ سنی۔ وہ اس بارے میں کوئی بات سننے کو تیار ہی نہیں تھا۔

''یہ آدمی تو پختہ عزم والا ہے۔ کام کرانا جانتا ہے۔ آپ کو کوئی یا کام کرنا ہو تو اسی طرح کرنا چاہیے۔ شکر ہے اس نے مریضوں کے اسکول کے استادوں سے یہ نہیں کہہ دیا کہ تم صحت مند لوگوں کے اسکولوں میں پڑھایا کرو۔ اگر اس نے ایسا کیا تو میں ملازمت سے ہی جاؤں گا.....'' ہائیودن نے کہا ظاہر ہے اصل میں اس کا مطلب یہ نہیں تھا۔ وہ تو کہہ رہا تھا کہ یہ پختہ عزم والی بات ہی فضول ہے۔ ڈائریکٹر کے ان جلد بازی کے فیصلوں پر مریضوں کے علاقے میں جو ردعمل ہوا اصل مسئلہ تو وہ تھا۔

MashalBooks.com

جزیرے کے ہر مقام پر جو سائن بورڈ لگائے گئے تھے ان میں مریضوں کے لیے نئی امید کی خوشخبری سنائی گئی تھی لیکن مریضوں پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ وہ اسی طرح اپنے کام کرتے رہے۔ ڈائریکٹر نے جب نیا پارک بنانے کی ہدایت کی اور اینٹوں کے بھٹے کی چمنی توڑنے کا کہا تو مریضوں نے خاموشی سے اس کے حکم کی پیروی کی لیکن اس کام میں خود کوئی دلچسپی نہیں دکھائی۔ حتیٰ کہ جب نرسوں اور ڈاکٹروں نے اپنے ننگے ہاتھوں سے مریضوں کو دوائی دینا شروع کی تب بھی مریض اس سے متاثر نہیں ہوتے۔ انہیں جب یہ اطلاع ہوئی کہ ان کے بچے صحت مند بچوں کے ساتھ اسکول میں پڑھنے لگے ہیں تب بھی انہیں کوئی خوشی نہیں ہوئی۔ ان کے دلوں کی تاریک خاموشی میں کہیں روشنی کی کرن نہیں چمکی۔ بس وہ ڈائریکٹر کا حکم مانتے رہے۔ کسی کو علم نہیں تھا کہ کب تک وہ خاموش رہیں گے اور وہ کیا سوچ رہے ہیں۔

آخر کار ڈائریکٹر خود ہی پریشان ہو گیا۔ وہ اس گہری خاموشی پر حیران تھا۔ کچھ دنوں تک ایسا لگا جیسے وہ خاموشی کی اس پراسرار دیوار کو توڑنے کی کوشش کر رہا ہے۔ اس فیصلہ کے لیے اس نے سینئر ارکان کی ایک کونسل بنائی کہ وہ یہ بھید کھولے کہ آخر مریض کیا سوچ رہے ہیں۔ وہ کافی سوچ بچار کے بعد اس نتیجے پر پہنچا تھا کہ پہلے ان مریضوں کے خیالات معلوم کیے جائیں اب جہاں تک سانگوک کا تعلق تھا وہ اسے اچھی علامت نہیں سمجھتا تھا۔

خیر، جیسا وہ سمجھتا تھا ویسا نہیں ہوا۔ ایک بار پھر مریضوں نے کوئی دلچسپی کا اظہار نہیں کیا۔ نئی تجاویز پر انہوں نے اچھا کہا نہ برا۔ جب اس نے حکم دیا کہ ہر گاؤں کے بہت ہی بااثر سات افراد اکٹھے ہو جائیں تو خاموشی کے ساتھ سات افراد چن گانگ گاؤں کی مخصوص جگہ پر اکٹھے ہو گئے مگر ڈائریکٹر کی نئی تجاویز پر انہوں نے کچھ نہیں کہا۔

''اس کونسل کی سفارشات سے میں کئی ایسی تدابیر کرنا چاہتا ہوں جن سے ہسپتال کی انتظامیہ پر اثر پڑے گا۔ یہ کونسل مشاورتی کمیٹی کے طور پر کام کرے گی۔ اس کے علاوہ یہ کونسل سرکاری فیصلے کرنے والا ادارہ بھی ہو گا۔ یہ فیصلے ہر علاقے میں مسائل کے بارے میں ہوں گے۔ ان پر عمل درآمد مقامی حکومتیں کریں گی۔'' اگرچہ ڈائریکٹر نے اس کا اعلان بڑے جوش و خروش سے کیا لیکن تمام نمائندے خالی خالی نظروں سے اسے دیکھتے رہے۔ انہیں کوئی دلچسپی ہی نہیں تھی۔ ان کی گہری

MashalBooks.com

خاموشی اسی طرح جاری تھی۔

''آپ میں سے ہر ایک اپنے گاؤں کے مریضوں کے نمائندے کی حیثیت سے یہاں آیا ہے۔ آئندہ ہر گاؤں کو زیادہ سے زیادہ خودمختاری حاصل ہو گی بشرطیکہ کوئی ہسپتال کی انتظامیہ کی بنیادی پالیسی میں دخل اندازی نہ کرے۔ آپ کے گاؤں اور مریضوں کے فائدے کے لیے اگر آپ کوئی تجویز دینا چاہتے ہیں تو ہم اس کا خیرمقدم کریں گے۔ ہم آپ کی سچی رائے بھی معلوم کرنا چاہتے ہیں۔'' ڈائریکٹر نے اپنی بات جاری رکھی اگرچہ اس کی باتوں میں خلوص اور دیانت تھی لیکن وہاں موجود نمائندوں کے چہرے پر ایسا کوئی تاثر نہیں تھا کہ وہ اس کا منصوبہ پسند کر رہے ہیں۔ وہ کسی قسم کی دلچسپی دکھانے کے بجائے ڈائریکٹر کی ایک ایک حرکت کو بغور دیکھ رہے تھے جیسے ان کے اپنے ہونٹ سلے ہوئے ہوں اور خوف نے انہیں منجمد کر دیا ہو۔ لیکن ڈائریکٹر ایک بار جو فیصلہ کر چکا تھا اسے ہٹنے کو تیار نہیں تھا۔ جس صبح اس نے اپنے فیصلوں کا اعلان کیا اس کے دوسرے دن سانگوک ڈائریکٹر کو ہسپتال کی رپورٹ دینے گیا۔ ڈائریکٹر بہت مطمئن نظر آ رہا تھا۔

''مسٹر پی آپ نے چونکہ مساہید کا کئی بار ذکر کیا تھا اس لیے میں نے اس کے بارے میں معلومات حاصل کی ہیں۔ وہ تو زبردست آدمی تھا۔ منہ پھٹ اور بے باک۔ کیا خیال ہے آپ کا؟'' سانگوک نے جونہی ہسپتال کی رپورٹ دینا ختم کی ڈائریکٹر نے کہنا شروع کر دیا۔ جیسے وہ اس موقع کا اظہار ہی کر رہا تھا۔

''جی' اس نے کامیابی کے ساتھ جلد ہی کئی کام مکمل کر لیے تھے۔ آپ کو میں نے بتایا تھا کہ اس نے اس جزیرے کی تعمیرِ نو کی۔'' سانگوک نے یہ جانے بغیر ہی جواب دیا کہ ڈائریکٹر کا کیا مقصد ہے۔ اس نے انتظار کیا کہ اب ڈائریکٹر کچھ بولے۔

''اس نے صرف اپنے منصوبوں پر عملدرآمد ہی نہیں کیا بلکہ شروع میں جس انداز سے اس نے یہ کام کیا وہ بھی قابلِ تعریف ہے۔'' ڈائریکٹر نے اپنی بات جاری رکھی۔

''جی کم سے کم شروع میں کوئی دشواری پیش نہیں آئی۔ میں نے سنا ہے کہ اس کے منصوبے کا سن کر پورا جزیرہ خوش ہو گیا تھا اور ہر آدمی کام کرنے کو تیار ہو گیا تھا۔''

''میرا خیال ہے یہ اس کی بہت بڑی کامیابی تھی۔ ڈائریکٹر شومریضوں کو آمادہ کر لیتا تھا کہ وہ

MashalBooks.com

رضا کارانہ طور پر عمارتوں وغیرہ کی تعمیر کے کاموں میں ہاتھ بٹائیں لیکن یہ مقصد حاصل کرنے کے لیے اسے ایسے طریقہ کار کی ضرورت تھی جس سے مریض خود بخود کام کرنے پر تیار ہو جائیں۔''

''اسی لیے ڈائریکٹر نے ہر گاؤں سے مریضوں کے دس نمائندے منتخب کیے اور ان کی ایک کونسل بنائی۔ ڈائریکٹر ہر فیصلے کے لیے ان سے مشورہ کرتا اور وہ اس کی باتوں پر توجہ سے غور کرتے۔ وہ کونسل نیم سرکاری اور نیم مشاورتی ادارے کے طور پر کام کرتی۔ وہ کونسل اس سے زیادہ مختلف نہیں تھی جو آپ نے بنانے کا فیصلہ کیا ہے۔'' سانگوک نے کہا۔ اب سانگوک کو اندازہ ہوا کہ ڈائریکٹر نے شوکا ذکر کیوں چھیڑا تھا۔ سانگوک نے ڈائریکٹر سے بھی آگے بڑھ کر بات کی۔ وہ اصل بات تک پہنچ گیا تھا۔ اب سانگوک نے بات شروع کر دی تھی تو ڈائریکٹر نے صاف صاف بتانا شروع کیا کہ اس دماغ میں کیا ہے۔

''آپ واقعی بات کی تہہ تک جلدی پہنچ جاتے ہیں۔ وہ لوگ شاید ڈرتے ہیں کہ ان کے ساتھ پھر دھوکا کیا جا رہا ہے۔ بہرحال میں آپ سے کچھ باتیں معلوم کرنا چاہتا ہوں۔''

''.....''

''وہ اس طرح کب تک ہیں گے؟'' اچانک اس نے اپنی آواز بلند کر لی جیسے وہ سمجھتا ہو کہ مریضوں کی خاموشی میں سانگوک کا ہاتھ ہے۔

''آپ نے کونسل کے اجلاس کو دیکھا۔ وہ سب مجھے ایسے دیکھ رہے تھے جیسے میری کوئی حقیقت ہی نہیں ہے۔ یہ لوگ ایسے کیوں ہیں؟ اس کی ضرور کوئی وجہ ہوگی۔ ورنہ وہ اتنی سختی سے اپنے منہ کیوں بند رکھتے ہیں۔''

''.....''

''اب پھر یہ نہ کہہ دینا کہ یہ مردہ انسانوں کا جزیرہ ہے۔ آپ نہیں سمجھتے کہ جزیرے کو مردہ انسانوں کے حوالے کرنے کی بھی ایک حد ہوتی ہے۔ میں زندہ انسانوں کی بات کر رہا ہوں۔ میں انہیں نقصان پہنچانا نہیں چاہتا۔ میں نے ان سے کہا ہے کہ ہسپتال کے انتظام کے بارے میں انہیں جو بھی شکایت ہو یا وہ کوئی تجویز پیش کرنا چاہتے ہوں تو کونسل کے ذریعہ وہ مجھ تک پہنچائیں۔ میں نے تو ان سے یہ بھی کہا ہے کہ میں جو کام کر رہا ہوں اگر انہیں وہ پسند نہ ہو تو وہ بھی

MashalBooks.com

بلاتکلف مجھے بتائیں۔ آخر کیا بات ہے کہ وہ میری تجاویز پسند نہیں کرتے۔ گونگے کیوں بن گئے ہیں؟''

''یہ بات نہیں ہے کہ وہ آپ کی تجاویز پسند نہیں کرتے۔ انہیں ڈر ہے کہ ان کے ساتھ پھر دھوکا کیا جائے گا۔'' سانگوک نے آخر بولنا شروع کیا لیکن ڈائریکٹر کے مقابلے میں اس کا لہجہ نرم تھا اور وہ آرام سے بول رہا تھا۔

''دھوکا؟ کون دھوکا دے رہا ہے اور کسے دھوکا دے رہا ہے؟ تو وہ اس بات سے ڈرتے ہیں کہ میں انہیں دھوکا دوں گا اور اسی لیے وہ پہلے سے خوف زدہ ہیں؟'' ڈائریکٹر نے کھا جانے والی نظروں سے سانگوک کو دیکھا۔ دھوکے کے لفظ پر ڈائریکٹر کا جو ردعمل ہوا تھا اس سے سانگوک نے اندازہ لگایا کہ اس نے اس لفظ کا مطلب نہیں سمجھا۔ اب سانگوک نے پھر کہنا شروع کیا۔

''مجھے ڈائریکٹر شو کو مثال کے طور پر پیش کرنے کی اجازت دیجیے۔ آخر میں سب لوگوں نے ڈائریکٹر شو کو اپنا مجسمہ ہی نصب کرتے دیکھا۔ آپ کہہ سکتے ہیں کہ اس نے اسی وقت اپنا مجسمہ تیار کرنا شروع کر دیا تھا جب اس نے کونسل کے ارکان منتخب کیے تھے اور مشاورتی کمیٹی بنائی تھی۔ جب تک یہ جزیرہ برقرار رہے گا ڈائریکٹر شو کا مجسمہ ان کے دل و دماغ پر چھایا رہے گا۔'' وہ اس بات سے نہیں ڈرتے کہ آپ انہیں دھوکا دیں گے بلکہ وہ اپنے آپ سے ڈرتے ہیں۔''

''صاف صاف بات کیجیے۔ اس سے آپ کا کیا مطلب ہے کہ وہ اپنے آپ سے ڈرتے ہیں۔'' اب ڈائریکٹر نرم پڑ گیا تھا۔

''بات یہ ہے کہ ڈائریکٹر شو کا مجسمہ نصب کرنے کی بات خود اس نے نہیں کی تھی بلکہ اس کی تجویز مشاورتی کمیٹی نے دی تھی۔ اصل میں مریضوں کے نمائندوں نے خود ہی وہ مجسمہ بنوایا تھا اور اسے تحفے میں پیش کیا تھا۔ شاید آپ کو اس کا یقین نہیں آئے گا لیکن سچی بات یہ ہے کہ ایسا کسی وقت بھی ہو سکتا ہے۔ صرف ڈائریکٹر شو کے زمانے میں ہی نہیں کسی زمانے میں بھی۔''

مشاورتی کونسل کے بارے میں چند اور باتیں بھی تھیں سانگوک جن کی وضاحت کرنا چاہتا تھا۔ ڈائریکٹر نے جو کچھ کہا تھا اس کے باوجود کونسل کا دائرہ کار اور مریضوں کی بھلائی کے کام کرنے کے لیے اس کی آزادی ڈائریکٹر کے احکام کی پابند ہی رہے گی۔ جزیرے پر ڈائریکٹر کی پوزیشن ایک

MashalBooks.com

مطلق العنان حکمران کی تھی جسے ہسپتال کے امور اور باقی جزیرے کے معاملات پر مکمل اختیار حاصل تھا۔ غالباً ''انتظام'' صحیح لفظ نہیں تھا۔ وہ ہسپتال کے انتظام کے ساتھ جزیرے پر رہنے والے تمام لوگوں کے روزمرہ معاملات کی دیکھ بھال کا ذمہ دار بھی تھا۔ وہ امن و امان قائم رکھنے کے قواعد و ضوابط بنانے کا اور ان پر عمل درآمد کرانے کا اختیار بھی رکھتا تھا اور قوانین کی خلاف ورزی کرنے والوں کو سزا بھی دے سکتا تھا۔ یہ قدرتی بات تھی کہ مریضوں کی بھلائی کے لیے بنائی جانے والی کونسل کے اختیارات محدود تھے۔ یہ ڈائریکٹر ہی تھا جو حکمرانی کرتا تھا اور یہ مریض ہی تھے جو اس کا حکم مانتے تھے۔ اس لیے اگر کونسل میں کوئی اختلاف رائے ہوا تو ظاہر ہے محکوموں کو ہی بات ماننا پڑے گی۔ اس وقت ڈائریکٹر ہی مریضوں کی خواہش پوری کرے گا۔ اب ڈائریکٹر کتنا ہی مریضوں کی مرضی کے خلاف کام کرے کونسل اس کا مواخذہ نہیں کر سکتی تھی۔ چنانچہ سب سے اہم مسئلہ یہی تھا اپنے حقوق کی حفاظت کے لیے مریضوں کی اہلیت اور اپنی بھلائی کے کاموں کی نگرانی اور ڈائریکٹروں کے اختیارات کے درمیان مقابلے میں اصل حقیقت یہ ہے کہ کون کسی چیز کا انتخاب کرتا ہے۔ اگر مریض کو فیصلہ کرنے کا اختیار نہ دیا گیا تو سارا کام ہی بے معنی ہو جائے گا۔ کونسل کو ڈائریکٹر منتخب کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ شروع سے ہی یہ ممکن نہیں ہے۔

اس لیے یہ قدرتی بات ہے کہ مشاورتی کونسل ڈائریکٹر کے ساتھ ایسے مقابلے سے گریز کرے جس سے ڈائریکٹر کی فیاضی پر زد پڑتی ہو۔ اس کے بعد کونسل کے ارکان آہستہ آہستہ اختیارات کا خودغرضانہ فلسفہ سیکھ لیتے ہیں اور مریضوں کے بجائے طاقت کے مرکز کے قریب رہنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس سے انہیں فائدہ ہوا ہے۔ مریضوں کی خواہشات بھی وہی ہوتی ہیں جو صحت مند لوگوں کی ہوتی ہیں۔ جن پر حکومت کی جاری ہو ان کی تکالیف جوں جوں بڑھتی جاتی ہیں ویسے ہی فرار کی خواہش بھی شدت اختیار کرتی جاتی ہے۔ چنانچہ ان کے اندر انسانی خواہشات کی جو کمزوریاں چھپی ہوتی ہیں وہ ان کا شکار ہو جاتے ہیں اور وہ محکوموں کے قریب ہو جاتے ہیں۔

یہ صحیح ہے کہ ڈائریکٹر شوابتداء میں یہ بات نہیں سمجھ سکا تھا۔ وہ اس سے انکار نہیں کر سکا کہ وقت گزرنے کے ساتھ کمر توڑ محنت خطرناک سے خطرناک ہوتی جاتی ہے او رمریضوں پر جو مختلف ضابطے نافذ کیے جاتے ہیں وہ آخرکار کونسل کو اسی طرح کام کرنے پر مجبور کر دیتے ہیں اور وہ محکوموں

MashalBooks.com

سے دور ہوتی جاتی ہے اور حاکم کے قریب۔ اور آخر میں وہ خود ہی حاکم کا مجسمہ بنا کر اسے پیش کرتے ہیں۔ اصل دھوکا مشاورتی کونسل کی طرف سے دیا جاتا ہے۔ سانگوک نے احتیاط کے ساتھ اس دھوکے کی تفصیل بتائی۔ اس نے اپنی بات ختم کی تو ڈائریکٹر کی طرف دیکھا۔

''اصل مسئلہ مشاورتی کونسل کا ہے۔ وہ اپنا ڈائریکٹر خود منتخب نہیں کر سکتے اور نہ کرتے ہیں۔''

سانگوک کو خوف تھا کہ کہیں وہ سخت بات تو نہیں کر رہا ہے۔ لیکن ڈائریکٹر کو اس کی پروا نہیں تھی۔ وہ بالکل بے نیاز تھا جیسے وہ سانگوک کی رائے کو اہمیت ہی نہیں دیتا ہو لیکن سانگوک کی باتیں بڑی توجہ سے سن رہا تھا کہ اس کے سگریٹ کی نوک پر جو راکھ جمع ہو گئی تھی اسے جھاڑنا بھی بھول گیا تھا۔

''کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ وہ فکرمند ہونے کی بجائے واقعی ڈائریکٹر کے شکرگزار ہوں اور اس کا شکریہ ادا کرنے کے لیے انہوں نے مجسمہ بنایا ہو؟'' آخر ڈائریکٹر نے اپنا خیال ظاہر کیا۔ ڈائریکٹر کے چہرے پر پھیلی مسکراہٹ سے سانگوک سمجھ گیا کہ اس نے جو کہا تھا اصل میں اس کا وہ مطلب نہیں ہے مگر اب اس کے لیے مسکرانے کا کوئی موقع نہیں تھا۔

''آپ صحیح کہہ رہے ہیں۔ وعدہ خلافی آہستہ آہستہ شروع ہوتی ہے۔ شروع میں تو انہیں خود اس کا احساس نہیں ہوتا۔ ایک چیز ہے جسے غدار کا سچ کہتے ہیں۔ غدار نئے حکمرانوں کا زیادہ وفادار ہوتا ہے۔ شاید وہ واقعی شکرگزار تھے' خاص طور پر اس وقت جب وہ ڈائریکٹر کو اس مجسمے کے سامنے کھڑا دیکھ رہے تھے جو انہوں نے خود بنا کر اسے پیش کیا تھا اور اس وقت بھی جب ہر مہینے وہ اس کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں اور شکرگزاری کی دعا کرتے تھے اور جب تک آواز بھرا نہ جائے اس وقت تک گاتے رہتے تھے۔ البتہ سچ جلد ہی سامنے آ گیا۔ ایک دن ایک مریض نے کونسل کے ایک رکن کے چھرا گھونپ دیا اور وہ مر گیا۔ آخر میں مجسمہ والے کے ساتھ یہی ہوا۔ ایک دن وہ بھی خون تھوکتا ہوا اپنے مجسمے کے سامنے گر پڑا۔ وہ شکرگزاری کا دن تھا اور اس نے دغابازی خود ہی دیکھ لی۔''

سانگوک کا چہرہ زرد پڑ گیا۔

''مگر یہ کئی عشرے پہلے نہیں ہوا تھا؟''

''ان عشروں میں یہ لوگ مسلسل مجسمے کے ڈراؤنے خواب دیکھ رہے ہیں۔''

''تو آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ میں نے پھر ان کا ڈراؤنا خواب جگا دیا ہے؟ تو کیا اب وقت

MashalBooks.com

نہیں آ گیا ہے کہ وہ ڈراؤنے خواب سے جاگ جائیں۔ مجھے اپنا مجسمہ نصب کرانے کا کوئی شوق نہیں ہے۔'' ڈائریکٹر نے جب یہ کہا تو اس میں مذاق کا شائبہ بھی تھا مگر سانگوک کے چہرے کی زردی نہیں گئی۔

''آپ مجسمہ چاہتے ہیں یا نہیں یہ بعد کی بات ہے۔''

''مگر آپ ہمیشہ تو انتظار نہیں کر سکتے۔''

''اس کے سوا کوئی چارہ بھی نہیں ہے۔''

''کیا مطلب ہے آپ کا' اس کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے؟ میں نے آپ سے کہا ہے کہ اب اس جزیرے پر دھوکے بازی نہیں ہو گی۔'' ڈائریکٹر نے یہ کہا اور اچانک کھڑا ہو گیا۔ اس نے سانگوک کی طرف اشارہ کیا اور اس سے عجیب بات کی۔

''میں چاہتا ہوں آپ کونسل کے ارکان سے الگ الگ ملاقات کریں۔ میرا خیال ہے آپ ہی سب سے زیادہ موزوں آدمی ہیں۔ میں ان کے سامنے وضاحت کر چکا ہوں لیکن میرا خیال ہے اگر آپ ان سے مل کر اور وضاحت کریں اور انہیں میری بات ماننے پر آمادہ کریں تو زیادہ بہتر ہو گا۔''

''.....''

''میرا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ آج ہی ان سے ملیں۔ جب بھی آپ کو سہولت ہو ان سے مل لیجے۔''

''یہ آپ کی فرمائش ہے؟''

''ہوں..... یہ فرمائش تو نہیں ہے یہ براہ راست حکم ہی ہے۔'' ڈائریکٹر مسکرایا۔

''جی میں سمجھ گیا۔''

8

کار کلینک کی طرف جا چکی تھی۔ دروازے پر صرف ڈائریکٹر کی جیپ اپنے مالک کا انتظار کر رہی تھی لیکن یہ معلوم نہیں تھا کہ وہ کب واپس آئے گا۔ سانگوک کو پیدل ہی کلینک جانا پڑا۔

''یہ فرمائش نہیں ہے یہ براہ راست حکم ہے۔''

کلینک میں تھوڑی دیر ٹھہرنے کے بعد سانگوک بوڑھے ہوانگ ہوئی کے پاس چلا گیا۔ اگر

MashalBooks.com

نمائندوں کی کونسل میں کوئی بات کر سکتا تھا تو وہ یہی شخص تھا جس کا تعلق چن گا نگ گاؤں سے تھا۔ اس بات میں کوئی مبالغہ نہیں ہے کہ جزیرے کے پانچ ہزار باشندوں میں ہر ایک کی کچھ تلخ یادیں تھیں۔ جزیرے کے المیوں کی تعداد ان لوگوں کی تعداد کے برابر تھی جو اس دنیا سے چلے گئے اور ان کی تعداد کے برابر تھی جو ابھی زندہ تھے۔ ان میں ہوانگ کی کہانی سب سے زیادہ حیرت انگیز تھی۔ بیماری میں مبتلا ہونے کے بد جب وہ اس جزیرے پر آیا تھا اس وقت سے اب تک اسے انتہائی اذیتناک حالت سے گزرنا پڑا تھا۔ اس کے پاس کہنے کو بہت سی کہانیاں تھیں۔ وہ جزیرے کی المناک تاریخ کی علامت تھا۔ وہ زندہ لیجنڈ تھا مگر خاموش رہتا تھا۔ وہ آنکھیں بند کر کے تکالیف برداشت کرتا رہتا تھا اور انتظار کرتا تھا کہ اس کی آزمائش ختم ہو جائے۔ جزیرے پر رہنے والا ہر آدمی اپنے دل میں ہونگ کی تصویر رکھتا تھا اور خاموشی سے اس کی تقلید کرتا تھا۔ اگر ہوانگ عبادت کرتا تو وہ بھی عبادت کرتے اور اگر وہ قسمت کو برا بھلا کہتا تو وہ بھی ایسا کرتے۔ ہوانگ سے ملنے کا مطلب تھا کہ جزیرے کے تمام رہنے والوں سے ملاقات کر لی۔

سانگوک آہستہ آہستہ پہاڑی سے اترا۔ اس کی نظریں دور مریضوں کے علاقے پر لگی ہوئی تھیں جہاں پہلے خاردار تاروں کی باڑھ تھی۔ چن گا نگ گاؤں کے ساتھ قوس کی شکل کی خلیج میں سمندر کا پانی اس دن زیادہ ہی نیلا تھا۔ اگر بوڑھے ہوانگ سے اس کی ملاقات ہو گی تو وہ کیا بات کرے گا؟ وہ خطرناک اور دم گھوٹنے والی خاموشی میں کہا کہے گا؟

''کیا اب وقت نہیں آ گیا ہے کہ وہ ڈراؤنے خواب سے جاگ جائیں؟ میرا ارادہ مجسمہ نصب کرانے کا نہیں ہے۔''

اچانک ڈائریکٹر کے پر اعتماد الفاظ اس کے کانوں میں گونجے۔ سانگوک یکلخت ٹھہر گیا جیسے اسے اپنے خیالات کا سرا مل گیا ہو مگر فوراً ہی اس نے قدم بڑھایا اور سر جھٹکا۔

''کیا وہ واقعی اس کا وعدہ کر سکتا ہے؟''

ڈائریکٹروں کے الفاظ میں اس سوال کا قطعی جواب نظر نہیں آتا تھا۔ اگر ڈائریکٹر پر اعتماد بھی تھا تب بھی ابھی وہ اعتبار کے قابل نہیں ہے۔ اسے انتظار ہی کرنا پڑے گا لیکن سانگوک آرام کے ساتھ انتظار نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے ڈائریکٹر کے بارے میں سوچا۔ جب تک اس ڈائریکٹر کی روح زندہ

MashalBooks.com

ہے اس وقت تک اس سوال کے ایک حصے کا جواب اس کے ساتھ ہی وابستہ رہے گا۔

ابتداء میں شو نے ایسا کوئی عندیہ ظاہر نہیں کیا کہ وہ اپنا مجسمہ نصب کرانا چاہتا ہے۔ اس کے اندر واقعی یہ احمقانہ جذبہ ہو گا کہ جزیرے کو ان لوگوں کے لیے جنت بنا دے جنہیں یہاں مجبوراً بھیجا گیا ہے۔ اس کی آمد کے بعد جزیرے کے ایک ہزار کے قریب باشندوں کے اندر امید و جوش پیدا ہوا تھا۔ اب بھی ایسے لوگ موجود ہیں جنہیں اس کی افتتاحی تقریر یاد ہے۔

اس سال قاعدے کے مطابق موسم بہار کی ایک صبح ایک ہزار مریض نئے ڈائریکٹر کی افتتاحی تقریر سننے اسمبلی ہال میں جمع ہوئے تھے۔ مقررہ وقت پر ڈائریکٹر عملے کے ارکان کے علاقے سے کار میں بیٹھ کر وہاں پر آیا اور پہلی بار مریضوں کے سامنے کھڑا ہوا۔ ہر شخص خاموش تھا۔ اس کا پہلا تاثر بہت ہی اچھا تھا۔ اس کا لمبا قد بڑا رعب دار تھا۔ تھوڑی دیر تو خاموش کھڑا مریضوں کو دیکھتا رہا۔ اس کا سانولا رنگ تھا اور لمبی ٹیڑھی ناک تھی۔ اس کی طویل قامت کے مقابلے میں اس کی آنکھیں بہت چھوٹی تھیں۔

''خواتین و حضرات''

اس نے تقریر شروع کی۔ اس کی آواز اونچی اور باریک تھی۔ عورتوں کی طرح چبھتی ہوئی جیسے لوہے پر لوہا رگڑا جا رہا ہو۔ اس کا قد اور چہرہ مہرہ اس کے جاہ و طلب ہونے کی چغلی کھاتا تھا۔ ایسا آدمی جو اقتدار بھی چاہتا ہو اور نام و نمود بھی۔ قطاروں میں کھڑے مریض جلد ہی تسلی محسوس کرنے لگے کہ اس کے بارے میں اس لیے کوئی فیصلہ نہیں کر لینا چاہیے کہ اس کی چھوٹی چھوٹی آنکھیں ہیں اور تیز چبھتی ہوئی آواز ہے۔ افواہ یہ بھی تھی کہ اس نے خود ہی اپنے آپ کو مریضوں کی خدمت کی لیے رضا کارانہ طور پر پیش کیا تھا۔ اس نے جاپان کے ایک ممتاز میڈیکل کالج سے تعلیم حاصل کی تھی اور ایک سرکاری ادارے میں کام کرنے سے اپنے پیشے کا آغاز کیا تھا۔ وہ جن سرکاری عہدوں پر رہا اس سے اس کے روشن مستقبل کا اندازہ ہوتا تھا اگر وہ اسے اپنا شاندار مستقبل داؤ پر لگا کر مریضوں کی خدمت کے جذبے سے اس دور افتادہ جزیرے پر آیا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ وہ واقعی فلاحی کام کرنا چاہتا ہے۔ اس کے آنے سے پہلے یہ افواہ بھی تھی کہ اس نے کورا ایسوسی ایشن کے فنڈز استعمال کر کے جزیرے پر کچھ زمین خریدی تھی۔ کسی شخص کی صرف شکل و صورت سے اس کے بارے میں

MashalBooks.com

اندازہ لگانا مناسب نہیں ہے۔

اس دن مریضوں نے نئے ڈائریکٹر کے بارے میں اپنا تعجب دور کرنے کی بہت کوشش کی۔ یہ تعجب اس کی شکل و شباہت کی وجہ سے پیدا ہوا تھا۔اس نے اپنی باریک چبھتی ہوئی آواز میں تقریر شروع کی۔

''میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں.....''

اس نے مریضوں سے وعدہ کیا کہ وہ ان کے لیے جزیرے کو جنت بنا دے گا۔اس نے اعلان کیا کہ اس کا اصل مقصد ہسپتال کی سہولتیں بہتر بنانا' مریضوں کے علاقے میں ان کے لیے زیادہ کمرے تعمیر کرنا اور مرض سے افاقہ پانے والوں کے حصے کو بہتر بنانا ہے۔اس نے بڑے فخر سے کہا کہ اس طرح اس جزیرے کو ان لوگوں کے لیے دنیا کی بہترین پناہ گاہ بنا دیا جائے گا جنہیں باقی دنیا نے دھتکار دیا ہے۔

''آپ کے پڑوسیوں نے آپ سے حقارت کا سلوک کیا اور آپ کو تکلیف پہنچائی' آپ ادھر ادھر بھٹکنے سے تنگ آ چکے ہیں۔آیئے آپ کے قابل رحم پڑوسیوں کے لیے بھی آرام دہ گھر بنائیں۔ آیئے ہم ایسا گھر بنائیں جہاں سب مل جل کر رہیں اور ان لوگوں کا بھی یہاں خیر مقدم کریں جن سے ان کے پڑوسی اور ان کے گھر والے نفرت کرتے ہیں اور انہیں تکلیفیں پہنچاتے ہیں۔''

چوکی یہ جذباتی تقریر مریضوں کے خدشات اور ان کے شبہات دور کرنے کے لیے کافی تھی۔ اس کی تقریر کے بعد کچھ ایسے لوگ بھی تھے جنہوں نے چپکے چپکے آنسو بہائے۔وہ اپنے کام کے لیے بہت سنجیدہ تھا بلکہ وہ اس کا آغاز بھی کرنا چاہتا تھا۔اس کے بجائے پہلے اس نے اس بات کو یقینی بنانے کی کوشش کی کہ جزیرے کو جنت بنانے کے لیے اچھی طرح تیاری کر لی جائے۔ پہلے اس نے مریضوں میں سے ان کے نمائندے منتخب کیے اور ان کی کمیٹی بنائی جسے اس نے مریضوں کی مشاورتی کونسل کا نام دیا۔ یہ مشاورتی کونسل مریضوں کے اور ڈائریکٹر کے درمیان ثالث کا کردار ادا کرتی تھی۔اس کے بعد جزیرے کو جنت بنانے کے لیے اس نے ہر ہفتے اس کونسل کے اجلاس بلانا شروع کیے۔اس نے کونسل کے ارکان کو قائل کرنا شروع کیا حتیٰ کہ خود مریضوں کے اندر بھی توقعات پیدا ہو گئیں۔آخرکار مریضوں نے تعمیرات کے کام کے لیے رضا کارانہ طور پر کام کرنے پر آمادہ ظاہر کر

MashalBooks.com

دی۔ اس کے بعد کمرے تعمیر کرنا اور مرض سے افاقہ پانے والے مریضوں کے حصے کو بہتر بنانا ضروری تھا۔ اس نے بڑے فخر سے اعلان کیا کہ اس طرح وہ جزیرے کو دنیا بھر میں جذام کے مریضوں کا بہترین مرکز بنا دے گا۔

جزیرے کی نئی تعمیر کے لیے انہیں اینٹوں کی ضرورت تھی۔ اس کے لیے اس نے بھٹہ بنانے کا فیصلہ کیا۔ کونسل کے ارکان کے مشورے سے اس نے پہلے جگہ کا انتخاب کیا پھر سنگ بنیاد رکھنے کے لیے ایک شاندار تقریب کی۔ اس کی آمد کے ایک مہینے بعد موسم سرما کی ایک ٹھنڈی صبح بھٹے کی تعمیر مکمل ہوگئی۔ پھر اینٹیں بنانے والا چینی ماہر بلایا گیا۔ شروع میں اس نے مریضوں کو اینٹیں بنانا سکھایا اور جب وہ سیکھ گئے تو انہوں نے چینی ماہر سے کہہ دیا کہ اب تمہاری ضرورت نہیں ہے۔ انہوں نے خود ہی اینٹیں بنائیں اور ان سے نئی عمارتیں اور رہائشی گھر تعمیر کیے۔

تمام مریضوں سے سخت کام لیا گیا۔ ایک شفٹ میں مریضوں کے علاقے میں تین گاؤں تھے۔ ان گاؤں کے باشندے ہر روز بھٹے پر یا عمارتوں کی تعمیر کی جگہ پر کام کرنے جاتے تھے۔ اگرچہ وہ انتھک محنت کرتے تھے مگر وہ کام سے بیزار نہیں ہوتے تھے۔ وہ خوش تھے کہ انہیں ان کے کام کا معاوضہ ملتا ہے اور وہ پھر وہ اینٹیں بنانا سیکھ گئے تھے اور وہ اپنی عمارتیں تعمیر کر رہے ہیں۔ جن میں وہ خود رہیں گے۔ انہیں فخر تھا کہ وہ اپنی جنت خود بنا رہے ہیں اور یہ ان کا کارنامہ ہے۔

تعمیرات کا کام سکون کے ساتھ چل رہا تھا کافی اینٹیں بنانے کے بعد یہ تعمیرات کا کام شروع کیا گیا جو تین سال جاری رہا اور وہ کامیاب تجربہ تھا۔ تعمیر کے بعد مزید دو گاؤں ٹونگ سٹنگ اور چن گانگ پہلے والے تین گاؤں کے ساتھ شامل کر لیے گئے۔ اس طرح رہائشی علاقے بڑھ گئے اور چار ہزار مریضوں کے رہنے کی جگہ بن گئی۔ مریضوں کے علاقے میں معذور افراد کی سہولت کے لیے اجتماعی باورچی خانہ، لانڈری اور اسمبلی ہال بنا دیا گیا۔

مریض ہر چیز سے خوش تھے۔ کوئی بھی ایسا نہیں تھا جو ڈائریکٹر سے ناخوش ہو۔ تعمیراتی کام کے زمانے میں کھانے پینے کا انتظام بھی اچھا تھا ور ڈاکٹر بھی توجہ سے علاج کرتے تھی۔ مریضوں نے ڈائریکٹر کی تعریفیں شروع کر دیں اور کام مکمل ہونے کے بعد کلاسیکی ڈرامہ ''چانگ دا ہونگ ہیونگ'' نئے اسمبلی ہال میں کھیلا گیا اور خوشی کی تقریب منائی گئی۔ ڈائریکٹر شو بھی بہت خوش ہوا۔ وہ مریضوں

کی وجہ سے خوش تھا اور اس وجہ سے بھی خوش تھا کہ مریض خوش تھے۔

لیکن پھر گڑبڑ شروع ہوگئی۔ جنت بنانے کے لیے شو کا منصوبہ اس سے بھی زیادہ مثالی تھا جو وہاں تعمیر کیا گیا تھا۔ اس کے علاوہ کامیابی کے ساتھ پہلی تعمیر مکمل ہونے کے بعد اس کا اعتماد اور بھی بڑھ گیا تھا۔ چنانچہ اس نے فوراً ہی دوسرے منصوبے پر کام شروع کر دیا۔ بس وہیں سے بدقسمتی کا آغاز ہوا جس نے آخرکار اس کی جان ہی لے لی۔

''کسی کو بھی اس کا وعدہ نہیں کرنا چاہیے۔ یہ ایسی چیز نہیں ہے کہ جس کا کوئی وعدہ کرے۔''

سانگوک کلینک پہنچ گیا اور اس کے پاس جا کر ٹھہر گیا۔ وہ الجھن میں تھا۔ خوف کی جھرجھری اس کے سارے بدن میں دوڑ گئی۔

اس نے آسمان کی طرف نظریں اٹھائیں جیسے وہ اپنا خیالات مجتمع کر رہا ہو۔ آخر وہ جلدی سے کلینک کے اندر داخل ہوگیا۔

9

اگرچہ سانگوک نے اس دن کلینک کا کام مکمل کر لیا تھا مگر وہ سردار ہوانگ سے ملنے نہیں گیا۔ اس کا خیال تھا کہ اس کے پاس اس بارے میں کہنے کو کچھ بھی نہیں ہے۔ اس کے بجائے وہ کلینک سے نکلا اور کوبوک گاؤں کی طرف چل دیا۔ آخر وہ تولبوری ساحل پر پہنچ گیا۔ جب بھی اس کے دماغ پر بوجھ ہوتا وہ تازہ ہوا کھانے کے لیے ساحل پر چلا جاتا تھا۔ ورنہ اس ساحل پر اور کوئی خاص بات نہیں تھی۔ وہ ایک چٹان پر بیٹھ گیا اور لڑکے کی کہانی یاد کرنے لگا جسے کافی عرصہ پہلے بھلایا جا چکا تھا۔ اس لڑکے کی کہانی کے ذریعے اس نے وہاں سے گزرنے والی کشتی سے ماہی گیروں کے گیت سنے۔ ساحل پر وقت کاٹنے کا یہی ایک طریقہ تھا۔

کافی عرصے سے کوبوک گاڈوں مریضوں کے فرار کے راستے کے طور پر بدنام ہو چکا تھا۔ بار بار کے دھوکے اور اذیت سے تنگ آ کر فرار ہونے والے اسی راستے سے بھاگنے کے منصوبے بناتے تھے۔ ایک لڑکے کا واقعہ بہت مشہور ہوا تھا جو تولبوری ساحل سے فرار ہونے میں کامیاب ہوگیا تھا۔ یہی وہ واقعہ تھا جو سانگوک نے ہان من کو سنایا تھا کہ وہ اس پر ناول لکھے۔ سانگوک نے لڑکے کے واسطے سے گیت سنانا شروع کیا اور اس لڑکے کا واقعہ حیرت انگیز کہانی کی شکل میں اس کے

MashalBooks.com

سامنے آ گیا۔ اس لڑکے کو اذیتناک حالات سے گزرنا پڑا تھا اور جب سے وہ پیدا ہوا تھا اور جب وہ اس جزیرے سے فرار ہوا۔ اس تمام عرصے کے بارے میں بیشمار کہانیاں مشہور تھیں۔

لڑکے کی یادداشت میں سب سے پہلے وہ کمرہ تھا جہاں وہ پلا بڑھا۔ وہ کمرہ ہمیشہ بند رہتا تھا اور لڑکا دن رات وہاں پڑا رہتا تھا حتیٰ کہ وہ اپنی انگلی تک کمرے سے باہر نہیں نکال سکتا تھا۔ جب وہ چھوٹا سا تھا اس وقت بھی اس کے ماں باپ اسے زور سے نہیں رونے دیتے تھے کہ کہیں لوگ اس کی آواز نہ سن لیں۔ اس کی ماں باہر سے آنے والی کوئی آواز بھی سنتیں تو فوراً اسے چادر سے ڈھانپ دیتیں۔ اگر بچہ کبھی زور سے بولتا تو وہ خوف زدہ پیلی پڑ جاتی تھی۔ لڑکے کو ہمیشہ اندھیرے کمرے میں بند رکھا جاتا اور کمبل اوڑھایا جاتا کہ کہیں کوئی دوسرا انسان اسے نہ دیکھ لے۔ جب ماں گھر سے باہر جاتی تو لڑکے کے ہاتھ اس کے پیچھے باندھ جاتی کہ کہیں وہ کمرے کا دروازہ نہ کھول لے اور باہر چلا جائے۔ وہ واپس آ جاتی تب بھی اسے کمبل سے باہر نہ نکالا جاتا۔

یہ سب اس کی ماں کی وجہ سے ہوا۔ شروع سے ہی ماں انسانوں سے ڈرتی تھی۔ اس لیے لڑکا بھی لوگوں سے ڈرنے لگا۔ اس نے کبھی کسی کو نہیں دیکھا۔ دروازے کے قریب سے بھی کوئی گزر جاتا تو اس کا دل زور زور سے دھڑکنے لگتا۔ وہ ایسا ڈرتا کہ کمبل میں چھپ جاتا اور سانس روک لیتا لیکن کمبل کے اندر بھی وہ اپنے آپ کو محفوظ نہیں سمجھتا تھا۔ اسے ایسا لگتا تھا کہ کوئی اسے دیکھ رہا ہے۔ وہ کمبل میں کتنا ہی اپنے آپ کو چھپاتا پھر بھی وہ آنکھیں اسے دیکھتی ہوئی نظر آتیں۔

اپنی ماں کے علاوہ ایک اور انسان ایسا تھا جس پر وہ بھروسہ کرتا تھا۔ آدھی رات کو ایک آدمی چھپ کر اس کی ماں سے ملنے آتا تھا۔ وہ ہمیشہ رات کو آتا اور صبح ہونے سے پہلے پہلے چپکے سے چلا جاتا۔ لڑکا اس آدمی سے نہیں ڈرتا تھا کیونکہ اس کی ماں کی طرح وہ آدمی بھی انسانوں سے ڈرتا تھا بلکہ وہ آدمی انسانوں سے زیادہ ہی ڈرتا تھا۔ وہ کمرے میں داخل ہوتے ہی اپنی دو انگلیاں ہونٹوں پر رکھ کر لڑکے کو خاموش رہنے کا اشارہ کرتا۔ اس کے زرد ماتھے پر پسینے کے قطرے ہوتے اور وہ اندر آتے ہی دروازے کے ساتھ کان لگا کر سنتا کہ کسی نے اسے اندر آتے تو نہیں دیکھا۔ اس کی آنکھوں سے اس کا خوف جھلکتا تھا۔

اس کے تیز تیز سانس اس کی آنکھوں سے زیادہ اس کا خوف ظاہر کرتے تھے اور اندازہ ہوتا تھا

MashalBooks.com

کہ وہ کتنا ڈرا ہوا ہے۔ البتہ جب وہ لڑکے کی ماں کے پاس بیٹھ جاتا تو وہ اپنا ڈر چھپانے کی کوشش کرتا۔ ماں کے سامنے وہ ہمیشہ اپنا تیز تیز چلتا ہوا سانس دبانے کی کوشش کرتا۔ پھر بھی وہ ایسا کرنے میں کامیاب نہیں ہوتا تھا۔ ایک یہی بات تھی جو وہ لڑکے کی ماں سے نہیں چھپا سکتا تھا۔ وہ ماں کے پاس بیٹھ کر زیادہ ہی خوف زدہ ہو جاتا تھا۔ وہ اپنا ڈر چھپانے کی جتنی بھی کوشش کرتا اتنا ہی ڈرا اور بھی ظاہر ہوتا۔

وہ جب بھی لڑکے کی ماں کے پاس آتا۔ اس اندھیرے کمرے میں صبح کی روشنی نمودار ہونے تک وہ اسی طرح سانس دبانے کی کوشش کرتا رہتا۔ اس کے بعد وہ چلا جاتا۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا کہ رات کو ہی کسی وقت لڑکے کی آنکھ کھل جاتی تو اس آدمی اور لڑکے کی ماں دونوں کی تیز تیز سانس لینے کی آواز آ رہی ہوتی۔ بہرحال اس آواز سے ڈرنے کی کوئی وجہ نہیں تھی۔ لڑکے کی ماں بھی اس آدمی سے لڑکے کو چھپانے کی کوشش نہ کرتی مگر یہ حیرت کی بات بھی تھی۔ کیا لڑکا غلط سمجھ رہا تھا؟ آخر اس آدمی کی وجہ سے ہی وہ لڑکا اپنی ماں اور جزیرے چھوڑ گیا۔

موسم خزاں کے اوائل میں جب بارش کا موسم شروع ہو گیا تھا وہ آدمی جو رات میں ایک بار ہی لڑکے کی ماں کے پاس آیا کرتا تھا۔ کئی رات متواتر آتا رہا۔ وہ آتا اور لڑکے کی ماں سے کچھ کہتا اور چلا جاتا۔ اب اس آدمی کی بھاری سانسوں کے بجائے لڑکا رات بھر اپنی ماں کی سسکیاں سنتا۔ کبھی کبھی وہ دونوں دھیمی آواز میں لڑتے جھگڑتے بھی اور کبھی ماں اکیلی روتی رہتی۔

ایک دن ماں اپنے کام پر نہیں گئی اور دن بھر لڑکے کو سینے سے لگائے روتی رہی۔ اس رات وہ آدمی آیا اور اس نے لڑکے کو اٹھا لیا۔ ماں کی آنکھیں رو رو کر سوج گئی تھیں۔ وہ آدمی لڑکے کو اپنی پیٹھ پر اٹھا کر بارش میں بھیگتا ہوا بھاگا اور ساحل پر جھاڑیوں کے پاس جا کر اسے رکھ دیا۔

''غور سے سنو، ماہی گیروں کے گانے کی آواز آ رہی ہے؟''

آدمی نے لڑکے کو جھاڑی کے اندر کر دیا اور خود بھی چھپ کر لیٹ گیا اور سننے لگا کہ ماہی گیروں کی آواز آتی ہے یا نہیں؟ لیکن اس رات ان کی قسمت اچھی نہیں تھی۔ اس رات بہت اندھیرا تھا اور بارش بھی خوب ہو رہی تھی۔ اس لیے کوئی ماہی گیر ادھر نہیں آیا۔ وہ پتوں پر پڑنے والے بارش کے قطروں اور ساحل سے ٹکرانے والی سمندر کی موجوں کی آواز ہی سن رہے تھے۔

MashalBooks.com

وہ آدمی لڑکے کو واپس گاؤں لے گیا۔ دوسری رات پھر وہ آدمی لڑکے کو پیٹھ پر لاد کر پہلی رات کی طرح جھاڑیوں میں لے گیا اور چھپ کر انتظار کرنے لگا کہ کب ماہی گیروں کی کوئی کشتی ادھر سے گزرتی ہے۔ تین رات انہوں نے ایسا ہی انتظار کیا اور تین رات مسلسل بارش ہوتی رہی۔ آخر ایک رات انہوں نے ماہی گیروں کو گاتے سنا۔ کشتی آہستہ آہستہ ساحل پر آئی۔ اس آدمی نے ماچس کی تیلیاں جلا جلا کر اشارے کیے۔ گانے ختم ہو گئے اور کشتی ان کے قریب آ گئی۔ اس آدمی نے جلدی جلدی ماہی گیروں سے کوئی بات کی اور لڑکے کو اٹھا کر کشتی پر لے گیا۔ اس آدمی نے لڑکے کو بارش سے بچانے کے لیے اپنے کوٹ سے ڈھانپ دیا۔ ماہی گیروں نے جلدی جلدی کشتی چلانا شروع کر دی۔ وہ آدمی ساحل پر کھڑا کشتی کو اندھیرے میں جاتا دیکھتا رہا۔

لیکن اس رات لڑکا اپنے گھر واپس آ گیا۔ کشتی پر جانے کے بعد وہ زور زور سے رونے لگا تھا۔ اسے اپنی ماں یاد آ رہی تھی جو اپنے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسے چپ کرایا کرتی تھی لیکن وہ ماہی گیروں سے بھی ڈر رہا تھا اور سمندر کی لہروں کی افسردہ آوازیں بھی اسے ڈرا رہی تھیں۔ وہ اس آدمی کا کوٹ اوڑھے زور زور سے رو رہا تھا۔ ماہی گیروں کی سمجھ میں کچھ نہیں آیا اور وہ کشتی واپس لے آئے۔ وہاں سے لڑکا بارش میں بھیگتا ہوا پیدل اپنے گھر پہنچا۔ اس رات لڑکے نے اس آدمی کی خوفناک آنکھیں دیکھیں۔ وہ آدمی پہلے ہی گاؤں پہنچ گیا تھا اور لڑکے کی ماں کے پاس تھا۔ پہلے اس آدم کا چہرہ پیلا اور کسی چیز سے ڈرا ہوا لگتا تھا مگر اس وقت جب اس نے غیر متوقع طور پر لڑکے کو واپس آتے دیکھا تو اس کا چہرہ خوفناک حد تک مسخ ہو گیا اور وہ چیخا۔

''گندہ کوڑھی کہیں کا۔''

وہ آدمی غصے میں کانپنے لگا تھا جیسے وہ لڑکے کو مار ڈالے گا۔ لڑکے نے اسے ایسا خوفناک کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اس نے تو خواب میں بھی ایسا نہیں سوچا تھا۔ مگر یہ پہلی اور آخری بار تھی۔ دوسری رات وہ آدمی لڑکے کو پھر ساحل پر لے گیا اور بے چینی سے ماہی گیروں کی کشتی کا انتظار کرنے لگا۔ اس مرتبہ لڑکا ہمیشہ کے لیے جزیرے سے رخصت ہو گیا۔

یہ واقعہ تو لبوری ساحل پر اس وقت پیش آیا جب ڈائریکٹر شو کا جنت بنانے کا مقصد اپنے عروج پر تھا۔ سانگوک جب بھی اس ساحل پر آتا تو اسے بارش کی آواز میں ملی ہوئی ماہی گیروں کے گیت

MashalBooks.com

گانے کی آواز سنائی دیتی۔ یہ آوازیں سن کر اس کے اندر ایک جوش سا پیدا ہو جاتا۔ اصل میں یہ گیت سننے کے لیے ہی وہ ساحل پر آتا تھا۔ کیا اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ کافی عرصے سے اس گیت کو جانتا تھا؟ اسے یاد نہیں تھا کہ ایسا کب شروع ہوا لیکن جزیرہ پر آنے سے پہلے ہی اس نے کئی بار یہ گیت سنا تھا۔ اس نے کوریا کی جنگ کے زمانے میں جنوبی سمندر کے کنارے ایک چھوٹے سے گاؤں کو یاد کیا جہاں ایک فوجی کیمپ بھی تھا۔ اس وقت وہ اسکول میں پڑھتا تھا۔ ان دنوں وہ رات کے وقت کشتیوں پر جانے والے ماہی گیروں کے غم زدہ گیت سنتا تھا۔ جاڑوں کی ایک سہ پہر کو وہ فراموش کردہ لوگوں کے جزیرے پر اترا۔ وہ ماہی گیروں کے گانوں کا سوچ کر تلخی سے ہنسا۔ حالانکہ وہ نہیں جانتا تھا کہ اس جزیرے پر وہ کیوں آیا۔

لیکن بڑے علاقے کی طرح وہ یہاں بھی خیالی گیت سنتا تھا حالانکہ ماہی گیروں کی کشتیاں اب جزیرے سے نہیں گزرتی تھیں۔ تو کیا اس کی وجہ یہ تھی کہ یہاں دن رات مختلف تھے؟ لیکن اب ماہی گیروں کے گیت نہیں تھے۔ اب کشتیاں خاموشی سے گزر جاتی تھیں۔ جیسے جزیرے کو بھول چکی ہیں۔ سانگوک مایوس تھا۔ جزیرہ ماہی گیروں کے گیتوں کے بغیر وہ جزیرہ ہی نہیں رہا تھا جسے سانگوک پسند کرتا تھا۔ وہ گیت سننے کی بہت کوشش کرتا اور جب بھی اسے گیت یاد آتے وہ ساحل پر جا کر بیٹھ جاتا۔ آخر اس نے وہ گیت سننا شروع کر دیئے اور یہ اس لڑکے کی وجہ سے ہوا۔

اس دن بھی وہ چٹان پر بیٹھا۔ خیالی گیت سن رہا تھا اور اس کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔ وہ شام تک وہاں بیٹھا رہا۔ معلوم نہیں کیوں اس دن وہ پریشان سا تھا۔ جب وہ مریضوں کے علاقے سے اپنے رہائشی علاقے کی طرف جا رہا تھا تو اچانک اسے خیال آیا کہ میون سے ملنا چاہیے اور اس سے بات کرنا چاہیے وہ گھر جانے کے بجائے میون کی طرف مڑ گیا۔ یہ پہلی مرتبہ تھا کہ سانگوک اس خاتون سے ملنے گیا تھا۔ میون باہر آئی تو سانگوک کی سمجھ میں نہیں آیا کہ کیا بات کرے۔ میون سمجھ گئی تھی کہ وہ وہاں کیوں آیا ہے سانگوک ہمیشہ پرسکون اور مطمئن سا نظر آتا تھا اس لیے اس کے جذبات و احساسات ظاہر نہیں ہوتے تھے۔ اس دن اسے بے چین دیکھ کر میون کو خوشی ہوئی۔ سانگوک کی بے چینی دور کرنے کی بجائے میون نے اس میں اور بھی اضافہ کر دیا۔

پری اسکول کے لان میں مرجھائے ہوئے نارنجی پھولوں کے درمیان بیٹھ کر میون نے اپنی وہ

MashalBooks.com

کہانی سنانا شروع کی جو وہ کسی کو سناتے ہوئے گھبراتی تھی۔ اس نے بتایا کہ کس طرح ایک رحم دل پادری کے خاندان نے اسے پالا' کس طرح وہ مذہبی اسکول میں داخل ہوئی اور کس طرح وہ اس جزیرے پر آئی۔ اس نے ان اہم فیصلوں کے بارے میں بتایا جو جزیرے پر آنے سے پہلے اس نے کیے تھے اور یہ بھی بتایا کہ وہ فیصلے کرنے کی وجہ کیا تھی۔ اس کے حالات کی وجہ سے یہ بات حیران کن نہیں تھی کہ اس نے اپنی زندگی اس جزیرے پر کام کرنے کے لیے وقف کر دی۔ اس نے یہ کہانی کسی توقف کے بغیر سنا دی جیسے اس کے لیے یہ کوئی تکلیف دہ بات ہو یا وہ اس طرح سانگوک کے خلاف بغاوت کر رہی ہو۔ جیسے اس نے اپنے تمام اندرونی راز اگل دیئے ہوں پھر خاموش ہو کر وہ سانگوک کے ردعمل کا انتظار کرنے لگی۔

سانگوک کی بے چینی اور بڑھ گئی تھی۔ یہ کوئی ایسی بات نہیں تھی جس کی اسے توقع نہ ہو۔ اس کا اندازہ اس نے اس وقت لگا لیا تھا جب اسے احساس ہوا تھا کہ میون اسے کچھ بتانا چاہتی ہے۔ البتہ وہ ایسا نہیں چاہتا تھا۔ اسے خیال تھا کہ وہ جو کچھ بتانا چاہتی ہے وہ اس کا ماضی نہیں ہے لیکن اس کا شبہ صحیح نکلا۔ میون نے اپنے ماضی کے بارے میں بتا کر سانگوک پر واضح کیا تھا کہ وہ ایسے یہی بتانا چاہتی تھی۔ سانگوک کو صدمہ تو نہیں ہوا مگر یہ باتیں اس کے لیے خوشگوار بھی نہیں تھیں۔ اس کی سمجھ میں نہیں آیا کہ وہ اس پر کیا ردعمل ظاہر کرے۔ وہ میون کو لڑکے کی کہانی نہیں سنانا چاہتا تھا۔ اس نے سوچا بھی کہ اس سے میون کو کچھ سکون ملے گا لیکن بعد میں اس نے یہ خیال ترک کر دیا۔ میون سے ایک نامعلوم سی نفرت اس کے دل میں پیدا ہو گئی۔ اس احساس کا تعلق میون کو تسلی دینے یا اس سے ہمدردی کرنے سے زیادہ اپنے آپ سے نفرت سے تھا کیونکہ اس سے اسے مایوسی ہوئی تھی اور اس کی الجھن میں اضافہ بھی ہو گیا تھا۔ لڑکے کی کہانی میون کو تسلی دینے کا سوتیا نہ اندازہ ہو گا کیونکہ وہ خاصی گھناؤنی بات ہو جائے گی۔ اسے لڑکے کی کہانی کے لیے ابھی کچھ اور انتظار کرنے کی ضرورت تھی۔ میون سے اس کی ملاقات اس کی ایک اور ناکامی تھی۔

10

ڈائریکٹر چو جانتا تھا کہ سانگوک نے ابھی تک معتبر افراد کی کونسل سے بات نہیں کی ہے۔ شاید شروع سے ہی وہ سانگوک پر اعتبار نہیں کر رہا تھا۔ اس نے اس بارے میں سانگوک سے نہیں پوچھا

MashalBooks.com

اور اس پر اسے غصہ بھی نہیں تھا۔ البتہ یہ بات واضح تھی کہ اس نے اپنے منصوبے کے بارے میں اپنا ارادہ ترک نہیں کیا تھا۔ وہ خاموشی سے اس پر عمل کر رہا تھا۔ چن گانگ گاؤں میں اس کے بارے میں کئی اجلاس ہو چکے تھے۔ معتبر افراد کی کونسل کو جس پر اختیارات مبہم سے تھے چند ذمہ داریاں سونپ دی گئی تھیں۔ مثلاً مریضوں کو مزدوری کے کام پر لگانے سے پہلے کونسل سے اجازت لینا ضروری تھا۔ غلط کام کرنے پر مریض کو سزا دینے کا کام بھی کونسل کے مشورے کے ساتھ مشروط کر دیا گیا تھا۔ اس سزا میں مریضوں کو تیس دن کے لیے کورا ٹاور میں قید رکھنا بھی شامل تھا۔ یہ سزا پہلے ڈائریکٹر اکیلا ہی دے سکتا تھا۔ چونکہ یہ سزا پہلے ہسپتال کے عملے کی سفارش پر ہی دی جاتی تھی اس لیے اس میں ذاتی جھگڑے بھی شامل ہو جاتے تھے۔ نوآبادیاتی دور میں غلط کام پر موت کی سزا دینا بھی عام تھا۔ اب ڈائریکٹر نے معتبرین کی کونسل کو یہ اختیار دے دیا تھا کہ کسی بھی سزا سے پہلے اس پر غور وخوض کر لیا جائے۔ کونسل کو یہ اختیار بھی دیا گیا تھا کہ وہ کمرشل ڈویژن کا حساب کتاب دیکھے۔ جزیرے پر آنے والے تمام سامان کی وصولی اس کا انتظام اور تقسیم کمرشل ڈویژن کا کام تھا۔ یہی ڈویژن مریضوں کی فلاح و بہبود کا بھی خیال رکھتا تھا۔ دوسرے ڈویژنوں کے برعکس اس ڈویژن کے دفاتر مریضوں کے علاقے میں تھے اور جو مریض حساب کتاب جانتے تھے وہی اس کی نگرانی کرتے تھے۔ شروع سے ہی یہ ڈویژن خودمختار تھا۔ چونکہ باہر سے بہت سامان آتا تھا اس طرح گاؤں کے معتبر لوگ انتظامیہ کے مشورے سے اس کی نگرانی کرتے تھے۔ ڈائریکٹر نے سب کے سامنے کونسل کے اختیارات کا اعلان کیا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ باہر سے آنے والے سامان کے حساب کتاب اور اس کی تقسیم کے سلسلے میں یہ ڈویژن بہت ہی اہم ادارہ کی حیثیت رکھتا تھا۔

کونسل کے ارکان نے اس منصوبے پر اعتراض تو نہیں کیا مگر انہوں نے زیادہ جوش وخروش بھی نہیں دکھایا۔ وہ صرف ڈائریکٹر کی ہدایات پر عمل کرتے رہے۔ البتہ ڈائریکٹر کی نسبت سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ ہلچل پیدا کرنا چاہتا ہے۔ چونکہ اس نے جزیرے کو جنت بنانے کا اعلان کیا تھا اس لیے تھوڑی بہت تبدیلی یا ترقی پر ہی وہ اکتفا نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس نے کچھ اور منصوبے بھی تیار کر رکھے تھے۔ اپنے منصوبے پر عمل درآمد کے لیے اسے مضبوط بنیاد کی ضرورت تھی اور اسے مریضوں کی اخلاقی مدد بھی چاہیے تھی۔ یہ بالکل ویسا ہی تھا جیسے ڈائریکٹر شو نے اپنا منصوبہ شروع کرنے سے پہلے

MashalBooks.com

کیا تھا۔ جیسے کہ توقع تھی ڈائریکٹر نے جزیرے کے لیے اپنے پہلے بڑے منصوبے کا اعلان کیا۔ یہ اس سے بالکل ہی مختلف تھا جس کی توقع سانگوک کر رہا تھا۔ یہ عجیب وغریب چیز تھی۔ اس کا ارادہ اینٹوں کا بھٹہ لگانے یا رہائشی عمارتیں بنانے کا نہیں تھا اور نہ اس کے منصوبے میں سڑکیں یا پارک بنانا شامل تھا۔

اس نے تجویز پیش کی کہ فٹ بال کی ٹیم بنانے سے اس کا آغاز کیا جائے۔ بعد میں کونسل کے اجلاس میں بھی اس نے یہی تجویز پیش کی۔ اس نے بڑے زوروشور سے کہا کہ فٹ بال کی ٹیم بنانے کے لیے کونسل کے ارکان کی حمایت اور تعاون ضروری ہے۔ اس کا مقصد ہرگز یہ نہیں تھا کہ اس ٹیم میں ان مریضوں کو شامل کیا جائے جو ابھی زیرِعلاج ہیں۔ لیکن یہ منصوبہ صرف احمقانہ ہی نہیں تھا بلکہ بدنیتی پر بھی مبنی تھا۔ یہ عجیب وغریب بات تھی کہ جزیرے کو جنت بنانے کے لیے فٹ بال کی ٹیم بنائی جائے مگر وہ اس پر مصر تھا۔

''جیسے کہ آپ جانتے ہیں یہ جزیرہ زندہ لوگوں کے لیے نہیں ہے۔ یہاں جو گھومتے پھرتے انسان نظر آتے ہیں ان میں سے ایک بھی زندہ انسان نہیں ہے۔ ان میں ہر ایک بھوت ہے۔ یہ سب جزیرے میں بھوتوں کی طرح گھومتے پھرتے ہیں اور صرف مردہ انسانوں سے ہی باتیں کرتے ہیں اور اس انتظار میں رہتے ہیں کہ کب وہ خود بھی بھوت بن جائیں گے۔ میں ان لوگوں کی حالت کو سمجھتا ہوں جو اپنے مرض سے نجات پانے کے لیے جدوجہد کر رہے ہیں لیکن جو لوگ بالکل صحت یاب ہو چکے ہیں وہ بھی ان کی طرح ہی زندگی گزار رہے ہیں۔ ہمیں فٹ بال کی ٹیم بنانا چاہیے۔ ہمیں بے پیروں کے بھوتوں کو کھیل کے میدان میں اپنے پیروں پر چلنے کا موقع دینا چاہیے۔ مجھے یقین ہے کہ جو لوگ صحت یاب ہو چکے ہیں وہ فٹ بال پر ٹھوکر مار سکتے ہیں۔ وہ فٹ بال پر ٹھوکر صرف اپنے لیے ہی نہیں بلکہ ان لوگوں کے لیے بھی لگائیں جو ابھی زیرِعلاج ہیں۔ آپ کو انہیں اور اپنے آپ کو بھی یقین دلانا ہے کہ یہ جزیرہ مردوں کے لیے نہیں ہے بلکہ زندہ لوگوں کے لیے ہے۔ یہ کام ہونا چاہیے مجھے اس کا یقین ہے اور میں آپ کی ہمت بھی بڑھانا چاہتا ہوں.....'' ڈائریکٹر کی منطق کچھ اس طرح کی تھی۔

وہ صحت یاب ہونے والے مریضوں کو فٹ بال کھلا کر جزیرے میں زندگی کی روح پھونکنا چاہتا

MashalBooks.com

تھا لیکن یہ کوئی اچھا خیال نہیں تھا۔ جو مریض بالکل ٹھیک ہو گئے تھے ان کے لیے بھی فٹ بال کھیلنا آسان نہیں تھا کیونکہ ان کے ہاتھ پیر اتنی محنت کے قابل نہیں تھے۔ پیروں کی ایک دو انگلیاں تو ان میں سے اکثر کی کٹ چکی تھیں۔ انگلیوں کے بغیر وہ فٹ بال کیسے کھیل سکتے تھے۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ اس منصوبے کے پیچھے اس کا کوئی اور مقصد پوشیدہ تھا مگر اس کے بارے میں کوئی بات نہیں کرتا تھا۔ کوئی نہیں جانتا تھا کہ اس کے دماغ میں کیا ہے۔ کئی دن وہ سب کو قائل کرنے کی کوشش کرتا رہا اور کونسل کے ارکان پتھر کی طرح خاموش رہے۔

ایک دن ڈائریکٹر نے سانگوک کو اپنے دفتر بلایا۔ سانگوک اس کے دفتر میں داخل ہوا تو ڈائریکٹر صوفے پر بیٹھا اس کا انتظار کر رہا تھا۔

''آیئے آیئے آج میں آپ سے ایک خاص بات کرنا چاہتا ہوں۔'' اس نے کہا اور سانگوک نے سوچا کہ اتنی گرم جوشی کا کوئی مقصد ضرور ہے۔

''خاص بات سے کیا مطلب ہے؟ کیا یہ کوئی سرزنش ہے؟'' اس نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔ اس نے ڈائریکٹر کی ہدایت پر عمل نہیں کیا تھا۔

''سرزنش کیسی؟'' ڈائریکٹر نے بے نیازی سے کہا جیسے سب کچھ بدل گیا ہو۔

''جی آپ نے مجھ سے کہا تھا کہ کونسل کے ایک ایک رکن سے بات کروں اور میں نے ایسا نہیں کیا۔ میں معافی چاہتا ہوں۔''

''اوہو..... ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے۔ اب اس کی ضرورت بھی نہیں ہے۔'' ڈائریکٹر کے ہونٹوں پر سگریٹ لٹک رہا تھا اور وہ شرارت بھری مسکراہٹ کے ساتھ اسے دیکھ رہا تھا۔''

''اگر ضرورت نہیں ہے.....''

''اصل بات یہ ہے کہ میں انہیں فٹ بال نہیں کھلانا چاہتا تھا.....''

''گویا ابھی یہ معاملہ طے نہیں ہوا؟''

''نہیں۔ اسی لیے میں آپ سے مدد لینا چاہتا ہوں۔''

''معلوم نہیں آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں۔ مگر کیا آپ کے خیال میں یہ ناممکن نہیں ہے؟'' سانگوک نے اس کی بات کاٹی مگر ڈائریکٹر اسے ناممکن نہیں سمجھتا تھا۔

MashalBooks.com

''ناممکن؟ یہ ناممکن کیوں ہے؟''

''اکثر لوگ جانتے ہیں کہ کوڑھیوں کے ہاتھوں اور پیروں کی انگلیاں نہیں ہوتیں۔ اس لیے کیا یہ مذاق نہیں ہے کہ وہ فٹ بال کھیلیں؟ میرا مطلب ہے کہ یہ تو ظلم ہے۔''

''کیا خرابی ہے ان میں؟ یہ وہ کوڑھی تو نہیں ہے جنہیں باہر کے لوگ جانتے ہیں۔ اس کے علاوہ اب وہ کوڑھی کب ہیں؟ وہ تو صحت یاب ہو چکے ہیں۔ وہ مجھ سے اور آپ سے مختلف نہیں ہیں۔ ظالم تو آپ ہیں جو انہیں کوڑھی سمجھتے ہیں کہ وہ فٹ بال نہیں کھیل سکتے۔ انہیں فٹ بال کھیلنے پر آمادہ کرنا ظلم نہیں ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر وہ فٹ بال کیوں نہیں کھیل سکتے۔''

''.....''

''مگر نہیں۔ بالکل بھروسہ نہیں ہے اپنے آپ پر۔ میں ان سے جو کہتا ہوں وہ اسے سننا ہی نہیں چاہتے۔ ان کی آنکھوں کو دیکھو۔ وہ صحت مند لوگوں کی نفرت اور رقابت سے جل رہی ہوتی ہیں کیونکہ انہیں اپنے رویہ پر بھروسہ نہیں ہے۔''

''میں کیا کر سکتا ہوں؟'' سانگوک نے پوچھا۔

''ہاں یہ بات ہے۔'' ڈائریکٹر نے باتوں کا رخ دوسری طرف پھیر دیا۔

''یہ بتانے سے پہلے کہ آپ کیا مدد کر سکتے ہیں۔ میں آپ سے ایک اور بات کرنا چاہتا ہوں۔ ڈائریکٹر شو کے زمانے میں.....'' اس نے غیر متوقع طور پر شو کا ذکر شروع کر دیا۔ اس کی شرارت بھری مسکراہٹ سے سانگوک نے اندازہ لگایا کہ وہ یہ نہیں جاننا چاہتا کہ میں کیا مدد کر سکتا ہوں۔ ڈائریکٹر نے اس زمانے کی تمام معلومات تفصیل کے ساتھ اکٹھی کر لی تھیں جب شو ڈائریکٹر تھا۔

''میں نے تمام ریکارڈ دیکھے ہیں اور اس میں ایک دلچسپ شخصیت نظر آ رہی ہے۔ وہ تھا ساتو میل نرس۔ میرا خیال ہے آپ اس کے بارے میں ضرور جانتے ہوں گے۔''

''جی میں جانتا ہوں.....'' سانگوک کی دلچسپی بڑھ گئی۔ سانگوک اچھی طرح ساتو کو جانتا تھا بلکہ جزیرے پر رہنے والا ہر آدمی اسے جانتا تھا۔ ساتو عجیب و غریب انسان تھا جو تیس سال سے بھی زیادہ سے وہاں کے رہنے والوں کی یادداشت میں محفوظ تھا۔

ساتو کا زمانہ شو کے ساتھ ہی شروع ہوا اور اس کے ساتھ ہی ختم ہو گیا۔ جس دن سابق

MashalBooks.com

ڈائریکٹر نے اپنی جذباتی تقریر کی تھی اس دن سے ہی ساتو اس کے ساتھ لگ گیا تھا۔تقریر کے بعد ساتو کا تعارف کرایا گیا اور تھوڑی دیر کے لیے ہی سہی مگر وہ ڈائریکٹر کے ساتھ ہی کھڑا رہا۔ اس وقت اسٹیج سے نیچے کھڑے لوگوں نے اس کوتاہ قد اور چھوٹی چھوٹی آنکھوں والے دبلے پتلے آدمی پر توجہ ہی نہیں دی تھی۔ اس کے بعد سب اسے بھول بھال گئے۔ جزیرے کے باشندے ساتو کے بارے میں پریشان ہونے کے بجائے اپنے کاموں میں مشغول رہے لیکن جلد ہی وہ دن بھی آ گئے جب ساتو جو پیدائشی بدطینت شخص تھا ان کے ذہنوں میں بیٹھ گیا۔

یہ وہ دن تھے جب پہلے تعمیراتی منصوبے کی کامیابی کے بعد دوسرے منصوبے پر کام شروع کر دیا گیا تھا۔ اینٹوں کے بھٹے کے علاوہ مرنے والوں کا یادگاری ہال مال یونگ' بیل پویلین اور جزیرے سے گزرنے والے بحری جہازوں کے لیے روشنی کا مینار تعمیر کر لیے گئے تھے۔

مال یونگ ہال سن سینگ گاؤں میں پہاڑیوں کے پیچھے بنایا گیا تھا۔ یہ ایک مخروطی عمارت تھی جس کی چھت سر پر اوڑھنے والے ہیٹ کی شکل کی تھی۔ روشنی کے مینار کی تقریب نام سینگ گاؤں کے جنوبی ساحل پر منعقد کی گئی تھی۔ بیل پویلین اس گاؤں کی پہاڑیوں کے پیچھے بودھ مندر کے مرکزی ہال کی طرز پر تعمیر کیا گیا تھا جو تین میٹر اونچی دیواروں کے اوپر سے نظر آتا تھا۔کنول کے پھولوں سے نکلتے نیلے اور سنہری اژدھے ستونوں اور عمارت کے شہتیروں پر منقش تھے اور وسط میں تین ٹن وزن کی گھنٹی لٹک رہی تھی۔ بدھ مت کے پیروکار اس عمارت کی دیکھ بھال کرتے اور وہی گھنٹی بجاتے۔ گھنٹی کی آواز صرف جزیرے تک ہی نہ رہتی بلکہ سمندر سے پار دور دور تک سنائی دیتی تھی۔

ایک ایک کر کے جب عمارتیں بن رہی تھیں تو آہستہ آہستہ کام کی نوعیت تبدیل ہوتی گئی۔ تعمیری اخراجات میں اضافہ کا انحصار مریضوں کے رضا کارانہ کام پر بڑھتا گیا۔ انہی دنوں ہر مہینے کا ایک دن ''اظہار تشکر'' کے لیے مخصوص کر دیا گیا۔ اس دن تمام مریض ان لوگوں کی صحت اور ترقی کے لیے دعا کرتے جو ہسپتال کے لیے مالی امداد دیتے تھے۔ مریضوں سے اصرار کیا جاتا تھا کہ وہ اپنا معاوضہ اس منصوبے کے لیے دے دیا کریں۔ کچھ لوگوں نے یہ کام خوشی خوشی کیا اور کچھ لوگوں نے دل نانخواستہ کریں چونکہ یہ فیصلہ کونسل نے کیا تھا جو ان کی نمائندہ تھی اسی لیے تمام مریضوں نے اپنا معاوضہ دے دیا خواہ انہیں اس سے نقصان ہوا یا نہیں۔ کام کی رفتار آہستہ ہوگئی۔ ان کا جوش کم ہو گیا

MashalBooks.com

اور توقع کے مطابق کام آگے نہیں بڑھا۔ مریضوں کو خدشہ تھا کہ چونکہ ہسپتال کی مالی حالت اچھی نہیں ہے اس لیے وہ عمارتوں کے لیے اپنا معاوضہ خواہ مخواہ ضائع کر رہے ہیں۔

پہلے منصوبے کے مقابلے میں اس منصوبے پر کام کرنے والوں کا جوش و خروش بالکل ہی مختلف تھا۔ ڈائریکٹر کی جنت زیادہ ہی عظیم الشان اور مہنگی ہوتی جا رہی تھی۔ وہ ایسا ڈائریکٹر بننے کی کوشش کر رہا تھا جسے جزیرے والے کبھی فراموش نہ کریں۔ اس لیے اس نے دوسرا منصوبہ بھی جلدی میں شروع کر دیا تھا۔ یہ غیر حقیقت پسندانہ کام تھا۔ پہلے منصوبے پر مریضوں نے جس قسم کا جوش و خروش دکھایا تھا وہ یہاں نظر نہیں آتا تھا۔ وہ کام سے بھاگنے کی کوشش کرتے تھے اور کبھی کبھی تو کام کی جگہ پر جاتے ہی نہیں تھے۔ وہ ان پڑھ لوگ تھے اور آوارہ پھرنا بھیک مانگنا ان کی عادت تھی۔ وہ کسی وجہ کے بغیر ہی بددل اور مایوس ہو جاتے تھے اور ان کی نفرت اور رقابت نظر آنے لگتی تھی۔

شوشیدے نے محسوس کیا کہ مریض اس کی توقعات کے مطابق مسلسل کام نہیں کر سکتے۔ اگر منصوبہ مکمل کرنا ہے تو ان پر رضا کارانہ طور پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا۔ انہیں کنٹرول کرنے کے لیے خاص طریقہ اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔ قبل اس کے کہ بہت زیادہ دیر ہو جائے اسے فیصلہ کن قدم اٹھا لینا چاہیے۔

اب اس نے نئی حکمت عملی اختیار کی۔ کونسل کے ارکان کے ساتھ بہتر سلوک کرنے کے علاوہ اس نے کونسل کے اختیارات میں بھی اضافہ کر دیا۔ اس نے کونسل کے ارکان کے ذریعہ مریضوں کا تعاون حاصل کرنے کی کوشش کی۔ زیادہ بہتر کام کے لیے اس نے ''سینئر آفیسر کونسل'' بنائی۔ مریضوں کے علاج اور عمارتوں کی تعمیر کی نگرانی کے لیے اس نے ہر گاؤں کے صحت مند افراد کو منظم کیا اور ان کی ایک کونسل بنائی جس کا نام سینئر افیسر کونسل رکھا۔ ہر گاؤں کے معاملات ایک معاہدے کے تحت چلائے جاتے جو سینئر افیسر کونسل اور معتبر افراد کی کونسل کے درمیان طے پایا۔ سینئر افیسر کونسل میں چیف نرس' ایک ہیڈ نرس' دو اردلی' ایک زراعت کا سپروائزر' ایک طبی آلات کا نگراں' تین سے چار تک آپریشن اسسٹنٹ اور دو خواتین شامل تھیں۔ ہر کونسل کا سربراہ چیف نرس کو بنایا گیا جو جاپانی تھے اور خفیہ محکمے' پولیس یا ملٹری پولیس میں رہ چکے تھے۔

شو نے اس پر ہی اکتفا نہ کیا بلکہ عملے کے علاقے اور مریضوں کے علاقے کی نگرانی کے لیے

MashalBooks.com

مسلسل گشت کرنے والا عملہ بھی مقرر کیا۔ یہ عملہ نظر بندی کے کمروں اور کونسل کے اجلاس وغیرہ کا اہتمام بھی کرتا۔ اس مقصد کے لیے جو سخت انتظام کیے جاتے وہ بیگار کیمپوں جیسے لگتے تھے۔ مریض اور بھی فکرمند ہو گئے۔ وہ بددلی کے ساتھ کام کرتے تھے اور شکایتیں بھی زیادہ آنے لگیں۔ اس زمانے میں چین اور جاپان کی جنگ شروع ہوگئی اور روزمرہ ضرورت کی اشیاء کی فراہمی کم ہوگئی۔ کھانے پینے کی چیزوں اور دواؤں کا راشن بھی کم ہو گیا۔ مریضوں کا معاوضہ مشکل سے ہی ادا ہوتا اور سینئر افیسر کونسل کا کنٹرول سخت ہو گیا۔

چیف نرسوں کا مزاج بہت جارحانہ ہو گیا۔کونسل کے ارکان جو مریضوں کی بھلائی کی نگرانی کرتے تھے سینئر افسر کونسل کی سختیوں کا سامنا کرتے ہوئے گھبراتے تھے۔ وہ گونگے بہرے بن گئے تھے۔ کونسل کے کچھ ارکان اور کوریائی گشت کرنے والے افسر اپنے مصیبت زدہ بھائیوں کی مدد کرنے کے بجائے اپنے مفادات کی دیکھ بھال کر رہے تھے۔ اپنے عہدے برقرار رکھنے کے لیے وہ سینئر افسر کونسل کو خوش رکھنے کی کوشش کرتے تھے اور مریضوں اور اپنے دوستوں کے ساتھ غداری کرتے تھے۔

یہی زمانہ تھا جب ''ہرن کے شکار'' کا واقعہ پیش آیا۔ ان دنوں ایندھن کی اتنی کمی تھی کہ گھروں کو گرم بھی نہیں کیا جاتا تھا۔ اس لیے دن میں آگ جلانے پر پابندی تھی۔ کھانا صرف صبح شام ہی پکا جا سکتا تھا۔ دن میں مریضوں کو چاول بھی گرم کرنے کی اجازت نہیں تھی۔ ایک سہ پہر کو بوک گاؤں کی ایک بیمار عورت نے اپنی ساتھی صاحب فراش عورت کے لیے چاول گرم کرنے کے لئے چپکے سے آگ جلائی۔ اس کا خیال تھا کہ گشتی عملے کی نظروں سے بچ کر وہ جلدی جلدی آگ بجھا دے گی۔ لیکن ادھر سے گزرنے والے ایک افسر نے اس کے گھر سے اٹھتا ہوا دھواں دیکھ لیا۔ اس نے دھواں دیکھا تو غصے میں آگ بگولا ہو گیا اور گھر میں گھس گیا۔ اس نے ٹھوکر مار کر چاول گرا دیئے اور اس عورت کو خوب مارا۔ وہ افسر کوریائی تھا اور جاپانی افسروں سے بھی زیادہ مریضوں کے ساتھ بدسلوکی کرنے کے لیے بدنام تھا۔ مریض اور اس کے ساتھی اس سے اتنا ڈرتے تھے کہ اس کی حرکتوں کا کسی کو پتہ نہیں چلتا تھا۔ اس کا ایک بچہ تھا جس کی پرورش اس نے خفیہ طور پر کی تھی اور اسے جزیرے سے باہر بھیج دیا تھا۔ اس کے بعد اچانک اس کا رویہ بدل گیا تھا جیسے وہ سب سے بدلا لے رہا ہو۔

MashalBooks.com

عورت کو مارنے کی خبر سن کر نوجوان اپنے غصے پر قابو نہ رکھ پا سکے۔ انہوں نے سارا معاملہ اپنے ہاتھ میں لینے کا فیصلہ کر لیا۔ وہ موقع کا انتظار کرنے لگے۔ آخر وہ موقع مل گیا۔ انہوں نے اس دن کا انتخاب کیا جس دن اس افسر کی ڈیوٹی جزیرے کے بیرونی بلاک کے گشت پر لگی ہوئی تھی۔ ان نوجوانوں نے جھاڑیوں میں چھپ کر اس کا انتظار کیا۔ افسر وہاں پہنچا تو نوجوانوں نے اسے مار مار کر ادھ موا کر دیا۔ اگر وہاں پڑا رہتا تو مر ہی جاتا۔ وہ پہاڑیوں کی طرف بھاگا۔ نوجوان شور مچاتے ہوئے اس کا پیچھا کر رہے تھے۔ ہسپتال کے چیف نرس نے کسی سے پوچھا کہ یہ شور شرابہ کیسا ہے؟ تو اسے بتایا گیا کہ ہرن کا شکار کیا جا رہا ہے۔ آخر گشت کرنے والے ان لوگوں نے اسے بچایا جو یہ سن کر وہاں آ گئے تھے کہ ہرن کا شکار کھیلا جا رہا ہے۔ بعد میں ان نوجوانوں کو گرفتار کر لیا گیا اور انہیں تین سے چھ مہینے تک جزیرے کے قید خانے میں بند رکھا گیا۔ قانون کے مطابق رہا کرنے سے پہلے ان نوجوانوں کو خصی کر دیا گیا۔

میں کیا کروں؟
پرانے جوتے کا بھی جوڑا ہوتا ہے
میں بیمار مجرم ہوں اس لیے
بچوں کی ضرورت نہیں ہے
کوئی مرد کسی دوسرے مرد کو نامرد کیسے بنا سکتا ہے
اوہ خدایا میں کیا کروں؟
بتاؤ مجھے کیا کرنا چاہیے؟

یہ اندوہناک نظم کوڑھیوں کی نظم کے نام سے مشہور ہوئی۔ اسے اس نوجوان نے لکھا تھا جسے خصی کر دیا گیا تھا۔ جزیرے کے رہنے والے اسے ایک دوسرے کو سناتے رہتے تھے۔

ہرن کے شکار کا واقعہ ایک اور دغابازی کی بنیاد بنا۔ جو اس جزیرے کے ساتھ کی جانے والی تھی لیکن شو کے لیے یہ کوئی پریشانی کی بات نہیں تھی۔ اس نے اپنے دماغ میں جو جنت بنا رکھی تھی اسے ہر قیمت پر حقیقت کا روپ دھارنا تھا۔ تعمیر کا کام بہرحال جاری رکھنا تھا۔ اس نے چیف اور ہیڈ نرسوں کی زیادتیوں کو نظرانداز کیا۔ ہرن کے شکار کے واقعہ پر اس نے افسروں سے اس کے مظالم پر

MashalBooks.com

جواب طلب نہیں کیا۔ اس نے ایک ہی بات کہی ''بغاوت کبھی معاف نہیں کی جا سکتی۔'' اور اس واقعہ پر اس کا یہی ردعمل تھا۔ وہ نوجوان تین سے چھ مہینے تک کی سزا کاٹ کر باہر آئے تو انہوں نے دیکھا کہ افسر کو ترقی دے کو بوک گاؤں کی کونسل کا رکن بنا دیا گیا ہے۔

خود اختیاری کے نام پر روزانہ نئے قواعد وضوابط نافذ کیے جاتے تھے اور سینئر افسر اور کونسل کے ارکان کی زیادتیاں بڑھتی جا رہی تھیں۔ اس کونسل کے ارکان میں ایک رکن بہت ہی بدطینت اور خبیث تھا۔ لوگ اس کی شکل سے ہی خوف کھاتے تھے اور اس سے بچنے کی کوشش کرتے تھے۔ اس کا نام ساتو تھا۔ وہ سینئر افیسر کونسل کا سربراہ اور تمام چیف نرسوں کا انچارج تھا۔ وہ بچپن میں ہی یتیم ہو گیا تھا۔ شو نے اسے پالا تھا اور مویشیوں کے اسکول میں پڑھایا تھا۔ شو جہاں بھی جاتا اپنے سائے کی طرح اسے کسی نہ کسی عہدے سے مقرر کر کے اپنے ساتھ رکھتا۔ شو اس جزیرے پر آیا تو اس نے اپنی افتتاحی تقریر کے بعد ساتو کو اسٹیج پر بلایا اور مریضوں سے اس کا تعارف کرایا۔ شو ہمیشہ اس کی طرف داری کرتا۔ ساتو اپنے لانگ بوٹوں اور کوڑے کی وجہ سے مشہور ہو گیا تھا۔ وہ ہر وقت اپنے ہاتھ میں کوڑا رکھتا تھا۔ اس کا اصل چہرہ اس وقت سامنے آیا جب سمندر کے کنارے گودی بنائی جا رہی تھی اور مریضوں کے گھروں میں توسیع کے بعد بیرونی سڑک بنائی جا رہی تھی۔

دوسرے منصوبے کے افتتاح کے بعد شو نے جزیرے کے جنوبی حصے میں ایک اور گودی کی تعمیر شروع کر دی۔ ایک گودی عملے کے علاقے میں پہلے ہی موجود تھی جہاں سے سامان کی درآمد برآمد ہوتی تھی۔ البتہ موجودہ گودی سے سامان بھیجنے میں دشواری ہو سکتی تھی۔ کیونکہ وہ مریضوں کے علاقے سے دور تھی۔ مریضوں کے علاقے سے سامان لے جانے کے لیے عملے کے علاقے سے گزرنا پڑتا تھا جس پر وہ ناک بھوں چڑھاتے تھے۔ اس لیے ضروری تھا کہ مریضوں کے علاقے میں گودی بنائی جائے۔ جلد ہی انہوں نے گودی کی تعمیر کا افتتاح کرنے کے لیے تون سینگ گاؤں میں ایک مینار تعمیر کیا۔ اس بار ڈائریکٹر نے مریضوں کو یہ بتانے کی ضرورت بھی نہیں سمجھی کہ انہیں اس کام پر کیوں لگایا جا رہا ہے۔ صرف ایک حکم جاری کر دیا گیا کہ ہر صحت مند آدمی موقع پر پہنچ جائے۔ وہاں کام کے حالات ایسے تھے جیسے بیگار کیمپ کے ہو سکتے ہیں۔ وہاں کام کرنے کے لیے آلات ہی نہیں تھے۔ اس کے مریضوں کو اپنے ہاتھوں سے ہی کام کرنا پڑا۔ بڑے بڑے پتھر دو آدمی اپنے کندھوں پر بہنگی

MashalBooks.com

رکھ کر اٹھاتے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاتے۔ سمندر کی تیز موجوں کی وجہ سے کام دن رات جاری رہتا۔ حتیٰ کہ صبح کے وقت انہیں تیز ہواؤں کا بھی مقابلہ کرنا پڑتا۔ چار مہینے تک ہر روز ساتو اپنے کوڑے کے ساتھ وہاں موجود ہوتا اور کام کرنے والوں پر ظلم ڈھاتا۔ اس کی نگرانی اور مزدوروں پر کوڑے برسانے کی وجہ سے آخر کام مکمل ہو گیا۔

''گندے کوڑھیو! تمہیں اپنا گلتا سڑتا جسم محفوظ رکھنے کی کیا ضرورت ہے۔''

''سستی دکھانے کی سوچو بھی نہیں۔ یہ کوڑا کام چوروں کو معاف نہیں کرے گا۔ جو جلدی مرنا چاہتے ہیں وہ سامنے آ جائیں۔ میں ان کا کام آسان کر دوں گا۔ یہ کام کر کے مجھے بہت خوشی ہو گی۔''

ساتو صرف دھمکیاں ہی نہیں دیتا تھا بلکہ عمل بھی کرتا تھا۔ اس کا چہرہ گھوڑے کی طرح کا تھا اور اس کے ماتھے پر ہلال کی طرح زخم کا نشان تھا۔ جب وہ ناک چڑھاتا اور بھدے طریقے سے مسکراتا تو اس کا مطلب ہوتا کہ اب کسی کی پیٹھ پر اس کا کوڑا پڑنے والا ہے۔ اگر کوئی مریض کمزوری سے گر پڑتا تو اسے زبردستی اٹھایا جاتا۔ ہیڈ نرس اور دوسرے افسر جو تعمیری کام کی نگرانی پر مامور تھے ساتو کے کوڑے برسانے سے لرز جاتے تھے اور مریض تو اس کے سائے سے بھی ڈرتے تھے۔ اسے اپنی اس ظالمانہ حرکت سے تسلی نہیں ہوتی تھی۔ اس کا چمڑے کا کوڑا دوسرے کاموں کے لیے بھی تیار رہتا تھا۔ جب بھی اسے موقع ملتا گاؤں چلا جاتا اور مریضوں کے علاقے میں ان لوگوں کو تلاش کرتا جو کام پر نہیں گئے تھے۔ اگر کوئی شخص بہت ہی تھکا ہوا اور کمزور ہوتا اور کام کرنے کے بالکل قابل نہ ہوتا تب بھی اسے معاف نہ کیا جاتا۔ اگر وہ زخمی ہوتا تو اس پر الزام لگایا جاتا کہ اس نے خود اپنے آپ کو زخمی کیا ہے۔ مگر کوئی شخص بھی شکایت نہیں کر سکتا تھا۔ اگر اسے معلوم ہوتا کہ کوئی شکایت کر رہا ہے تو وہ اسے مار مار کر ادھ موا کر دیتا اور قید میں ڈال دیتا۔ رہائی سے پہلے اسے خصی کر دیا جاتا۔ ساتو ایسا انسان تھا۔

گودی ساتو کے کوڑے کے ساتھ مکمل ہو گئی۔ یہ کام ختم ہوا تو شدید سردی میں ایک اور منصوبہ شروع کر دیا گیا۔ یہاں بھی ساتو کا کوڑا موجود تھا۔ ڈائریکٹر شو کی جنت ابھی بہت دور تھی۔ اب فرار ہونے والوں کی تعداد بڑھ گئی یہ حرکت جزیرے کے جنت بنانے کے وعدے سے غداری تھی۔ شو کا

MashalBooks.com

وعدہ پہلے ہی وفا نہیں ہو رہا تھا۔ مریضوں کے لیے سہولتیں بڑھ گئی تھیں' ایک نئی گودی تعمیر ہو گئی تھی' گھنٹی کا مینار اور مال یونگ ہال بن گیا تھا لیکن اس سب چیزوں کا مریضوں کی جنت سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ وہ جنت صرف شو کے دماغ میں ہی موجود تھی اور ہر منصوبے کے ساتھ جو مقصد وابستہ تھا وہ اس کے کسی بڑے منصوبے کے تحت ہی پورا کیا جا سکتا تھا۔ مریضوں کے نقطہ نظر سے ہر کام ظالمانہ تھا۔ ہر سہولت کے ساتھ ان کی نفرت بھی اور بڑھ جاتی۔ جب کسی نقصان کے بغیر کام کی رفتار بڑھانے کا فیصلہ کیا گیا تو ان کی تکالیف میں بھی اضافہ ہو گیا۔ سینئر افسر کی کونسل کی مداخلت کی وجہ سے نئی سہولتوں کی اچھی طرح نگرانی کی جا رہی تھی لیکن ان کا استعمال بھی کم سے کم تھا۔ مریضوں کو وقت پر معاوضہ نہیں ملتا تھا بلکہ ان کا علاج بھی ٹھیک طرح نہیں ہو رہا تھا۔ طبی سہولتوں کی کمی ہی نہیں تھی بلکہ تعمیرات کے کام میں اگر کسی کو شدید چوٹ لگ جاتی تو اسے بھی طبی امداد نہیں ملتی تھی۔ اس سے مریضوں کے اندر بیماری سے مقابلہ کرنے کی طاقت بھی کم ہو رہی تھی۔ شو کے پروگرام کے برعکس نئی سہولتوں کے اضافہ کے ساتھ جزیرہ جہنم بنتا جا رہا تھا۔ لوگ برابر فرار ہو رہے تھے۔ جو لوگ فرار ہوتے ہوئے پکڑے جاتے انہیں سخت سزا دی جاتی تھی۔ مریضوں کے رہائشی علاقوں کے اردگرد گشت کرنے والوں کی تعداد بڑھا دی گئی تھی مگر مریضوں کا فرار نہیں رک رہا تھا بلکہ روز بروز فرار ہونے والوں کی تعداد میں اضافہ ہی ہو رہا تھا۔

تحقیقات کے بعد معلوم ہوا کہ فرار کا راستہ سچا پہاڑی کے نیچے تو لبوری کا ساحل ہے۔ فرار ہونے والے پہاڑی کی ڈھلان پر چھپ جاتے ہیں اور رشوت دے کر ادھر سے گزرنے والی کشتیوں پر فرار ہو جاتے ہیں۔ سچا پہاڑی پر بہت گھنے درخت تھے اور وہاں ہرن بھی تھے۔ مگر زیادہ تر وہ مریض تھے جو ایک لکڑی کے ٹکڑے پر تیرتے ہوئے سمندر پار کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ ان میں سے کچھ کامیاب ہو جاتے تھے اور کچھ ڈوب جاتے تھے۔ شو کی نظر میں فرار ہونے والے ناقابل معافی غدار تھے۔ وہ اپنی جنت چھوڑ کر جاتے اور المناک موت کا شکار ہو جاتے۔ شو نے اس بے مقصد فرار کو روکنے کا فیصلہ کر لیا۔

اس نے سچا کی چوٹی کے نیچے سے رہائشی علاقوں کے باہر ایک سڑک بنانے کا فیصلہ کیا۔ اس زمانے میں اصل سرزمین کے لوگ عمارتی لکڑی چوری کر رہے تھے اور یہ وارداتیں بڑھتی جا رہی

تھیں۔ سڑک بنانے سے اس کا مقصد مریضوں کے فرار کے ساتھ یہ چوری روکنا بھی تھا۔ اس سڑک سے جزیرے کے باقی منصوبوں کو بھی فائدہ ہوسکتا تھا۔ چونکہ سردی بہت پڑ رہی تھی اس لیے عام دنوں کے مطابق کام کرنا مشکل تھا مگر زیادہ انتظار بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اس نے مریضوں سے بیگار لے کر کام شروع کرا دیا۔ ساتو کا کوڑا اب اور بھی تیزی سے کام کرتا تھا۔ جیسے اس منصوبے میں ساتو بھی برابر کا شریک ہو۔ سپچا کی چوٹی کا راستہ سنگریزوں سے بھرا ہوا تھا اور اس کا نچلا حصہ سنگلاخ تھا۔ انہوں نے کدالوں اور پھاوڑوں سے کام شروع کیا۔ ان کے پاس دوسرا ضروری سامان نہیں تھا۔ اس کام میں بیشمار لوگ اپنے ہاتھوں اور پیروں کی انگلیوں سے محروم ہو گئے۔ انہوں نے اپنی کٹی ہوئی انگلیاں اپنے پھٹے کپڑوں میں لپیٹیں اور گھر لے گئے اور رات بھر روتے رہے۔ ساتو کے کوڑے نے ایک مہینے سے بھی کم عرصے میں چار کلومیٹر کی سڑک مکمل کرا دی۔ یہ سڑک سنگلاخ چٹانوں کے اندر سے نکالی گئی تھی۔

ساتو ناقابل فراموش شیطانی روح تھا۔ وہ دھوکے اور فریب پر اکساتا رہتا تھا۔ وہی تھا جو مریضوں کے ساتھ دھوکا کرتا اور وہی مریضوں کو دھوکا دینے پر مجبور کرتا تھا۔ اس نے ڈائریکٹر کو بھی جزیرے کے ساتھ فریب کرنے پر آمادہ کر لیا اور آخر کار اس نے اپنے محسن کو بھی دھوکا دیا اور شو کے ساتھ اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھا۔

سانگوک کی سمجھ میں نہیں آیا کہ نیا ڈائریکٹر اچانک اس کے بارے میں کیوں معلومات کر رہا ہے۔ اس کا حلق خشک ہو گیا تھا۔

''جی میں ساتو کو اچھی جانتا تھا۔ کوئی ایسا آدمی نہیں جو جزیرے میں آ کر گیا ہو اور اسے نہ جانتا ہو۔'' اس نے بے چینی کے ساتھ جواب دیا۔ وہ ڈائریکٹر کو دیکھ رہا تھا جس نے نیا سگریٹ سلگا لیا تھا۔

''آپ نے اسے کیسا پایا؟ شو کے ساتھ اس کے تعلقات کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟'' ڈائریکٹر نے مسکراتے ہوئے سوال کیا۔ لگتا تھا کہ وہ اس سوال کا جواب جانتا ہے محض سانگوک سے کچھ اور اگلوانے کے لیے اسے تنگ کر رہا ہے۔

''اس کے بارے میں میرا کیا خیال ہے؟ میرا خیال ہے اس نے ڈائریکٹر شو کے نہایت قریب

MashalBooks.com

رہتے ہوئے اسے بالکل ہی برباد کر دیا۔'' سانگوک کا خیال تھا کہ ڈائریکٹر یہاں تک کی کہانی سے واقف نہیں تھا۔ ڈائریکٹر جان گیا کہ وہ کیا کہنا چاہتا ہے۔ وہ جانتا تھا۔

''جی آپ صحیح کہہ رہے ہیں۔ وہی شخص تھا جس نے شو کو برباد کیا۔'' ڈائریکٹر نے پوری طرح اتفاق کیا۔ سانگوک کو بھی توقع تھی کہ وہ یہی کہے گا۔ لیکن اسے اپنی بات کی تصدیق کرانے کی کیا ضرورت تھی؟ اور وہ جو مجھ سے چاہتا ہے اس کا اس بات سے کیا تعلق ہے۔ اگرچہ سانگوک کو اس کی نیت پر شبہ تھا مگر اس سے اتفاق کرنے پر مجبور تھا۔

''شاید یہ کہنا صحیح نہیں ہوگا کہ ڈائریکٹر شو کی ناکامی کا ذمہ دار ساتو تھا لیکن.....'' ابھی سانگوک نے اپنی بات ختم نہیں کی تھی کہ ڈائریکٹر نے اسے ٹوک دیا۔

''کیا یہ نہیں کہا جا سکتا کہ شو اس کا ذمہ دار نہیں تھا اور اس کی نیت ٹھیک تھی۔ ساتو کو الزام دو شو کو نہیں بلکہ شو پر نکتہ چینی کرنے کے بجائے اس کی تعریف کی جا سکتی ہے۔''

''جی' ایسے لوگ بھی ہیں جو یہی کہتے ہیں لیکن ساتو.....''

''ہاں ہاں میں جانتا ہوں ساتو کو وہی لے کر آیا تھا۔ حالانکہ ان کے تعلقات مختلف تھے۔ پھر بھی ساتو کی حرکتوں کا ذمہ دار شو بھی تھا۔ شو ہی تو ساتو کا افسر تھا۔ اس لیے ساتو کی غلطیاں شو کی ہی ذمہ داری تھیں کیونکہ وہی ہسپتال کا انچارج تھا۔ افسری اور ماتحتی کو اگر نظرانداز کر دیا جائے تو کیا آپ نہیں سمجھتے کہ ساتو کی خامیاں شو سے زیادہ تھیں؟ کیا یہ ساتو ہی نہیں تھا جس نے شو سے یہ کام کرائے؟ آخر کس نے ساتو کو جزیرے کے ساتھ دھوکا کرنے پر آمادہ کیا۔

ڈائریکٹر شو کی جاہ طلبی کی وجہ سے ہی ساتو کو ایسا کرنے کا موقع ملا۔ اس نے اندازہ لگا لیا تھا کہ شو بہت ہی خودغرض انسان ہے اور اس کی موجودگی میں ہر قسم کا غلط کام کرنے کا امکان ہے اور یہ بھی سچ ہے کہ شو نے یہی ظاہر کیا کہ اسے ساتو کی حرکتوں کا علم نہیں ہے۔

''یہ یاد رکھیے کہ شو خدا نہیں تھا بلکہ انسان تھا۔ اس کے اندر بہت سی کمزوریاں تھیں۔ اس کی کمزوریوں پر نکتہ چینی کرنے کے بجائے ہمیں یہ دیکھنا چاہیے کہ ساتو نے ان کمزوریوں سے فائدہ اٹھایا۔ وہ شیطان تھا۔ اگر ساتو نہ ہوتا تو شو کا انجام اتنا المناک نہ ہوتا۔''

''مگر یہ بھی تو سچ ہے کہ ساتو کی جگہ کوئی اور ہوتا تو وہ بھی یہی کرتا۔''

MashalBooks.com

''نہیں۔ اگر اسے نتائج کا اندازہ ہوتا تو بالکل ایسا نہ کرتا۔''

''کیا مطلب؟''

''میں شو نہیں بننا چاہتا۔''

.....

''منیجر ای' آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ساتو کا عہدہ ہی ایسا تھا جس میں ظلم اور زیادتی کے امکانات بہت تھے۔'' ڈائریکٹر نے آخرکار وہ موضوع چھیڑ دیا جس پر وہ بات کرنا چاہتا تھا۔ اس کے ہونٹوں پر جو شرارت بھری مسکراہٹ تھی وہ غائب ہو گئی۔ اس کی آنکھیں چمک رہی تھیں۔ سانگوک کا چہرہ زرد پڑ گیا اور وہ خاموش ہو گیا۔ اب ڈائریکٹر نے وہ کام بتایا جو وہ اس سے کرانا چاہتا تھا۔

''آپ جانتے ہیں میں کس قسم کا آدمی ہوں؟''

''جی' تھوڑا بہت۔ میں جانتا ہوں آپ مجھ پر بھروسہ نہیں کرتے۔ میں جانتا ہوں آپ ہمیشہ مجھے شک کی نظر سے دیکھتے ہیں۔''

''میں نے تو یہ کبھی نہیں کہا کہ میں آپ پر بھروسہ نہیں کرتا۔''

''مجھے معلوم ہے آپ نے یہ کبھی نہیں کہا مگر مجھے یہی محسوس ہوتا ہے۔''

''ہاں۔ میں اتنا بھروسہ بھی نہیں کرتا۔''

''شاید یہ کہنا زیادہ مناسب ہو گا کہ آپ شو پر بھروسہ نہیں کرتے اور آپ کو میرے اندر شو کی روح دکھائی دیتی ہے.....''

''کیا آپ خواہ مخواہ کی باتیں نہیں سوچ رہے ہیں؟''

''اتنا یقین سے بھی نہ کہیے۔ آپ سوچ بھی نہیں سکتے جتنا میں آپ کے بارے میں جانتا ہوں۔'' ڈائریکٹر نے شرارت بھری مسکراہٹ کے ساتھ سانگوک کو دیکھا۔ سانگوک ڈر گیا۔

''آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں؟''

''صرف دور سے نہ دیکھیے۔ میں جو کام کر رہا ہوں' اس میں میری مدد کرنے کی کوشش کیجیے۔''

''آپ کا مطلب ہے فٹ بال کی ٹیم بنانے میں؟ یعنی آپ واقعی چاہتے ہیں کہ یہ اپاہج فٹ بال کھیلیں؟''

MashalBooks.com

''ہاں۔ کچھ عرصے کے لیے میں چاہتا ہوں کہ اس طرح انہیں مصروف رکھوں۔''

''مجھے آپ کے اس اعتماد سے ڈر لگتا ہے۔'' سانگوک نے کہا۔

11

اس دن سانگوک دوپہر کے کھانے کے بعد واپس آیا تو اس کی میز پر ایک پارسل رکھا تھا۔ اس کی غیر موجودگی میں کسی نے وہاں رکھا ہوگا۔ پارسل پر اس کا نام نہیں تھا بلکہ ہان من کا نام تھا۔ بھیجنے والے کا پتہ سیول سے چھپنے والے رسالے کا تھا۔ سانگوک سمجھ گیا کہ اس میں کیا ہوگا۔ یہ ہان من کی کہانیوں کا مسودہ ہوگا جو اس نے کہانیوں کے مقابلے میں شرکت کے لیے بھیجی تھیں۔ اب اتنی دیر بعد وہ کہانیاں واپس آئی ہیں۔ وہ پارسل کھلا ہوا تھا جس کا مطلب یہ تھا کہ اس کی میز پر رکھنے سے پہلے کسی نے اسے پڑھا ہے۔ ''وہ کیسی کہانی لکھتا ہے؟'' سانگوک نے سوچا۔ اس نے یونہی اسی اٹھایا اور پہلا صفحہ کھولا۔ وہ ایک سو کے قریب صفحات پر مشتمل مسودہ تھا جس کا عنوان تھا ''گھر کو واپسی'' اس نے خاموشی سے پڑھنا شروع کیا۔

''1930ء کے موسم خزاں کے اوائل کی ایک شام رات کے وقت جنوب کی طرف جانے والی ریل گاڑی کا ایک کونہ' مسافر ٹرین سے زیادہ مال بردار گاڑی' چوبیس پچیس سال کا ایک نوجوان ریل گاڑی کے ایک کونے میں افسردہ بیٹھا ہے۔ دوسرے مسافروں سے دور۔ آلو بھری بوری کی طرح اس نے اپنے کوٹ میں منہ چھپایا ہوا ہے جیسے ٹھنڈی ہوا سے بچنا چاہتا ہو۔ ایک عورت جس نے اسی کی طرح اپنے کوٹ کے کالر میں منہ چھپا رکھا ہے مدہم روشنی میں اس کے سامنے بیٹھی ہے۔ وہ اسے غور سے دیکھ رہی ہے۔ وہ پوری توجہ سے ایسے دیکھ رہی ہے جیسے وہ اس کے بارے میں زیادہ جاننا چاہتی ہو۔ تھوڑی دیر بعد جیسے اس عورت کے اندر اعتماد آ گیا ہو وہ اس کے قریب گئی اور اس کے کان میں سرگوشی کی۔

''تم جزیرے پر جا رہے ہو؟ ہیں نا؟'' نوجوان نے کوٹ کے کالر میں سے اسے دیکھا۔

''میں تمہیں بہت دیر سے دیکھ رہی ہوں۔ میں جانتی ہوں کہاں جا رہے ہو۔ تم لوگوں سے ڈرتے ہو اسی لیے دور بیٹھے ہو مگر اب ڈرو نہیں تم میرے ساتھ آ سکتے ہو۔ میں بھی اسی جزیرے کو جا رہی ہوں۔'' عورت اس کے کان میں سرگوشی کرتی رہی۔'' میں پندرہ دن کی چھٹیوں کے بعد گھر سے

MashalBooks.com

واپس آ رہی ہوں۔ میری ماں کا انتقال ہو گیا تھا مگر میں گاؤں میں داخل نہیں ہو سکتی تھی میں نے دور سے ہی اپنی مان کا جنازہ دیکھا۔''

عورت بول رہی تھی تو نوجوان کے چہرے پر رونق آ رہی تھی مگر وہ خاموش تھا۔اس نے عورت کی آنکھوں میں دیکھا۔عورت نے بولنا بند کر دیا تھا۔ ریل گاڑی کے شور میں دونوں نے آنکھوں ہی آنکھوں میں اشارے کیے۔ ان کی آنکھوں میں اب بھی خوف تھا مگر نظروں میں گرمی تھی۔ یہ معلوم نہیں ہو رہا تھا کہ کون کسے تسلی دے رہا ہے۔''

ناول اس طرح شروع ہوتا تھا۔ جوں جوں وہ پڑھ رہا تھا۔ سانگوک کے تاثر سے عاری چہرے کا رنگ بدلتا جا رہا تھا۔ وہ اسے توجہ کے ساتھ پڑھ رہا تھا جیسے اپنے ہی خیالوں میں کھو گیا ہو۔

نوجوان ای سونگو تھا' چھبیس سال کے قریب۔عورت اس سے تین چار سال چھوٹی معلوم ہوتی تھی۔اس کا نام چی یونگ سوک تھا۔ وہ خاموشی سے ایک دوسرے کے ساتھ سوئچ ان پہنچے اور دوسری صبح ساتھ ساتھ ہی اسٹیشن سے نکلے۔ وہ ڈیڑھ دن آدھی ٹوٹی سڑک پر چلتے رہے اور دوسرے دن نوک ٹونگ گاؤں پہنچے جہاں سے انہیں جزیرے کی طرف جانا تھا۔

''اچھا ہوا تم گھر سے چلے آئے۔ بہت ہمت کی ضرورت ہے اس کے لیے۔ مگر اب تمہیں زیادہ مضبوط بننا پڑے گا۔''

''علاج کے بعد تو ہم ٹھیک ہو سکتے ہیں۔کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ علاج کے بعد لوگ جزیرے سے چلے جاتے ہیں۔'' چلتے چلتے وہ باتیں کر رہے تھے۔ یہ عورت ہی تھی جو اس کی ہمت بڑھا رہی تھی۔نوجوان صرف سن رہا تھا۔ اسی شام انہوں نے کشتی لی اور نوک ٹونگ پار کر کے جزیرے پر پہنچ گئے۔نوجوان کے پاس صرف ایک نفیری تھی جو اسے اس کے خوابوں اور خواہشوں کی یاد دلاتی رہتی تھی۔

ای سونگو یہ اس آدمی کی کہانی تھی۔ ہرن کے شکار کے واقعہ میں شامل گشت کرنے والے افسر کا نام ای سونگو تھا۔ اب اس میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں تھی۔ سانگوک وہ پڑھتا گیا تو اس کا اعصابی تناؤ بڑھتا گیا۔ یہ ای سونگو کی کہانی ہے۔ ہرن کا شکار اس کا انجام نہیں تھا۔ یہ اس لڑکے کی کہانی تھی جو جزیرے سے چلا گیا تھا۔ یہ کہانی وہ تھی جو سانگوک نے ہان من کو سنائی تھی۔ یہ بات واضح تھی کہ

MashalBooks.com

لڑکے کے نام کے بارے میں لکھنے کے لیے ہان من نے پوری معلومات کی تھیں۔

جزیرے پر پہنچنے کے بعد نوجوان سونگو مردوں کی رہائش والے علاقے میں اور وہ عورت یونگ سوک عورتوں کے علاقے میں چلے گئے تھے۔ اس کے بعد ان کی الگ الگ زندگیاں شروع ہو گئیں۔ چونکہ وہ اکٹھے یہاں آئے تھے اس لیے ان کے درمیان ایک خاص تعلق قائم ہو گیا تھا۔ ایک رات عورت یونگ سوک چھپ کر سونگو سے ملنے آئی اور اس سے کہا کہ وہ اس کا بھائی بن جائے۔ سونگو نے جزیرے کی رسم کے مطابق ایک چھوٹی سی تقریب کی اور اس کا بھائی بن گیا۔ یہ کوئی غیر معمولی بات نہیں تھی۔ مریضوں کے درمیان جذباتی رشتے قائم ہو جانے پر کوئی پابندی نہیں تھی۔ اس کی اجازت تھی بشرطیکہ مرد خصی ہونے پر راضی ہو جائے اور یہ کام اسی وقت قبول کیا جا سکتا تھا جب صحت مند ہو کر جزیرے سے واپس جانے کی امید بالکل ہی ختم ہو جائے۔ جزیرے کی زندگی بہت سخت اور تنہائی کی زندگی تھی۔ مریض بہن بھائی بن جاتے اور چوری چھپے تسکین حاصل کرتے رہتے۔ سونگو اور یونگ سوک بھائی بہن بن گئے مگر ان کا رشتہ وہیں تک محدود نہ رہا۔

سونگو کے جزیرے پر آنے کے بعد اس کی نفیری کی سوگوار آواز گاؤں کے قریب ساحل پر پھیلتی اور تاریکی میں غائب ہو جاتی۔ جزیرے کے باہر جب وہ نفیری بجاتا تھا تو وہ اس کی نوجوانی کا جوش ہوتا تھا لیکن اب وہ کرب اور مایوسی کا اظہار ہوتی تھی۔ اب وہ رات کو ساحل پر چلا جاتا اور ''میرے شہر کا موسم بہار'' اور ''قدیم دارالحکومت کا میدان'' جیسی المناک دھنیں بجاتا۔ ایک رات سونگو سنسان ساحل پر بیٹھا اپنی دھنوں کو آسمان کی پہنائیوں میں گم ہوتا سن رہا تھا کہ اسے کہیں سے ایک عورت کے ہلکے ہلکے رونے کی آواز آئی۔ وہ عورت چھپ کر اس کی نفیری سن رہی تھی اور سنتے سنتے رونے لگی تھی۔ سونگو چاہتا تھا کہ وہاں سے چلا جائے مگر عورت کی سسکیاں بند ہونے تک وہاں سے جا بھی نہیں سکتا تھا۔ آخر اس نے اس جھاڑی کی طرف قدم بڑھائے وہاں سے وہ آواز آ رہی تھی۔ عورت نے قدموں کی چاپ سن لی تو وہاں سے بھاگنے کی کوشش کی مگر سونگو اس کے پاس پہنچ گیا۔ وہ یونگ سوک تھی۔ اس رات سونگو اور یونگ سوک نے بھائی بہن کا رشتہ ختم کر دیا۔

پہلا باب یہاں ختم ہوا اور سانگوک نے دوسرا باب شروع کیا۔ یہ بات اس عورت کے ماں بننے کے بارے میں تھا۔ سخت نگرانی اور کڑی پابندی کے باوجود جوانی نے اپنا راستہ تلاش کر لیا تھا۔ سونگو

MashalBooks.com

اور یونگ سوک کے ملنے کی جگہ اندھیرا ساحل تھا۔ دن بھر کی سخت محنت اور تھکن کے باوجود وہ چوری چھپے ہر رات وہاں جھاڑیوں میں ملتے تھے۔ انہیں ٹھنڈی ہواؤں کا احساس بھی نہیں ہوتا تھا۔ وہ ماتھے سے ماتھا ملائے ایسے بیٹھے رہتے تھے جیسے وہ ان کی ملاقات کا آخری دن ہو۔ پھر وہ دکھے دل کے ساتھ اپنے اپنے کوارٹروں کی طرف چلے جاتے۔

اس عرصے میں عورت کے پیٹ میں ایک نئی زندگی پل رہی تھی جس رات عورت نے یہ غیر متوقع خبر سنائی اس رات وہ پرجوش مباشرت بھی بھول گئے۔ وہ دونوں رو رہے تھے لیکن یہ واضح نہیں ہوتا تھا کہ یہ غم کے آنسو ہیں یا خوشی کے۔ وہ رات بھر ایک دوسرے سے چمٹے رہے حتیٰ کہ سورج نکل آیا۔ چند دن بعد انہیں ایک نئے خطرے نے گھیر لیا۔ وہ جانتے تھے کہ اگر اس کا پتہ چل گیا تو ان کا کیا حشر ہوگا۔ اس وقت ان کی پریشانی یہ نہیں تھی کہ سونگو کو خصی کر دیا جائے گا انہیں یہ فکر تھی کہ ہسپتال کے ضابطے کی خلاف ورزی کرنے پر جو سزا دی جائے گی وہ اسے کیسے برداشت کر پائیں گے۔ اب وہ اعتراف بھی نہیں کر سکتے تھے اور بچہ بھی نہیں گرا سکتے تھے۔ جوں جوں دن گزرتے گئے ان کے پڑوسیوں کو بھی عورت کا پیٹ نظر آنے لگا۔ اس کے بعد نا قابل بیان واقعات کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ ان کا راز اب پورے جزیرے کا راز بن گیا تھا۔ ہر آدمی بچے کا منتظر تھا جیسے وہ بچہ سارے جزیرے کا ہو۔

کوئی بھی یہ راز افشا نہیں کرنا چاہتا تھا۔ سب خاموش تھے اور اس جوڑے کی حفاظت کر رہے تھے۔ ان سب نے ان دونوں کو مبارکباد دی' حالانکہ سب کے دل خوف سے کانپ رہے تھے۔ نو مہینے بعد عورت کے درد شروع ہوئے جنہوں نے سونگو اور پورے جزیرے کو خوف زدہ کر دیا۔ دس گھنٹے کے دردوں کے بعد ایک اندھیرے کوارٹر میں بچہ پیدا ہوا۔ اسے فوراً ہی کمبل میں لپیٹ دیا گیا کہ کہیں اس کی آواز باہر نہ سن لی جائے۔ دوسرے دن یہ خبر پورے جزیرے میں پھیل گئی۔ عورتوں نے آنسو بھری آنکھوں کے ساتھ نوزائیدہ کو دعائیں دیں اور مردوں نے پریشان نظروں سے آسمان کی طرف دیکھا اور وہ اس لڑکے کے مستقبل کے بارے میں فکرمند ہوئے۔ لڑکا خاموش نظروں میں گھرا ہوا اور بُری نظروں سے بچتا ہوا بڑھتا گیا۔ اس لڑکے کی پرورش صرف اس کے ماں باپ نے ہی نہیں کی بلکہ جزیرے کے تمام باسیوں نے کی۔

MashalBooks.com

سونگو اور یونگ سوک پریشان رہتے تھے۔ کوئی بھی ان کا راز افشا کر دے گا اور ان کا بچہ ہسپتال لے لے گا۔ مریضوں کی نگرانی سخت کر دی گئی۔ سب کو خطرہ تھا کہ کسی دن بھی بچہ کا رونا سن کر گشت کرنے والے اندر گھس آئیں گی۔ وہ بچے کو کمبل میں لپٹا کر رکھتے تھے اور ادھر سے گزرنے والے پہریداروں سے ہوشیار رہتے تھے۔

سونگو عورت سے زیادہ پریشان تھا اور چونکہ وہ بہت فکرمند رہتا تھا اس لیے وہ ہسپتال کے عملے کو خوش کرنے کی کوشش کرتا رہتا تھا۔ وہ عمارتوں کی تعمیر پر زیادہ محنت سے کام کرتا بلکہ وہ پہلا شخص تھا جس نے رضا کارانہ طور پر اپنے آپ کو پیش کیا تھا۔ اس کی انتھک محنت اور کام کے لیے اس کا جوش و خروش رنگ لایا اور اسے گشت والی پارٹی کا افسر بنا دیا گیا۔ افسر بننے اور تمام مریضوں کا اعتماد حاصل کرنے کے بعد بھی اس کی پریشانی ختم نہیں ہوئی۔ جتنا اس پر اعتماد کیا جاتا اتنا ہی اس کا خوف بڑھتا جاتا۔ اس خوف پر قابو پانے کے لیے بھی وہ اور زیادہ محنت کرتا۔

پانچ سال گزر گئے اور معجزانہ طور پر ان کا راز راز ہی رہا لیکن سونگو زیادہ دیر اسے برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ لڑکے کو یونگ سوک کے کوارٹر میں ہمیشہ کے لیے چھپا کر نہیں رکھا جا سکتا تھا۔ آخر خزاں کی بارش میں بھیگی ایک رات اس نے بچے کو اپنی پیٹھ پر باندھا اور اپنے کوارٹروں سے نکل پڑا۔ ساحل پر پہنچ کر اس نے ادھر سے گزرنے والی ایک کشتی کو اشارہ کیا اور بچہ ان لوگوں کے ساتھ بھیج دیا۔

دوسرا باب یہاں ختم ہوا سانگوک نے تیسرا باب پڑھنا شروع کیا جس میں بچے کو باہر بھیجنے کے بعد سونگو پر گزرنے والے حالات بیان کیے گئے تھے۔ سونگو نے بچہ باہر تو بھیج دیا تھا مگر اس کی دماغی الجھن دور نہیں ہوئی تھی۔ یہی دن تھے جب ساتو کا ظلم و ستم اور بھی بڑھ گیا تھا۔ حالات کا رخ خراب سے خراب تر ہوتا جا رہا تھا البتہ اس کا راز ابھی تک ظاہر نہیں ہوا تھا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ کب اس کا راز کھل جائے اور اسے کشتی ٹیم کے افسر کے عہدے سے ہٹا دیا جائے۔ چونکہ کام کے حالات ناقابل برداشت ہو گئے تھے اس لیے کسی کو اگر تھوڑی بہت مراعات ملتی تھیں تو ان سے دوسرے مریض جلنے لگتے تھے۔ اس سے بھی لوگ جلتے تھے۔ اب اسے اپنے پڑوسیوں پر بھی شک ہونے لگا تھا۔ اسے اپنے عہدے سے لگاؤ پیدا ہو گیا تھا۔ اس لیے چاہتا تھا کہ وہ ہر قیمت پر اسے برقرار رکھے

MashalBooks.com

لیکن اسے اپنے افسروں کی جتنی حمایت حاصل ہوتی جاتی اتنی ہی اس کی فکر بڑھتی جاتی تھی۔ اب وہ ہر ایک پر شک کرنے لگا تھا۔

آخر یہ ہوا کہ سونگو کا دماغ چل گیا۔ وہ پڑوسیوں اور مریضوں سے لڑنے لگا۔ وہ اس طرح کی حرکتیں کرتا تھا جیسے کوئی اس کا راز افشا کر رہا ہو۔ وہ مریضوں کو دھمکیاں دیتا کہ ''جاؤ۔ سب کو بتا دو میں دیکھ لوں گا تمہیں' لیکن مریض کسی حالت میں بھی اس کا راز کسی کو بتانا نہیں چاہتے تھے۔ وہ صرف سونگو کا راز ہی نہیں رہا تھا ان کا اپنا راز تھا۔ اس بات سے بھی سونگو کا غصہ بڑھتا جاتا تھا۔ وہ ہسپتال کے عملے کا تو پسندیدہ شخص بن گا تھا لیکن جان بوجھ کر وہ مریضوں کو نظر انداز کرتا تھا۔

یہاں پر ہان من نے ''ہرن کے شکار'' کے بدنام واقعہ کا بیان شروع کر دیا تھا' مگر سانگوک نے پڑھنا بند کر دیا اور مسودہ رکھ دیا۔ اسے آگے پڑھنے سے ڈر لگ رہا تھا۔ یہ حیرت کی بات تھی۔ سانگوک نے ہان من کو لڑکے کے جزیرے سے فرار ہونے کے بارے میں بتایا تھا۔ یہ نہیں بتایا تھا کہ ''ہرن کا شکار'' کے واقعہ کا ذمہ دار اس کا باپ تھا۔ جس بات نے سب سے زیادہ اسے حیران کیا وہ لڑکے کی گھر واپسی تھی۔ پہلے تو ناول کا نام ہی سانگوک کی سمجھ میں نہیں آیا۔ اب وہ یہ جاننا چاہتا تھا کہ آخر میں اس لڑکے کا کیا ہوا؟ اس نے دوبارہ مسودہ اٹھایا اور آخری باب پڑھنا شروع کیا۔ کہانی اس طرح ختم ہوتی تھی کہ وہ لڑکا بڑا ہو کر پھر جزیرے پر واپس آ جاتا ہے اور مریضوں کی دیکھ بھال شروع کر دیتا ہے۔ اسی لیے ناول کا نام ''گھر واپسی'' رکھا گیا تھا۔ اس سے کوئی غرض نہیں تھی کہ کہانی کا انداز اور واقعات کی ترتیب ناول کے لیے موزوں تھی یا نہیں مگر وہ کہانی سے بالکل ہی حیران رہ گیا تھا۔ جزیرے پر کوئی شخص بھی دوسرے کی نجی زندگی میں جھانکنے کی کوشش نہیں کرتا تھا۔ اگر کسی کو کسی کا راز معلوم ہو جاتا تب بھی قاعدہ یہ تھا کہ وہ خاموش ہی رہتا۔ بہت سے لوگ اپنا غلط نام بتاتے اور اپنے شہر کے بارے میں جھوٹ بولتے مگر کوئی بھی اس کی فکر نہ کرتا۔

ہاں من نے جزیرے سے جانے کے بعد اس لڑکے کی کہانی سے کسی قسم کی دلچسپی ظاہر نہیں کی لیکن اس کے بعد پیش آنے والے واقعات سے وہ واقف تھا۔ اب سانگوک کو تجسس ہوا۔ چونکہ لفافہ کھلا ہوا تھا اس لیے ظاہر ہے کسی نے اسے پہلے ہی پڑھ لیا تھا۔ وہ یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ اس کی میز پر یہ لفافہ کس نے رکھا ہے۔

MashalBooks.com

''اتنے یقین سے بات نہ کیجیے۔ ہوسکتا ہے میں کتاب سے بھی زیادہ جانتا ہوں۔''

ڈائریکٹر چو کی شرارت بھری نگاہیں اور اس کی مسکراہٹ سانگوک کو یاد آئی۔ اس نے لفافہ دراز میں رکھا اور کھڑا ہو گیا۔ پھر وہ دفتر گیا اور معلوم کیا کہ لفافہ اس کی میز پر کیسے آیا۔ بات وہی تھی جس کی وہ توقع کر رہا تھا۔

''اچھا وہ لفافہ؟ وہ تو چند دن پہلے دوسرے پارسلوں کے ساتھ آیا تھا۔'' بوڑھے منیجر نے بتایا۔ سانگوک نے پھر سوال کیا۔

''آپ نے اس مسودے کے ساتھ کیا کیا؟''

''ہان من وہی نہیں تھا جس نے خودکشی کر لی تھی؟ ڈائریکٹر نے مسودہ دیکھا تھا اور وہ یہ کہہ کر اسے اپنے ساتھ لے گئے تھے کہ وہ اسے دیکھیں گے''

''کیا انہوں نے اسے پڑھا؟''

''انہوں نے کئی دن اسے اپنے پاس رکھا تھا۔ میرا خیال ہے انہوں نے کئی صفحے پڑھے ہوں گے۔ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں۔ کیا کوئی گڑبڑ ہے؟''

''نہیں نہیں میں تو یونہی پوچھ رہا تھا کوئی آدمی وہ مسودہ میری میز پر رکھ گیا تھا۔''

''ڈائریکٹر نے کسی کو بھیجا ہو گا آپ کی میز پر مسودہ رکھنے کے لیے۔ وہ چاہتے ہوں گے کہ آپ اسے سنبھال کر رکھیں۔''

''ٹھیک ہے۔'' اب پوچھنے کی کوئی بات نہیں رہ گئی تھی۔ وہ وہاں سے چلا آیا۔

12

سانگوک کی توقع سے بھی زیادہ ڈائریکٹر چو فٹ بال ٹیم بنانے پر تلا ہوا تھا۔ جزیرے والوں کا دل جیتنے کے لیے جیسے اس نے یہ کام کر گزرنے کا تہیہ کیا ہوا تھا۔ اس نے ہر گاؤں کو ایک فٹ بال دی اور ان مریضوں کی دو ٹیمیں بنائیں جو فٹ بال پر ٹھوکر لگا سکتے تھے۔ ایک ٹیم پر بی ٹیرین عیسائیوں کی تھی اور دوسری کیتھولک عیسائیوں کی۔ ڈائریکٹر نے باہر سے ایک کوچ بلایا اور تربیت شروع کرا دی۔ تربیت کے عرصے میں دونوں ٹیموں نے دوستانہ میچ کھیلے تا کہ ان کا کھیل بہتر ہو جائے۔ کئی درجن میچ کھیلنے کے بعد ان کے کھیل میں بہتری نظر آنے لگی۔ پھر میچ کے لیے باہر سے

MashalBooks.com

ایک ٹیم بلائی گئی۔ یہ ٹیم کوہونگ سے آئی تھی۔ اتفاق سے مہمان ٹیم دو گول سے ہار گئی۔ دوستانہ میچ جاری رہے۔ اس سے مریضوں کے کھیلنے کی مہارت ہی بہتر نہیں ہوئی بلکہ ان کے اخلاق و آداب میں بھی تبدیلی نظر آنے لگی۔ جزیرے کا ماحول بھی بہتر ہو گیا۔ شروع میں مریضوں نے ڈائریکٹر کے اس طرح بیگار لینے پر زیادہ توجہ نہیں دی۔ فٹ بال کی تربیت کے سلسلے میں ڈائریکٹر کے فیصلے کے بارے میں ان کی رائے اچھی تھی نہ بری۔ وہ خاموشی سے ہدایات پر عمل کرتے رہے۔ ہدایت کے مطابق انہوں نے کھلاڑی منتخب کیے' ٹیم بنائی اور فٹ بال کھیلی۔ ان سے کہا گیا کہ وہ کیمپ میں اکٹھے رہیں اور تربیت میں حصہ لیں تو انہوں نے ایسا ہی کیا۔ ان سے دوستانہ میچ کھیلنے کو کہا گیا تو انہوں نے وہ بھی کھیلے۔ وہ تو محض ہدایات پر عمل کر رہے تھے معتبر لوگوں کی کونسل کا رویہ بھی ایسا ہی تھا۔ سانگوک جو ڈائریکٹر کا مشیر تھا اس کا رویہ بھی یہی تھا۔

ڈائریکٹر اپنے فیصلے پر ڈٹا ہوا تھا۔ دفتر سے فارغ ہوتے ہی وہ سیدھا تربیتی کیمپ پہنچ جاتا اور سب کو ہدایات دیتا۔ وہ ہر روز ان کا کھیل دیکھتا۔ ''آخر لوگ بدلنا شروع ہوئے چونکہ پرسی ٹیرین اور کیتھولک ٹیموں کے درمیان میچ ہوتے تھے۔ اس لیے جزیرے کے لوگ ان میں زیادہ سے زیادہ دلچسپی لینے لگے تھے۔ وہ بڑے شوق سے میچ دیکھنے آتے تھے۔ اکثر مریضوں کو کھیل میں دلچسپی پیدا ہو گئی اور پھر وہ فٹ بال کے شوقین بن گئے۔

''دیکھتے نہیں کھیل میں کتنا مزہ آتا ہے۔ میں نے ایک ٹانگ سے کھیلنے والے کھلاڑیوں کی ٹیم نہیں دیکھی۔ ہمارا ڈائریکٹر سچ مچ دور کی سوچنے والا انسان ہے۔'' ہیوون نے چند لمحے دیکھنے کے بعد طنزاً کہا۔ اس نے پتلون کے پائنچے اوپر اٹھائے اور فٹ بال کھیلنے میدان کی طرف بھاگ گیا۔

پچاس دوستانہ میچوں کے بعد پورے جزیرے کو فٹ بال کا جنون ہو گیا۔ ڈائریکٹر کی افتتاحی تقریر کے وقت تمام مریضوں کا جو بے تعلقی کا رویہ تھا وہ بدل گیا۔ ڈائریکٹر نے انہیں فٹ بال کھیلنے پر لگا دیا تھا۔ خزاں کا موسم ختم ہوا اور سردیاں آ گئیں۔ سردیوں کے موسم میں جنوبی سمندر کے علاقے میں کئی دن ایسے آتے ہیں جب خوب دھوپ نکلتی ہے۔ ڈائریکٹر نے انہیں فٹ بال کھیلنے کا موقع دیا تھا۔ اس کے پیچھے اور کوئی سازش نہیں تھی۔ کسی بات سے بھی ظاہر نہیں ہوتا تھا کہ اس کی نیت خراب ہے۔ وہ دن رات انہیں پریکٹس کرنے کی اجازت دیتا تھا۔ اب بہار کا موسم آ گیا۔

MashalBooks.com

لگتا تھا کہ ڈائریکٹر اب پر اعتماد ہو چکا ہے۔ بہار کا موسم آیا تو ڈائریکٹر ٹیم کو باہر لے گیا۔ کوہونگ کاؤنٹی میں خصوصی دن منایا جا رہا تھا اس موقع پر کھیلوں کے مقابلے بھی ہو رہے تھے۔ اس کے بعد ٹیم کو وہاں لے گیا وہ غیر متوقع طور پر دو کے مقابلے میں چار گول سے جیت گئے۔ یہ ان کی امید سے کہیں زیادہ تھا۔ اس سے ڈائریکٹر کے اندر اور بھی اعتماد پیدا ہوا۔ اس کے بعد وہ اپنی ٹیم کو ورنگ میں موسم بہار کے صوبائی فٹ بال ٹورنامنٹ میں شرکت کے لیے لے گیا۔

اپریل میں جزیرے کی سڑکوں کے کنارے لگے چیری کے پیڑوں میں جو گلابی پھول آئے انہوں نے پوری فضا کو اپنے رنگ سے رنگ دیا۔ سورک جزیرے کی فٹ بال ٹیم ٹورنامنٹ میں حصہ لینے کے لیے ٹرک پر سوار ہوئی اور گلابی رنگ میں نہائے ہوئے پیڑوں کے نیچے سے گزری۔ ایسا لگتا تھا جیسے فوجی جوان محاذ جنگ پر جا رہے ہوں۔ ڈائریکٹر نے اپنی فوجی وردی پہنی تھی اور کھلاڑیوں نے سرخ یونیفارم پہنی تھی جس پر ٹیم کا نشان انگلیوں کے بغیر ہاتھ بنا ہوا تھا۔ ان کے دلوں میں جوش بھی تھا اور خوف بھی۔

ہم کئی نسل سے لڑ رہے ہیں۔

سیاہ بادل چھٹ گئے ہیں۔

سورج نکل آیا ہے۔ چل زمین کی طرف۔

کلینک کے سامنے والے چوک سے پھولوں سے لدے پیڑوں والی سڑکوں تک کھڑے ٹیم کو رخصت کرنے والے لوگ زور زور سے سوروک جزیرے کا گیت گا رہے تھے۔ ٹیم کشتی میں بیٹھنے جا رہی تھی۔ جزیرے کے لوگ اس وقت تک گاتے رہے جب تک کھلاڑیوں کا ٹرک کشتی تک نہیں پہنچ گیا اور کشتی روانہ نہیں ہوگئی۔ کھلاڑیوں کی آنکھیں پہلے ہی خوشی سے گلابی ہو رہی تھیں اب وہ اور بھی چمک اٹھیں۔ اس مہم کا نتیجہ بھی اطمینان بخش رہا۔ ٹورنامنٹ کرانے والوں کو جب یہ پتہ چلا تھا کہ بیماروں کی ٹیم ٹورنامنٹ میں حصہ رہی ہے تو انہوں نے ان سے کہا تھا کہ وہ حصہ نہ لیں لیکن مقابلے میں حصہ لینے والی ٹیم نے یہ رکاوٹ دور کر دی اور وہ کھیلنے پر تیار ہو گئے پھر سب نے اس ٹیم کی تعریف کی کیونکہ اس نے بڑے حوصلے کے ساتھ میچ کھیلا۔ جزیرے کی ٹیم صوبائی چیمپئن شپ حاصل کر چکی تھی۔ اس لیے اس مرتبہ یہ سوال نہیں تھا کہ وہ کھیل سکتی ہے یا نہیں۔ ڈائریکٹر ان کے اندر یہ

MashalBooks.com

اعتماد پیدا کرنا چاہتا تھا کہ وہ صحت مند لوگوں کے ساتھ کھیل سکتے ہیں اور جیت بھی سکتے ہیں بلکہ ٹرافی جیتنا ہی اس کا ثبوت تھا کہ وہ اس کے اہل ہیں۔

اس موقع پر ایک اخباری رپورٹر بھی وہاں موجود تھا جس نے اس انوکھے واقعہ پر مضمون لکھا۔ بعد میں جزیرے کے تمام باشندے بار بار وہ مضمون پڑھتے رہے تاکہ یہ خاص واقعہ ان کے حافظے میں محفوظ ہو جائے۔ مضمون کچھ اس طرح تھا۔

''یہ انوکھا کھیل تھا۔ غیر معمولی کھلاڑی اپنی انگلیوں کے بغیر ہاتھ کے نشان والی یونیفارم میں پوری مہارت کے ساتھ گیند پر کنٹرول نہیں رکھ سکتے تھے۔ ان کا ٹیم ورک بھی اچھا نہیں تھا۔ کئی کھلاڑی گیند پر کنٹرول کرنے کی کوشش کرتے تھے مگر گیند ان سے چھن جاتی تھی اور گول میں پہنچ جاتی تھی۔ وہ اکٹھے بھاگتے تھے اور بیسیوں ہاتھ سے فاؤل کرتے تھے جب بھی وہ فٹ بال پر زور سے کک لگاتے تو سرخ یونیفارم والی ٹیم کے کھلاڑی درد کی شدت سے گر جاتے تھے۔

پھر بھی وہ انوکھا کھیل تھا۔ جب بھی سرخ یونیفارم والا کھلاڑی گیند لے کر آگے بڑھتا تو مقابل ٹیم کے کھلاڑی اسے روکنے کے بجائے اس سے دور بھاگتے۔ اس لیے مہارت میں کمی کے باوجود وہ فائدے میں رہتے۔ کھیل شروع ہوتا تو جزیرے کی ٹیم کی طرف کھڑے ہوئے تماشائی یا تو وہاں سے چلے ہی جاتے یا پھر دور کھڑے ہو جاتے۔ کھلاڑی گیند کے پیچھے بھاگتے ہوئے سائیڈ لائن کی طرف جاتے تو وہاں موجود تماشائی بھاگ جاتے۔ کوئی ایک تماشائی بھی ان کے لیے تالیاں نہیں بجا رہا تھا لیکن ان کے خلاف بھی کوئی نعرے نہیں لگا رہا تھا۔ صرف ایک شخص تھا جو فوجی وردی پہنے سائیڈ لائن پر چکر لگا رہا تھا اور زور زور سے تالیاں بجا رہا تھا۔ کرنل تالیاں بجا رہا تھا اور اس میں تھکنے کے کوئی آثار نہیں تھے۔ جب ٹیم مقابل کھلاڑیوں کے نرغے میں آ جاتی اور اس کی سمجھ میں نہ آتا کہ وہ کیا کرے تو ڈائریکٹر پستول نکالتا اور انہیں دھمکیاں دیتا کہ زیادہ جارحانہ انداز میں کھیلو۔

''یہ آپ کی طرح ہی ہیں یہ آپ کی طرح ہی کھلاڑی ہیں۔ یہ مختلف نہیں ہیں۔'' وہ چیختا اور انہیں حوصلہ دلانے کی کوشش کرتا۔ انگلیوں کے بغیر ہاتھ والے نشان کی طرح ان کے پیروں کی انگلیاں بھی نہیں تھیں ان کی خالی جگہ پر انہوں نے اپنے جوتوں میں روئی رکھ لی تھی۔

''میں نے آپ کو کئی مرتبہ بتایا ہے کہ آنکھوں پر بھنویں نہ ہونے اور کوڑھی ہونے میں فرق

MashalBooks.com

ہے۔''

ان کی بھنویں نہیں تھیں مگر جیسے کرنل نے کہا ایک صحت یاب ہو جانے والے کوڑھی اور اس کوڑھی میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ کھلاڑی بار بار تبدیل کیے جاتے تھے کیونکہ ان کے پاؤں مفلوج ہو جاتے یا زخمی ہو جاتے۔ ایک کھلاڑی گرا تو اٹھا ہی نہیں اس کی جگہ متبادل کھلاڑی بلانا پڑا۔ ڈائریکٹر نے فوراً اپنا پستول رکھا اور جلدی سے یونیفارم تبدیل کر کے میدان میں کود گیا۔ تماشائی یہ دیکھ کر حیران رہ گئے۔ دراصل وہ فٹ بال کا میچ نہیں دیکھ رہے تھے بلکہ یہ دیکھ رہے تھے کہ کون کھلاڑی کتنی دیر یہ محنت اور مشقت برداشت کر سکتا ہے۔ اب تک تماشائی بے تعلق سے بیٹھے تماشہ دیکھ رہے تھے اب انہوں نے زور زور سے تالیاں بجانا شروع کر دیں۔ بہت سی طالبات نے پیٹھ موڑی اور رونا شروع کر دیا۔ کرنل کی خواہش اتنی شدید کیوں تھی؟ آخر کھیل ختم ہو گیا۔ کرنل نے مائیکروفون مانگا اور تماشائیوں کا شکریہ ادا کیا۔

''میں کرنل چوپے گھون ہوں' سوروک جزیرے کے ہسپتال کا ڈائریکٹر۔ میں آپ سے معافی مانگتا ہوں کہ اس ٹورنامنٹ میں شرکت کے لیے جذام کے مریض لا کر آپ کا مزہ خراب کر دیا لیکن براہ کرم ان معذور لوگوں پر ترس کھا کر ان کی حوصلہ افزائی کیجیے۔ اب کھیل ختم ہو گیا ہے۔ آپ کے لیے تو کھیل ختم ہو گیا۔ ان مریضوں کے لیے کھیل ابھی شروع ہوا ہے۔ فٹ بال کھیلنے سے انہیں یہ احساس ہوا ہے کہ وہ کھیلنے کے قابل ہیں۔ اس سے دوسرے مریضوں کے اندر بھی حوصلہ پیدا ہو گا۔ ان کے لیے بھی امید کے دروازے کھلے ہیں۔ ان کے اندر امید پیدا ہونے کے بعد ان کے دل و دماغ میں اتنی بڑی تبدیلی آ جائے گی کہ ہم سوچ بھی نہیں سکتے۔ میں بہت خوش ہوں اور آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ آپ میری داد و تحسین اور باقی کھلاڑیوں کے شکریے کے مستحق ہیں.....''

اسٹیڈیم سے جانے والے تماشائیوں نے محسوس کیا کہ انہوں نے جو کچھ دیکھا وہ صرف فٹ بال کا میچ ہی نہیں تھا بلکہ انہوں نے ایک بہت ہی جرات مندانہ اور دل دوز ڈرامہ دیکھا ہے۔ ''(سوروک جزیرے کی بغاوت'' سا سا نگ گئے۔ شمارا کتوبر 1966)

ٹیم ایک بار پھر جیت گئی۔ ٹیم کے واپس آنے کے بعد اتنا بڑا جشن منایا گیا جتنا بڑا ہسپتال کے قیام کے وقت منایا گیا تھا۔ اس گودی پر پیڑوں کی شاخوں سے بہت بڑا دروازہ بنایا گیا جہاں

MashalBooks.com

کھلاڑی کشتی سے اترے گویا جھنڈے لہرائے گئے۔

ہم کئی نسل سے لڑ رہے ہیں
کالے بادل چھٹ گئے ہیں

کھلاڑیوں نے جزیرے کے دوسرے باشندوں کے ساتھ مل کر اس وقت تک یہ گیت گایا جب تک ان کی آواز بیٹھ نہ گئی۔ حتیٰ کہ ہیوون اور میون بھی وہاں موجود تھے۔ وہ اپنے جھگڑے بھول گئے تھے۔ میو جان بوجھ کر سانگوک سے دور رہی کیونکہ جس رات اس نے اپنے بارے میں بتایا تھا اس رات سانگوک کا رویہ اچھا نہیں تھا۔ ہیوون اسے پریشان کرتا رہا۔ البتہ اسی دن رشک و حسد کی گنجائش نہیں تھی۔ ہر شخص خوش تھا اور ایک ہی آواز میں سب گا رہے تھے۔ ان کی آنکھوں میں آنسو تھے اور وہ گا رہے تھے۔

میرا شہر یہ وادی ہے
جہاں پھول کھلتے ہیں
آڑو کے پھول اور خوبانی کے پھول.....

وہ گاتے رہے، گاتے رہے۔ وہ ''سوروک کا گیت'' گا کر تھک گئے تو انہوں نے ''موسم بہار ا میرا شہر'' گانا شروع کر دیا جسے وہ کافی عرصے سے بھول چکے تھے۔ پھر انہوں نے جزیرے والوں کا پسندیدہ گیت گانا شروع کیا جس میں سب شامل ہو گئے۔

اس تنہا جھونپڑی میں جہاں کوئی مجھے تلاش نہیں کرتا پیپل کے پتوں کا ڈھیر لگ رہا ہے
دنیا انہیں بھول گئی ہے.....

گیت گانے والوں کی آوازوں کے ساتھ سسکیاں لینے کی آوازیں بھی آنے لگیں۔ پھر سانگوک کو جھٹکا سا لگا جیسے اس کی رگوں میں بجلی کا کرنٹ دوڑ گیا ہو۔ ڈائریکٹر ابھی تک ٹرک پر کھڑا تھا۔ وہ جزیرے کے دوسرے لوگوں سے بھی زیادہ خوش تھا مگر وہ گا نہیں رہا تھا۔ شاید وہ اتنا جوش میں نہیں تھا کہ دوسرے لوگوں کے ساتھ گائے اور ان کے ساتھ روئے۔ اس کی آنکھوں میں آنسوؤں کے بجائے سانگوک کو ایک موہوم سی مسکراہٹ محسوس ہوئی۔ سانگوک نے ڈائریکٹر کو مسکراتے دیکھا تو اس کے جسم میں سردی کی لہر دوڑ گئی۔ اس نے ہونٹوں ہی ہونٹوں میں کہا۔ ''میرا خیال ہے کوئی خاص

MashalBooks.com

بات ہونے والی ہے۔ یہ کیسے ہوا؟''

یہ حیران کن بات تھی ۔گروہی تشخص پیدا کرنے اور چھوٹے موٹے جھگڑے ختم کرانے کے لیے فٹ بال کا ٹورنامنٹ کام میں لایا گیا۔ٹورنامنٹ کے اجتماعی جذبے میں ذاتی شکایت اور ذاتی پسند وناپسند دب جاتی ہے۔ان مسائل پر قابو پانے کے لیے کھیلوں کے مقابلے ایک ہتھیار کے طور پر استعمال کیے جاتے ہیں۔یہ قدرتی بات ہے کہ کھیلوں کے مقابلوں کا مطلب ان کے ظاہری مقصد سے مختلف ہوتا ہے۔ ہر کھیل کا اپنا ہی ایک مقصد ہوتا ہے۔اس اصول کا اطلاق اگر جزیرے پر کیا جائے تو یہاں کھیلوں کا مقصد مریضوں کے اندر خوداعتمادی پیدا کرنا اور مریضوں اور صحت مند لوگوں کے درمیان انسانی رشتے استوار کرنا اور ڈائریکٹر اور مریضوں کے بیچ بہتر تعلقات قائم کرنا تھا۔یہی وہ بات تھی جو ڈائریکٹر نے خود کہی۔بہرحال کوئی بھی مقصد ہو سانگوک اس سے مطمئن نہیں تھا۔

لوگ بہت زیادہ جوش میں تھے۔ وہ کب سے ایسے ہو گئے تھے؟ چونکہ سانگوک جانتا تھا کہ کھیلوں نے مریضوں پر جادو کا اثر کیا ہے اس لیے وہ شروع سے ہی ڈائریکٹر کی نیت پر شبہ کرتا تھا لیکن خود سانگوک بھی اس جادو کے اثر میں آ گیا تھا۔اب جزیرہ پانچ ہزار مریضوں کی پناہ گاہ نہیں رہا تھا بلکہ پانچ ہزار مریض یک جان ہو گئے تھے۔ سب کے سب اس جوش وخروش میں شامل تھے۔ اب ڈائریکٹر سے کوئی نہیں گھبراتا تھا ہر ایک کے اندر وہ خوداعتمادی آ گئی تھی جو پہلے نہیں تھی۔اب وہ اس پر بھروسہ کرتے تھے اور اس کے شکرگزار تھے۔اس سارے جوش وخروش میں ڈائریکٹر مسکراتا تھا اور سانگوک پریشان رہتا تھا۔

13

سانگوک کی توقع کے مطابق ڈائریکٹر نے جلد ہی اپنا نیا منصوبہ پیش کر دیا۔ دوسرے دن اس نے سانگوک کو اپنے دفتر بلایا۔

''کیا خیال ہے جزیرے نے کچھ نہ کچھ توانائی حاصل کر لی ہے نا؟ میں سمجھتا ہوں کہ ان میں کافی اعتماد پیدا ہو گیا ہے۔اس لیے اب کوئی نئی چیز شروع کی جا سکتی ہے۔کیا خیال ہے؟'' ڈائریکٹر نے سانگوک کو دیکھتے ہی ایک دن پہلے کے فٹ بال میچ کی کامیابی پر اسے اپنا ہم خیال بنانے کی کوشش کی۔

MashalBooks.com

''جی وہ کل وہ بہت خوش تھے۔ انہیں فٹ بال کھلانا واقعی اچھی بات ہے۔'' یہ کہہ کر سانگوک نے انتظار کیا کہ اب ڈائریکٹر کیا کہتا ہے۔ ڈائریکٹر ایک دم بولا۔

''اگر آپ یہ سمجھتے ہیں تو پھر ٹھیک ہے۔''

''.....''

''اب انہیں فٹ بال کھلانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اب اصل کام شروع کرنا چاہیے۔''

''اصل کام سے آپ کا کیا مطلب ہے؟''

''فٹ بال کے لیے میں نے آپ کی مدد نہیں مانگی تھی مگر اب آپ کی مدد کی ضرورت ہو گی۔ اس میں آپ عملی طور پر شرکت کریں گے۔''

''مجھے معلوم تو ہو آپ کس کام کا ذکر کر رہے ہیں؟'' سانگوک نے سوال کیا۔

ڈائریکٹر کے ذہن میں پہلے سے ہی نیا منصوبہ تیار رہتا تھا۔ اس نے جو منظر نامہ تیار کر رکھا تھا اس کے مطابق کام کرنا چاہتا تھا اور اسی کے مطابق نتائج حاصل کرنا چاہتا تھا۔ جزیرے میں فٹ بال کا کھیل شروع کرانا اور میچ جیتنا اس کے بڑے منصوبے کا حصہ تھے۔ اب وہ جو کچھ شروع کرنا چاہتا تھا وہ اس کے تیزی کے ساتھ کامیابی کی طرف بڑھتے بڑے منصوبے کی توسیع ہی تھا۔ جزیرے سے کشتی روانہ ہوتے ہی ڈائریکٹر نے منصوبے کی وضاحت شروع کر دی تھی۔

اس کا منصوبہ تھا کہ سمندر کا کچھ حصہ خشک کر کے جزیرے میں شامل کیا جائے۔ حکومت سے چاول کا وہ راشن ملتا تھا اس پر بھروسہ کرنے کے بجائے وہ چاہتا تھا کہ جزیرے میں اتنی زمین ہو کہ مریض اپنا اناج خود پیدا کر سکیں۔ اس طرح ایک خوشگوار مستقبل کی بنیاد رکھی جائے گی۔ سمندر سے خود ہی زمین حاصل کر کے مریضوں میں یہ اعتماد پیدا ہو جائے گا کہ وہ دوسروں پر بھروسہ کرنے کے بجائے اپنے زور بازو پر اعتماد کر سکتے ہیں۔ وہ ان مریضوں کے لیے ایک نیا گھر بنانا چاہتا تھا جو اپنے گھروں سے محروم ہو چکے ہیں اور یا جنہیں اصل سرزمین سے نکال دیا گیا ہے۔ وہ ایک بند بنا کر جزیرہ نما کوہونگ کی خلیج ٹوک نیا نگ کو گھیرنا چاہتا تھا۔ ٹویا نگ کے جزیرہ نا پونگم کو پی اونگ یا نگ کے جزیرہ نما پی اونگ نام کے ساتھ ملا کر وہ سمندر میں پچیس سو ایکڑ زمین حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اس میں اوما جزیرہ انہیں ایک دوسرے کے ساتھ ملانے کے کام آئے گا۔ یہ زبردست منصوبہ تھا۔ سانگوک

MashalBooks.com

کے پاس الفاظ نہیں تھے کچھ کہنے کو۔ وہ بے احتیاطی کے ساتھ سوچا ہوا زبردست منصوبہ تھا۔

ڈائریکٹر نے سانگوک کے ردعمل پر توجہ نہیں دی۔ اس کے پاس پہلے ہی ایک نقشہ تھا جس پر وہ جزیرہ کا کوئی بھی حصہ دیکھ سکتا تھا۔ ایک دن پہلے ٹورنامنٹ سے واپس آتے ہوئے اس نے ایک سروئیر کو دعوت دی تھی کہ وہ ٹوک ٹونگ کے ایک ریستوراں میں اس کا انتظار کرے۔ مشورے کے لیے وہاں سانگوک نہیں تھا۔ منصوبہ پہلے سے تیار ہو چکا تھا۔ اب وہ سانگوک سے یہ مشورہ کرنا چاہتا تھا کہ اس منصوبے پر عمل کیسے کیا جائے۔ سانگوک دن بھر ڈائریکٹر اور سروئیر کے ساتھ پھرتا رہا۔ انہوں نے تمام مقامات دیکھے۔

واقعات جس تیزی سے پیش آ رہے تھے انہوں نے سانگوک کو حیران کر دیا تھا اور اسے ڈائریکٹر شو کا زمانہ یاد آ گیا تھا۔ نئے ڈائریکٹر کے منصوبے پر انگلی نہیں اٹھائی جا سکتی تھی کیونکہ وہ ان مریضوں کے لیے ان کا اپنا شہر بسانا چاہتا تھا جن کا کوئی شہر نہیں ہے۔ وہ ان کے اندر روشن مستقبل کی امید پیدا کرنا چاہتا تھا۔ ان مریضوں کے سامنے تو اندھیرا ہی اندھیرا تھا اور وہ اس دن کا انتظار کرتے رہتے تھے جب وہ بھی مرنے والوں کے ساتھ کول ہال میں داخل ہو جائیں گے۔ ڈائریکٹر کی نیت ٹھیک تھی۔ اس کے عزائم پر اعتراض نہیں کیا جا سکتا تھا مگر شو کے زمانے میں اس کے کاموں پر بھی کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا تھا۔ وہ اپنے کاموں کا ایسا جواز پیش کرتا کہ اسے کوئی چیلنج ہی نہیں کر سکتا تھا۔

ہاں' شو کا مقصد جزیرے کو جنت بنانا تھا اس جنت کے نقشے میں پارک ہونا ضروری تھا۔ پارک بنانے کے لیے جو دلیل دی گئی تھی وہ جزیرے کے ساتھ شو اور ساتو کی بدعہدی کا ایک اور ثبوت تھا۔ جس سال بیرونی سڑک مکمل ہوئی اس سال شاہی خاندان کی دعوت پر شو مارا گیا۔ اس وقت بیوہ ملکہ نے جس نے ہسپتال کے لیے کافی رقم دی تھی' شو کے کارناموں پر اسے مبارکباد دی' اس کام پر اسے اعزازی لقب بھی دیا گیا تھا۔ شو وہاں سے بہت خوش واپس آیا تھا۔ ملکہ نے مریضوں کی حوصلہ افزائی کے لیے ایک نظم بھی بھیجی تھی۔ شو نے طے کیا تھا کہ اس خوشی میں ایک یادگار تعمیر کی جائے جس پر وہ نظم کندہ کی جائے۔

یادگار فوراً تعمیر ہو گئی۔ ملکہ کی نظم اس پتھر پر کندہ کی گئی جو سچا پہاڑ سے منگایا گیا تھا۔ اس پتھر کو

MashalBooks.com

پبلک ہال کی سامنے والی دیوار پر لگا دیا گیا۔'' میری تاسف انگیز غیر موجودگی میں ایک دوسرے کے ساتھ پیار محبت سے رہو۔'' اس شاہی یادگار کی نقاب کشائی ایک مسئلہ بن گئی تھی۔ اس قسم کی تقریب کے لیے پارک کی ضرورت تھی۔

اسی سال وسط نومبر کے قریب نقاب کشائی کی تقریب ہوئی جس میں کئی اعلیٰ افسروں کے علاوہ گورنمنٹ جنرل کے نائب وزیر بھی جزیرے پر آئے۔ انہوں نے جزیرے کا دورہ کرنے کے بعد شو کے کارناموں پر اس کی خوب تعریف کی۔ شو اپنی جنت پر فخر محسوس کرتا تھا۔ اس نے سوچا کہ اب وقت آ گیا ہے کہ اپنی جنت کے عالیشان منصوبے کو قطعی شکل دے۔ اس نے فوراً ہی تیاری کی اور تعمیر کا کام جلد ہی شروع کر دیا۔ اس کے لیے اسے کسی کے کہنے کی ضرورت نہیں تھی۔ چونکہ یہ سب مریضوں کے لیے کیا جا رہا تھا اس لیے اس کی وضاحت کرنے کی ضرورت بھی نہیں تھی۔ شو نے اب تک جو کچھ کیا تھا اس سے وہ خود بھی متاثر تھا اور جزیرہ کا دورہ کرنے والے دوسرے لوگ بھی اس سے بہت متاثر ہوئے تھے۔ اس نے سوچا کہ وہ ہمیشہ ہی صحیح کام کرتا ہے۔ اپنی جنت مریضوں کو سونپنے سے پہلے وہ اسے اور بھی خوبصورت بنانا چاہتا تھا۔ اس سال سردیاں جلدی آ گئیں اور ٹھنڈ بھی بہت زیادہ تھی مگر شو نے اپنے منصوبے پر کام ملتوی نہیں کیا۔ اس نے جاپان سے لینڈ اسکیپ کے ماہر تعمیر کو بھی بلا لیا۔ اس کے بعد اس نے تعمیر شروع کرا دی۔

پہلے اس نے چنگ گانگ اور ٹونگ سینگ گاؤں کے بیچ کا علاقہ منتخب کیا اور دلدلی زمین کو ٹھیک کرنا شروع کر دیا۔ شدید سردی میں مریضوں کو زبردستی کھینچ کھانچ کر کام پر لگایا گیا۔ تعمیرات کے کاموں میں مسلسل لگنے رہنے کی وجہ سے مریضوں کے ہاتھ پاؤں زخمی ہو گئے تھے اور ان کے زخم پک گئے تھے لیکن ان کے لیے اس کام سے بچنا محال تھا۔ وہ مریض غلام بن چکے تھے۔ شروع سے ہی ہسپتال کی انتظامیہ پر نکتہ چینی برداشت نہیں کی جاتی تھی۔ ان کے اندر مزاحمت کی طاقت بھی نہیں تھی۔ وہ مشین کی طرح پہاڑیوں کو مسمار کرتے' دلدلی زمین خشک کرتے اور جو درخت کاٹے جاتے انہیں اٹھا کر دوسری جگہ لے جاتے۔ ساتو مریضوں کے کوڑے مار مار کر ان کی رہی سہی طاقت بھی ختم کر دیتا۔ ان میں سے بہت سے تو تھک کر زمین پر گر جاتے اور ساتو کے کوڑے کھا کھا کر آخر مر جاتے۔

MashalBooks.com

ان دنوں خودکشی اور فرار ہونے کی وارداتیں بہت بڑھ گئی تھیں۔ بیرونی سڑک پر گشت بھی بہت بڑھا دی گئی تھی پھر بھی ایسے بہت تھے جنہوں نے لکڑی کے تختوں پر تیر کر سمندر پار کرنے کی کوشش کی اور راستے میں ہی ڈوب گئے۔ لیکن اس انسانی قربانی کے باوجود جزیروں چانگ ہونگ اور وان کی تعمیر کا کام جاری رہا۔ جنوبی علاقوں کے مناظر پیدا کرنے کے لیے بھاری بھاری پتھر ادھر ادھر رکھے گئے تھے۔ شو نے تائیوان سے خوبصورت آرائشی پودے منگائے اور وہ پورے پارک میں لگائے۔ اپریل میں یہ کام مکمل کر لیا گیا۔ یہ پارک اتنا شاندار تھا کہ اس کا مقابلہ کسی بھی شہر کے پارک سے کیا جا سکتا تھا۔

شو انتہائی خوش تھا۔ البتہ مریض خوش نہیں تھے۔ دوسری عمارتوں کی طرح مریضوں کو پارک بنانے سے بھی دلچسپی نہیں تھی۔ ہر نئی عمارت کی تعمیر سے جزیرہ جنت کے بجائے جہنم بنتا جا رہا تھا۔ حتیٰ کہ پارک بنانے میں مریضوں نے جو محنت کی تھی اور جو قربانیاں دی تھیں اس کی وجہ سے وہ پارک بھی جہنم ہی معلوم ہوتا تھا۔ اس کے علاوہ پارک کی دیکھ بھال اور اسے سرسبز و شاداب رکھنے میں جو زیادہ محنت کرنا پڑتی تھی اس نے بھی مریضوں کو پریشان کر دیا تھا۔ شو نے مریضوں پر پابندی لگا دی تھی کہ وہ اجازت کے بغیر پارک میں داخل نہیں ہو سکتے کہ کہیں پارک خراب نہ ہو جائے۔ جب بھی کوئی مہمان جزیرے پر آتا تو شو اسے پارک لے جاتا اور اسے اپنا کارنامہ دکھاتا۔

یہ مریضوں کے ساتھ دھوکے پر دھوکا تھا۔ ان مریضوں سے لے کر جو وہاں سے فرار ہونے کے لیے سمندر کی بھینٹ چڑھ جاتے تھے ان مریضوں تک جو اپنی بیماری کے باوجود پارک کے لیے محنت کرتے رہتے تھے یہ ایک دھوکا ہی تھا۔ پارک بظاہر مریضوں کے لیے ہی بنایا گیا تھا مگر انہیں اس کے اندر جانے کی اجازت نہیں تھی۔ اصل میں وہ پارک مریضوں کے لیے نہیں بلکہ شو کے مہمانوں کے لیے بنایا گیا تھا۔ اس لیے جزیرہ سوروک میں مریضوں کے لیے کوئی جنت نہیں تھی۔ اس کے لیے شو جو جواز پیش کرتا تھا اس پر بھی کوئی اعتماد نہیں کر سکتا تھا۔ جنت صرف خوابوں اور خیالوں میں ہی تھی۔ جزیرے میں رہنے والے یہ بات خوب جانتے تھے۔ برسوں بعد بھی جزیرے والے یہ تماشہ نہیں بھولے تھے۔ سانگوک بھی اس سے باخبر تھا۔

اصل خرابی طریقہ کار میں تھی۔ جنت کیا ہے؟ یہ تو ایسی چیز ہے جسے محسوس کیا جا سکتا ہے۔ جنت

MashalBooks.com

تو وہ ہے جسے لوگ خود اپنی خوشی سے بنائیں اور اس سے مسرت حاصل کریں۔ جنت یہ تو نہیں ہو سکتی کہ اسے بنانے کے بعد اس پر افسوس کیا جائے۔

ڈائریکٹر کا منصوبہ کیا تھا؟ اس کی نیت پر شک بھی کیا جا سکتا لیکن اصل مسئلہ یہ تھا کہ کیا مریض واقعی اس کی اس نیت پر بھروسہ کرتے ہیں؟ کیا اس وقت وہ اسے قبول کر سکتے ہیں جب ان کی اپنی جسمانی حالت انہیں کام کرنے کی اجازت نہ دیتی ہو۔ اب یہ بھی تو یقین نہیں تھا کہ ڈائریکٹر کی نیت کہیں انہیں دھوکا ہی نہ دے رہی ہو۔ اس نیت کے پیچھے اپنا مجسمہ نصاب کرانے کا خواب بھی تو کام کر رہا تھا۔ یہ تو نہیں کہا جا سکتا تھا کہ ڈائریکٹر کے دماغ میں اس کا مجسمہ ہے یا نہیں۔ کیا صرف اس کی نیت پر ہی بھروسہ کر لیا جائے۔ اس کا منصوبہ کچھ زیادہ ہی عالیشان تھا۔

جزیرہ پر واپس جاتے ہوئے سانگوک ہوانگ کے پاس گیا۔ اس سے ملنا ضروری تھا۔ ڈائریکٹر کے ارادے ظاہر ہو گئے تھے۔ سانگوک کی اپنی پوزیشن واضح تھی۔ وہ ہوانگ کی کہانی سننا چاہتا تھا۔ یہ جزیرے پر ہونے والے پہلے قتل کی کہانی تھی۔ ہسپتال کے قیام کے بعد یہ پہلی واردات تھی۔ یہ پہلا قتل گواہی تھا مریضوں کی طرف سے دیئے جانے والے دھوکے کی کیونکہ مریض اس میں شامل تھے۔ جہاں تک شو کا تعلق ہے یہ المیہ اس وجہ سے ہوا کہ اس کے دماغ میں اپنا مجسمہ بنانے کا خیال آیا تھا اور وہ بن بھی گیا تھا۔ ہوانگ ہی اس واردات کی کہانی سناتا تھا۔ سانگوک کے لیے جب بھی اپنی اور جزیرے کی زندگی ناقابل برداشت ہو جاتی تو وہ ہوانگ کے پاس اس کی اندوہناک کہانی سننے چلا جاتا۔

ہوانگ نے وہ کہانی سنانے سے کبھی انکار نہیں کیا۔ سانگوک اسے خوب جانتا تھا۔ وہ یہ بھی جانتا تھا کہ ہوانگ نے اب تک اس کہانی کو اپنے دل کے ساتھ لگا کر کیوں رکھا ہوا ہے اور ہر وقت اسے سنانے تو کیوں تیار رہتا ہے۔ وہ بوڑھا آدمی بھی سانگوک سے خوب واقف تھا۔ وہ یہ بھی جانتا تھا کہ سانگوک یہ کہانی سننے بار بار کیوں آتا ہے۔ مگر وہ دونوں ایک دوسرے سے جھوٹ بول رہے تھے۔ سانگوک یہ ظاہر کرتا تھا کہ وہ اس بوڑھے کے بارے میں زیادہ نہیں جانتا اور وہ بوڑھا بھی یہی ظاہر کرتا کہ وہ سانگوک کو اچھی طرح نہیں جانتا۔ سانگوک صرف اس سے کہانی سننے وہاں جاتا اور بوڑھا اسے سنا دیتا۔ اس دن بھی اسی طرح سانگوک اس کے پاس چلا گیا۔ وہ دھوکہ دہی کی کہانی ایک بار

MashalBooks.com

پھر سننا چاہتا تھا۔ اس کے بغیر ہسپتال کا کام برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ حسب معمول اس روز بھی بوڑھے نے انکار نہیں کیا۔

''ان دنوں کوئی بھی یہ کام کر سکتا تھا۔'' وہ سانگوک سامنے بیٹھا تھا اور انگلیوں کے بغیر ہاتھ والا بوڑھا اپنی سوکھی آواز میں بول رہا تھا۔ خالی آسمان کو تکتی اس کی چبھتی ہوئی نظریں ماضی کی دیوار میں سوراخ کر رہی تھیں۔

''ان دنوں یہ کام کوئی بھی کر سکتا تھا۔ کوئی بھی۔''

بوڑھے آدمی نے دیوار کی دوسری طرف سے کہانی شروع کی۔

''سخت محنت اور بدسلوکی کی وجہ سے ہر آدمی اپنے افسروں کو خوش رکھنے کی کوشش کرتا۔ میرا مطلب مشاورتی کونسل کے ارکان سے ہے۔ کام بہت مشکل تھا۔ کھانے پینے کو مشکل سے ہی کچھ ملتا تھا۔ محنت کر کے ان کا جوڑ جوڑ دکھنے لگا تھا۔ اس لیے اگر وہ افسروں کو خوش رکھنے کی کوشش کرتے تھے تو غلط بھی نہیں کرتے تھے۔ جب حالات اس حد تک پہنچ جائیں تو پھر قیامت آ جاتی ہے۔''

''شو کے دل میں تھا کہ اپنا مجسمہ نصب کرا کے پارک کا کام مکمل کرے۔ کسی کی سمجھ میں یہ بھی نہیں آتا تھا کہ یہ کام بھی اس کے اصل منصوبے کا حصہ ہے۔ آخری دھوکا ڈائریکٹر اور جزیرے والوں کے درمیان گٹھ جوڑ تھا۔'' بوڑھے کی کہانی جاری تھی۔ ''اس وقت کونسل کے ارکان اور ہسپتال کی انتظامیہ کے کئی اجلاس ہوئے اور سوچا گیا کہ کس طرح مزدوروں اور انتظامیہ کے درمیان تعاون بڑھایا جائے۔ ان اجلاسوں میں ہر گاؤں کے نمائندے شریک ہوئے۔ نگرانی کے لیے چیف نرس ساتو بھی وہاں موجود ہوتا۔ کونسل کے ارکان کے پاس مریضوں کی دیکھ بھال کے لیے کوئی منصوبہ نہیں تھا۔ وہ تو یہ سوچتے رہتے کہ اس بیگار سے اپنے آپ کو کیسے بچایا جائے۔ انہیں جو تھوڑی بہت آزادی حاصل تھی اور جو معمولی اختیار ملا ہوا تھا وہ تو اسے برقرار رکھنے کی فکر میں رہتے تھے۔ وہ کوئی ایسی بات نہیں کرتے تھے جس سے ساتو یا ہسپتال کی انتظامیہ ناراض ہو جائے۔ وہ وقتاً فوقتاً ہسپتال کو اپنی وفاداری کا یقین دلاتے رہتے تھے۔

ایک دن سونگو کو ایک بہترین خیال سوجھا۔ سونگو وہ آدمی تھا جو ''ہرن کے شکار'' والے واقعہ میں شامل تھا۔ وہ گاؤں کا سب سے زیادہ قابل اعتماد نمائندہ تھا۔ وہ رضا کارانہ طور پر اپنے آپ کو

MashalBooks.com

مزدوری کے لیے پیش کر کے افسروں کو خوش کرنا چاہتا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ ڈائریکٹر شو کی خدمات کا اعتراف کرنے کے لیے پارک میں اس کا مجسمہ نصب کیا جائے تا کہ لوگ اسے ہمیشہ یاد رکھیں۔ کسی نے اس پر اعتراض نہیں کیا بلکہ انہوں نے افسوس ظاہر کیا کہ یہ خیال انہیں کیوں نہیں آیا۔ اسی دن انہوں نے ایک کمیٹی قائم کی تا کہ یہ کام تیزی سے مکمل کر لیا جائے۔ اب سب سے اہم سوال یہ تھا کہ مجسمہ بنانے کے لیے سرمایہ کہاں سے اکٹھا کیا جائے۔ اس کے لیے انہوں نے مریضوں سے چندہ جمع کرنے کا سوچا۔ جن مریضوں کو ان کے گھروں سے پیسے آتے تھے ان سے اس رقم کا ایک خاص حصہ لینے کا فیصلہ کیا گیا اور جن مریضوں کو مزدوری کا معاوضہ ملتا تھا ان سے تین مہینے کا معاوضہ لینے کا طے ہوا۔ جو مریض کام نہیں کر سکتے تھے اور انہیں کہیں سے پیسے بھی نہیں ملتے تھے ان کے کھانے اور کپڑوں کے اخراجات سے رقم وصول کرنے کی تجویز پیش کی گئی۔

جلد ہی رقم جمع کرنا شروع کر دی گئی۔ شو خاموش رہا۔ اس نے سنا کہ مجسمے کے لیے رقم جمع کی جا رہی ہے اور زبردستی چندہ وصول کیا جا رہا ہے تو اس نے کچھ نہ کہا۔ چندہ جمع کرنے کی تجویز کی اس نے مخالف کی اور نہ حمایت۔'' وہ بالکل ہی بے نیاز رہا۔ ساتو ہی تمام کام کر رہا تھا۔ سونگو جس نے یہ خیال پیش کیا تھا چندہ جمع کرنے میں سب سے آگے تھا۔ گاؤں کے جن لوگوں نے کم رقم دی ان پر دباؤ ڈالا گیا اور انہیں دھمکیاں دی گئیں۔ آخر کار 47 ہزار وان (کوریا کس سکہ) اکٹھے کر لیے گئے اور مجسمہ کا کام شروع ہو گیا۔ شو خاموش رہا۔

اس کے لیے مریضوں سے کام لینا ضروری تھا۔ پارک کے سامنے ایک چھوٹی سی پہاڑی منتخب کی گئی اور مریضوں کو زبردستی کام پر لگا دیا گیا۔ انہوں نے اٹھارہ فٹ اونچا پتھر کا چبوترا بنایا جس پر کندہ کیا ہوا تھا۔ ''مجسمہ ڈائریکٹر شو مساہدے'' اور پیچھے پیتل کی پلیٹ لگائی گئی جس میں ساتو' سونگو اور تعمیراتی کمیٹی کے نام کندہ کیے ہوئے تھے۔ کسی تاخیر کے بغیر کام چلتا رہا۔ اسی سال اگست میں مجسمہ مکمل ہو گیا ور اس کی نقاب کشائی ہوئی۔ ایک بار پھر جزیرے پر زبردست تقرب منعقد کی گئی۔ یہ ایسی تقریب تھی جس میں شاہی خاندان کے نمائندہ وفد' مذہبی جماعتوں سے نمائندوں اور کوریا بھر کے سینکڑوں بااثر افراد نے شرکت کی۔ شو کے چھوٹے بچوں میں سے ایک نے ڈوری کھینچی تو شو کا مجسمہ سامنے آیا جس نے سفید ریشمی چادر اوڑھی ہوئی تھی۔ بہت ہی رعب دار شو سامنے آیا جو ہال

MashalBooks.com

میں جمع ہونے والے ہجوم پر چھایا ہوا تھا۔ اس موقع پر ایک گیت گایا گیا جو خاص طور پر اسی تقریب کے لیے لکھا گیا تھا اور اس کی دھن بھی اسی تقریب کے لیے تیار کی گئی تھی۔

وقف کر دی زندگی اپنی
اس ملک کی ترقی کے لیے
آؤ اس کے مجسمے کو سلام کریں
محترم ڈائریکٹر ہماری آبرو
شان و شوکت کی پہاڑی پر نصب کیا ہوا مجسمہ
آج جشن منانے کا دن ہے

مجسمہ نصب کرنے پر مریضوں کی طرف سے سونگو کو انعام دیا گیا۔ پورا دن جشن منانے کے لیے مخصوص کر دیا گیا تھا۔ البتہ اس مجسمے ساتھ جو المیہ وابستہ تھا وہ مسلسل لوگوں کے ذہنوں پر سوار رہا۔

مجسمہ نصب ہو گیا تو مریضوں پر ایک اور بوجھ پڑ گیا۔ ہسپتال نے ہر مہینے کی بیس تاریخ کو ''یوم تشکر'' قرار دے دیا تھا اور مریضوں کو مجبور کیا جاتا تھا کہ خواہ ان کی کیسی بھی حالت ہو انہیں پارک میں جمع ہو کر اصل شو اور اسی کے مجسمے کو سلامی دینا تھی۔ ہر شخص مجبور تھا کہ وہ وہاں جائے خراج تحسین پیش کرے اور شو کی تقریر سنے۔

پھر یہ واقعہ ہسپتال کے قیام کے پچیس سال بعد ایک یوم تشکر پر پیش آیا۔ یہ موسم گرما کا آغاز تھا اور شدید گرمی پڑ رہی تھی۔ اس دن جزیرے پر قحط کی پہلی واردات ہوئی۔ مریضوں کے علاقے کی سڑکیں سنسان تھیں کیونکہ تمام مریض مجسمے کو خراج تحسین پیش کرے اور شو کی تقریر سننے کے لیے پارک میں جمع تھے۔ صرف ایک شخص تھا جو گاؤں میں رہ گیا تھا۔ سونگو کی طبیعت خراب تھی۔ اس لیے وہ پارک نہیں گیا تھا۔ وہ اپنے کمرے میں آرام کر رہا تھا۔ ہر ایک کو اس ماہوار تقریب سے غیر حاضر رہنے کی اجازت نہیں دی جاتی تھی لیکن چونکہ سونگو کی وفاداری پر کسی کو شک نہیں تھا اس لیے اسے یہ اجازت مل گئی تھی۔ اسے تو مجسمہ نصب کرنے پر امتیازی انعام بھی مل چکا تھا لیکن اس دن سونگو اکیلا ہی نہیں تھا۔ جو یوم تشکر کی تقریب میں شرکت کرتے نہیں گیا تھا۔

اس وقت جب ہر شخص پارک میں شو کی درازیٔ عمر کی دعائیں مانگ رہا تھا سونگو گرمیوں کی اس

MashalBooks.com

دوپہر میں سونے کی کوشش کر رہا تھا۔ اسی وقت کسی نے اس کے کمرے کا دروازہ کھولا۔ وہ اس کے برابر والے گھر میں رہنے والا ای کلیانگ تھا۔ کلیانگ کوڑھی تھا جس کی انگلیاں گر چکی تھیں۔ سونگو اچانک اس کی آمد سے گھبرا گیا مگر اس کے پاس اپنے آپ کو بچانے کے لیے وقت نہیں تھا۔ حتیٰ کہ اس نے مدافعت بھی نہیں کی۔ کلیانگ کے بغیر انگلیوں کے ہاتھ میں چاقو پھنسا ہوا تھا۔ ابھی سونگو اٹھ کر بیٹھنے بھی نہ پایا تھا کہ چاقو اس کے سینے میں اتر گیا۔

''سب کہہ رہے ہیں یہ جزیرہ کوڑھیوں کے لیے جنت ہے۔'' کلیانگ نے کہا۔

ہوانگ کی کہانی ختم ہونے والی تھی۔ اس کے پائپ میں سے اب دھواں نہیں نکل رہا تھا۔

''وہ ایسا سوچنے میں حق بجانب تھے۔'' اس نے اپنے بجھے ہوئے پائپ کے دو تین کش لینے کے بعد آہستہ آہستہ کہانی ختم کی۔

''میرا خیال ہے نوجوان کلیانگ دوسرے لوگوں سے اتفاق نہیں کرتا تھا۔ اپنی گرفتاری دینے کے بعد اس نے کہا کہ وہ باہر کی دنیا کو بتانا چاہتا تھا کہ اصل میں جزیرے کے اندر کیا ہو رہا ہے۔ اس میں وہ پوری طرح کامیاب بھی نہیں ہو سکا۔ کچھ دن بعد اس نے جیل میں خودکشی کر لی۔ صرف غریب کوڑھیوں نے ہی اس کی موت کا غم کیا۔ میں سمجھتا ہوں صرف کلیانگ ہی نہیں تھا جو اسی جزیرے کو جنت نہیں مانتا تھا اس کے بعد اور بھی دردناک واقعات ہوئے۔ آپ تو جانتے ہیں کہ کوڑھیوں نے شو کے ساتھ جو کیا وہ اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ یہ جنت اب اور برداشت نہیں کر سکتے تھے۔''

ہوانگ اس واقعہ کا ذکر کر رہا تھا جس میں شو کو بھی مار ڈالا گیا تھا۔ یہ سونگو کی موت کے ایک سال بعد یوم تشکر پر ہی ہوا تھا جب تمام مریض مجسمے کے سامنے جمع تھے۔ ہر مہینے کی طرح اس دن بھی تمام مریض سویرے سویرے ہی اپنے گھروں سے نکل پڑے تھے اور مجسمے کے سامنے کھڑے اصل شو کا انتظار کر رہے تھے۔ شو اپنے عملے کے ساتھ آہستہ آہستہ مجسمے کی طرف بڑھا۔ وہ جیسے ہی چن گانگ گاؤں کے باشندوں کی قطار کے پاس پہنچا تو ایک آدمی چیختا ہوا اس کی طرف بڑھا۔ اس نے اپنے کپڑوں میں چاقو چھپا رکھا تھا۔ اس کا چاقو شو کے دل کے پار ہو گیا اور وہ وہیں گر کر مر گیا۔

یہ سب کچھ اتنی تیزی سے ہوا کہ جب تک انہوں نے سر اٹھا کر اس افراتفری کی طرف دیکھا

MashalBooks.com

اس وقت تک شو زمین پر گر چکا تھا۔ مارنے والا نوجوان پاگلوں کی طرح چیخ رہا تھا اور اپنے دوسرے شکار کو تلاش کر رہا تھا۔ ''ساتو سامنے آؤ۔'' شو کا عملہ کچھ بھی نہ کر سکا۔ یہ اس نوجوان کا انتقام تھا۔ وہ اپنے بڑبولے پن اور بہادری کے لیے مشہور تھا۔ وہ سونگ جو کا رہنے والا تھا اور اس کا نام تھا ای چہ اون سونگ۔ شو اس طرح مرا۔ دوسرے مجسموں کی طرح شو کے مرنے کے بعد اس کا مجسمہ بھی گرا دیا گیا۔ اس کی جگہ کورا مینار بنایا گیا۔

ہوانگ نے شو کے آخری دنوں کے بارے میں تفصیل سے نہیں بتایا۔ سانگوک اس تفصیل سے واقف تھا کیونکہ وہ اس کے بارے میں بہت کچھ سن چکا تھا۔ اس دن وہ اس کہانی کے دوسرے پہلوؤں کے بارے میں زیادہ جاننا چاہتا تھا۔ ہوانگ بھی یہ بات سمجھ گیا تھا۔

''ان دنوں کوئی بھی کسی کے ساتھ دھوکا کر سکتا تھا۔'' اس نے کہانی کا آخری حصہ چھوڑ دیا اور وہی بات دہرائی جو وہ پہلے بتا چکا تھا۔ سانگوک کا گلا سوکھ گیا تھا۔ اس نے کہا۔

''آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ آپ نے سونگو کو اس لیے معاف کر دیا کہ کوئی بھی یہ کام کر سکتا تھا؟'' ہوانگ نے رحم دلی کے ساتھ اسے دیکھا اور کہا۔ ''میرا یہی خیال ہے۔ سونگو اور شو بھی اس صورتحال میں یہی کرتے۔''

''یہ بھی تو افواہ تھی کہ شو کو اس منصوبے کا پہلے سے علم تھا اور وہ محض حالات کی وجہ سے وہاں نہیں گیا تھا۔ افواہ یہ تھی کہ ساتو نے ہی سونگو کے دماغ میں مجسمہ بنانے کا خیال ڈالا تھا۔''

ہوانگ نے تھوڑی دیر سانگوک کو دیکھا اور جیسے کوئی فیصلہ کر کے دوبارہ بات شروع کی۔

''یہ جھوٹ ہے کیا اس سے کوئی فرق پڑتا ہے کہ ساتو نے اسے بتایا نہیں اور کیا اس سے بھی کوئی فرق پڑتا ہے کہ شو نے ساتو سے کہا تھا کہ اس کا مجسمہ بننا چاہیے اور یہ کہ مریضوں نے جب مجسمہ بنانے کا کہا تو وہ اسے قبول کرنے کو تیار ہو گیا۔ بہرحال اس نے جزیرے کے ساتھ دھوکا کیا چاہے ساتو نے اس سے ایسا کرنے کو کہا یا اس نے خود ہی ایسا کیا۔ ان حالات میں شو ہو یا سونگو انہیں ایسا کرنا ہی تھا۔ اگر ہم ان واقعات پر غور کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں چاہیے کہ دوبارہ اس جیسے حالات پیدا نہ ہونے دیں۔'' سانگوک خاموش ہو گیا۔ جو وہ چاہتا اس نے سن لیا تھا۔ ہوانگ نے صاف بات کر دی تھی اور وہ خاموش ہو گیا تھا۔ سانگوک بھی چپ ہو گیا تھا۔ اس کے اپنے خیالات کی تصدیق ہو گئی

MashalBooks.com

تھی۔

سانگوک نے محسوس کیا کہ ہوانگ نے بڑی آسانی سے سونگو کو معاف کر دیا ہے مگر بوڑھے آدمی نے ہر ایک کو معاف نہیں کیا تھا۔ اگرچہ اس نے سونگو کو معاف کر دیا تھا مگر اس نے جزیرے پر رہنے والے ہر شخص اور خود جزیرے کو معاف نہیں کیا تھا۔ اس نے ان لوگوں کو اس انسانی خصلت پر معاف نہیں کیا تھا کہ جب بھی حالات مجبور کریں تو وہ غلط کام کرنے پر آمادہ ہو جائیں۔ اگر اس طرح دیکھا جائے تو اس بوڑھے نے سونگو کو بھی معاف نہیں کیا تھا۔ یہ تمام باتیں سانگوک کو الجھن میں ڈال رہی تھیں لیکن اب وہ ایک نکتہ پر اپنی توجہ مبذول کرنے کے قابل ہو گیا تھا۔ وہ سونگو کے جرائم پر بوڑھے آدمی کی معافی نہیں چاہتا تھا۔ وہ اس آدمی کا اصل جرم سمجھنا چاہتا تھا۔ وہ اس بوڑھے آدمی کی بددعا سننا چاہتا تھا۔

''اچھا تو.....''

اب بوڑھے آدمی کی کہانی کا انتظار کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ سانگوک اپنے خیالوں میں کھویا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ بوڑھے نے بھی اسے نہیں روکا' مگر وہ چلنے لگا تو بوڑھے نے کچھ سوچ کر اسے آواز دی۔

''تمہیں کوئی بات پریشان کر رہی ہے؟ تم بار بار یہ کہانی سنے آتے ہو اس کا مطلب ہے کہ تمہیں کسی بات کی پریشانی ہے۔'' بوڑھے نے کہا۔ سانگوک اس کی طرف سے پیٹھ پھیرے کھڑا تھا۔ وہ اسی طرح کھڑا رہا۔

''نہیں۔ ایسی تو کوئی بات نہیں ہے۔ میں تو آپ سے ملنے آیا تھا اور وہ واقعہ بھی سن لیا آپ سے۔'' سانگوک نے اپنی حیرت چھپانے کی کوشش کی۔ بوڑھے آدمی نے سمجھ لیا مگر یونہی سر ہلا دیا۔

''مجھے یقین ہے کہ کوئی گڑبڑ نہیں ہے۔ آپ اپنے بارے میں کھل کر بات نہیں کرتے۔''

''بتانے کی کوئی بات ہی نہیں ہے۔'' اس نے معذرت خواہانہ انداز میں کہا۔ بہرحال وہ سانگوک کو خوب جانتا تھا۔

''جی جی۔ میں آپ کی کہانی سننا بھی نہیں چاہتا تھا مگر ہمیں ایک دوسرے کی مدد کرنا چاہیے۔ اصل بات تو یہ ہے کہ ایسے افسوسناک واقعات اس جزیرے پر اب نہیں ہونے چاہئیں۔''

MashalBooks.com

جزیرہ چھوڑنے کی داستان

16

جزیرے والوں نے فٹ بال کے مقابلوں میں کامیابی حاصل کر لی اور ان کے اندر اعتماد پید اہو گیا تو ڈائریکٹر چو نے اپنے اصل منصوبے کا انکشاف کیا۔ لیکن جزیرے والوں کا ردعمل اس کی توقع کے خلاف تھا۔ اسے اپنے منصوبے پر عمل کرنے کے لیے ابھی کئی رکاوٹیں دور کرنا تھیں۔ سب سے بڑی رکاوٹ تو یہ تھی کہ جزیرے کے پانچ ہزار مریض اس پر بھروسہ نہیں کرتے تھے۔ جب اس نے اپنے منصوبے کا اعلان کیا تو فٹ بال کھیلنے میں مریضوں کا جو جوش و خروش نظر آتا تھا وہ نظر نہیں آیا۔ اس بار پھر تمام مریض خاموش ہو گئے تھے۔

''اب وقت آ گیا ہے کہ آپ اس جزیرے سے رخصت ہو جائیں۔ آپ کے لیے اپنے اور اپنے بچوں کے لیے گھر بنانے کو یہ جزیرہ بہت چھوٹا ہے۔''

موسم گرما کی ایک سہ پہر کو جب چیری کے پھول بھی ختم ہو چکے تھے اس نے گاؤں کے معتبر لوگوں کو اکٹھا کیا اور اپنے منصوبے کی تفصیل بتائی۔ ''میں خوب جانتا ہوں کہ اس کام کے لیے پہلے تمام کاموں سے زیادہ کٹھن اور طویل محنت کی ضرورت ہو گی اور اس کے فائدے فوراً نظر بھی نہیں آئیں گے مگر اس کے بہت فائدے ہیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس منصوبے کی تکمیل کے بعد آپ کی زندگی بہت بہتر ہو جائے گی۔''

ڈائریکٹر نے دیوار پر نقشہ ٹانگا اور وہاں موجود لوگوں کو سمندر خشک کر کے وہاں سے زمین نکالنے کی اہمیت سمجھانا شروع کی۔ وہ دلائل دے رہا تھا اور لوگ خاموش تھے بلکہ جونہی اس نے سمندر سے زمین نکالنے کی بات کی تو ان سب کے چہرے سوکھ گئے۔ اس نے لاکھ کوشش کی مگر وہ

MashalBooks.com

ٹس سے مس نہ ہوئے۔ ڈائریکٹر نے محسوس کیا کہ اس کے جسم سے طاقت ختم ہوتی جا رہی ہے۔ پچھلے ایک سال میں اس نے جو کچھ حاصل کیا تھا وہ سب بیکار جا رہا تھا اور وہ ایک بار پھر اسی گلا گھوٹنے والی خاموشی میں کھڑا تھا جس سے اسے اپنی افتتاحی تقریر کے دوران سامنا کرنا پڑا تھا۔

''ہمیں یہ کام کرنا چاہیے۔ اگر اس کا پھل آپ نہیں کھائیں گے تو آپ کے بچے اس سے ضرور فائدہ اٹھائیں گے۔ اپنے بچوں اور بچوں کے بچوں کی خاطر ہی آپ لوگ اس کام میں جت جائیں۔ میں جانتا ہوں کہ آپ میں سے کچھ لوگوں کو یہ منصوبہ پسند نہیں ہے۔ حتیٰ کہ بعض میرے قریبی دوست بھی اس کام کے حق میں نہیں ہیں مگر محض اس وجہ سے ایک فائدہ مند منصوبے کو ترک کر دینا کہ کچھ لوگ اس کے حق میں نہیں ہیں ہم اس جزیرے کی فلاح و بہبود کو نظر انداز نہیں کر سکتے۔ یہ خدا کا حکم ہے جی ہاں میں یہاں خدا کا نام ضرور لوں گا۔ میں اسے خدا کا حکم کہتا ہوں اور یہ صحیح ہے۔ میں جانتا ہوں کہ یہ ایک ایسا مشن ہے جس کے لیے خدا نے مجھے منتخب کیا ہے۔ یہ انتہائی قیمتی مشن ہے۔''

ان لوگوں کی خاموشی توڑنے کے لیے اس نے خدا کا نام بھی لے دیا مگر وہ لوگ پھر بھی کچھ نہ بولے بلکہ اسے ایسا لگا جیسے وہ لوگ بڑی خاموشی سے کوئی دلچسپ تماشہ دیکھ رہے ہیں۔ کوئی شخص کھنکار کر اپنا گلا بھی صاف نہیں کر رہا تھا۔ ڈائریکٹر نے ان کی آنکھوں میں نفرت کی جھلک دیکھی۔ پھر اس نے ان کی خاموشی کے طعنے سنے۔ اپنی پوری طاقت مجتمع کر کے اس نے پھر بولنا شروع کیا۔

''آپ کو بہرحال جزیرے سے جانا ہی ہے۔ آپ نہیں جائیں گے تو آپ کے بچے جائیں گے۔ میں جانتا ہو کہ مجھ سے زیادہ آپ کی یہ خواہش ہے تو پھر کون شخص یا کیا چیز اسے ممکن بنا سکتی ہے؟ آپ کی دعائیں؟ اصل سرزمین پر رہنے والے آپ کے رشتے دار؟ وہ نہیں چاہتے کہ آپ جزیرہ چھوڑیں۔ یہ بات آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔ یہ آپ نے خود ہی کہا ہے۔ اگر آپ فوراً جزیرے سے نہیں جاتے تو اپنے بچوں کے لیے راستہ صاف کر سکتے ہیں۔ آج میں آپ سے یہی کہا چاہتا ہوں۔'' تقریر ختم کرنے کے بعد ڈائریکٹر چونے تھوڑی دیر مریضوں کے ردعمل کا انتظار کیا۔ وہ خاموشی سے اسے دیکھے جا رہے تھے۔

''آپ یہاں جزیرے کے پانچ ہزار باشندوں کی نمائندگی کر رہے ہیں اور مجھے اور آپ کو آج

MashalBooks.com

نہایت اہم فیصلہ کرنا ہے۔ بتایئے آپ کا کیا خیال ہے؟'' اس نے دوبارہ سوال کیا۔

آخر ایک شخص کھڑا ہوا وہ چن گانگ گاؤں کا ہوانگ تھا۔ اب ہر ایک کی نظریں اس پر لگ گئیں۔ اس نے ڈائریکٹر کو دیکھا اور تھوڑا سا منہ کھولا جیسے وہ کوئی اہم بات کرنا چاہتا ہو۔

''ہاں ہاں بولو'' ڈائریکٹر نے اصرار کیا لیکن بوڑھے آدمی کے منہ سے ایک لفظ بھی نہیں نکلا۔ اس کے بجائے اس کے ہونٹوں پر تمسخر آمیز مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ وہ تھوڑی دیر ڈائریکٹر کو دیکھتا رہا پھر منہ پھیر کر آہستہ آہستہ وہاں سے چل دیا۔ پھر ڈائریکٹر اسے آوازیں دیتا ہی رہ گیا مگر وہ نہیں رکا۔ دوسرے نمائندے بھی کھڑے ہو گئے۔ ان کے ہونٹوں پر وہی مسکراہٹ تھی۔ وہ سب ہوانگ کے پیچھے پیچھے چل دیئے۔

''بولو بو۔ بولتے کیوں نہیں؟'' ڈائریکٹر چیخ رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں بندوق تھی مگر وہ سب پیچھے دیکھے بغیر وہاں سے چلے گئے۔

یہ پہلی رکاوٹ تھی۔ ڈائریکٹر کی مایوسی ناقابل بیان تھی۔ اسے غصہ تھا کہ سانگوک نے اس کی کوئی مدد نہیں تھی۔ وہ شروع سے ہی جانتا تھا کہ سب سے زیادہ بااثر آدمی ہوانگ ہے۔ لوگ اس پر بھروسہ کرتے ہیں اور اس کا احترام کرتے ہیں۔ یہ سمجھنا مشکل نہیں تھا کہ جزیرے کے معاملات کے بارے میں سانگوک ضرور ہوانگ سے مشورہ کرتا ہوگا۔ ہوانگ کے ردعمل سے ڈائریکٹر نے سانگوک کے خیالات کا اندازہ لگالیا تھا۔ ہوانگ کو تعاون پر آمادہ کرنے کے بجائے سانگوک ڈائریکٹر کے منصوبے کو نقصان پہنچانا چاہتا تھا۔ اس طرح وہ اسے چپکے چپکے چیلنج کر رہا تھا۔ اس کے لیے خطرہ بن رہا تھا۔

چونکہ اسے سخت مخالفت کا خطرہ تھا اس لیے وہ زیادہ انتظار نہیں کر سکتا تھا۔ ڈائریکٹر یہ بھی جانتا تھا کہ اپنے منصوبے پر عمل درآمد کرانے کے لیے وہ سانگوک پر بھروسہ نہیں کر سکتا۔ جہاں تک اس نے اندازہ لگایا تھا سانگوک آخری وقت تک ٹال مٹول کرتا رہے گا۔ جزیرے پر پہلے جو ہوتا رہا اور اب جو ہو رہا ہے ان سب کو شک کی نظر سے دیکھتا تھا۔ اس کے سارے خیالات جزیرے کی بدنصیب تاریخ میں پھنسے ہوئے تھے۔ وہ اکثر جزیرے کی تاریخ کا کوئی حصہ دریافت کرتا اور اپنے فیصلوں کی بنیاد اس پر رکھتا۔ اس کے اپنے ناخوشگوار تجربات اور جزیرے کی تاریخ اس کے دماغ پر

MashalBooks.com

سوار رہتی اس لیے ہر وقت اس کے چہرے پر اداسی چھائی رہتی تھی۔ وہ لوگوں پر اعتماد نہیں کرتا تھا۔ اس نے چیزوں کو تبدیل کرنے یا کوئی کارنامہ انجام دینے کی کبھی کوشش نہیں کی۔ پہلا شخص جسے رام کرنا ضروری ہے وہ ہے سانگوک۔ اس نے امید نہیں چھوڑی تھی۔ اس منصوبے سے وہ نہ صرف اپنے دماغ میں بلکہ حقیقت میں بھی ایک نیا تجربہ حاصل کرے گا۔ سانگوک کو رام کرنے کا مطلب ہوگا کہ جزیرے کے تمام لوگوں کو مایوسی کے گڑھے سے نکالا جائے۔ ان کے شکوک وشبہات اور ہو جائیں۔ ڈائریکٹر کے شک وشبہ کو خوب سمجھتا تھا اسی وجہ سے وہ جزیرے کا ہو کر رہ گیا تھا۔ اس کی اسی وابستگی کا مطلب تھا کہ وہ جزیرے کے ساتھ دھوکا نہں کرے گا۔ اس لیے اگر فی الحال فیصلے پر عملدرآمد ملتوی کر دیا جائے تو کوئی فرق نہیں پڑے گا لیکن اگر ایک بار قطعی فیصلہ ہو گیا تو پھر وہ جزیرے والوں کے ساتھ کبھی دھوکا نہیں کرے گا۔

ڈائریکٹر نے یہ پرواہ کیے بغیر فوراً ہی اپنا منصوبہ شروع کرنے کا فیصلہ کر لیا کہ سانگوک اور جزیرے والے اسے قبول کرتے ہیں یا نہیں۔ اس نے یونگا اور چانگھون جا کر سمندر سے زمین نکالنے کے کام کا جائزہ لینے کے لیے وہاں کا دورہ کیا تا کہ حالات کا صحیح اندازہ کر سکے۔ اس نے اس مقصد کے لیے ایک تفصیلی نقشہ تیار کرنے کی غرض سے تجربہ کار سول انجینئروں کو بلایا۔ اس نے اپنے منصوبے کی منظوری اور مالی امداد کے لیے سرکاری محکموں کے کئی چکر لگائے۔ جب ابتدائی کام مکمل ہو گیا تو سمندر میں بھی اس جگہ بجلی کے بلب لگا دیئے گئے جہاں پشتے بنائے جانے تھے۔ یہ بلب جزیرہ نما کوہونگ کے جنوب سے دو چھوٹے جزیرے نما ڈن تک لگائے گئے تھے۔ ان سب کو ملا دیا گیا تھا۔ جزیرہ ناپی انگنام سے جزیرہ اوڈانگ تک پھر وہاں سے جزیرہ اوما تک پھر جزرہ نایونگام تک سینکڑوں قدموں سے اس جگہ کی حد بندی کر دی گئی تھی جہاں سے دو ہزار پانچ سو ایکڑ زمین سمندر سے نکالی جانا تھی۔ اس حد کے اندر جو جزیرے آ رہے تھے ان میں پانچ چھوٹے غیر آباد جزیرے تھے۔ جن میں سے چار یا تو پشتے کے ساتھ لگ جائیں گے یا پھر انہیں ڈبو دیا جائے گا۔ اس حد سے باہر جو جزیرہ مائجے تھا اس سے پشتے کے لیے پتھر لائے جائیں گے۔ لہریں زیادہ اونچی ہوتی ہیں تو سمندر کی گہرائی آٹھ میٹر ہو جاتی ہے۔ اگرچہ وہاں سے زرخیز زمین نکالنا ناممکن ہی تھا مگر ڈائریکٹر جزیرے والوں کو کوئی ٹھوس کام کر کے دکھانا چاہتا تھا۔ اس لیے اس نے بجلی کے بلب لگا کر

MashalBooks.com

حد بندی کر دی تھی۔ وہ انہیں کچھ دکھانا چاہتا تھا اس لیے یہ کام اس نے جلدی جلدی کرا دیا۔ ایک بار تعمیر کا کام شروع ہو جائے تو اسے دن رات جاری رکھا جائے گا خواہ اس وقت سمندر میں لہریں اونچی ہی کیوں نہ ہوں۔ اور پھر رات میں کام کرنے کے لیے بھی روشنی کی ضرورت تھی۔

اس کے بعد ڈائریکٹر نے ہر گاؤں کے نمائندوں کو اکٹھا کیا۔ جزیرے کے لوگ اس عرصے میں بالکل خاموش رہے تھے حتیٰ کہ سانگوک بھی جو ہر کام میں اس کے ساتھ ساتھ رہتا تھا۔ اس بات پر خاموش تھا کہ آئندہ کیا ہونے والا ہے۔ ڈائریکٹر کے منصوبے سے دلچسپی لینا تو کجا وہ تو کسی قسم کا تجسس بھی ظاہر نہیں کرتا تھا۔ جزیرے والوں کی بے پروائی کے باوجود ڈائریکٹر نے اپنا کام جاری رکھا۔ اس کا خیال تھا کہ اب تک اس نے کافی انتظار کر لیا' اس لیے اس نے معتبر لوگوں کو جمع کرنے کا فیصلہ کیا۔

اس مرتبہ تقریر کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ کشتی تیار تھی چنانچہ اس نے ان نمائندوں کو اس میں سوار کیا اور سمندر سے زمین نکالنے کا کام دکھانے چانگ ہونگ لے گیا۔ یہ کام کافی آگے بڑھ چکا تھا۔ ایک طرف پمپوں کے ذریعہ سمندر کا پانی نکال کر باہر پھینکنے کا کام جاری تھا اور دوسری طرف سمندر سے نکالی جانے والی دلدلی زمین کو قابل کاشت بنانے کا کام شروع بھی کر دیا گیا تھا۔ ڈائریکٹر چو کا پروگرام یہ تھا کہ نمائندوں کو سب سے پہلے یہی علاقہ دکھایا جائے۔

کشتی پر ڈائریکٹر چو بالکل خاموش رہا۔ نمائندے بھی چپ رہے۔ وہ ڈائریکٹر کے پیچھے پیچھے کشتی پر سوار ہوئے اور چانگ ہونگ پہنچے تو خاموشی سے اتر گئے۔ ڈائریکٹر کے ساتھ کوئی بات نہیں ہوئی۔ سانگوک نے ثالث کا کام کیا اور ڈائریکٹر کی طرف سے اس نے ہی ساری باتیں کیں۔ سخت گرمی میں ڈائریکٹر ان سب کو سمند سے نکالی جانے والی زمین پر لے گیا۔ وہ سب اس کے پیچھے چلتے رہے جس زمین پر دھان کی پنیری لگائی گئی تھی وہ بہت بڑی ہو گئی تھی۔ پانچ میل سے بھی زیادہ چوڑی۔ کچھ علاقوں میں پودے لگ چکے تھے اور باقی میں تیزی سے لگائے جا رہے تھے۔ اس گہری خاموشی میں وہ آخری حصے تک پہنچ گئے۔ دوپہر کے کھانے کے لیے بھی وہ کہیں نہیں رکے۔ تیسرے پہر کو وہ واپس آئے اور کشتی پر چلے گئے۔ ڈائریکٹر بہت تھک گیا تھا اور اسے بھوک بھی بہت لگی تھی مگر وہ برداشت کرتا رہا۔ یہ دورہ ابھی ختم نہیں ہوا تھا وہ انہیں اپنے مجوزہ منصوبے کے مقام پر لے

MashalBooks.com

گیا۔ وہاں وہ تین گھنٹے میں پہنچے۔ جب وہ وہاں پہنچے تو شام کے سائے سمندر پر پڑنا شروع ہو گئے تھے۔ ہدایات کے مطابق کارکنوں نے فوراً تمام بلب جلانا شروع کر دیئے۔ روشنی سمندر پر پھیلی ہوئی تھی اور جوں جوں یہ لوگ آگے بڑھ رہے تھے وہ اور قریب ہوتی جا رہی تھی۔ اس روشنی میں نہایا ہوا سمندر اس دن غیر معمولی طور پر پرسکون تھا۔

''دیکھو۔'' اس نے کہا۔ ''آج یہاں صرف روشنی ہے مگر وہ وقت بھی دور نہیں جب آپ لوگ اس سمندر پر جس کی روشنیوں نے حد بندی کر رکھی ہے' اناج کے بیج بوئیں گے اور فصلیں کاشت کریں گے۔ میں جانتا ہوں اس وقت یہ یقین کرنا مشکل ہے لیکن اس کی کوئی فکر نہیں ہے۔ میں نے سارا دن ادھر سے ادھر چکر لگا کر آپ کو یہاں اس لیے نہیں بلایا ہے کہ آپ کی رائے معلوم کروں۔ مجھے اس کی پروا نہیں ہے کہ آپ اسے پسند کرتے یا نہیں۔ شروع سے ہی یہ منصوبہ آپ کے لیے ہے میرے لیے نہیں ہے۔ آپ کو یہاں لانے کا مقصد یہ ہے کہ میں آپ کو اپنی نیت سے آگاہ کر دوں۔ آپ پسند کریں یا نہ کریں سمندر سے زمین ضرور نکالی جائے گی اور یہ کام آپ کی محنت کے ساتھ یا اس کے بغیر بھی کیا جائے گا۔ پشتے باندھ کر سمندر کو پیچھے دھکیل دیا جائے گا اور یہ کام دوسروں کی محنت سے کیا جائے گا۔ پھر وہ دن آ جائے گا جب یہ زمین زرخیز زمین میں بدل جائے گی اس کام کے بعد وہ آپ کو پیش کر دی جائے گی۔ آپ کی مدد کے بغیر بھی سمندر کو پیچھے دھکیلا جائے گا اور میں دیکھوں گا کہ یہ کام ہو جائے۔ میں باہر سے مزدور اور بھرتی کروں گا۔ اگر آپ کو یہ پسند نہ بھی ہو تو دیکھنا میں یہ کام بھی کر لوں گا۔ منصوبہ مکمل ہونے کے بعد جب زمین آپ کے حوالے کر دی جائے گی تو آپ اس پر فصلیں کاشت کر سکتے ہیں۔ آپ کا کام صرف یہی ہے۔''

تمام نمائندے خاموش رہے۔ کسی نے بھی بولنے کی کوشش نہیں کی۔ ڈائریکٹر نے تھوڑی دیر کشتی کے اردگرد دیکھا اور پھر اپنی بات جاری رکھی۔

''اس سے زیادہ میں کچھ اور نہیں کہنا چاہتا۔ اپنے ماضی میں پھنسے رہنے کی کوشش نہ کیجیے۔ آپ کا ماضی ایسا نہیں ہے جس پر فخر کیا جا سکے۔ آپ کا ماضی کیا ہے؟ شرمندگی' مایوسی اور فریب خوردگی کی یادیں۔ اگر آپ اپنے ہولناک ماضی کے ساتھ چمٹے رہے تو ہمیشہ کوڑھی ہی رہیں گے اپنے ماضی کی طرح۔ ماضی' حال اور مستقبل سب ایک ہو جائیں گے۔ اپنے ماضی سے چھٹکارا پانے سے انکار

کرنے کا مطلب یہ ہوگا کہ آپ ہمیشہ تکلیف میں مبتلا رہنا چاہتے ہیں۔ آپ کے بچے جو بیماری سے بچے ہوئے ہیں وہ بھی اس جزیرے میں قید رہیں گے۔

اب آپ ٹھیک ہو چکے ہیں تو آپ اپنے آپ کو کوڑھی بنائے رکھنا پسند نہیں کریں گے۔ ظاہر ہے آپ کے بچوں کا جذام کی بیماری سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ اس لیے اب وقت آ گیا ہے کہ آپ اپنے ڈراؤنے خوابوں سے باہر نکل آئیں اور نئی زندگی شروع کریں۔ آپ کو بہرحال یہ جزیرہ چھوڑنا ہوگا مگر آپ نے جزیرہ چھوڑنے کے لیے کیا کام کیا ہے؟ آپ نے اپنے بچوں کو کوڑھی بننے سے بچانے کے لیے کیا کیا ہے؟ آپ جانتے ہیں کہ میں خدا کو نہیں مانتا لیکن میں یہ جانتا ہوں کہ آپ کیا دعا مانگتے ہیں۔ اگر خدا کسی کی بھی دعائیں قبول کرے گا تو وہ آپ کی دعائیں ہوں گی۔ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ آپ کے حالات کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ دعاؤں سے سکون ملنا آپ کا حق ہے لیکن یہ آپ کی پہلی ترجیح نہیں ہے۔ اگر آپ نے خود اپنے حالات بدلنے کی کوشش نہ کی تو خدا بھی آپ کی مدد نہیں کرے گا۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ ان الفاظ سے سکون حاصل کریں۔ ''خدا بھی ان کی مدد کرتا ہے جو خود اپنی مدد کرتے ہیں۔'' تقریر ختم کرنے کے بعد اس نے تاریک آسمان کی طرف دیکھا جیسے اسے اس سے کوئی غرض نہیں ہے کہ یہ لوگ اس کی بات مانتے ہیں یا نہیں۔ آخر اس نے کشتی کا رخ جزیرے کی طرف کرا دیا جیسے اس کا کام مکمل ہو گیا ہو۔

15

نمائندوں نے دوسرے دن اپنے ردعمل کا اظہار کرنا شروع کیا۔ ڈائریکٹر جو حسب معمول صبح ہی صبح جاگ گیا تھا' حالانکہ ایک دن پہلے محنت کی تھکن ابھی ختم نہیں ہوئی تھی' اسے تعمیر کا کام دیکھنے کے لیے موقع پر جانا تھا۔ جہاں جزیرے سے باہر کے مزدور کام کر رہے تھے۔ وہ کمرے سے باہر آیا تو ستون کے قریب فرش پر ایک لفافہ پڑا ہوا تھا۔ لفافے پر ایک پتھری رکھی ہوئی تھی کہ کہیں وہ ہوا سے اڑ نہ جائے۔

ڈائریکٹر سمجھ گیا کہ وہ کیا چیز ہے۔ مریضوں کے علاقے سے کوئی یہاں چھپے چوری آیا ہوگا او ر یہ لفافہ رکھ گیا ہوگا۔ چونکہ آنے والا افسروں کے رہائشی علاقے میں چوری چھپے آیا تھا اس لیے ڈائریکٹر کے سامنے ایک راستہ تو یہ تھا کہ اس لفافے کو وہیں پڑا رہنے دے مگر اس نے دوسرا راستہ

MashalBooks.com

اختیار کیا۔ اس احتیاط سے وہ لفافہ اس نے اٹھایا جیسے کوئی قیمتی چیز اٹھا رہا ہو اور اسے پڑھنا شروع کیا۔ وہ خط ہوانگ کی طرف سے تھا اور شروع ہی نکتہ چینی سے ہوتا تھا۔

میری سمجھ میں نہیں آتا آپ ہمارے ساتھ ایسا کیوں کر رہے ہیں۔ ہم نے برسوں آپ کو دیکھا ہے اور برسوں آپ نے ہمیں دیکھا ہے۔ آپ ہمیں اچھی طرح جانتے ہیں۔ آپ نے الزام لگایا کہ ہم نے اپنے بچوں کو کوڑھی کہلوانے سے بچانے کے لیے کچھ نہیں کیا تو یہ بات غلط ہے۔ صحت مند انسان کی طرح یہ جزیرہ چھوڑنے کے لیے ہم نے سالہا سال جدوجہد کی ہے مگر ہمارے ساتھ ہمیشہ دھوکا کیا گیا۔ یہ آپ کو بھی معلوم ہے۔ جزیرہ چھوڑنے کی ہماری ساری کوششوں کے ساتھ دھوکا ہی ہوا ہے۔ انتظامیہ نے دھوکا کیا۔ ڈائریکٹروں نے دھوکا کیا۔ ہسپتال کے عملے نے دھوکا کیا۔ دواؤں کی کمپنیوں نے دھوکا کیا۔ حتیٰ کہ ہمای طرف سے منہ پھیر کر ہمارے اپنے خاندان اور چرچ نے بھی ہمیں دھوکا دیا۔ حتیٰ کہ کوڑھیوں نے خود اپنے آپ سے اور اپنے ساتھیوں سے دھوکا کیا۔

ہمارے ساتھ جو کچھ ہوا ہمیں اس کا افسوس نہیں ہے۔ ہم اپنا ماضی کھود کر اس پر فخر کرنا بھی نہیں چاہتے۔ دیکھا جائے تو ہماری یہ اذیت نہایت قیمتی ہے کہ اس نے ہمیں خدا کے قریب کر دیا ہے۔ مہربان خدا نے ہمیں آزمائشوں سے بچایا ہے۔ ہم خدا کے رحم و کرم سے زندہ ہیں اور اسی پر بھروسہ کرتے ہیں۔ ہماری اذیتیں ختم ہوگئی ہیں۔ صرف خدا کی ذات ہی ہے جس نے ہمیں دھوکا نہیں دیا۔ وہ کبھی دھوکا نہیں دے گا۔ ہماری طرح یہ بات آپ بھی جانتے ہیں۔

ہوانگ نے نہایت بے دردی کے ساتھ نکتہ چینی کی تھی۔ اس بدنام جزیرہ کی نصف صدی کی تاریخ کے گواہ کی حیثیت سے اس کے لیے یہ آخری موقع تھا کہ اسے ٹھیک کرے۔ غصہ سے بھری لال لال آنکھوں سے خط پڑھتے ہوئے آہستہ آہستہ اس کے دل کا بوجھ ہلکا ہونے لگا۔

ہوانگ کا لہجہ اچانک تیز ہو گیا تھا۔

''شاید ہماری اذیت پوری نہیں ہوئی۔

خدا نے ہماری آزمائش پوری کرنے کے لیے ایک اور ڈائریکٹر بھیج دیا۔ مجھے

MashalBooks.com

افسوس ہے کہ آپ کو ہمارے ذلت بھرے ماضی سے تکلیف پہنچی۔ جتنا ہم آپ پر بھروسہ کرنا چاہتے ہیں اتنا ہی آپ کو بھی ہمارے اوپر بھروسہ کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر آپ نے ایسا کیا تو ہم بھی آپ کی تقلید کریں گے۔ ہم خوب جانتے ہیں کہ اگر یہ منصوبہ ہماری جزیرے سے جانے کا اجازت نامہ ہے تو ہمیں خود ہی پہل کرنا ہوگی۔ اس کے علاوہ یہ ہمارے معصوم بچوں کا مستقبل بھی متعین کرے گا۔ اس لیے ہم اپنے بچوں کو آپ کے رحم وکرم پر نہیں چھوڑ سکتے۔ مجھے تو صرف خدا کی مرضی چاہیے۔ مجھے نہیں معلوم کہ اس میں خدا کی مرضی شامل ہے یا نہیں۔ اگر یہ خدا کی مرضی ہے تو اس منصوبے کے لیے وہ ہمارے اندر طاقت پیدا کر دے گا۔

میری آپ سے ایک درخواست ہے۔ کل آپ نے خدا کا نام لے کر اپنے منصوبے کی وضاحت کی تھی۔ آپ نے ہمارے بچوں کے نام پر ہماری نکتہ چینی کی۔ اب آپ خدا کو حاضر ناظر جان کو ہم سے وعدہ کریں کہ جونہی سمندر سے زمین نکالنے کا منصوبہ مکمل ہو جائے گا ہمیں اس جزیرے سے جانے کی آزادی مل جائے گی اور اگر یہ منصوبہ بھی ہماری تکالیف میں اضافہ کا سبب ہی بنے گا تو آپ خدا اور ہمارے بچوں کے سامنے ذلیل وخوار ہوں گے۔ یاد رکھیے خدا نے ہمیں کبھی دھوکا نہیں دیا۔

میں آپ کے جواب کا انتظار کروں گا۔

ڈائریکٹر نے خط پڑھنے کے بعد سکون کا سانس لیا۔ اب اسے روکنے والا کوئی نہیں تھا اور ایسی کوئی وجہ بھی نہیں تھی کہ وہ عہد نہ کرتا۔ اس نے سب کے سامنے عہد کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ چنانچہ اس نے اپنے فیصلے کی وضاحت کرنے کے لیے ہوانگ کے پاس ایک آدمی بھیجا۔ اس کے فوراً بعد ہسپتال گیا اور سانگوک کو بلا کر حلف برداری کی تقریب کی تیاری کے بارے میں اس سے بات کی۔

دوپہر کے وقت ڈائریکٹر نے ہسپتال کے پورے عملے کو ساتھ لیا اور حلف برداری کی تقریب کے لیے چن گانگ ہال پہنچ گیا۔ اس ہال میں ہر گاؤں کے معتبر لوگ' ہر گاؤں اور ہر سکول کے تمام نمائندے پہلے ہی پہنچ چکے تھے۔ ہال کے وسط میں قربان گاہ بنائی گئی تھی۔ حلف لینے والا پادری بھی پہنچ چکا تھا اور ڈائریکٹر کا انتظار کر رہا تھا۔ جیسے ہی ڈائریکٹر وہاں پہنچا تقریب شروع کر دی گئی۔

MashalBooks.com

''شروع کیجیے۔'' ڈائریکٹر نے کہا اور پادری کی طرف بڑھا جو پلیٹ فارم کے سامنے کھڑا تھا۔ اس کے ہاتھ میں بائبل تھی۔ ڈائریکٹر نے اپنا دایاں ہاتھ بائبل پر رکھا اور انتظار کیا۔

''ڈائریکٹر اب حلف اٹھائیں گے۔'' پادری نے کہا اور سوال شروع کیے۔

''آپ خدا کو حاضر ناظر جان کر اور یہاں موجود تمام لوگوں کے سامنے عہد کرتے ہیں کہ منصوبے پر عمل درآمد کرتے ہوئے آپ اپنے ذاتی مفاد کے لیے پانی کا ایک گھونٹ تک نہیں لیں گے؟''

''جی میں عہد کرتا ہوں۔''

''آپ خدا کو حاضر ناظر جان کر اور یہاں موجود تمام لوگوں کے سامنے عہد کرتے ہیں کہ منصوبے پر عمل کرتے ہوئے آپ اپنے نام ونمود کے لیے کوئی کام نہیں کریں گے۔ کوئی انعام حاصل نہیں کریں گے اور اپنا مجسمہ بھی نہیں بنوائیں گے۔''

''جی' میں عہد کرتا ہوں۔''

ہال میں مکمل خاموشی تھی۔ پادری کے سوالوں اور ڈائریکٹر کے جوابوں کی آواز سے' جس سے تقریب کی سنجیدگی اور بھی بڑھ گئی تھی' پورے ہال میں عبادت کا سا ماحول پیدا ہو گیا تھا۔

''ڈائریکٹر نے حلف اٹھا لیا ہے۔'' پادری نے حاضرین کو گواہ بنایا۔ ''کیا حاضرین میں سے کوئی شخص ڈائریکٹر سے اور حلف بھی لینا چاہتا ہے؟''

''جی ہاں۔'' ایک گواہ کھڑا ہو گیا۔ یہ ہوانگ تھا۔ ماحول پھر کشیدہ ہو گیا۔

''ان سے کہیے کہ غریب بچوں کے نام پر بھی حلف اٹھائیں اور ان سے یہ بھی عہد لیجیے کہ اگر ان کا منصوبہ ناکام ہو گیا تو یہ اپنی زندگی جزیرے کے ہزاروں کوڑھیوں کے حوالے کر دیں گے۔''

''میں سمجھ گیا۔''

ہوانگ بیٹھ گیا تو پادری ڈائریکٹر کی طرف مڑا اور سوال کیا ''کیا آپ ان گواہوں کی خواہشات کے مطابق عہد کریں گے؟''

''جی' میں بالکل کروں گا۔'' ڈائریکٹر چو نے خوشی خوشی جواب دیا۔

''آپ خدا کو حاضر ناظر جان کر ان لوگوں کے سامنے اور بیمار بچوں کے نام پر یہ عہد کرتے

MashalBooks.com

ہیں؟''

''جی، میں عہد کرتا ہوں۔''

ڈائریکٹر نے کہا اور قبل اس کے کہ پادری کوئی اور سوال کرے اس نے اس دن کی کارروائی کا دوسرا مرحلہ شروع کرا دیا۔

ڈائریکٹر ڈیوٹی پر ہمیشہ سبز فوجی وردی پہنے رہتا تھا جس پر کرنل کا نشان لگا تھا۔ اس کے دائیں جانب پستول لٹکتا رہتا تھا جو اس کے جسم کا حصہ بن گیا تھا۔ غیر متوقع طور پر اس نے پستول نکالا اور قربان گاہ پر رکھ دیا۔ اپنا دایاں ہاتھ بائبل پر اور بایاں پستول پر رکھ کر اس نے ایک اور حلف لینا شروع کیا۔

''اگر آپ چاہیں تو میں اس پستول پر اپنا حلف دہرا دوں۔ اگر میں آپ سے دھوکا کروں تو میری زندگی آپ کے ہاتھ میں ہوگی۔ یہ پستول اس بات کی یقین دہانی کرائے گا کہ میں اپنے حلف کی پابندی کروں اور آپ کے اور خدا کے سامنے یہ پستول میری جان لے لے اگر میں آپ سے دغا کروں۔''

اب تک ہال میں خاموشی تھی مگر ڈائریکٹر کی اس غیر متوقع حرکت سے اس میں کھسر پھسر شروع ہوگئی۔ کچھ لوگوں نے اطمینان کا سانس لیا اور کچھ لوگ اس کا یہ عزم دیکھ کر ڈر گئے۔ اس ہلچل کے دوران میں وہ قربان گاہ سے نیچے اترا اور اپنا حلف پورا کیا۔ پادری نے کھسر پھسر بند ہونے کا انتظار کیا جیسے وہ اب دعا کرنا چاہتا ہو۔

ہوانگ ایک بار پھر کھڑا ہو گیا۔

''صرف ڈائریکٹر کے ہی دھوکا دینے کا خطرہ نہیں ہے بلکہ یہ دھوکا ہمارے درمیان سے بھی ہو سکتا ہے۔ ڈائریکٹر حلف اٹھا چکے ہیں تو اب ہمیں بھی یہی کام کرنا چاہیئے ہمیں بھی حلف اٹھانا چاہیے۔''

ہوانگ نہایت سنجیدگی کے ساتھ قربان گاہ کی طرف بڑھا۔ ہال میں پھر مکمل خاموشی چھا گئی۔ اس خاموشی کو توڑتا ہوا وہ قربان گاہ پہنچا اور اپنا دایاں ہاتھ بائبل پر رکھ دیا اور حلف پڑھنا شروع کیا۔

''اے ہمارے خداوند ہم تیرا شکر ادا کرتے ہیں کہ تو نے ہمیں ایک ایسے قابل احترام انسان

سے نوازا ہے جو ہمیں نئی زمین عطا کر رہا ہے۔ چونکہ تو نے اسے ہمارے لیے بھیجا ہے اس لیے اس جزیرے کے پانچ ہزار باشندوں کو یہ ہمت اور طاقت عطا فرما کہ ہم ہر مصیبت اور ہر تکلیف مل جل کر برداشت کر سکیں۔ اگر تیری یہی مرضی ہے تو اس آزمائش کو ہمارا آخری امتحان بنا دے۔ ہماری دعا ہے کہ ہم میں سے کوئی بھی اپنے راستے نہ بھٹکے۔ اپنے کمزور بندوں کو آخری فتح مندی دیکھنے کی سعادت نصیب فرما۔ ہمارے جسم ہمارے نہیں تیرے ہیں۔ ہماری روح بھی ہماری نہیں ہے بلکہ تیری ہے۔ تو جس طرح چاہے ہمارے جسم سے کام لے۔ ہمارے ناتواں اجسام کو دغابازی سے بچا اپنے بیشمار بھائیوں کے نام پر جو تیرے پاس پہنچ چکے ہیں اور ان بچوں کے نام پر جو ابھی پیدا نہیں ہوئے ہم یہ حلف اٹھاتے ہیں۔ آمین۔

16

ڈائریکٹر کے حلف اٹھانے کے بعد باقی کارروائی سکون کے ساتھ پوری ہوگئی تھی۔ ایک بار منصوبے پر کام شروع کرنے کی تاریخ 10 جولائی مقرر ہوگئی تو زور دار شور سے تیاریاں کی جانے لگیں۔ ڈائریکٹر نے بار بار سیول کے چکر لگا کر تعمیر کے لیے اجازت نامہ اور ضروری رقم حاصل کر لی تھی۔ تعمیر کے دوران میں اس نے طریقہ کار اور جزیرے والوں کی فلاح و بہبود کے لیے مقامی باشندوں کے نمائندوں سے صلاح و مشورہ بھی جاری رکھا۔ اگر سارا کام منصوبہ کے مطابق چلتا رہا تو سمندر سے دو ہزار پانچ سو ایکڑ زمین نکالی جائے گی جو موجود جزیرے سے بھی دوگنا بڑی وہ گی۔ ڈائریکٹر کے اندازے کے مطابق اس سے ایک ہزار صحت یاب مریضوں کے خاندانوں کو فائدہ پہنچے گا جن کے افراد کی کل تعداد ڈھائی ہزار ہوگی۔ اس کے علاوہ بھی ایک ہزار مزید کسان خاندانوں کو زمین مل جائے گی۔ ہر فرد کو چار ایکڑ کے قریب زمین ملے گی جس کا مطلب یہ ہوگا کہ پانچ افراد کا خاندان بیس ایکڑ زمین حاصل کرے گا۔ صحت یاب ہونے والے مریضوں کی جسمانی حالت کی وجہ سے ان سے کہا جائے گا وہ سبزی ترکاری اور والیں کاشت کریں۔ دھان وغیرہ کی کاشت صحت مند لوگوں پر چھوڑ دیں۔ ترکاریوں اور مختلف اجناس کے علاوہ اس کا اندازہ تھا کہ ایک لاکھ پچاس ہزار من کے قریب دھان اور ایک لاکھ دو ہزار کے قریب جو پیدا کیا جا سکے گا۔

لیکن یہ اسی وقت ہو سکے گا جب منصوبہ پوری طرح مکمل ہو جائے۔ اس عرصے میں کارکنوں

MashalBooks.com

کے روزمرہ کے اخراجات پورے کرنا ہوں گے۔منصوبے کے پہلے مرحلے میں ستر فیصد کام مکمل ہو جائے گا۔اس پر ہونے والے اخراجات کا تخمینہ پانچ کروڑ وان (کوریا کا سکہ) لگایا گیا تھا۔تعمیر کے دوران میں ہسپتال نے ان مریضوں کو ان کے معمول پر دو کپ چاول اور دو کپ جو کے علاوہ تیس سے پینتیس وان روزانہ کا معاوضہ دینے کا اعلان بھی کیا۔اس کے علاوہ ڈائریکٹر نے زیادہ کھانے پینے کی چیزوں کا بندوبست بھی کیا۔

صحت یاب ہو جانے والے ان مریضوں میں سے جو کام کرنے کے قابل تھے۔ڈائریکٹر نے دو گروپ بنائے۔اس کا ارادہ تھا کہ ہر مہینے باری باری ایک گروپ کو کام پر لگایا جائے۔جزیرے کی پانچ ہزار کی آبادی میں سے 65 فیصد صحت یاب ہونے والے مریض تھے جن کی تعداد تین ہزار تین سو بنتی تھی۔ان میں سے دو ہزار پانچ سو کو کام پر لگایا جا سکتا تھا۔اس طرح دو گروپ بن جاتے تھے۔ڈائریکٹر نے دو گروپوں کو ملا کر ''اوما ریکوری کور'' قائم کر دی۔اس نے اپنے آپ کو پروجیکٹ ڈائریکٹر بنایا اور ہوانگ کو اپنا نائب بنا لیا۔تمام نمائندے بھی اس میں شامل تھے۔

ڈائریکٹر نے معتبرین کی کونسل اور رضا کاروں سے کہا کہ کارکنوں کے دو گروپ بنا لیں اور تعمیر کے مقام پر پہنچ جائیں۔اس نے چانگ ہانگ میں سمندر سے زمین نکالنے کے بعد پروجیکٹ کے دور سے شروع کیے۔انجینئروں کے ساتھ صلاح مشورے کیے اور ضرورت کے آلات اور دوسری چیزیں خریدیں۔جن کارکنوں نے پہلی شفٹ مکمل کر لی تھی ان سے کہا گیا کہ وہ سمندر پر تیرنے والے لکڑی کے تختے تیار کریں تا کہ ان پر پتھر ڈھوئے جا سکیں۔وہ کئی دن اسی طرح مصروف رہا۔کام شروع کرنے کے دن تک تمام تیاریاں مکمل کی جا چکی تھیں۔ضروری سامان خریدا جا چکا تھا اور مزدور کام شروع کرنے کو تیار تھے۔آخر میں اس نے اپنا ہیڈ کوارٹر بنایا جس پر جزیرہ سوروک کی فٹ بال ٹیم کا جھنڈا لہرا رہا تھا۔یہ وہی جھنڈا تھا جس پر انگلیوں کے بغیر ہاتھ بنا ہوا تھا۔جھنڈے کے بانس کی جڑیں تمام علاقوں کے پرچم لگے تھے۔اس کے ساتھ ہی ایک کتبہ لگا تھا جس پر کوڑھی شاعر ہان ہاؤن کی نظم ''جزیرہ اوما'' لکھی ہوئی تھی۔

کوڑھیوں کا غصہ

جزیرے سے نکال دیئے جانے کے خلاف

MashalBooks.com

امید اصل سرزمین پر رہنے کی
زمین کا حصول جو
پہلے کبھی ان کے پاس نہیں تھی
ظلم سے نجات پانے کے لیے
سمندر سے زمین نکال کر
اور زمین پر زندگی گزارنا
آخرکار

آخر میں 10 جولائی کو زمین کی کھدائی کا کام شروع کرنے کا دن آ گیا۔ اس دن ہر طرح کی تقریبات منائی گئیں۔ اعلیٰ سرکاری افسر جن میں گورنر اور مزدور بھی شامل تھے وہاں آئے۔ کلیساؤں میں گھنٹیاں بجائی گئیں اور منصوبے کی کامیابی کی دعائیں مانگیں گئیں۔ چنا گانگ گاؤں میں پوری علاقے کی دو ٹیمیں بنا کر فٹ بال کا میچ کرایا گیا اور ایلیمنٹری سکولوں میں بچوں کے ناچ گانے کا مقابلہ کرایا گیا۔

مزدوروں کی تجویز پر سور کی قربانی دی گئی اور اس کا سر سنگ بنیاد کے ساتھ رکھا گیا۔ تینوں پشتوں کے ساتھ بھی ایک ایک سور کا سر رکھا گیا۔ یہ سرزمین اور سمندر کی ارواح کو خوش کرنے کے لیے رکھے گئے۔ رات کے وقت تمام بلب روشن کر دیئے گئے جس سے پورے جزیرے میں دن کا سماں ہو گیا۔ اس روشنی میں ڈائریکٹر نے رات گئے مریضوں کے ساتھ سب کی صحت کا جام نوش کیا اور سمندر کو دیکھا یہ سوچ کر کہ اس میں سے زمین نکالی جائے گی۔

لیکن زمین کی کھدائی کی تقریب کے بعد ڈائریکٹر کو ایک اور آزمائش کا سامنا کرنا پڑا۔ وہ جانتا تھا کہ ایسا ہو گا اس لیے وہ تیار ہو گیا تھا۔ اس کی پہلی آزمائش جزیرے والوں کو آمادہ کرنا تھا۔ اب دوسری آزمائش باہر سے آئی تھی۔ وہ اس کے بارے میں اندر ہی اندر پریشان تھا لیکن اسے یہ توقع نہیں تھی کہ یہ اتنی جلدی ہو جائے گا۔ یہ تقریبات کے بعد کی صبح تھی اور ڈائریکٹر نشے میں دھت گھر واپس آیا تھا ابھی وہ منہ دھو رہا تھا کہ جزیرہ اوما کا ایک مزدور جو رات بھر کام کرتا رہا تھا' ہانپتا کانپتا اس کے دروازے کے اندر گھس آیا۔ اس نے بتایا کہ جزیرے سے باہر کے اصل سرزمین کے بہت

MashalBooks.com

سے لوگ جزیرے پر آ گئے ہیں اور تعمیر کی جگہ پر توڑ پھوڑ کر رہے ہیں۔ ڈائریکٹر نے یہ سنا تو ادھر بھاگا۔

ڈائریکٹر اور اس کا عملہ جب وہاں پہنچا تو ہنگامہ کرنے والے توڑ پھوڑ کے بعد وہاں سے جا چکے تھے۔ وہ کشتی سے اترا تو دیکھا کہ کئی مزدور کیچڑ میں بیہوش پڑے ہیں۔ ان کے اوزار توڑ دیئے گئے ہیں۔ ہیڈ کوارٹر کے سامنے جو جھنڈا لگایا گیا تھا اسے پھاڑ کر پھینک دیا گیا ہے۔ جس کتبے پر نظم لکھی تھی وہ ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا ہے۔ یہ سب اس وقت ہوا جب ابھی کام شروع بھی نہیں کیا گیا تھا۔

دفتر سارا تتر بتر کر دیا گیا تھا۔ ٹوٹی میزیں اور کرسیاں ہر طرف بکھری پڑی تھیں۔ ایک بھی کھڑکی سلامت نہیں تھی۔ ایک آدمی میز کے نیچے پڑا کراہ رہا تھا۔ اس کے ماتھے سے خون نکل رہا تھا۔ کشتی سے اترتے ہی ڈائریکٹر غصے میں کانپنے لگا تھا۔ حملہ آور اس کے پہنچنے سے پہلے ہی بھاگ گئے تھے۔ یہ اندازہ لگانا تو مشکل تھا کہ وہ کتنی کشتیوں میں آئے تھے مگر چند کشتیاں ابھی تک سمندر میں جاتی نظر آ رہی تھیں۔ اگر انہوں نے دفتر میں اتنی توڑ پھوڑ مچائی ہے تو معلوم نہیں پشتوں کا کیا حال کیا ہوگا۔ بھاگتی ہوئی کشتیاں دیکھ کر کئی بار اس نے اپنے پستول پر ہاتھ رکھا لیکن وہ گھبراہٹ میں کوئی کام نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس نے اپنے آپ سے کہا کہ اسے صبر سے کام لینا چاہیے۔ سب سے پہلے اس نے زخمیوں کے بارے میں معلوم کیا اس کے بعد پروجیکٹ پر کام کرنے والوں کو ہدایات دیں۔

''انہیں فوراً ہسپتال لے جاؤ اور چاہے کچھ بھی ہو جائے دفتر وغیرہ کو آج ہی ٹھیک کرنا ہے۔ یاد رکھو ہر چیز ویسی ہی ہونی چاہیے جیسے پہلے تھی۔ انہیں یہ احساس نہیں ہونا چاہیے کہ ہم ان سے ڈرتے ہیں اور ان سے شکست کھا گئے ہیں۔ انہیں بتانا چاہیے کہ ہر حالت میں ہم کام مکمل کرنے کا تہیہ کر چکے ہیں۔ یاد رکھو یہ سارے کام آج ہی مکمل کرنا ہیں۔''

اس نے ہدایات دیں اور ایک چھوٹی سی کشتی پر بیٹھ کر ان لوگوں کے تعاقب میں نکل گیا۔ وہ جانتا تھا کہ ایک بار اسے یہ کام بہرحال کرنا ہے۔ وہ جزیرے کے قریب والے اصل سرزمین کے لوگوں کے احساسات سے واقف تھا۔ چونکہ وہ کوڑھیوں کے جزیرے کے قریب رہتے تھے اس لیے انہیں بیماری لگنے کا خطرہ رہتا تھا۔ اگرچہ بیماری کے بارے میں معلومات عام ہو گئیں تھیں مگر وہ لوگ سمندر کی گھاس پھونس پر رقم ضائع کرتے رہتے تھے۔ یہ گھاس پھونس یا سمندری غذا کھانے کے کام

MashalBooks.com

آتا تھا۔ کوڑھیوں کے جزیرے کے قریب ہونے کی وجہ سے یہ چیزیں سستی بکتی تھیں کیونکہ لوگوں کو خطرہ ہوتا تھا کہ ان میں بیماری کے جراثیم ہیں۔ سمندر کا یہ حصہ خشک ہونے کے بعد ان لوگوں کا روزگار ختم ہو جاتا۔ وہ سمندری غذاؤں اور مچھلیوں سے محروم ہو جاتے۔ ایک خطرہ اور بھی تھا۔ اگر سمندر کا ایک بڑا حصہ خشک کر لیا جاتا ہے تو کوڑھی ان کے پڑوسی بن جائیں گے۔ روزگار ختم ہو جانے بیماروں کے قریب آ جانے کے خطرے کی وجہ سے انہوں نے یہ حرکت کی تھی۔ ڈائریکٹر کو یقین تھا ایک نہ ایک دن ان کے ساتھ ضرور تصادم ہوگا۔

اب چونکہ نقصان ہو چکا تھا اس لئے وہ اس واقعہ کی جڑ تک پہنچنا چاہتا تھا۔ لوگوں نے اسے بہت سمجھایا کہ اکیلا جانا خطرناک ہوگا مگر اس نے کشتی چلانے والے کو ساتھ لیا اور اصل سرزمین کی طرف روانہ ہو گیا۔ حملہ آوروں کی کشتیاں جزیرہ نپی انگ نم کے ساحل پر کھڑی تھیں اور وہ لوگ ابھی تک اس علاقے میں تور پھوڑ کر رہے تھے۔ اس علاقے میں پہلا پشتہ بنایا جانے والا تھا۔ کچھ حملہ آور اوزار توڑ رہے تھے اور کچھ بجلی کے بلب توڑ رہے تھی۔ ڈائریکٹر کی کشتی وہاں پہنچی تو ان لوگوں نے توڑ پھوڑ بند کر دی اور اسے دیکھنے لگے۔

لمبا چوڑا ڈائریکٹر اپنی کشتی کے کنارے پر کھڑا تھا اور اس کا دایاں ہاتھ اس کے پستول پر تھا۔ وہ لوگ اسے دیکھ کر خوف زدہ ہو گئے۔ کشتی ساحل کے ساتھ لگی تو وہ اترا اور ہجوم کے سامنے جا کھڑا ہوا۔ وہ لوگ جو دور کھڑے تھے وہ بھی قریب آ گئے۔ وہ سب خاموش تھے اور اسے دیکھ رہے تھے۔ ڈائریکٹر ان کے بیچ میں کھڑا تھا۔

''وہ کون تھا جس نے یہ کام شروع کیا؟'' ڈائریکٹر نے چیخ کر کہا اور اپنے چاروں طرف دیکھا۔ وہ خاموش کھڑے تھے۔

''یہ بغاوت ہے۔'' ان کے جواب کا انتظار کرنے کے بعد اس نے زور سے کہا۔ وہ انہیں دھمکی دے رہا تھا۔ اس کے باوجود کوئی نہیں بولا۔ وہ خاموشی سے ڈائریکٹر کو دیکھ رہے تھے اور انتظار کر رہے تھے کہ اب وہ کیا کرتا ہے۔

''آپ جانتے ہیں کہ فوج کی حکومت ہے۔ انقلاب کے بعد فوج نے حکومت سنبھال لی ہے۔ حاضر سروس فوجی اور ڈائریکٹر کی حیثیت سے یہ میرا فرض ہے کہ میں اس جزیرے کے پانچ ہزار

MashalBooks.com

باشندوں کی زندگی اور ان کی املاک کی حفاظت کروں اور یہاں امن و امان برقرار رکھوں۔ میرے پاس بغاوت کچلنے کا اختیار ہے۔ ڈائریکٹر نے کہا۔ وہ پہلے انہیں دھمکی دینا چاہتا تھا اس کے بعد انہیں بات چیت پر آمادہ کرتا۔

''میں آپ کے مسائل جانتا ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ سمندر خشک کرنے سے بالواسطہ یا بلاواسطہ طور پر آپ پر اثر پڑے گا۔ میں بھی اس بارے میں سوچ رہا ہوں۔''

ڈائریکٹر بول رہا تھا تو وہ لوگ اس کے زیادہ قریب ہو گئے۔ اس سے ڈائریکٹر میں اور بھی اعتماد پیدا ہوا۔

''ہمارے ساتھ بات چیت کیجیے۔ توڑ پھوڑ کرنے سے مسائل حل نہیں ہوں گے۔ آپ چاہے کتنی بھی توڑ پھوڑ کر لیں اس منصوبے پر کام جاری رہے گا کیونکہ اس جزیرے پر رہنے والے پانچ ہزار باشندوں نے آپ سے زیادہ تکالیف اٹھائی ہیں۔ اس منصوبے کو وہ خدا کا عطیہ سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ان کے اور خدا کے درمیان ایک عہد ہے۔ وہ اسے نہیں چھوڑیں گے۔ مار دھاڑ سے وہ نہیں ڈریں گے۔ اس لیے آپ ہمارے ساتھ بات چیت کیجیے۔ آیئے۔ ہم مل کر کوئی راستہ نکالیں۔ آپ کی طرف سے کون بات کرے گا۔ آپ کا نمائندہ کون ہے؟ وہ آگے آئے اور بات کرے۔''

''ہمارا کوئی نمائندہ نہیں ہے۔ ہم سب نمائندے ہیں۔'' ہجوم میں سے کوئی چیخا۔ اس کے ساتھ ہی باقی لوگوں نے بھی شور مچانا شروع کر دیا۔ چونکہ ڈائریکٹر کی تقریر میں کوئی جان نہیں تھی اس لیے کوئی بھی اس سے خوف زدہ نہیں تھا۔ اب جیسے کسی اشارے پر لوگوں نے اس کے اور قریب آنا شروع کر دیا۔ جیسے وہ ڈائریکٹر پر حملہ کرنا چاہتے ہوں۔

''جی ہاں، ہمارا کوئی نمائندہ نہیں ہے۔ اگر آپ بات کرنا چاہتے ہیں تو ہماری پیٹھ پیچھے بات نہ کیجیے۔ اگر بات کرنی ہے تو ہم سب سے کیجیے۔''

''اس میں بات کرنے کی کیا بات کیا ہے۔ ہم تو یہی کہہ سکتے ہیں کہ آپ جو کر رہے ہیں اسے بند کر دیجیے۔ اگر آپ قائل کرنا چاہتے ہیں تو بہتر یہ ہے کہ ہمیں گولی مار دیجیے۔''

''اس سے پہلے آپ خود ہی بات کیوں نہیں کرتے۔ آپ کہتے ہیں کہ آپ ہمارے مسائل

MashalBooks.com

سے واقف ہیں۔ آپ ہی بتایئے آپ کیا جانتے ہیں؟''

ان کے کسی نمائندے سے بات کرنا ممکن نہیں تھا۔ صاف ظاہر تھا کہ وہ بات کرنے کے لیے کسی ایک شخص کو منتخب کرنا نہیں چاہتے تھے وہ سب اکٹھے ہی بات کرنا چاہتے تھے۔

''ٹھیک ہے۔ میرا ارادہ بھی خفیہ بات چیت کا نہیں ہے۔ چلو پہلے میں بات کرتا ہوں۔ اگر کسی کو کوئی سوال کرنا ہو تو ایک ایک کر کے سوال کرے۔'' ان لوگوں کو خاموش کرنے کے بعد اس نے اپنی بات جاری رکھی۔ اس طرح سنگریزوں سے بھرے ساحل پر ایک عجیب سا عام جلسہ شروع ہو گیا۔''

ڈائریکٹر نے کہا کہ وہ جانتا ہے کہ تعمیرات سے ان لوگوں کو مالی نقصان ہوگا۔ پھر اس نے سمجھایا کہ وہ اس نقصان کا ازالہ کیسے کرے گا۔ اس نے کہا کہ کوڑھیوں کے ساتھ رہنے سے بالواسطہ اور بلاواسطہ طور پر خطرہ تو ہے اور سمندر سے ملنے والی غذا اور مچھلیوں سے بھی ہاتھ دھونا پڑے گا۔ پھر اس نے بتایا کہ جو لوگ یہاں آئیں گے وہ بیماری سے شفا پانے والے ہوں گے یا وہ ہوں گے جو خود تو صحت مند ہیں مگر ان کے ماں باپ بیمار ہیں۔ وہ بالکل صحت مند ہیں۔ ڈائریکٹر نے ان لوگوں سے ہمدردی ظاہر کی اور کہا کہ اگر ان لوگوں کو زمین حاصل نہ کرنے دی گئی تو لڑائی جھگڑا ہوگا کیونکہ کام تو شروع ہو چکا ہے۔ انہوں نے سمجھایا کہ آپ خود ہی صورتحال کو سمجھ لیجیے۔

''چونکہ آپ اتنے عرصے سے ان کے قریب رہتے آ رہے ہیں۔ اس لیے آپ دوسروں کے مقابلے میں ان کے حالات زیادہ اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ ان کی بیماری کا قصوروار انہیں قرار نہیں دیا جا سکتا۔ آپ ان کے حالات سے واقف ہیں اور اس لیے آپ ان پر الزام نہیں لگا سکتے۔ خدا کے لیے انہیں یہاں سے نکالنے کی کوشش نہ کیجیے۔''

ڈائریکٹر نے ان ہنگامہ کرنے والوں سے وعدہ کیا کہ سمندر سے جو زمین نکالی جائے گی اس کا کچھ حصہ دھان کاشت کرنے کے لیے انہیں بھی دے دیا جائے گا۔ اس نے یہ بھی کہا کہ جو لوگ کوڑھیوں کے قریب نہ رہنا چاہیں تو انہیں معاوضہ دیا جائے گا وہ یہاں سے جا سکتے ہیں۔

''آپ ہمیں نکالنے کی دھمکی دے رہے ہیں؟''

''آپ چاہتے ہیں کہ یہاں کوڑھی آ جائیں اور ہم یہاں سے چلے جائیں۔''

MashalBooks.com

''اس کی بات نہ سنو۔ اس کے پاس پستول ہے اس لیے یہ اپنے آپ کو خدا سمجھتا ہے۔ دیکھ لو یہ خدا ہی بن کر یہ فیصلہ کر رہا ہے کہ کون یہاں رہے گا اور کون یہاں سے جائے گا۔''

ہنگامہ جاری تھا۔ ڈائریکٹر اسے نظرانداز نہیں کر سکتا تھا کیونکہ وہ سب جو شیلے ہیں۔ اس نے بات ختم کی تو محسوس کیا کہ اس کی کوشش بیکار ہی جا رہی ہے۔ اب اس نے ان سے بات کرنے کو کہا تو چالیس سال کے قریب عمر کا ایک آدمی آگے بڑھا۔ وہ خاصہ پرسکون نظر آتا تھا۔

''ہم آپ سے سوال کر سکتے ہیں؟''

''ضرور کرو'' ڈائریکٹر نے جواب دیا لیکن اس کا سوال غیر متوقع تھا۔

''آپ ڈاکٹر ہیں یا مریضوں کی خدمت کرنے والے رضا کار ہیں؟'' وہ شخص آہستہ آہستہ بات کر رہا تھا مگر اس کی آواز اونچی تھی۔ اس کی شکل وصورت سے نظر آتا تھا کہ وہ بہت کچھ سہہ چکا ہے۔

سوال گستاخانہ تھا۔ ڈائریکٹر جانتا تھا کہ وہ کیا کہنا چاہتا ہے اس سوال نے اسے الجھن میں ڈال دیا۔ اس نے بہت کوشش کی مگر اسے کوئی معقول جواب نہیں سوجھا۔ ڈاکٹر اور ڈائریکٹر میں بہت فرق تھا۔ ڈاکٹر جذام کی بیماری متعدی امرض اور ان کے علاج کے بارے میں جانتا ہے اور ڈائریکٹر مریضوں کے ساتھ کیے جانے والے سلوک یا بدسلوکی کے بارے میں ہی جانتا ہے۔ لیکن ڈائریکٹر ایسا آدمی نہیں تھا جو جھک جائے۔ جب وہ کسی کام کا تہیہ کر لیتا تھا تو پھر کچھ بھی نہیں سوچتا تھا۔

لیکن اس وقت ڈائریکٹر کو اس آدمی کے غیر متوقع سوال کا جواب نہیں سوجھا۔ انہوں نے اسے اور زچ کرنے کی کوشش کی۔

''ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ ڈاکٹر ہیں جو ان کا علاج کرتے اور بیماری کو نہ پھیلنے سے روکنے کی کوشش کر رہے ہیں یا آپ رضا کار ہیں جو ہمیں بھی ان کے حالات کی طرف دھکیلنے کی کوشش کر رہے ہیں کیونکہ آپ کو ان سے بہت ہمدردی ہے۔

''یہ کہتے ہیں کہ یہ فوجی ہیں جو بغاوت کچلتے ہیں۔'' ہجوم میں سے کوئی چیخا۔ سوال کرنے والے کی نیت بھی کچھ اور ہی تھی۔ اس نے اپنی بات جاری رکھی۔

''میرا خیال ہے آپ جواب دینا نہیں چاہتے۔ کوئی بات نہیں۔ ہم بھی آپ کا جواب سننا

نہیں چاہتے۔ آپ ڈاکٹر ہیں یا رضا کار یا فوجی جو بغاوت کچلنا چاہتا ہے۔ ایک بات واضح ہے؟ آپ کو یہ بیماری کبھی نہیں لگی اور آپ بھی اس طرح اس بیماری سے ڈرتے ہیں۔ ہم یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں بس یہی کہنا چاہتے ہیں ہم۔''

''.....''

''ہمیں آپ اس لیے برا نہ کہیے کہ ہم آپ کی بات سننا نہیں چاہتے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ ہم اس کام کو اتنی اہمیت ہی ہیں دیتے جتنی آپ دے رہے ہیں۔ وقت گزرنے کے ساتھ آپ پر بھی یہ واضح ہو جائے گا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ منصوبہ کامیاب نہیں ہوگا۔ جس چیز کا ہمیں خطرہ ہے وہ یہ ہے کہ اگر منصوبہ ناکام ہوا تو کوڑھی لوگ ہنگامہ کھڑا کر دیں گے۔ یہ بات ہم اپنی وجہ سے نہیں کہہ رہے ہیں بلکہ آپ کی حفاظت کے لیے کہہ رہے ہیں۔ ہم آپ سے زیادہ انہیں جانتے ہیں۔ ہم ایک زمانہ سے انہیں دیکھ رہے ہیں۔ آپ جانتے ہیں انہوں نے کتنے قتل کیے ہیں۔ آپ ان کی اصل فطرت سے واقف نہیں ہیں۔ اگر یہ منصوبہ ناکام ہوا تو ایک اور ہولناک قتل ہو جائے گا۔ جیسے آپ نے کہا اگر ہم اپنے ہمسایوں کی پروا کرتے ہیں تو ہمیں ابھی اس منصوبے کو ختم کرانا ہوگا۔''

ڈائریکٹر کے پاس کہنے کو الفاظ نہیں تھے۔ اس شخص کو یقین تھا کہ منصوبہ ناکام ہو جائے گا۔ اس لیے وہ وہاں سے جانے کو تیار نہیں تھے۔ انہیں اپنا روزگار ختم ہونے کا اندیشہ بھی نہیں تھا۔ اس آدمی نے ایسے بات کی تھی جیسے وہ واقعی فکرمند ہے اور ڈائریکٹر کو خبردار کرنا چاہتا ہے۔ اس کی مدد کرنا چاہتا ہے اپنی طرح ایک صحت مند انسان کی حیثیت سے گویا ڈائریکٹر کو قائل کرنے کی کوشش کی جا رہی تھی۔

ڈائریکٹر اس آدمی کے خودغرض مقاصد کو خوب سمجھتا تھا۔ وہ اسے اپنی طرح صحت مند انسان کہہ کر اپنے ساتھ ملانا چاہتا تھا۔ وہ ڈائریکٹر کو صرف قائل کرنا ہی نہیں دھمکانا بھی چاہتا تھا۔

''اور بھی کوئی بات کرنا چاہتا ہے؟''

ڈائریکٹر نے چاروں طرف نظر دوڑائی کہ شاید اور کوئی بھی بولے۔ مگر باقی سب خاموش تھے جیسے وہ اس سے اتفاق کرتے ہیں۔

''اگر آپ بھی بیمار نہ رہے ہوں تو جو کچھ کہا گیا ہے اسے سمجھنے کی کوشش کیجیے۔'' ایک آدمی نے

MashalBooks.com

جس نے اپنا چہرہ دوسرے حملہ آوروں کے پیچھے چھپا رکھا تھا ایسے تمسخر بھرے انداز میں کہا کہ باقی سب ہنسنے لگے۔ وہ بات سننے کو تیار نہیں تھے۔ ڈائریکٹر چو کو غصہ آ گیا۔ ان سے بات کرنے کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔ انہیں قائل کرنا ممکن ہی نہیں تھا۔ ان کے ساتھ سختی سے کام لینے کی ضرورت تھی۔ اس نے جزیرے کو واپس جانے کا فیصلہ کیا لیکن جانے سے پہلے وہ اپنے عزم کا اظہار ایک بار اور کرنا چاہتا تھا۔

''آپ لوگوں سے بات کرنے کے لیے خاندان میں کوئی مریض ہونا ضروری ہے۔ اس لیے اب آپ سے بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ ایک بات میں آپ سے کہنا چاہتا ہوں۔ آپ چاہے مجھے ڈاکٹر سمجھیں' رضا کار سمجھیں یا فوجی' جو بغاوت کچلتا پھرتا ہے' میں ہنگامے برداشت نہیں کروں گا۔ بس ایک ہنگامہ ہو گیا۔ وہی بہت ہے۔

17

ستم ظریفی یہ ہے کہ وہ حملہ اس منصوبے کے لیے فائدہ مند ثابت ہوا۔ اس حملے سے مریضوں کے اندر ایک نیا جوش پیدا ہو گیا اور منصوبے سے ہمدردی پیدا ہو گئی۔ اس حملے میں زخمی ہونے والے جب جزیرے پر لائے گئے تو مریضوں نے ان کا استقبال ایسے کیا جیسے جنگ سے فتح یاب ہو کر لوٹنے والوں کا کیا جاتا ہے۔ وہ پہلے مرحلے پر کام کرنے کے لیے فوراً ہی روانہ ہو گئے۔ جب ڈائریکٹر واپس آیا تو ان لوگوں کو کام پر لے جانے والی کشتی روانگی کے لیے تیار تھی۔ مریضوں نے خود ہی اپنے آپ کو گروپوں میں تقسیم کر لیا تھا اور بڑے نظم وضبط کے ساتھ روانہ ہو رہے تھے۔ کشتی روانہ ہوئی تو ان لوگوں نے ''سوروک کا گیت' گانا شروع کر دیا۔ ان کی آوازیں سمندر پر چھائی ہوئی تھیں۔ جو لوگ انہیں رخصت کرنے آئے تھے وہ تالیاں بجا رہے تھے۔ یہ بہت ہی شاندار منظر تھا۔ جزیرہ سوروک چھوڑنے کا ان کا خواب نصف صدی بعد پورا ہو رہا تھا۔

ڈائریکٹر چو نے اپنی کشتی کا رخ اوما جزیرے میں ہونے والی تعمیرات کی طرف موڑ دیا۔

''ڈائریکٹر چو زندہ باد۔''

کارکنوں نے ڈائریکٹر کو پہچان کر زور زور سے نعرے لگائے۔ خوشی سے ڈائریکٹر کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اسے صبح کے واقعات یاد آ گئے۔

MashalBooks.com

''خداوندا' ان کی یہ خوشیاں مایوسی میں نہ بدل جائیں۔ انہیں یہ طاقت عطا کر کہ وہ ہر رکاوٹ دور کر لیں اور جو مقصد وہ حاصل کرنا چاہتے ہیں اسے حاصل کر لیں۔'' ڈائریکٹر عیسائی نہیں تھا مگر وہ بار بار یہ دعا مانگ رہا تھا۔

کشتی تعمیرات کی جگہ پہنچی تو اس نے باقی لوگوں کو لانے کے لیے اسے واپس بھیج دیا۔ پھر اس نے ہدایات دینا شروع کیں۔ سورج غروب ہونے سے پہلے پہلا گروپ وہاں پہنچ چکا تھا۔ تین ہزار کارکنوں میں سے اس نے تین سو کارکن چنے اور جزیرہ نما پی انگنم اور جزیرہ اوڈونگ کے درمیان پہلا پشتہ تعمیر کرنے کے کام پر انہیں لگا دیا۔ چھ سو آدمی جزیرہ نما پونگم سے جزیرہ اوما تک تیسرا پشتہ بنانے پر لگا دیئے گئے۔ باہر سے آنے والے مزدور پہلے ہی جزیرہ اوما اور جزیرہ وڈونگ کے درمیان دوسرا پشتہ بنانے پر لگائے جا چکے تھے۔ ایک ہزار کارکنوں میں سے اس نے ایک سو ایسے آدمی منتخب کیے جو جسمانی طور پر کمزور تھے اور انہیں سامان کی تقسیم اور حساب کتاب پر لگا دیا۔ سورج غروب ہونے تک پی انگنم اور پونگم جزیرہ ناؤں کے پشتوں کے ساتھ خیموں کا شہر آباد ہو گیا۔ ڈائریکٹر نے خبردار کیا کہ پڑوس کے لوگ دوبارہ حملہ کر سکتے ہیں۔

اصل کام دوسری صبح شروع ہوا۔ پہلا کام یہ کیا گیا کہ پہاڑیوں سے پتھر نکال کر سمندر میں پھینکے گئے۔ پہلا پشتہ بنانے کے لیے جزیرہ نام پی انگنم کے سرے پر پہاڑی کو ہموار کیا گیا اور تیسرا پشتہ بنانے کے لیے خلیج کے نیچے بھی جزیرہ منجائے کو توڑنا شروع کیا گیا۔ مزدور جزیرے اور پہاڑی سے پتھر اپنی پیٹھ پر لاد کر کشتیوں تک لاتے اور پھر انہیں سمندر میں بجلی کے قمقموں کے ساتھ پھینک دیتے۔ کام آسان تھا' وہ بہت پرانا طریقہ استعمال کر رہے تھے مگر وہ خطرناک بھی تھا۔ وہ سمندر میں پتھر پر پتھر پھینکتے جاتے حتیٰ کہ وہ پانی سے باہر نظر آنے لگے۔ ان پتھروں کو آٹھ میٹر سے زیادہ نیچے تک لے جانا اور تیرہ میل کی چوڑائی تک پھیلانا ضروری تھا۔ اس کے بعد ہی پانی کے اوپر نظر آ سکتے تھے۔ یہ بہت لمبا کام تھا اور کوئی یقین نہیں کرتا تھا کہ پشتہ کب نظر آنا شروع ہو۔ ڈائریکٹر صرف مزدوروں کی خود اعتمادی اور ان کی قوت برداشت پر بھی بھروسہ کر سکتا تھا۔

خوش قسمتی سے مزدوروں کا جوش و خروش ڈائریکٹر کی توقعات سے بھی زیادہ تھا۔ ان کے حوصلے بھی بہت بلند تھے۔ صبح سے رات تک پتھروں کی دو کانوں سے ڈائنامائیٹ کے دھماکوں کی آوازیں

MashalBooks.com

آتی رہتی تھیں۔ پیٹھ پر پتھر لادے مزدوروں کی لمبی لمبی قطاریں چیونٹیوں کی قطاریں نظر آتیں۔ رات کو جب تمام روشنیاں جل رہی ہوتیں تو سارا سمندر جگمگا رہا ہوتا۔ جب سمندر کی لہریں بلند ہوتیں تو مزدوروں کے کام کی رفتار اور بھی بڑھ جاتی۔

مزدوروں نے ہفتہ بھر اتنی محنت کی کہ وہ تھک گئے اور مزید کام کرنے کے قابل نہ رہے۔ اس لیے مہینے بعد شفٹ تبدیل کرنے کا پروگرام بدلنا پڑا۔ اب شفٹ تبدیل کرنے کا درمیانی وقفہ پندرہ دن کر لیا گیا لیکن مریضوں کی طرف سے کوئی شکایت نہیں تھی۔ کام سے بھاگنے کی کوئی بھی کوشش نہیں کرتا تھا اور شکایت بھی نہیں کرتا تھا۔ انہیں ڈائریکٹر کی ہدایات اور کسی قسم کی حوصلہ افزائی کی ضرورت نہیں تھی۔ تعمیر کے مقام پر نظم و ضبط' رہنے سہنے کی سہولتوں' نگرانی اور انتظام و انصرام سب لوگوں کی کونسل اور خود مریضوں کے زیر نگرانی تھا۔ اس کی وجہ ہوانگ اور کونسل کا تعاون تھا۔ البتہ یہ مزدوروں کی ہمت اور ان کے لیے عزم کے بغیر ہو بھی نہیں سکتا تھا۔ ڈائریکٹر پوری طرح مطمئن تھا۔

پہلے اور تیسرے پشتے پر کام کی رفتار دوسرے پشتے پر کام کی رفتار سے کہیں زیادہ تھی۔ دوسرے پشتے پر صحت مند مزدور کام کر رہے تھے۔ ڈائریکٹر کو سب سے زیادہ خوشی ہوانگ سے مل کر ہوتی تھی۔ جب سے ہوانگ کو ڈائریکٹر کا معاون مقرر کیا گیا تھا اس وقت سے وہ ہمیشہ موقع پر موجود ہوتا۔ اگرچہ وہ خواہ مخواہ ادھر ادھر گھومتا پھرتا مگر اس کے چہرے سے اس کام کے ساتھ اس کی

MashalBooks.com

بچوں کے الگ الگ اسکول ختم ہونے کے بعد اور ایک ہی اسکول میں تمام بچوں کی تعلیم شروع کرنے کے بعد بھی ہیوون اچھی طرح تمام بچوں پر توجہ دیتا رہا۔ جزیرے میں یہ بات پھیلی ہوئی تھی کہ دوسری عورتوں کے مقابلے میں ہیون کے ساتھ اس کے تعلقات دوسری قسم کے تھے۔ سانگوک کے سامنے اس نے میون سے اپنی محبت کا اعتراف کر لیا تھا لیکن وہ میون کو اس بات پر رضامند نہیں کر سکا تھا کہ وہ جزیرہ سے چلی جائے۔ لوگ کہتے ہیں کہ سانگوک کو تنگ کرنے کا یہ ایک اور طریقہ تھا۔

چونکہ میون بھی ہیوون سے محبت کرنے لگی تھی اس لیے وہ اس سے دور بھاگنے لگا تھا۔ اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ میون سے سچی محبت نہیں کرتا۔ اس لیے وہ اس کے سامنے آنے سے گھبراتا تھا۔ نشے کی عادت چھوڑنے والے کی طرح ہیوون اپنے غم خود ہی برداشت کرتا رہتا تھا۔

ہیوون کے لیے اس کی بیماری اس کے لیے دوا کی طرح تھی جس نے اسے زندہ رکھا ہوا تھا۔ اپنی بیماری کی وجہ سے وہ ساری دنیا سے نفرت کرتا تھا اور سب کو برا بھلا کہتا رہتا تھا حالانکہ اس دنیا نے اسے زندہ رہنے کی طاقت بخشی تھی۔ گلابی رنگ سے اس کی وابستگی اپنے آپ کو مصروف رکھنے کا ایک طریقہ تھا۔

سانگوک جو عام طور پر ایسے معاملات سے دور ہی رہتا تھا اور معاملات بگاڑ بھی دیا کرتا تھا میون اور ہیوون کے تعلقات میں بہت دلچسپی لیتا تھا۔ یہ بات اس نے ڈائریکٹر کو بھی بتائی تھی۔

ہیوون اپنی نفرت کا مرکز کھو بیٹھا جب میون نے اس سے اپنی محبت کا اظہار کر دیا۔ اس نقصان کے بعد اس پر مایوسی کے دورے پڑنے لگے۔ اس نے کئی عورتوں سے جھوٹی محبت کے دعویٰ کیے تھے لیکن وہ نہیں جان سکتا تھا کہ کیا وہ واقعی محبت کرنا چاہتا ہے۔ میون نے اس کے اندر سچی محبت کی شمع جلائی تھی اور اسے یہ سوچنے پر مجبور کیا تھا کہ اب تک وہ اپنے آپ کو دھوکا دیتا رہا ہے۔

ہیوون کے لیے بہتر یہ تھا کہ میون صاف صاف انکار کر دیتی۔ اس کے دماغ میں جو خواب آیا ہوا تھا اور جسے اس نے اپنے آپ سے بھی چھپایا ہوا تھا وہ اچانک سامنے آ گیا تھا۔ ایک صحت مند عورت سے اسے محبت ہو گئی تھی۔ اس نے اسے پریشان کر دیا۔ وہ جانتا تھا کہ اس سے نفرت کرنے کے بجائے محبت کرنا زیادہ تکلیف دہ اور مشکل ہو گا۔ اس وجہ سے وہ زبردست مایوسی کا شکار ہو گیا۔

ڈائریکٹر نے سانگوک کے رویہ میں جلن کی بو سونگھ لی اور مسکرایا۔ اس نے دوسرے لوگوں سے

MashalBooks.com

سنا کہ میون نے جو کہا وہ سانگوک کو سزا دینے کے لیے تھا۔ اس نے اندازہ لگایا کہ دونوں کے درمیان مقابلہ ہے۔ اگر میون نے دونوں کے درمیان رقابت پیدا کر دی ہے تو اس کا خیال تھا کہ ہیوون کسی نہ کسی طرح اس کا حل نکال لے گا۔ سانگوک کا دانشورانہ انداز اس جھگڑے کو طول ہی دے سکتا ہے۔

اے ہیوون کی وہ نظم یاد آئی جو اس نے اپنی بہن کے لیے لکھی تھی جو مریضوں کے علاقے میں رہتی تھی۔ یہ نظم رسالے میں چھپی بھی تھی۔ وہ نظم بہن کے درد میں شریک ہونے کی کوشش نہیں تھی بلکہ اپنے آپ کو سمجھنے کا ایک ذریعہ تھی۔ ڈائریکٹر سانگوک کے غم زدہ چہرے کو دیکھتا رہا اور سوچتا رہا کہ ہیوون اپنی مایوسی کے ذریعہ یہ مسئلہ حل کر دے گا۔ کورا رسالے میں چھپنے والی ہیوون کی نظم یہ تھی۔

گلابی رنگ نے تیرے چہرے پر پھلکاری بنا دی ہے
کوئی انہیں پھول نہیں کہتا
ہم بھی نہیں
تیرے خوبصورت رنگ کے لیے
اگر بہنے والے آنسو پھول بن جائیں
بہن ہم پھولوں بھرے راستے پر چلیں گے

ایک دن ڈائریکٹر نے ہیوون کو دوسرے مزدوروں کے ساتھ پتھر ڈھوتے دیکھا۔ یہ لوگ پہلے پشتے کے لیے پتھر لے کر جا رہے تھے۔

''میری بہن ابھی تک مریضوں کے علاقے میں ہے۔ میں اس کی وجہ سے یہاں آیا ہوں۔ میرے اندر ہمت نہیں ہے مگر صرف اس کے لیے کام کر رہا ہوں۔'' ہیوون نے ڈائریکٹر کو قریب سے گزرتے دیکھا تو ہکلاتے ہوئے کہا۔ ڈائریکٹر نے سر ہلایا۔ اسے اس بات سے غرض نہیں تھی کہ وہ کس کی وجہ سے کام کر رہا ہے۔ اس نے اپنی صاحب فراش بہن کے لیے نظم لکھی ہے یا میون کی وجہ سے ایسے جو غم لاحق ہیں انہیں دور کرنے کے لیے لکھی ہے۔ اس کی غرض تو یہ تھی کہ سب لوگ ایک ہی مقصد کے لیے مل جل کر کام کرتے رہیں۔ اسے دیکھ کر ڈائریکٹر کو اپنے کام کی افادیت پر ایک بار پھر اعتماد پیدا ہو گیا۔

لیکن سب سے زیادہ اطمینان اسے اس وقت ہوا جب فٹ بال کا ایک کھلاڑی جو فرار ہو گیا تھا

MashalBooks.com

واپس آ گیا اور دوسرے مریضوں کے ساتھ کام پر لگ گیا۔ یہ پوکلسانگ تھا۔ فٹ بال کے کھیل میں اپنی مہارت کی بناء پر سب سے نمایاں نظر آتا تھا۔ ڈائریکٹر اس پر خاص توجہ دیتا تھا لیکن تعمیرات کے مشکل مرحلے پر اس نے فٹ بال کی ٹیم چھوڑ دی تھی اور جزیرے سے بھاگ گیا تھا۔ وہ غدار تھا لیکن اچانک وہ سانگوک کے ساتھ نمودار ہوا اور ہیڈکوارٹر میں ڈائریکٹر سے ملنے آ گیا۔ ڈائریکٹر کو معلوم ہو کہ وہ کئی دن سے کام کر رہا ہے وہ بہت ہی خوش ہوا۔ ڈائریکٹر جانتا تھا کہ وہ واپس کیوں آیا ہے مگر اس سے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں تھی۔

''اب تم واپس آ گئے ہو تو تم سے کچھ نہیں کہا جائے گا لیکن اگر دوبارہ ایسا ہوا تو پھر ہم دیکھ لیں گے۔'' ڈائریکٹر نے ترشی کے ساتھ اس سے کہا لیکن وہ اس کا شکر گزار بھی تھا۔

البتہ ایک شخص ایسا تھا جو ابھی تک پراسرار تھا وہ تھا سانگوک۔ ڈائریکٹر کے معاون کی حیثیت سے ہمیشہ وہ اس کے ساتھ ہی رہتا تھا لیکن وہ ڈائریکٹر کی نیت پر شک کرتا رہتا تھا اور اعتراض بھی بہت کرتا تھا۔ وہ ڈائریکٹر کی ہدایات پر پوری طرح عمل کرتا تھا مگر ایسا لگتا تھا جیسے وہ دل سے کام نہیں کر رہا ہے۔ وہ پورے جوش و خروش سے کام نہیں کرتا تھا اور کوئی مشورہ بھی نہیں دیتا تھا۔

''کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ جزیرے سے اب اور کوئی فرار نہیں ہوگا۔ اس کا انحصار اس بات پر ہے کہ منصوبے کے مطابق کام مکمل ہوتا ہے یا نہیں۔''

یہ سانگوک ہی تھا جو کلیسانگ کو لیا تھا اور یہ بھی سانگوک ہی تھا جس نے غیر ارادی طور پر اسے دھمکی دی تھی کہ اگر پھر اس نے فرار ہونے کی کوشش کی تو اچھا نہیں ہوگا کیونکہ اس سے مریضوں پر اچھا اثر نہیں پڑے گا۔ سانگوک کے سوا ہر شخص محنت سے کام کرتا تھا مگر سانگوک بھی چونکہ اپنی ذمہ داریاں پوری کرتا تھا اس لیے کہا جا سکتا ہے کہ وہ بھی اپنے طور پر محنت کرتا تھا..... اگرچہ پروجیکٹ اپنے ابتدائی مراحل میں تھا مگر ڈائریکٹر چو اس کے نتائج دیکھنے کے لیے بے چین رہتا تھا۔ مزدور پسینے میں نہائے ہوئے اپنی پیٹھ پر پتھر لادے (دن رات) ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتے رہتے تھے۔ جب سمندر کی لہریں زیادہ بلند ہوتیں تو وہ پتھروں سے بھری کشتیاں کھے کر لے جاتے۔

دھام دھوم دھمک

پتھر توڑتے' سمندر میں پتھر پھینکتے اور پیٹھ پر پتھر لادے مزدوروں کے گانے کی آوازیں آتی

رہتیں۔ مزدور اپنی تکلیف کم کرنے کے لیے گانے گاتے رہتے تھے۔تعمیرات کی جگہ پر افراتفری کا عالم رہتا۔مزدوروں کو خبر ہی نہ ہوتی کہ کب دن نکلا اور کب رات ہوئی۔ ان کے ہاتھ پاؤں زخمی ہوتے اور چہرے اور کاندھے کوئلے کی طرح کالے ہو جاتے۔

18

لیکن دو ہفتے بعد ہی ڈائریکٹر نے شفٹ بدل دی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ مزدوروں نے جوش و خروش میں اتنی محنت کی تھی کہ وہ زخمی ہونے لگے تھے اور بیمار بھی پڑ گئے تھے۔ دس دن کے اندر کام کی رفتار بہت سست ہو گئی تھی۔ مسلسل ایک مہینے کام کرنا ممکن نہیں رہا تھا۔ چنانچہ ڈائریکٹر نے پہلی شفٹ بدلنے کا فیصلہ کیا۔

ڈائریکٹر کے حکم سے ایک ہزار کارکن دو ہفتے بھی ہی جزیرہ سوراک واپس بھیج دیئے گئے۔ ٹونگ سینگ کی گودی پر دوسری شفٹ انتظار کر رہی تھی اسے وہاں بھیج دیا گیا۔ گودی پر ایک بار پھر ہلچل شروع ہو گئی۔ کچھ لوگ آنے والوں کا استقبال کر رہے تھے تو کچھ لوگ جانے والوں کو رخصت کر رہے تھے۔ اندھیرا بڑھتا جا رہا تھا مگر گودی روشنیوں سے جگمگا رہی تھی۔ استقبال کرنے والے ایسے خوش تھے جیسے ان کا برسوں کا بچھڑا ہوا محبوب واپس آ رہا ہو۔ اور جو لوگ اپنے عزیزوں اور دوستوں کو رخصت کر رہے تھے ان کی آنکھوں میں آنسو تھے اور ان کا وہاں سے جانے کو جی نہیں چاہ رہا تھا۔ ان لوگوں کے لیے جو ایسے مقام پر رہتے تھے جہاں سے جانے والے کبھی واپس نہیں آتے تھے ، کسی کو رخصت کرنا یا دوبارہ ملانا بہت ہی قیمتی تجربہ تھا۔

اس کے دو ہفتے بعد پھر شفٹ بدل گئی اور گودی پر پوری طرح ہلچل شروع ہو گئی۔ دو مہینے گزر گئے۔ کسی دشواری یا ردوبدل کے بغیر کام چلتا رہا۔ جولائی اور اگست آئے اور چلے گئے۔ جب ستمبر آیا اور سردی شروع ہوئی تو ڈائریکٹر کو بے چینی شروع ہو گئی۔ سمندر میں جتنے بھی پتھر پھینکے جاتے وہ غائب ہو جاتے۔ وہاں سے پشتہ ابھرتا ہوا نظر نہ آتا۔ اسے یہ امید تو نہیں تھی کہ ایک دو ہفتے میں ہی پشتہ بن جائے گا مگر کسی قسم کے آثار نظر آئے بغیر کام کیے جانا بھی مشکل کام تھا۔ اسے ڈر تھا کہ سمندر میں جو پتھر پھینکے جاتے ہیں وہ فوراً ہی بہہ جاتے ہیں اور وہاں کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ آخر غوطہ خور نیچے بھیجے گئے جنہوں نے یقین دلایا کہ پتھر سمندر کی تہہ میں موجود ہیں لیکن اس کی بے چینی

MashalBooks.com

بڑھتی ہی گئی۔ وہ ان مزدوروں سے بھی ڈرنے لگا جو کسی شکایت کے بغیر پتھر ڈھونے میں لگے رہتے تھے۔ اسے سمندر سے بھی ڈر لگنے لگا تھا جب اس میں پتھر پھینکے جاتے تو سفید بلبلے ہی ابھرتے ہیں۔ اور وہ اپنے آپ سے بھی ڈرنے لگا۔

ایک سہ پہر کو ڈائریکٹر نے ایک منحوس افواہ سنی۔ پروجیکٹ شروع ہونے کے بعد یہ پہلی افواہ تھی۔ اس کا تصور بھی اس نے کبھی نہیں کیا تھا۔ ایک غیر متوقع شخص کے ذریعہ یہ افواہ اس تک پہنچی۔ حسب معمول وہ جزیرہ کے صدر دفتر سے ساحل کو دیکھ رہا تھا جہاں ابھی تک پشتہ نمودار نہیں ہوا تھا۔ وہ خیالوں ہی خیالوں میں دیکھ رہا تھا کہ کسی بھی لمحے غضبناک مزدوروں کا جلوس اس کی طرف بڑھتا چلا آئے گا۔ پھر اس نے ایک گروہ دیکھا جو پہاڑی کی چوٹی کی طرف آ رہا تھا وہاں صدر دفتر تھا۔

وہ ہوشیار ہو گیا وران کے پہنچنے کا انتظار کرنے لگا۔ جلد ہی اسے محسوس ہوا کہ یہ لوگ مریض نہیں ہیں بلکہ دوسرے پشتے کے لیے باہر سے آنے والے مزدور ہیں۔ حیرت کی بات تھی اس غضبناک ہجوم میں ایک دبلا پتلا چھوٹے قد کا کمزور سا آدمی بھی تھا جسے وہ گھسیٹ رہے تھے۔ وہ ڈائریکٹر کی طرف ہی آ رہے تھے۔ ڈائریکٹر نے سوچا شاید کوئی حادثہ ہو گیا ہے مگر خوش قسمتی سے حادثہ نہیں ہوا تھا۔

''ڈائریکٹر صاحب۔ اس سے بات کیجیے۔ کچھ گڑبڑ نظر آتی ہے۔'' اس مریض نے کہا جو ریکارڈ کیشئر کا کام کرتا تھا اور اس آدمی کو ڈائریکٹر کی طرف دھکیل دیا۔ ڈائریکٹر کی سمجھ میں نہیں آیا کہ کیا بات ہے۔ اس لیے اس نے پوچھا کہ کیا بات ہے۔

''یہ دہاڑی دار مزدور نہیں ہے۔ یہ دوسرے مزدوروں کی طرح یہاں کمائی کرنے نہیں آیا ہے۔ اب آپ اس سے پوچھیے یہ یہاں کیوں آیا ہے۔'' مریض نے کہنا شروع کیا۔ باہر سے آنے والے مزدوروں میں یہی آدمی ایسا تھا جو اس قسم کے کام کا تجربہ رکھتا تھا کہ پیٹھ اور پتھر اٹھا کر کیسے چلا جاتا ہے۔ جب اس سے پوچھا گیا کہ تم نے پہلے کہیں کام کیا ہے تو اس نے تسلی بخش جواب نہیں دیا۔ ریکارڈ کیشئر نے دو تین دن اس کی نگرانی کی اور پھر اس سے معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی جس کا وہ جواب نہیں دے سکا۔ چونکہ اس نے کچھ بتانے سے انکار کر دیا تھا۔ اس لیے اس پر شبہ اور بھی پختہ ہو گیا۔ اس لیے ہم اسے یہاں لے کر آئے ہیں۔''

MashalBooks.com

ڈائریکٹر نے اس آدمی کو غور سے دیکھا۔ وہ چھوٹے قد کا آدمی تھا مگر اس کے کاندھے بہت چوڑے تھے۔ کالے فریم کی عینک میں سے اس کی معصوم مگر بہت تیز آنکھیں ڈائریکٹر کو گھور رہی تھیں۔

اس کے کپڑے پسینے اور مٹی میں اٹے ہوئے تھے جس سے اندازہ ہوتا تھا کہ وہ محنت سے کام کرتا رہا ہے لیکن ڈائریکٹر کو بھی محسوس ہوا کہ وہ وہاں جس قسم کا کام کر رہا ہے اس کام سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

''اس کے ہاتھ دیکھیے اور اس کے ہاتھ دیکھ کر ہی آپ کہہ سکتے ہیں کہ یہ دہاڑی دار مزدور نہیں ہے۔'' اس آدمی کے قریب کھڑے ہوئے ایک مزدور نے اس طرح مکا اٹھاتے ہوئے کہا جیسے وہ اس کے منہ پر مار دے گا۔

ڈائریکٹر نے اس آدمی کے ہاتھ دیکھے اگرچہ وہ چھلے ہوئے تھے اور ان پر چھالے بھی پڑے ہوئے تھے اس کے باوجود نظر آتا تھا کہ اس نے یہ کام پہلے کبھی نہیں کیا۔

''تم یہاں کیوں آئے ہو؟'' ڈائریکٹر نے سختی سے سوال کیا۔ اب وہ آدمی بولا۔

''سچی بات یہ ہے کہ میں ڈیلی نیوز کا رپورٹر ہوں۔'' ڈائریکٹر کا خیال بھی یہی تھا۔

''اپنا شناختی کارڈ دکھاؤ۔''

''میں یہاں سے جانے کی تیاری کر رہا تھا۔ مجھے اندازہ ہو گیا تھا کہ یہاں کوئی خاص خبر نہیں مل سکتی لیکن'' اس نے خجالت کے ساتھ مسکراتے ہوئے کہا اس کے ساتھ ہی اس نے مٹی بھرے کوٹ کی جیب سے اپنا شناختی کارڈ نکالا۔

''میں نہیں جانتا تھا کہ یہاں سے دلچسپ خبریں بھی مل سکتی ہیں۔''

ڈائریکٹر نے کبھی اس آدمی کو اور کبھی اس کے شناختی کارڈ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

اسی شام ڈائریکٹر نے ڈیلی نیوز کے رپورٹر سے ناخوشگوار افواہ سنی۔ وہ کسی مقصد سے بھی جزیرے پر نہیں آیا تھا۔ بہرحال ڈائریکٹر اس کا شکر گزار تھا کہ اس نے پروجیکٹ سے اتنی دلچسپی تو لی۔ اس نے اس آدمی کو شام کے کھانے پر بلایا۔ اس طرح وہ کشیدگی بھی ختم کرنا چاہتا تھا جو اس آدمی وجہ سے پیدا ہو گئی تھی۔ اس آدمی نے اپنا نام ای چونگٹ آئے بتایا۔ ڈائریکٹر کو معلوم ہوا کہ وہ

MashalBooks.com

جزیرے اور پروجیکٹ کے بارے میں کافی معلومات اکٹھی کر چکا ہے۔ وہ تعمیرات کے مقام، وہاں کے ماحول اور مریضوں کے حوصلے کے بارے میں تفتیش کر رہا تھا۔

''آپ بزرگ ہوانگ کو جانتے ہیں جو اوما بحالیاتی گروپ کا معاون انچارج ہے؟'' اس نے اچانک سوال کیا: ''کیا آپ جانتے ہیں کہ وہ جزیرے پر کیوں آیا؟''

''ہاں۔ تھوڑا بہت سنا ہے مجھے اس کے ماضی سے دلچسپی نہیں ہے مگر بات کیا ہے؟ اس کے یہاں آنے کے پیچھے کوئی واقعہ ہے؟'' ڈائریکٹر کی سمجھ میں نہیں آیا کہ آخر وہ کہنا کیا چاہتا ہے۔ اس آدمی نے دو مرتبہ سر ہلایا جیسے وہ جانتا ہے کہ ڈائریکٹر کو کچھ نہیں معلوم۔''

''اس کے پیچھے ایک ہولناک کہانی ہے۔ دراصل صرف اس کا ماضی ہی ایسا نہیں ہے۔ اس جزیرے پر جو بھی آیا ہے اس کے ساتھ کوئی نہ کوئی واقعہ ضرور منسوب ہے۔ میں تو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کبھی نہ کبھی ہوانگ اپنی کہانی خود ہی سنا دے گا۔''

''میری سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ تم کہنا کیا چاہتے ہو؟''

''چلیے۔ میں اصل بات بتاتا ہوں۔ جزیرے پر رہنے والا جو آدمی بھی ہوانگ کو جانتا ہے یہ یقین رکھتا ہے کہ ہوانگ جب بھی اپنے ماضی کا قصہ سناتا ہے تو کوئی بھیانک واقعہ ہو جاتا ہے۔ اب تک ایسا ہی ہوتا آ رہا ہے۔ وہ اپنے ماضی کے بارے میں بات کرنا پسند نہیں کرتا مگر جب بھی وہ اس کا ذکر کرتا ہے تو کوئی نہ کوئی المناک واقعہ ہو جاتا ہے۔ یہ جاپانی قبضے کے دوران میں بھی ہوا اور آزادی کے بعد بھی۔ جب بھی یہ بوڑھا آدمی اپنا ماضی یاد کرتا ہے تو بدلے کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔''

''.....''

''یہ جو پشتہ ہے۔ آپ کا کیا خیال ہے وہ کب اوپر آ جائے گا؟'' اگر پشتہ جلد اوپر نہ آیا تو آپ پروجیکٹ مکمل ہونے سے پہلے ہی ہوانگ کی کہانی سن لیں گے۔ اگر ایسا ہوا تو آپ.....''

''میں سمجھ گیا۔'' ڈائریکٹر نے اس کی بات کاٹی۔'' تمہارا خیال ہے ہم کامیاب نہیں ہوں گے۔''

اس نے سوچا اسے ایک اور جھگڑالو آدمی مل گیا ہے۔ چونگٹ آئے نے دوسرے مزدوروں کے

MashalBooks.com

ساتھ اپنی پیٹھ پر اس وقت تک پتھر ڈھوئے تھے جب تک اس کی کھال نہیں ادھڑ گئی تھی۔ ڈائریکٹر کے کہنے کے باوجود اس نے وہاں سے جانے سے انکار کر دیا۔ وہ چند دن اور مزدوروں کے ساتھ رہنا چاہتا تھا۔ ڈائریکٹر اپنا کام جاری رکھنا چاہتا تھا مگر اس آدمی کے مشورے کے بعد اس کا ارادہ ڈھلمل ہونے لگا تھا۔ اس آدمی سے اپنی کمزوری چھپاتے ہوئے ڈائریکٹر نے کہا۔ ''میں پہلے ہی جانتا ہوں کہ اگر پشتہ باہر نہ آیا تو کیا ہوگا لیکن پروجیکٹ شروع کرنے سے پہلے اس نے ہوانگ کے سامنے اس لوگوں کے لیے حلف اٹھایا تھا۔ بہرحال میں ہوانگ سے خوف زدہ نہیں ہوں۔ تم اسے جتنا بے صبرا سمجھتے ہوں وہ اتنا نہیں ہے۔''

''اگر پشتہ باہر آنے کے آثار نظر نہ آئے تب بھی؟''

''آخر ایک دن تو پشتہ باہر آئے گا نا۔ میں اس دن کا انتظار کر رہا ہوں۔''

''آپ سمجھتے ہیں ہوانگ عمر بھر انتظار کرتا رہے گا؟''

''ہاں ہاں۔ ہوانگ ہی نہیں تمام جزیرے والے بڑے صبر کے ساتھ اس دن کا انتظار کر رہے ہیں۔ وہ تمہاری توقع سے زیادہ انتظار کر سکتے ہیں۔ تم نے زیرِتعمیر جگہ پر انہیں دیکھا ہے۔ ان کا جوش بالکل ٹھنڈا نہیں پڑا ہے۔''

''واقعی آپ یہ سمجھتے ہیں؟''

اس آدمی نے سنجیدگی سے پوچھا۔ اس نے شراب کا گلاس چڑھایا اور پھر بولا۔

''بظاہر جو آپ کو نظر آتا ہے اس پر اعتبار نہ کیجیے۔ میں ایک آدمی سے ملا ہوں جو ہوانگ کی کہانی سننے کو بے تاب ہے۔ کہتے ہیں کہ کارکنوں کا جوش برقرار رہے لیکن میں جب یہاں آیا تھا اس وقت میں اور آج میں بہت فرق محسوس ہوتا ہے۔ اب تو صرف چند دن کی بات ہے۔ کوئی پوچھ رہا تھا کہ ہوانگ نے ابھی اپنی کہانی سنائی یا نہیں؟ اس کی کہانی سننے والوں کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ ہوانگ کو بھی اس کا علم ہے حالانکہ اس نے خود اپنے کانوں سے نہیں سنا۔''

''.....''

ڈائریکٹر کو اپنے کانوں پر یقین نہیں آیا۔ اسے محسوس ہوا کہ جس بات سے وہ ڈرتا تھا وہ سامنے آ رہی ہے۔ اچانک اسے سانگلوک کا مسکراتا ہوا چہرہ یاد آ گیا۔ چونگٹ آئے اسے وہی باتیں بتا رہا تھا

جو اس نے دیکھی اور سنی تھیں۔ ڈائریکٹر محض اپنے یقین اور ارادے کے بل پر حالات نہیں بدل سکتا۔ اس کے علاوہ وہ ہوانگ اور جزیرے کے باقی لوگوں پر نکتہ چینی بھی نہیں کر سکتا لیکن وہ اپنی توقعات اور اپنی خواہش ان پر قربان بھی نہیں کر سکتا۔ چونگشٹ آئے تو معلوم ہوتا تھا کہ ڈائریکٹر کا اعتماد ہی ختم کرنے پر تلا ہوا ہے۔

''ایسی کوئی وجہ نہیں ہے کہ خواہ مخواہ آپ کو ہوانگ کی کہانی سناؤں اور یہ کوئی خوشگوار کہانی بھی نہیں ہے۔ امید ہے آپ نے کسی اور سے بھی یہ کہانی نہیں سنی ہوگی۔ خاص طور پر ہوانگ سے نہیں سنی ہوگی۔'' وہ شخص ڈائریکٹر کو خبردار کر رہا تھا۔ یہی تنبیہ ان لوگوں نے بھی کی تھی جنہوں نے جزیرے پر حملہ کیا تھا۔

''.....''

''بہرحال آپ کو ہمیشہ انتظار نہیں کرنا پڑے گا لیکن یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ وہ لوگ کب تک انتظار کریں گے۔''

19

ایک مہینہ اور گزر گیا اور پشتہ ابھی تک پانی سے باہر نہیں آیا تھا۔ کام کی رفتار بھی کم ہوتی جا رہی تھی مگر ڈائریکٹر چوکچھ نہیں کر سکتا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کارکنوں کی ہمت کیسے بڑھائی جائے۔ وہ صرف انتظار ہی کر سکتا تھا۔ اس نے البتہ یہ کام کیا کہ جو مزدور اپنی پیٹھ پر پتھر لے کر جاتے تھے ان کے لیے ایسی گاڑیاں منگا دیں جن پر پتھر ڈھوئے جا سکتے تھے۔ اس کے بعد پھر وہ پشتہ نظر آنے کا انتظار ہونے لگا۔ ایک ایک دن ایک ایک سال کا معلوم ہوتا تھا' حالات ناقابل برداشت ہوتے جا رہے تھے۔

ڈائریکٹر بھی تھک گیا تھا۔ وہ پریشان تھا کہ منجائے کا آدھا جزیرہ سمندر کے اندر پھینکا جا چکا ہے۔ جاڑوں کا موسم قریب آ رہا تھا۔ کئی لوگ ایسے تھے جو رات کو کام کرنے سے کتراتے تھے ان کی حالت دیکھ کر معلوم ہوتا تھا کہ ان کے لیے کام کرنا مشکل ہو جائے گا لیکن چونکہ پشتے کے ابھی کوئی آثار نہیں تھے اس لیے اس کا خیال تھا کہ اگر جلد ہی پشتہ تیار نہ ہوا تو اگلے موسم بہار تک کام رکوانا پڑے گا۔ اس بارے میں اسے جلدی فیصلہ کرنا تھا۔

MashalBooks.com

ڈائریکٹر ہوانگ سے ملنے سے ڈرتا تھا۔ اسے ڈر تھا کہ وہ اپنے ماضی کے قصے سنانا شروع کر دے گا۔ اگرچہ وہ اس بوڑھے آدمی سے ڈرتا تھا پھر بھی وہ بڑی بے چینی سے انتظار کرتا رہا تھا کہ کب وہ اپنی کہانی سنائے۔ انہی دنوں ایک حادثہ ہو گیا۔ یونگم گاؤں میں ایک آدمی پر پتھر گر پڑا اور وہ زخمی ہو گیا یہ آغاز تھا حادثوں کا۔

ڈائریکٹر جب تک حادثے کی جگہ پہنچا اس وقت تک لوگوں نے زخمی کو پتھروں کے نیچے سے نکال لیا تھا۔ وہ خون میں لت پت ہو چکا تھا مگر خوش قسمتی سے اس کی جان بچ گئی تھی۔ ڈائریکٹر نے فوراً اسے نزدیکی کلینک پہنچایا اور اس کا علاج کرایا۔ زخمی کو ایک خیمے میں لٹا دیا گیا تا کہ جب کشتی آئے تو اسے مزید علاج کے لیے جزیرے کے ہسپتال پہنچا دیا جائے۔ اس کے بعد ڈائریکٹر باہر آیا اور دوسرے مزدوروں کو ہدایت کی وہ اپنے اپنے کام پر چلے جائیں۔ اس سے پہلے بھی چند مزدور پتھروں کے نیچے دب گئے تھے لیکن کوئی جانی نقصان نہیں ہوا تھا۔ تعمیرات کے مقام پر ایسے حادثے ہوتے ہی رہتے ہیں۔ کچھ پتھروں کے نیچے دب گئے اور کچھ کشتی الٹ جانے سے پانی میں گر گئے۔ سردیوں کا موسم آنے کے بعد یہ حادثے بڑھ گئے تھے۔ اس دن کا حادثہ بھی اسی قسم کا تھا۔

اصل حادثہ ابھی ہونا باقی تھا لیکن اس دن کے واقعے نے بہت ہی سنگین مسئلہ پیدا کر دیا تھا۔ تمام مزدوروں کو کام پر بھیجنے کے بعد ڈائریکٹر نے حفاظتی انتظام کا جائزہ لیا۔ وہ وہاں سے مڑا تو دیکھا کہ ہوانگ اس علاقے کی طرف بھاگ کر جا رہا تھا جہاں سے کسی عورت کے چیخنے کی آواز آئی تھی۔ ڈائریکٹر نے سوچا کہ کوئی خطرناک واقعہ ہو گیا ہے۔ عورت کی چیخ پہاڑ کی دوسری طرف سے آئی تھی جہاں علاج معالجے کا خیمہ تھا۔

زیرِ تعمیر پشتوں کی جگہ کے اردگرد بہت سی عورتیں کھانے پینے کا سامان بیچتی پھرتی تھیں۔ مزدور ان سے یہ چیزیں خریدتے تھے۔ کچھ لوگ ان عورتوں کو باتیں کرنے کے لیے اپنے پاس بٹھا بھی لیتے تھے۔ ڈائریکٹر نے دعا کی کہ کوئی ناخوشگوار بات نہ ہو گئی ہو اور ہوانگ کے پیچھے چل دیا۔ انہوں نے دیکھا کہ ایک مزدور خون میں لتھڑا ہوا ایک عورت پر سوار ہے جیسے وہ اسے کچل دینا چاہتا ہے۔ عورت اس کے نیچے سے نکلنے کے لیے ہاتھ پاؤں مار رہی ہے۔ اس جدوجہد میں وہ آدھی ننگی بھی ہو گئی ہے۔ عورت کے اوپر جو آدمی تھا وہ وہی مزدور تھا جو تھوڑی دیر پہلے زخمی ہوا تھا اور علاج والے

MashalBooks.com

خیمے میں پڑا ہوا تھا۔ وہ مزدور اس دبلی پتلی عورت کو کچلے دے رہا تھا جیسے سانپ مینڈک کو نگل جاتا ہے۔ دونوں کے جسموں پر خون تھا۔ وہ مزدور کا خون تھا یا عورت کا؟ اس کا اندازہ نہیں ہو رہا تھا عورت ہاتھ پاؤں مار مار کے تھک چکی تھی اور اب بے حس و حرکت پڑی تھی۔ ڈائریکٹر دم بخود کھڑا انہیں دیکھتا رہا۔

اسے محسوس ہوا جیسے اس کے جسم کا سارا خون نچڑ گیا ہو جیسے اس آدمی کے نیچے وہ خود ہی دبا پڑا ہو۔ اپنے حواس پر قابو پانے کے لیے اس نے تھوڑی دیر کے لیے آنکھیں بند کر لیں۔ اس کے پاؤں لرز رہے تھے۔ ہوانگ تیزی سے اس آدمی کی طرف بڑھا اور اس آدمی کے بال پکڑ کر اسے اس عورت کے اوپر سے کھینچا۔ اس آدمی کو بالکل پروا نہیں تھی کہ وہاں کوئی اور ہے یا نہیں ہے۔

''چھوڑ دو مجھے۔ چھوڑ دو مجھے۔'' وہ آدمی چیخ رہا تھا مگر اس عورت کو نہیں چھوڑ رہا تھا۔ ہوانگ نے بڑی مشکل سے اسے وہاں سے اٹھایا۔ اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔ اچانک اس نے ہوانگ کے منہ پر دو تین تھپڑ مارے اور پھر زمین پر گر گیا۔

''آپ مجھے اکیلا کیوں نہیں چھوڑ دیتے پہلی بار ایک کوڑھی آدمی انسان بننا چاہتا ہے آپ اسے ایسا کیوں نہیں کرنے دیتے۔ اگر آپ مجھے میرے حال پر چھوڑ دیں تو میں سمندر میں پتھر پھینکنے کے بجائے خود چھلانگ لگا دوں گا تاکہ پشتہ باہر آ جائے۔ مجھے میرے حال پر چھوڑ و۔'' اس نے منہ پر ہاتھ رکھ کر زور زور سے رونا شروع کر دیا۔ اگرچہ اس آدمی نے ہوانگ کے تھپڑ مارے تھے پھر بھی وہ اسے ہمدردی کے ساتھ دیکھ رہا تھا۔ ڈائریکٹر اپنی جگہ سے نہیں ہلا جیسے زمین نے اس کے پاؤں پکڑ لیے ہوں۔ کئی مریض بھی وہاں آ گئے تھے مگر وہ بھی اس نظارے پر بالکل خاموش تھے۔ سامان بیچنے والی عورت اپنے کپڑے سنبھالتی ہوئی کھڑی ہو گئی لیکن کسی نے اس کی طرف توجہ نہیں دی۔ وہ آدمی برابر چیختا رہا۔

''اگر تم سمندر کو بھرنا چاہتے ہو تو لگے رہو اس کام جو ڈائریکٹر اور ہوانگ تم سے کرا رہے ہیں مگر مجھے پتھر ڈھونے پر مجبور نہ کرو۔ تم خواہ مخواہ سمندر میں پتھر پھینکنے کے بجائے ہم جیسے بیکار لوگوں کو کیوں نہیں پھینک دیتے۔ ویسے بھی تو ہم پتھروں کے بوجھ سے دب کر مر رہے ہیں۔ ہوانگ صاحب آپ خاموش کیوں ہیں؟ یہ کیا پاگل پن ہے؟ سمندر کو کیوں بھرا جا رہا ہے۔''

MashalBooks.com

''.....''

دوسرے دن آخرکار ہوانگ نے اپنے ماضی کے بارے میں بتایا۔ اس واقعہ کے دوسرے دن سہ پہر کو ڈائریکٹر جزیرہ اوما کے ہیڈکوارٹر سے قریب پہاڑ پر تنہا بیٹھا خاکستری سمندری کو دیکھ رہا تھا جس کا رنگ گہرا ہوتا جا رہا تھا۔ وہ جاڑوں میں کسی پیٹر کی ٹہنی پر تنہا بیٹھے کوے کی طرح لگ رہا تھا۔ اداس تنہائی نے اسے گھیر رہا تھا۔ وہ تھک گیا تھا۔ کل رات کا واقعہ بھلایا نہیں جا رہا تھا۔ اس رات اس آدمی کا آپریشن کرنا پڑ گیا تھا۔ کسی کوڑھی کا آپریشن کرنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ یہ آپریشن خود اس نے کیا تھا۔ اس وقت اس کے دماغ پر اس کے سوا اور کچھ نہیں تھا کہ اس آدمی کو بچانا ہے۔ اس نے اپنی پوری توجہ اس پر مرکوز کر دی تھی۔

لیکن کامیابی کے ساتھ آپریشن کرنا ہی کافی نہیں تھا۔ آپریشن ختم کرنے کے بعد وہ اپنے کمرے میں آیا اور اپنی تھکن اور غم بھلانے کے لیے بوتل نکال لی۔ وہ آرام کرنا چاہتا تھا مگر کچھ لوگ اس سے ملنے آ گئے۔ یہ وہی لوگ تھے جنہوں نے پشتوں کی جگہ پر تباہی مچائی تھی۔

''آپ فکر نہ کیجیے۔ ہم آپ کا پروجیکٹ بند کرانے نہیں آئے ہیں۔ ہم تو چاہتے ہیں کہ پشتہ جلد سے جلد سمندر سے باہر آ جائے۔'' ایک آدمی نے کہا: ''ہم تو چاہتے ہیں کہ سارا سمندر ہی خشک ہو جائے تاکہ ہمیں بھی اپنے حصے کی زمین مل جائے اور ہم جزیرے والوں کے ساتھ مل کر رہنے لگیں۔'' وہ ڈائریکٹر کو سمجھانے کی کوشش کر رہے تھے کہ پشتہ ظاہر ہوتے ہی وہ مریضوں کو واپس جزیرے پر بھیج دیں گے اور سمندر سے نکلنے والی زمین پر قبضہ کر لیں گے۔

''بہرحال اس کا انحصار پشتہ باہر نکلنے پر ہے۔ امید ہے وہ جلد ہی باہر آ جائے گا۔''

اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ ڈائریکٹر پر ترس کھا رہے تھے یا مذاق اڑا رہے تھے۔ انہیں یقین تھا کہ پشتہ کبھی نہیں بنے گا اور اگر پشتے ظاہر بھی ہو گئے تب بھی مریض اتنی دیر انتظار نہیں کریں گے۔ ہمیں بالکل یقین نہیں ہے کہ یہ پروجیکٹ کامیاب ہو گا۔ اس رات جو واقعہ ہوا تھا ان کے حوصلے اور بھی بڑھ گئے تھے اور وہ سمجھتے تھے کہ انہیں بالادستی حاصل ہے۔ چونکہ وہ اس رات اتنی دور سے وہاں آئے تھے۔ اس لیے وہ آسانی سے جانے والے نہیں تھے۔

''مگر ایک بات ہے۔ ایک چیز ایسی ہے جس کی ذمہ داری آپ کو قبول کرنا پڑے گی۔'' ایک

آدمی اب اصل بات پر آ رہا تھا۔

''اس بات کا تعلق اس واقعہ سے ہے۔ آپ کے ایک نوجوان مریض نے ہمارے گاؤں کی ایک عورت کی آبروریزی کی ہے۔ ہم نے آپ کو بتا دیا کہ ہم آپ کا پروجیکٹ بند کرانا نہیں چاہتے لیکن ہم یہ بھی نہیں چاہتے کہ آپ کے پروجیکٹ کی وجہ سے ہماری عورتوں کی آبروریزی کی جائے۔ ہم ایسا نہیں ہونے دیں گے۔ آپ کا کیا خیال ہے؟''

ڈائریکٹر کو اس سوال کی توقع تھی۔ وہ بھی آسانی سے اس معاملے کو ختم نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس نے خلوص نیت کے ساتھ معافی مانگی اور وعدہ کیا کہ آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔ وہ سامان بیچنے والی عورتوں کا وہاں داخلہ ہی بند کرا دے گا۔ جہاں تک اس واقعہ کا تعلق ہے جس نے وہ حرکت کی ہے اسے سزا دی جائے گی اور مظلوم عورت کو معاوضہ دیا جائے گا' لیکن ڈائریکٹر کی معافی اور وعدے قبول نہیں کیے گئے۔ انہوں نے کہا کہ قانونی کارروائی سے وہ مطمئن نہیں ہوں گے۔ ملزم کو ان کے حوالے کیا جائے وہ اسے خود سزا دیں گے۔ جب تک ڈائریکٹر ان کی بات نہیں مانے گا وہ اس کا اعتبار نہیں کریں گے۔ اگر اس نے انکار کیا تو پھر دیکھا جائے گا۔

وہ رات گئے تک بحث کرتے رہے۔ آخر جب دیکھا کہ ڈائریکٹر تھک کر گرنے ہی والا ہے تو جانے کے لیے کھڑے ہو گئے۔

''یہ نہ سمجھنا کہ ہم سنگ دل ہیں۔ وقت آنے پر آپ ہمیں سمجھ جائیں گے۔ اگر ان لوگوں کی اصلیت ظاہر ہونا شروع ہوئی تو کیا آپ اپنے خاندان کو ان سے بچا سکیں گے۔ ہمیں امید ہے کہ تینوں پشتے بن جائیں گے لیکن یہ کام اتنا آسان نہیں ہے۔'' جانے سے پہلے ایک آدمی نے یہ آخری الفاظ کہے۔

اصل میں یہ دھمکی تھی۔ گویا اگر پشتے بن بھی گئے تب بھی مریضوں کو آرام کے ساتھ زمین پر کاشت کاری کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی بلکہ اس مرحلے پر پہنچنے سے پہلے ہی پروجیکٹ ناکام ہو جائے گا۔ کوئی راستہ نظر نہیں آتا تھا۔ ڈائریکٹر کسی سے مدد بھی نہیں لے سکتا تھا۔ اس وقت اس کے اندر اتنی ہمت بھی نہیں تھی کہ پروجیکٹ کے مقام پر ہی چلا جاتا۔ وہ اپنے دفتر کے سامنے لان میں بیٹھ گیا اور پہاڑیوں کو دیکھنے لگا۔ اسے ان مریضوں سے ڈر لگا جو چونٹیوں کی قطاروں کی

MashalBooks.com

طرح پیٹھ پر پتھر لادے کام کرتے رہتے تھے۔اسے خیال آیا کہ کسی وقت بھی وہ یہاں آ کر اس پر حملہ کر سکتے ہیں۔اپنے اس خیال پر وہ تھرا گیا۔ وہ تھوڑی دیر وہاں بیٹھا رہا۔ پھر اس نے ایک آواز سنی۔ ہوانگ اس کی طرف پیٹھ کیے کھڑا سمندر کو دیکھ رہا تھا۔اسے پتہ ہی نہیں چلا کہ وہ کب آیا تھا۔

''عام طور پر آدمی کے پاس سنانے کو ایک دو ہی کہانیاں ہوتی ہیں ان باتوں کے بارے میں جنہیں وہ برداشت کر چکا اور جنہیں وہ بھول نہ سکا ہو۔'' ہوانگ نے یہ محسوس کر کے کہا کہ ڈائریکٹر کو اس کی موجودگی کا علم ہو گیا ہے۔ڈائریکٹر کو اپنی طرف متوجہ دیکھ کر اس نے پھر کہنا شروع کیا۔

''جن لوگوں پر ایسے حالات گزر چکے ہوں وہ زیادہ مشکل آزمائشوں سے بھی گزر سکتے ہیں۔ آپ کو اس حالت میں دیکھ کر میں کچھ بتانے پر مجبور ہو گیا ہوں۔'' ہوانگ کچھ کہنا چاہتا تھا۔ڈائریکٹر کو بالکل معلوم نہیں تھا کہ اس کے دل میں کیا ہے۔وہ خاموشی سے انتظار کرتا رہا کہ آخر وہ کہنا کیا چاہتا ہے۔

''مجھے یقین ہے آپ بھی ایسے ہی ہوں گے۔آپ بھی باتیں کرنے پر مجبور ہو جاتے ہوں گے۔آپ کی حالت دیکھ کر میں آپ کو ایک واقعہ سنانا چاہتا ہوں۔میں بہت بوڑھا ہوتا جا رہا ہوں.....''

ڈائریکٹر سمجھ گیا کہ وہ بوڑھا آدمی اب اپنے ماضی کے واقعات بیان کرنے پر تل گیا ہے۔وہ اسی لیے یہاں آیا ہے۔اس نے خاموشی سے ہوانگ کو دیکھا۔ ہوانگ آہستہ آہستہ ڈائریکٹر کی طرف مڑا۔

''آپ کس سے ڈرتے ہیں۔'' ہوانگ نے کہا ''آپ پہلے ہی جانتے ہیں کہ اگر آپ کوڑھیوں سے ڈر گئے تو وہ خطرناک ہو جائیں گے۔اب میں اپنی کہانی سنانے پر مجبور ہو گیا ہوں۔'' ہوانگ آہستہ آہستہ ڈائریکٹر کے قریب آیا اور زمین پر بیٹھ گیا۔ پھر اس نے پائپ سلگایا۔تھوڑی دیر خاموش رہا پھر گلا صاف کیا۔ڈائریکٹر چپ چاپ بیٹھا رہا۔وہ ہوانگ کو دیکھ رہا تھا۔

''کوئی نہیں جانتا کہ وہ کہاں سے آئے تھے اور کہاں گئے۔وہ پانی پر بہتی ہوئی چیزوں کی طرح تھے۔ جیسے خانہ بدوش لوگ جو 1912 کے قحط کے زمانے میں شمال سے نقل مکانی کر کے آئے تھے۔'' اس بوڑھے آدمی نے پھر اپنی باتیں سنانا شروع کیں۔اسے اس کی پروا نہیں تھی کہ ڈائریکٹر

MashalBooks.com

اس کی بات سن بھی رہا ہے یا نہیں۔

''آپ نے 1912 کے قحط کے بارے میں ضرور سنا ہوگا۔ وہ بہت ہی ہولناک قحط تھا۔

قحط کے دنوں میں ہوانگ اپنی ماں اور نانا کے ساتھ صوبہ پی یون گن میں ہوہیانگ پہاڑیوں کے قریب ایک گاؤں میں رہتا تھا۔ اس کے نانا دھات کے برتن بناتے تھے۔ اس نے ان کے کام میں مدد بھی کی تھی۔ خزاں کے موسم سے جاڑوں کے موسم تک سینکڑوں پناہ گزین جنوب کی طرف جاتے ہوئے ان کے گھر کے سامنے سے گزرے تھے۔ بچے کے لیے یہ ایک تماشہ تھا کہ اتنے بہت سے لوگ چلے جا رہے ہیں۔ ایک دن اس کے نانا گھر آئے تو دیکھا کہ اس کی ماں کو کوئی قتل کر گیا ہے۔ وہ کمر کے نیچے ننگی تھی اور خون میں لت پت تھی۔ اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور چھت کی طرف لگی ہوئی تھیں جیسے وہ اپنے بیٹے کا انتظار کر رہی ہو۔ یہ حرکت شاید ان لوگوں میں سے کسی نے کی تھی جو جنوب کی طرف جا رہے تھے۔ اس رات وہ بھی اپنے نانا کے ساتھ جنوب کی طرف روانہ ہو گیا۔ انہوں نے اس کی مردہ ماں کو گھر میں ہی چھوڑ دیا۔ ان کے پاس جتنے بھی کپڑے تھے وہ پہن لیے اور ایک چٹائی میں کچھ جو اور نمک باندھ لیا۔ انہیں کچھ معلوم نہیں تھا کہ وہ کہاں جا رہے ہیں۔ ان کی کوئی خاص منزل نہیں تھی اس لیے وہ دونوں دوسرے پناہ گزینوں کے ساتھ چلتے رہے۔ رات کو وہ سڑک کے کنارے چٹائی بچھا کر اس پر سو جاتے۔ کسی صبح وہ سو کر اٹھتے تو معلوم ہوتا کہ ان ہجوم میں سے کوئی بھوک سے یا سردی سے مر گیا ہے۔ لڑکا اور بوڑھا ایک دوسرے سے چمٹ کر سوتے تا کہ سردی سے بچے رہیں لیکن ان کے روانہ ہونے کے چند ہفتے ہی یہ سلسلہ چل سکا۔ تھکن، بھوک اور سردی نے بوڑھے نانا کو بہت کمزور کر دیا تھا۔ ایک صبح لڑکا اٹھا تو دیکھا کہ اس کے نانا بھی ختم ہو چکے ہیں۔ انہوں نے لڑکے کو اتنی زور سے بھینچ رکھا تھا جیسے اپنے جسم کی ساری گرمی اسے دے دینا چاہتے ہوں۔ لڑکے نے اپنے آپ کو ان سے چھڑایا۔ جو اور نمک ساتھ لیا اور آگے روانہ ہو گیا۔''

ہوانگ ایک منٹ کے لیے خاموش ہوا اور کھنکار کر گلا صاف کیا جیسے اسے پیاس لگ رہی ہو۔ پھر عجیب سی مسکراہٹ کے ساتھ اپنی بات جاری رکھی۔ اس وقت جب میں اکیلا جا رہا تھا کہ ایک مہربان عورت سے ملاقات ہوئی۔''

وہ لڑکا ہجوم کے ساتھ جا رہا تھا کہ ایک عورت جو اس کی ماں کی عمر کی ہو گی اس کے پاس آئی

MashalBooks.com

اور اس نے اپنے ساتھ چلنے کو کہا۔ ہوانگ نے کہا کہ یہ اس کی خوش قسمتی تھی کہ اس وقت وہ مہربان عورت اسے مل گئی۔ اس عورت نے اپنے کھانے میں اسے شریک رکھا۔ کھانے میں جو اور گیہوں کے ابلے ہوئے دانے تھے مگر اسے اس خوش قسمتی کی قیمت ادا کرنا پڑی۔ اس رات انہوں نے سڑک کے کنارے چٹائی بچھائی اور لیٹ گئے۔ عورت نے اس کا ہاتھ اپنے سینے پر رکھ لیا۔ اس کی چھاتیاں اس کی ماں کے مقابلے میں بہت بڑی بڑی اور ملائم تھیں۔ عورت کا سینہ سہلاتے ہوئے وہ آسمان پر ستارے دیکھتا رہا مگر اس عورت نے اسے زیادہ دیر ستاروں کو نہیں دیکھنے دیا اور اس کا چہرہ اپنے اسکرٹ میں چھپا لیا۔

دوسرے دن لڑکا پھر اس عورت کے ساتھ ہی رہا اور اس کے ابلے ہوئے دانے کھائے۔ اس رات وہ عورت اور بھی زیادہ بے باک ہوگئی۔ اس کے بعد ہر رات یہی ہونے لگا۔ لڑکے کو سونے کا وقت نہیں ملتا تھا مگر وہ اسے چھوڑ بھی نہیں سکتا تھا۔ اسے کھانے کو مل رہا تھا اور رات کو اس کے جسم کی گرمی بھی مل جاتی تھی۔ پھر اکیلا چلنا خطرناک بھی تھا۔ عورت کے ساتھ چلنے کے لیے ضروری تھا کہ وہ ہر رات اسے خوش کرے۔

کئی راتیں اس طرح گزارنے کے بعد لڑکے کے ساتھ عورت کی دلچسپی کم ہوگئی۔ لوگوں کے ساتھ چلتے ہوئے وہ اپنی پسند کا آدمی تلاش کرتی رہتی تھی۔ ایک رات بھکاریوں کے ایک گروہ کے ساتھ اس کی دوستی ہوگئی۔ اس رات لڑکے نے عورت کے لیے چٹائی بچھائی اور وہیں اس کے ساتھ لیٹ گیا مگر وہ اس کی طرف متوجہ نہیں ہوئی اور ایک بھکاری کے ساتھ لپٹنا چمٹنا شروع کر دیا۔ وہ دونوں رات بھر یہ کھیل کھیلتے رہے لیکن انہوں نے لڑکے کو اپنے گروہ سے نہیں نکالا۔ اس کے بعد وہ سب ساتھ ساتھ ہی رہے۔ بھکاری کو جنوب کی طرف جانے کی جلدی نہیں تھی۔ عورت نے لڑکے کو اپنے گروہ سے الگ نہیں کیا اور اسے کھانا بھی کھلاتی رہی۔ کبھی کبھی وہ بھکاری سے کھانا لے کر بھی اسے کھلاتی تھی۔

اب لڑکے کی پاس عورت کی مہربانی کی قیمت ادا کرنے کے لیے کچھ بھی نہیں تھا۔ اس لیے اسے کوئی اور کام چاہیے تھا۔ بھکاری نے اسے ایک کام پر لگا دیا۔ لڑکا انکار نہیں کر سکتا تھا۔ کام پسند ہو نہ ہو بہرحال اسے کرنا تھا۔ وہ بھکاری کو چھوڑ کر بھی نہیں سکتا تھا۔ اگر وہ اسے چھوڑنے کی کوشش

MashalBooks.com

بھی کرتا تو وہ خطرناک لوگ تھے اسے نقصان پہنچا سکتے تھے۔ اب ہر رات وہ کسی دوسرے خیمے میں چلا جاتا اور چٹائی کے نیچے چھپے ہوئے جو اور گیہوں کے دانے چرا لاتا۔ کبھی کبھی وہ عورتوں کے بالوں میں لگانے والے کلپ اور وہ کپڑے بھی اٹھا لاتا جو عورتیں اپنے بچوں کو اوڑھاتی تھیں۔ حتیٰ کہ اس نے ایک بھوکے کتے کو پتھر سے مار ڈالا اور اس کی لاش اٹھا لیا۔ اگر وہ کسی عورت کی سڑک پر پڑی ہوئی لاش دیکھتا تو بھکاریوں کو بتا دیتا۔ وہ وہاں جا کر عورت کا اسکرٹ اتارتے اور اس کے ساتھ عجیب وغریب حرکتیں کرتے۔

آخر اسے ان بھکاریوں کا ساتھ چھوڑنا پڑا کیونکہ اسے معلوم ہوا کہ وہ کوڑھی ہیں۔ لیکن جب تک اس نے انہیں چھوڑا اس وقت تک اس کے جسم پر لال لال دھبے پڑنا شروع ہو گئے تھے۔ اسے اس سے ڈر نہیں لگا کہ اسے بیماری لگ گئی ہے۔ اسے ایسا ہی لگا جیسے وہ اپنی مردہ ماں کو چھوڑ آیا تھا جیسے اس کے نانا سردی میں اکڑ گئے تھے اور وہ انہیں چھوڑ آیا تھا۔ اسے افسوس بھی نہیں تھا اور خوف بھی نہیں تھا۔

''کوئی بات نہیں۔'' اس لڑکے کو اپنے اندر ایک عجیب سی ہمت اور طاقت کا احساس ہوا۔ اب اس کے اندر اکیلا رہنے کا اعتماد پیدا ہو گیا تھا۔ ایک رات اس نے اس عورت کو اور بھکاریوں کو چھوڑا اور مخالف سمت چل دیا۔ وہ رات بھر چلتا رہا۔ صبح ہوئی تو وہ صوبہ کیونگ سانگ کے شہر پونگ ہوا میں تھا۔

ہوانگ کا قصہ زیادہ سے زیادہ ہولناک ہوتا جا رہا تھا۔

دو تین سال تک وہ ایک ہوٹل میں بیرا گیری کرتا رہا۔ اس کے جسم کے لال دھبے اتنے نمایاں نہیں تھے اس لیے ہوٹل کے مالک کو شبہ نہیں ہوا کہ وہ کوڑھی ہے۔ مالک بہت ہی تیز اور چکر باز آدمی تھا۔ اس کے پاس ایک عورت تھی جو دن میں ہوٹل میں کام کرتی اور رات کو اس کا بستر گرم کرتی۔ اگر کوئی مہمان ہوٹل میں ٹھہرتا تو وہ عورت اسے بھی پیش کر دیتا۔ اس طرح مہمان کی چیزیں چوری کی جاتیں۔ لڑکے کو اس کا پتہ چلا تو مالک نے یہ کام لڑکے کے ذمہ لگا دیا۔ اگر کوئی گڑبڑ ہو جاتی تو مالک الٹا الزام لگا دیتا کہ مہمان اس کی بیوی کو چھیڑ رہا تھا۔ اس کے بعد مہمان اپنی چیزیں بھی بھول جاتا اور وہاں سے بھاگ جاتا۔

MashalBooks.com

لڑکا مالک کی پروانہیں کرتا تھا۔ وہ ہوٹل میں ٹھہرنے والے لوگ تلاش کر کے لاتا اور اس عورت سے ان کی ملاقات کرا دیتا۔ اگر وہ چوری کرتا ہوا پکڑا جاتا تو چاقو نکال لیتا اور شراب کے نشے میں چور لوگ بھاگ جاتے۔ چند سال وہاں کام کرنے کے بعد اس نے وہ ہوٹل چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا۔ اس وقت تک اس کے جسم کے دھبے نمایاں ہونے لگے تھے۔

موسم خزاں کی ایک سہ پہر کو ہوٹل کا مالک سامان خریدنے برابر کے شہر گیا۔ اس دن لڑکا اور عورت اکیلے تھے۔ عام طور پر مالک رات کو واپس آ جاتا تھا مگر اس دن رات گئے تک نہیں آیا۔ اس رات کوئی وہاں ٹھہرا ہوا بھی نہیں تھا۔ عورت کو کسی مرد کی ضرورت تھی۔ اس نے لڑکے سے کہا کہ اگر مالک نہ آیا تو وہ اس کے ساتھ سوئے گی۔ لڑکا اس کے لیے تیار نہیں تھا۔ اسے وہ عورت یاد تھی جو راستے میں ملی تھی۔ اس نے عورت کو بتایا کہ وہ کوڑھی ہے اور اب تک اپنی اس بیماری کو چھپاتا رہا ہے۔ عورت سمجھی کہ وہ مذاق کر رہا ہے مگر جب اس نے اپنے لال دھبے دکھائے تو وہ چیختی ہوئی بھاگ گئی۔

لیکن اس نے عورت کا پیچھا کیا۔ اس کے ہاتھ میں چاقو تھا۔ عورت سمجھ رہی تھی کہ وہ یونہی اس کا پیچھا کر رہا ہے مگر اس نے عورت کو پکڑا' اس کے کپڑے پھاڑے اور اس کی مخصوص جگہ پر چاقو گھونپ دیا۔

''اس ہوٹل سے روانہ ہوتے وقت میں نے اپنی ماں کو یاد کیا جنہیں میں جھونپڑے میں چھوڑ آیا تھا۔ میں اس عورت کو تکلیف پہنچانا نہیں چاہتا تھا مگر میں ایک اور عورت کی لاش دیکھ چکا تھا جس کی آنکھیں کھلی رہ گئی تھیں۔'' ہوانگ نے ڈائریکٹر کی طرف دیکھتے ہوئے گہری سانس لی۔ لیکن ڈائریکٹر نے پھر بھی منہ کھولنے کی ہمت نہں کی۔ کسی کسی وقت اس پر تھرتھری سی طاری ہوتی مگر وہ خاموش ہی رہتا۔ ڈائریکٹر خاموش رہنے کی کوشش کر رہا تھا۔

ڈائریکٹر جاننا چاہتا تھا کہ ہوانگ اسے یہ قصہ کیوں سنا رہا ہے۔ ڈائریکٹر اندر ہی اندر رو رہا تھا۔ ''تم چاہتے کیا ہو۔ بتاؤ۔ کیا تم چاہتے ہو کہ کام بند کر دیا جائے۔ کیا تم اب اس کا بدلہ لینا چاہتے ہو؟''

''یہ کہانی صرف میری نہیں ہے۔ آپ جانتے نہیں کیا؟'' ڈائریکٹر کی سمجھ میں نہیں آیا کہ وہ کہنا

MashalBooks.com

کیا چاہتا ہے۔''

''اس جزیرے پر رہنے والے ہر آدمی کی یہی کہانی ہے۔کہیں کہیں کوئی بات مختلف ہوسکتی ہے مگر قصہ سب کا ایک ہی ہے۔ ہر کوڑھی کی کہانی یہی ہے۔ ہم سب ایک ہی جیسے ہیں۔ یہاں آنے سے پہلے ہم سب کو بھیانک تجربوں سے گزرنا پڑا ہے۔ یہاں آن کے بعد بھی ہمیں خطرناک حالات کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ آپ نے کہا یہ کام کرو لیکن آپ ہمارے حالات اچھی طرح جانتے ہیں۔''

''تم کیا کہنا چاہتے ہو؟'' اب ڈائریکٹر خاموش نہیں رہ سکتا تھا۔ ہوانگ نے تھوری دیر خاموشی سے اسے دیکھا اور پھر اپنی بات جاری رکھی۔'' میرا خیال ہے کہ آپ کو کچھ غلط فہمی ہوئی ہے۔ آپ مجھ سے ڈرتے ہیں۔یہی خرابی ہے اگر آپ ڈرتے ہیں تو ہر کام خراب ہو جائے گا۔ میں نے انہیں بتایا ہے کہ اگر کوئی ہم سے ڈرے تو ہم کوڑھی زیادہ خطرناک ہو جاتے ہیں۔اب میں سوچتا ہوں کہ اگر ہوٹل والی عورت مجھ سے ڈرتی نہیں تو میں اسے قتل نہ کرتا۔ میں نے اسے خوف زدہ دیکھا تو تشدد پر اتر آیا۔کوڑھی ایک دوسرے سے نہیں ڈرتے۔آپ بھی جانتے ہیں۔'' ہوانگ ایسی باتیں سنا رہا تھا جن کی ڈائریکٹر کو توقع بھی نہیں تھی۔ اس نے سوچا کہ ہوانگ یہ یقین کرنا چاہتا ہے کہ وہ ٹھیک باتیں کر رہا ہے۔ ڈائریکٹر سارا قصہ سمجھ گیا تھا مگر وہ کسی اور ہی راستے پر لیے جا رہا تھا۔ ڈائریکٹر نے سوچا کہ ہونگ اس سے کچھ چھپا رہا ہے۔

''تم مجھ سے کیا چاہتے ہو؟'' ڈائریکٹر نے غصے میں کہا۔

''میں کیا چاہتا ہوں؟'' آپ مجھ سے یہ سوال نہیں کر سکتے۔'' ہوانگ نے ڈانٹنے والے انداز میں کہا:''سیدھی سی بات ہے آپ یہی کر سکتے ہیں کہ ہمیں زیادہ محنت کرنے کا حکم دیں۔ میں نے اپنا قصہ اس لیے سنایا ہے کہ اس سے شاید آپ کو مدد ملے۔''

''.....''

''ہمیں حکم دینے سے بالکل نہ ڈرنا۔ ہم نے بہت کچھ دیکھا ہے۔اس لیے جب ہم تہیہ کر لیتے ہیں تو کچھ بھی کر گزرتے ہیں۔آپ ایک جائز کام کر رہے ہیں اس لیے آپ کو ہچکچانے کی ضرورت نہیں ہے۔اب اگر یہ ظاہر کریں گے کہ آپ ڈر گئے ہیں تو پھر سارا کام خراب ہو جائے گا۔اگر آپ

MashalBooks.com

ڈٹے رہے تو یہ لوگ پشتے مکمل کرنے کے لیے اپنے آپ کو سمندر میں پھینکنے پر بھی تیار ہو جائیں گے لیکن اگر آپ نے ظاہر کیا کہ ڈر گئے ہیں تو پھر یہ لوگ ہر قسم کی شرارت پر آمادہ ہو جائیں گے۔''

''.....''

''شدید سردی کا موسم آ رہا ہے۔ ابھی تک کسی بھی پشتے کے آثار نظر نہیں آئے۔ میں جانتا ہوں کہ آپ اس سے پریشان ہوں گے لیکن اب یہاں پر کام روکا بھی نہیں جا سکتا۔ آپ کو مضبوط بننا پڑے گا۔ ابھی سردی سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ان میں بہت کم لوگوں کو سردیوں میں کسی سائبان کے نیچے رات گزارنے کی عادت ہے اس لیے سردیاں ان کے لیے خطرناک نہیں ہوں گی مگر پشتے مکمل کرنے کے لیے انہوں نے اپنے آپ کو سمندر میں پھینک بھی دیا تب بھی ہم آپ کو الزام نہیں دیں گے۔''

ہوانگ آہستہ آہستہ کھڑا ہوا جیسے اس کے پاس کہنے کو اور کچھ نہیں ہے۔ ڈائرکٹر کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کہے۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ ہوانگ کیا کہنا چاہتا ہے۔ وہ اس کے مشورہ کا شکر گزار تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر اس کا شکریہ ادا کرے لیکن وہ اس سے خوف زدہ ہو گیا تھا۔ ہوانگ نے اپنے اصل جذبات چھپا رکھے تھے۔ بہت سی باتیں ایسی تھیں جو ظاہر کرنے کے بجائے اس نے چھپائی ہوئی تھیں۔

ڈائریکٹر ہوانگ کو خوب جانتا تھا۔ وہ سمجھتا تھا کہ ہوانگ اندر سے ٹوٹ پھوٹ گیا ہے پھر بھی وہ اپنے آپ کو طاقتور ظاہر کرتا ہے۔ وہ جانتا تھا کہ اگر مریض پشے کے لیے اپنے آپ کو سمندر میں پھینکیں گے تو اس کی وجہ ان کی نفرت ہو گی لیکن یہی نفرت بدمعاشی میں بھی بدل سکتی تھی۔ ڈائریکٹر ہوانگ سے اس لیے خوف زدہ تھا کہ اس کی نفرت بھی خطرناک صورت اختیار کر سکتی ہے۔ البتہ وہ یہ بھی جانتا تھا کہ ہوانگ ڈھلمل ہو رہا ہے۔ وہ بوڑھا بھی پشتوں کے لیے ڈائریکٹر کی طرح ہی پریشان تھا۔ اس دھمکی کے باوجود کہ وہ کسی قسم کی دغابازی برداشت نہیں کرے گا اس کے دل میں نفرت کی آگ سلگ رہی تھی۔ ہوانگ بھی سمجھ گیا تھا کہ ڈائریکٹر خوف زدہ ہے۔ اس نے بڑی مشکل سے اپنی نفرت کو دشمنی بنانے سے روکا ہوا تھا۔ وہ صبر کے ساتھ پشتے مکمل ہونے کا انتظار کر رہا تھا۔ ڈائریکٹر بھی اس خطرے کو نظر انداز نہیں کر سکتا تھا۔ ہوانگ کچھ ڈھلمل سا ہو رہا تھا۔ اس نے اپنا ماضی ظاہر کر

MashalBooks.com

کے یہ بتایا تھا کہ وہ اپنی غلطیوں سے سیکھنے کی کوشش کر رہا ہے لیکن اس نے اپنی پریشانی ظاہر نہیں کی تھی۔

ڈائریکٹر اسے خوب جانتا تھا۔ حالات کسی حد تک خطرناک مقام تک پہنچ گئے تھے۔ اب اس کے پاس کہنے کو کچھ نہیں تھا۔ ہوانگ پہاڑی سے نیچے جانے لگا تھا مگر وہ ٹھہر گیا اور ڈائریکٹر کی طرف مڑا۔ ''یہ میں نے آپ کو خوش کرنے کے لیے نہیں کہا ہے جب میں نے کہا تھا کہ آپ ہمارے ساتھ جو چاہیں کریں اس کا مطلب یہ نہیں تھا کہ آپ ہم سے کام لیتے رہیں۔ اگر آپ نے میری بات غلط سمجھی ہے تو پھر میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ ہم نے اپنی زندگی میں تین باتیں سیکھی ہیں اور وہ باتیں ہماری رگوں میں سما گئی ہیں۔''

''.....''

''پہلی بات یہ ہے کہ جو آدمی خود کو ڈھی نہیں ہے وہ کوڑھیوں کے لیے کام نہیں کر سکتا۔ دوسری بات یہ کہ ہم کوڑھی دوسرے لوگوں کے لیے کام نہیں کرتے۔ اس کا مطلب یہ کہ ہم ان لوگوں کا اعتبار نہیں کرتے جو کہتے ہیں کہ وہ ہمارے لیے کام کر رہے ہیں اور ہم بھی ان کا کام نہیں کرتے۔ ہمیں یقین نہیں ہے کہ آپ ہماری ہمدردی میں کام کر رہے ہیں۔ اس لیے آپ یہ نہ سمجھیے کہ ہم آپ کے لیے کام کر رہے ہیں۔''

''تم بھی سمجھ لو کہ میں تمہارے لیے کام کر رہا ہوں یا اس کے لیے کر رہا ہوں کہ کوئی مجھ سے یہ کام کرا رہا ہے۔'' ڈائریکٹر نے ہوانگ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا۔

''خوشی ہوئی کہ آپ اس طرح سوچتے ہیں تو پھر یہ بھی سمجھ لیجیے کہ ہم آپ کو کوئی الزام نہ دیں گے نہ آپ سے بغض رکھیں گے۔'' ہوانگ نے ڈائریکٹر کی طرف دیکھا ''لیکن صرف یہی کافی نہیں ہے۔ اب تک یہ بات واضح ہوئی ہے کہ آپ نے چیزوں کو غلط سمجھا ہے آپ سمجھتے ہیں کہ ہم آپ کے لیے کام کر رہے ہیں اور آپ ہمارے لیے۔ اگر ایسا ہوتا تو آپ ہم سے خوف زدہ ہوتے۔''

''اگر میں کسی چیز سے خوف زدہ نظر آؤں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ میں اپنے آپ سے خوف زدہ ہوں یا سمندر سے خوف زدہ ہوں۔ لیکن کیا آپ واقعی یہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں اس ناامیدی سے نہیں گھبرانا چاہیے جو آخر کار مریضوں کو اپنی گرفت میں لے لے گی۔''

MashalBooks.com

''آپ ایسا موقع آنے ہی نہ دیں۔ ہماری آج کی باتوں کا مقصد یہی ہے کہ ہم مریضوں کو مایوس ہونے سے کیسے بچائیں اور اگر وہ مایوس ہو بھی جائیں تب بھی آپ کو ابھی سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر آپ ڈرنے لگے تو کوڑھی سمجھ جائیں گے۔ یہ احمقانہ بات ہوگی کہ آپ یہ سمجھتے رہیں کہ آپ ہماری ہمدردی میں کام کر رہے ہیں اور یہ سوچنا اس سے بھی زیادہ حماقت ہوگی کہ ہم آپ کے لیے کام کر رہے ہیں۔ کوڑھی دوسروں کے لیے کام نہیں کرتے۔''

20

شدید سردی کے باوجود کام چلتا رہا۔ اب یہ شدید سردی اور خوفناک سمندر کے ساتھ مقابلہ تھا۔ سمندر انسانی مداخلت برداشت نہیں کر رہا تھا۔ آخر کار یہ ایک خطرناک جنگ بن گئی تھی۔ جو انسان کی قوت برداشت اور فطرت کے درمیان لڑی جا رہی تھی اور یہ انسان اور فطرت کے صبر و تحمل کا امتحان تھا۔

ڈائریکٹر چو کے خیال میں سمندر یا شدید سردی کے مقابلے میں انسانوں کے ساتھ جنگ زیادہ مشکل تھی۔ اسے مریضوں اور ہوانگ کے ساتھ لڑنا تھا۔ جو اس کے خلاف لڑ رہا تھا۔ دونوں ہی یہ دیکھنے کے لیے انتہائی صبر و تحمل سے کام لے رہے تھے کہ کون زیادہ برداشت کر سکتا ہے۔ یہ جنگ سمندر اور شدید سردی کے خلاف نہیں تھی بلکہ اصل میں یہ دونوں کے ارادوں کا مقابلہ تھا۔

لیکن یہ طویل اور دردناک جنگ ختم ہونے والی تھی۔ اگلے سال فروری کے اختتام پر سمندر نے اپنا رنگ بدلنا شروع کر دیا۔ ڈائریکٹر اپنے دفتر سے نکلا اور کچھ بدلا ہوا نظارہ دیکھا۔ پی انگنم جزیرہ نما اور اوڈونگ جزیرہ کے درمیان پہلے پشتے کے ساتھ ایک سفید سی لکیر نظر آئی جو وہاں پہلے نہیں تھی۔ اس نے فوراً فیصلہ کر لیا اور نیچے اتر گیا۔ وہ اتنی تیزی سے نیچے اترا جیسے وہ لڑھک رہا ہو۔ نیچے اترتے ہی اس نے ایک کشتی پکڑ لی اور جزیرہ اوڈونگ روانہ ہو گیا مگر ابھی وہ سمندر میں ہی تھا کہ وہ سفید روشنی کی لکیر ختم ہو گئی۔

کیا یہ واہمہ تھا؟

نہیں' یہ واہمہ نہیں تھا۔ اسے فوراً ہی اس کا احساس ہو گیا۔ یہ لہریں بلند ہونے کا وقت تھا۔ سال کے ان دنوں میں مدوجزر دونوں ہی بہت زیادہ ہوتے تھے۔ چنانچہ لہریں نیچی ہوتیں تو اتنی ہو جاتیں

MashalBooks.com

کہ جیسے سمندر سارا پانی پی گیا ہو اور جب بلند ہوتیں تو معمول سے زیادہ بلند ہو جاتیں۔ اس نے جو سفید لکیر دیکھی تھی وہ ایک پشتے کا اوپر کا حصہ تھا جو واپس جاتی ہوئی لہروں کی وجہ سے نظر آ گیا تھا۔

سفید لکیر اصل میں پشتہ نہیں تھا بلکہ پشتے کے اوپر بننے والے بلبلے تھے۔ یہ سفید بلبلے اوپر سے دیکھے جا سکتے تھے۔ کشتی سے وہ ایک لہر کے بعد اٹھتی ہوئی دوسری لہر ہی دیکھ سکتا تھا۔ وہ پاگلوں کی طرح آگے بڑھتا گیا۔ جزیرہ اوڈونگ سے آگے اس کی کشتی پہلے پشتے کی تعمیر کی جگہ پہنچی تو اس نے پھر ایک سفید لکیر سی دیکھی۔ اس نے محسوس کیا کہ خوشی سے اسی کا سینہ پھٹ جائے گا۔ وہ اپنی خوشی چھپا نہیں سکا اور تھوڑی دیر کے لیے اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ پھر اسے خیال آیا کہ کہیں وہ سفید لکیر غائب نہ ہو جائے اس لیے اس نے جلدی سے آنکھیں کھول لیں۔ اب وہ سفید لکیر اٹھتی گھٹتی لہروں میں برقرار رہی۔

ڈائریکٹر اس پشتے کو پتھروں کی دیوار کی شکل میں نہیں دیکھ رہا تھا بلکہ اس کے لیے یہ دنیا کی سب سے خوبصورت چیز تھی۔ وہ صرف پتھروں کی بے جان چیز نہیں تھی بلکہ سانس لیتی جیتی جاگتی چیز تھی۔ اس نے اس پشتے کے ساتھ اپنی کشتی کو لہروں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا۔

اس کی کشتی جزیرہ نما پی انگنم کے وسط میں پہنچی تو اچانک کشتیوں کا ایک اور ہجوم بھی وہاں پہنچ گیا۔ پتھروں سے بھری دو کشتیاں اس کے ساتھ تھیں۔ اس کے بعد دو اور کشتیاں آ گئیں۔ کشتیوں کا یہ جلوس ایسا نظر آ رہا تھا جیسے وہ پورے سمندر میں پھیلا ہوا ہے۔

''ڈائریکٹر چو زندہ باد۔''

''جزیرہ اسوروک مبارک''

''اوما دستے زندہ باد۔''

کشتیوں میں بیٹھے مریض پاگل ہو رہے تھے۔ پی انگنم کی طرف کھڑے لوگ بھی یہ دیکھ کر ساحل پر آ گئے تھے۔ کسی نے سوروک کا گیت گانا شروع کیا تو تمام لوگ اس میں شامل ہو گئے۔

''ہم کئی نسلوں سے جنگ لڑ رہے ہیں۔''

لوگ سمندر میں چھلانگیں لگانے لگے اور ابھرتے ہوئے پشتے کو ہاتھ لگانے کی کوشش کرنے لگے۔ ان میں سے بہت سے لوگوں کی انگلیاں ہی نہیں تھیں۔ وہ اوما کا جھنڈا لہرا رہے تھے اب

MashalBooks.com

کشتیوں میں بیٹھے لوگ بھی ان کے ساتھ شامل ہو گئے۔ ہر شخص ناچ رہا تھا گا رہا تھا۔ سب ڈائریکٹر کے نعرے لگا رہے تھے۔ جو لوگ ساحل پر تھے انہوں نے بھی سمندر میں چھلانگ لگا دی۔ انہیں ٹھنڈے پانی کی پروا بھی نہیں تھی۔ اس وقت جو شخص کسی قسم کے جوش و خروش کا مظاہرہ نہیں کر رہا تھا وہ تھا ہوانگ۔ وہ ڈائریکٹر کے پاس گیا اور بولا میرا خیال ہے یہ لوگ زیادہ انتظار نہیں کر سکتے۔'' اس کی آواز پرسکون تھی مگر ڈائریکٹر نے محسوس کیا کہ اس آواز میں لرزش ہے۔ ''آیئے ہم آگے چلیں۔ آپ ہماری رہنمائی کیجیے۔'' یہ عجیب سی بات تھی۔ ہوانگ یخ بستہ سمندر کے پانی میں چلنے کو کہہ رہا تھا مگر پھر ڈائریکٹر کو خیال آیا کہ یہ ایسی عجیب بات بھی نہیں ہے۔

''بہت اچھا۔ میں آگے چلوں گا۔ سمندر کے پانی میں چلنا کسے پسند نہیں ہے۔ خاص طور سے اس موقع پر۔'' ڈائریکٹر کی آواز بھی لرز رہی تھی۔

''ڈائریکٹر صاحب کو آگے جانے دو۔'' ہوانگ نے بلند آواز میں ان مریضوں سے کہا جو پانی میں چل رہے تھی۔ اب ہر مریض ایک طرف ہو گیا۔ ڈائریکٹر بالکل نہیں ہچکچایا۔ اس نے اپنے جوتے بھی نہیں اتارے اور پتلون کے پائنچے بھی نہیں چڑھائے۔ وہ پانی میں آگے بڑھا اور پشتے پر پاؤں رکھا۔ اسی وقت پانی اترنا شروع ہوا اور وہ صرف اس کے گھٹنوں تک رہ گیا۔ وہ لہریں چیرتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔ ہوانگ اس کے پیچھے تھا اور اس کے پیچھے باقی لوگ تھے۔

ناچ گانا جاری تھا۔ کچھ لوگ بیچ میں پہنچ کر ٹھہر گئے اور ناچنے لگے۔ کسی کو بھی برفیلے پانی کی فکر نہیں تھی۔ ڈائریکٹر نے ایک بار بھی پیچھے مڑ کر نہ دیکھا۔ اس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ برفیلے پانی میں اس کے پاؤں سردی سے شل ہو رہے تھے اور وہ جلد سے جلد اسے پار کرنے کے لیے چل رہا تھا بلکہ اس لیے کہ وہ اپنے آپ کو سمندر کے خلاف جنگ میں فاتح جنرل محسوس کر رہا تھا۔ یہ پانچ ہزار کوڑھیوں کا فاتحانہ جلوس تھا جو ناامیدیوں کے اندھیرے سے نکل کر امید کی روشنی میں آ رہا تھا۔ ڈائریکٹر اپنے آپ کو روک نہ سکا۔ اس کی آنکھوں سے خوشی کے آنسو نکل آئے تھے۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ مریض اس کے آنسو دیکھیں اس لیے وہ مڑ کر نہیں دیکھ رہا تھا۔

برفیلے پانی میں چلنے والے مریضوں کا جلوس عجیب و غریب منظر پیش کر رہا تھا۔ لیکن اس ہجوم میں جو لوگ شامل تھے۔ ان کے لیے یہ عجیب بات نہیں تھی۔ ان کے لیے یہ ایک حوصلہ افزا نظارہ

تھا۔ البتہ وہ اس سے پوری طرح مطمئن نہیں تھے۔ دوسرا اور تیسرا پشتہ ابھی باقی تھا۔ جزیرہ اوڈونگ تک پہنچنے کے بعد مریضوں کے حوصلے اور بلند ہو گئے۔ اب ان کے اندر کام کرنے کی ہمت اور بھی پیدا ہو گئی۔ کام کی استعداد بھی بڑھ گئی اور جزیرہ منجائے جہاں سے پتھر نکالے جاتے تھے اس کی پہاڑیاں اور چھوٹی ہو گئیں۔

پہلے پشتے کی طرف سفر کے ایک مہینے بعد ڈائریکٹر چو اور مریضوں نے دوسرے پشتے کی طرف بھی ایسا ہی سفر کیا۔ دوسرا پشتہ پانی سے اوپر آیا تو سانگوک بھی ڈائریکٹر اور مریضوں کے ساتھ شامل ہو گیا۔ جب پہلا پشتہ اوپر آیا تھا اور مریضوں نے خوشی سے چھلانگیں لگائی تھیں تو وہ بالکل خاموش رہا تھا۔ وہ اس صورتحال سے خوف زدہ تھا۔ جب سب لوگ خوشی منا رہے تھے تو وہ ان میں شامل نہیں ہوا تھا مگر جب دوسرا پشتہ ظاہر ہوا تو وہ خاموشی سے ڈائریکٹر کے پیچھے پیچھے چل دیا۔ اب صرف تیسرا پشتہ رہ گیا تھا۔ جزیرہ منجائے چھوٹے سے چھوٹا ہوتا چلا گیا۔ اپریل اور مئی کے بعد وہ جزیرہ سمندر میں ڈوب گیا۔ تیسرے پشتے کے باہر آنے میں دیر لگ رہی تھی۔ اس لیے نہیں کہ وہ زیادہ لمبا تھا بلکہ اس لیے کہ اسے زیادہ موٹا بنایا جا رہا تھا۔ اس کے مکمل ہونے کے بعد تینوں وہاں آپس میں مل جائیں گے اور سمندر کی لہروں کا راستہ بند ہو جائے گا اور زمین نکل آئے گی۔ چونکہ تیسرے پشتے کے قریب لہریں بہت تیز تھیں اس لیے اسے زیادہ مضبوط بنانے کی ضرورت تھی۔ اسے مکمل کرنے کے لیے زیادہ پتھر سمندر میں پھینکنا ضروری تھے۔ مئی کے آخر تک منجائے جزیرہ ڈوبی ہوئی کشتی کی طرح نظر آنے لگا۔ وہ سمندر میں ڈوب گیا اور اس کی نشانی کے لیے صرف ایک ستون رہ گیا۔

ڈائریکٹر نے اس ستون کو اس لیے چھوڑ دیا کہ اس جزیرہ کی تاریخ جاننے کی خواہش رکھنے والوں کو معلوم ہو کہ یہ ان لوگوں کی نشانی ہے جنہیں صحت مند لوگوں نے اپنے درمیان سے نکال دیا تھا۔ اور اس سے ان مریضوں کا عزم اور ان کی ہمت و محنت کی یاد بھی تازہ رہے گی کہ انہوں نے اپنے بچوں کے لیے خشک زمین چھوڑی ہے تاکہ اس پر کاشت کی جا سکے۔

یہ مئی کا آخر تھا جب ڈائریکٹر اور مریض تیسرے پشتے پر ایک ہزار چھ سو گز پیدل چلے تھے۔ یہ پشتہ جزیرہ اوما اور یونگم گاؤں کو ملاتا تھا۔ ڈائریکٹر نے اتنا چلنے کے بعد بھی ہدایت کی تھی کہ اس جگہ پتھر پھینکتے رہو۔ اس طرح کچھ دن بعد سمندر کی تہہ نظر آنے لگی تھی اور ہر روز خشک علاقہ زیادہ چوڑا

MashalBooks.com

ہوتا جاتا تھا۔حتیٰ کہ لہریں کتنی ہی اونچی ہو جاتیں یہ علاقہ پھر بھی پانی میں نہیں ڈوبتا تھا۔اونچی اونچی لہریں کنارے تک جانے کی بہت کوشش کرتیں لیکن وہ ناکام ہو جاتیں۔

ان کی منزل ان کے سامنے تھی۔ جب سمندر کی تہہ پوری نظر آنے لگی تو ڈائریکٹر نے اپنے ہیڈکوارٹر میں زبردست ضیافت کی اور سب کو شرکت کی دعوت دی۔ انہوں نے اوپر سے دیکھا تو حیرت زدہ رہ گئے کہ مریضوں نے کتنا بڑا کارنامہ انجام دے دیا ہے۔ جہاں سمندر تھا اب وہاں خشک زمین تھی۔پچیس ہزار ایکڑ زمین ان کی آنکھوں کے سامنے سمندر سے نکال لی گئی تھی۔چھوٹے چھوٹے جزیرے جو سمندر پر دھبوں کی طرح نظر آتے تھے اب خشک زمین پر صرف پتھروں کا ڈھیر ہی رہ گئے تھے۔ جہاں پہلے جزیرہ منجائے ہوتا تھا وہ اب خالی جگہ تھی جہاں پتھروں کے ستون سے کھڑے رہ گئے تھے۔ یہ ان کی دوسری تخلیق تھی۔ اگر تخلیق کہنا خدا کی شان میں گستاخی ہے تو اسے فن کا خوبصورت نمونہ کہا جا سکتا ہے جو خدا کی عطا کی ہوئی صلاحیت کے بل پر بنایا گیا ہے۔

تیسرے پہر کی دھوپ میں چمکتے ہوئے ستون کو دیکھ کر اسے خوف سا آیا اور اسے وہ الفاظ یاد آئے جو وہ یادگاری ستون پر کندہ کرانا چاہتا تھا۔

کوڑھیوں کے لیے، جو انسان بننے کے خواہش مند ہیں۔

زمین کا عطیہ دیا۔

ان زخم خوردہ روحوں کے لیے

عظیم پہاڑی کو سمندر اور سمندر کو زمین بنایا خدا کے حکم سے

21

پانی میں پتھر پھینکنے کے بعد دوسرا قدم یہ تھا کہ پشتے تک زمین کی سطح بلند کی جائے۔اس کام کے لیے ہوپر کار زیادہ کارآمد ہوتی ہیں۔ اس لیے وہ کاریں خریدی گئیں۔ان کاروں پر مٹی بھر بھر کے اصل مقام تک پہنچائی گئی۔ جو مریض ان کاروں کے ساتھ کام نہیں کر رہے ہیں تھے انہوں نے اپنی پیٹھ پر مٹی ڈھوئی۔ یہ کام سمندر میں پتھر پھینکنے سے زیادہ دلچسپ تھا۔ پشتے زیادہ سے زیادہ چوڑے ہو رہے تھے تاکہ وہ سمندر کی لہروں کا مقابلہ کر سکیں۔ پشتوں کی دیواریں موٹی ہو رہی تھیں تو ان کا پچھلا حصہ لمبا ہوتا جا رہا تھا۔

MashalBooks.com

چونکہ مثبت نتیجہ سامنے آ رہا تھا اس لیے مریضوں کے حوصلے اور بلند ہو رہے تھے اور ان کے کام کی رفتار بھی تیز ہو رہی تھی۔ جولائی کے آخر تک جب زمین کی سطح بلند کی جا رہی تھی تو ایک خطرہ بھی سامنے آ رہا تھا۔ طوفان کا موسم بھی قریب آ رہا تھا۔ ڈائریکٹر چواس وجہ سے پریشان تھا۔ 15 اگست تک ایک اور بھی تبدیلی ہوئی۔ ملک میں فوجی حکومت کی جگہ سول حکومت آ گئی اور توقع کی جانے لگی کہ اب فوجی ڈائریکٹر کی جگہ کوئی سول افسر یہاں آ جائے گا لیکن ڈائریکٹر نے اپنی بیس سال کی فوجی ملازمت چھوڑ کر سول افسر بننا قبول کر لیا تا کہ وہ جزیرے میں رہ سکے۔ اس نے فوج تو چھوڑ دی لیکن وہ ریوالور اپنے پاس رکھا جس پر اس نے جزیرہ اوما کا پروجیکٹ شروع کرتے وقت حلف اٹھایا تھا اور اپنے کام میں اتنا مصروف رہا کہ اسے فوج یاد ہی نہیں آتی تھی۔ اگر پشتوں کی دیواریں مضبوط ہونے سے پہلے ہی طوفان آ گیا تو سارا منصوبہ خاک میں مل جائے گا۔

ڈائریکٹر بہت پریشان تھا مگر وہ کیا کر سکتا تھا سوائے اس کے کہ پشتے مضبوط بنانے کا کام تیز کر دے۔ خوش قسمتی سے اس سال موسم گرما میں خطرناک طوفان کی پیش گوئی نہیں کی گئی تھی۔ ان کا خیال تھا کہ خدا ان کی مدد کر رہا ہے لیکن جب وہ سمجھ رہے تھے کہ اب وہ خطرے سے محفوظ ہو گئے ہیں تو طوفان آنے کی خبر آئی۔ پشتے ابھی اتنے مضبوط نہیں تھے کہ وہ طوفان کا مقابلہ کر سکتے۔ ڈائریکٹر پریشانی میں ٹہل رہا تھا۔ وہ سب کے سامنے اپنی پریشانی ظاہر بھی نہیں کرنا چاہتا تھا کہ کہیں مریض گھبرا نہ جائیں۔ دن بھر ریڈیو پر وہ موسم کا حال سنتا رہا اور دعا کرتا رہا کہ طوفان اپنا راستہ بدل لے لیکن شام تک سفید لہروں نے خلیج ٹوں سنیانگ کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ بادل بہت نیچے آ گئے اور گھٹائیں گھر آئیں۔ ڈائریکٹر نے کام بند کر دیا اور تمام آلات محفوظ جگہ پر رکھوا دیئے۔ ہوپر کاریں بھی حفاظت سے کھڑی کر دی گئیں۔

رات کے کھانے کے بعد اس نے چوکیدار کھڑے کیے اور خود ریڈیو پر موسم کی پیش گوئی سنتا رہا۔ طوفان شمال سے جنوب کی طرف جزیرہ چیجو سے ٹکرا رہا تھا اور توقع تھی کہ صبح ہونے تک وہ جزیرہ اوما تک پہنچ جائے گا۔ پیشگوئی میں بار بار خبردار کیا جا رہا تھا کہ طوفان کے مرکز میں بہت زیادہ تباہی ہو گی اس رات ڈائریکٹر نے آنکھ تک نہ جھپکی اور آنے والی تباہی کا انتظار کرتا رہا۔

''اے خداوند اس طوفان کو ہمارے علاقے سے دور رکھ۔ چاہے سمندر اور زمین اپنی جگہ ہی

تبدیل کرلیں۔اے خدا ہمیں بچالے۔''

اس کی دعاؤں کے باوجود آدھی رات کو تیز ہواؤں اور موسلا دھار بارش نے کھڑکیوں پر دھاوا بول دیا۔اب ڈائریکٹر اپنے دفتر میں نہیں بیٹھا' اب وہ دعائیں نہیں کرسکتا تھا۔وہ ایک دم کھڑا ہوگیا اور پہاڑوں کے نیچے کی طرف چل دیا۔ وہ پشتے پر پہنچا تو دیکھا کہ مریض وہاں پہلے ہی پہنچ گئے ہیں۔مریض اپنے سروں پر چٹائیاں رکھے بارش میں بیٹھے تھے جیسے ہفتہ وار بازار سے سامان بیچ کر آئے ہوں اور اب بارش بند ہونے کی دعا کر رہے ہوں۔ڈائریکٹر نے انہیں اس حال میں دیکھا تو اس کا دل بھر آیا لیکن فطرت کی طاقت کے مقابلے میں انسانی دعائیں بیکار ہیں۔صبح سے زوردار لہریں پشتوں سے ٹکرا رہی تھیں۔لگتا تھا کہ یہ اس وقت تک ختم نہیں ہوں گی جب تک پشتے توڑ نہیں دیں گی۔وہ لہریں اتنی شدید تھیں کہ پشتے توڑ سکتی تھیں۔تین دن تک آسمان' سمندر اور زمین مل کر اپنی ہولناک طاقت کا مظاہرہ کرتے رہے۔

مریض تین دن سو نہیں سکے اور پشتوں سے ٹکرانے والی لہریں دیکھتے رہے۔وہ چٹائیاں سروں پر رکھے دعا کرتے رہے کہ طوفان تھم جائے مگر تیز وتند لہریں پشتوں سے ٹکرا ٹکرا کر انہیں پتلا اور کمزور کر رہی تھیں۔ڈائریکٹر نے دیکھا کہ دو راتوں میں ہی گودی تباہ ہوگئی۔اب وہ زیادہ برداشت نہیں کرسکتا تھا۔تیسری رات وہ اکیلا ہی اپنے ہیڈکوارٹر پہنچا اس رات وہ خوفناک آوازیں سنتا رہا جیسے سمندر ٹکڑے ٹکڑے ہو رہا ہو۔

چوتھے دن صبح کو آخر طوفان کا زور کم ہوا۔طوفان تو ختم ہوگیا مگر وہ پشتے بالکل ہی تباہ کر گیا۔اس کے بعد تباہ کرنے کو اور کچھ نہیں رہ گیا تھا۔ پشتے دوبارہ سمندر میں ڈوب چکے تھے اور دو ہزار پانچ سو ایکڑ زمین جو سمندر سے نکالی تھی وہ پھر سمندر بن گئی تھی۔طوفان کے بعد دھوپ نکلی تو سامنے سمندر ہی سمندر نظر آ رہا تھا اور اس پر آبی پرندے اڑ رہے تھے۔یہ ایک بڑی ناکامی تھی۔

مریض خاموش رہے۔انہوں نے کھانا اور سونا بند کر دیا۔سروں پر چٹائیاں رکھے وہ ادھر ادھر گھوم رہے تھے۔ یہ بہت ہی دردناک منظر تھا۔ڈائریکٹر بری طرح مایوس ہو چکا تھا۔فطرت کی اس سازش کا نظارہ کرنے کے بعد وہ کسی کو برا بھلا بھی نہیں کہہ سکتا تھا۔ وہ کئی دن اپنے آپ میں کھویا

MashalBooks.com

رہا۔ اس کے بعد اس نے پانچ ہزار مریضوں کی بددلی اور مایوسی پر غور کیا۔ ان کی مایوسی اور بددلی غصے میں بدل چکی تھی۔ انہیں اپنا غصہ نکالنے کے لیے کوئی ہدف نہیں مل رہا تھا۔ بظاہر تو ان کے غصے کا ہدف فطرت کو ہونا چاہیے تھا مگر وہ اپنے قریب کوئی ہدف چاہتے تھے اور وہ ہدف تھا ڈائریکٹر۔ مریضوں کی طرح وہ بھی فطرت پر الزام نہیں لگا سکتا تھا۔ اپنے سوا وہ اور کس کو الزام دیتا۔

ڈائریکٹر انتقام کی آگ میں پھنک رہا تھا۔ ہوانگ نے جب یہ کہا تھا کہ مریض اپنے سوا کسی اور کے لیے کام نہیں کرتے تو وہ ٹھیک کہہ رہا تھا۔ وہ لوگوں کے مذاق کا ہدف نہیں بننا چاہتا تھا۔ اب اگر وہ پروجیکٹ پر کام کرے گا تو وہ فطرت سے انتقام لینے کے لیے کرے گا تاکہ لوگوں کی مایوسی دور ہو جائے۔ وہ ضرور کامیاب ہوگا یہ فیصلہ کرنے کے بعد وہ جزیرہ اوما میں اپنے ہیڈ کوارٹر گیا۔

اسے خیال آیا کہ صرف فیصلہ کر لینے سے تو کام شروع نہیں ہو سکتا۔ مریض ابھی تک آوارہ جانوروں کی طرح گھوم پھر رہے تھے۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اگر اس نے ان سے کہا کہ وہ دوبارہ کام شروع کریں تو ان کا ردعمل کیا ہوگا۔ ہوانگ بھی کچھ نہیں کہے گا۔ وہ کوئی ایسا کام کرنا چاہتا تھا کہ جس سے ان کے اندر جوش پیدا ہو لیکن یہ بھی آسان کام نہیں تھا۔ اس کا خیال تھا کہ اب جزیرہ پر اسے کوئی موقع نہیں مل سکتا۔ جزیرے سے باہر اسے ایسے موقع کی تلاش کرنا چاہیے۔

وہ خاموشی سے جزیرے سے نکل گیا۔ وہ ایک بار پھر چنگ ہونگ اور یونگم گیا۔ وہاں سے وہ ٹوک چوک جزیرہ گیا جہاں تین بھائیوں نے بارہ ایکڑ کا ایک چھوٹا قطعہ سمندر سے نکالنے کے لیے آٹھ سال فطرت سے مقابلہ کیا تھا۔ ان تمام علاقوں کا دورہ کرنے کے بعد اس نے اندازہ لگایا کہ اس نے جزیرہ اوما پر جو کام کیا تھا وہ بیکار نہیں گیا ہے۔ اس نے محسوس کیا کہ طوفان کے بغیر بھی پشتے تباہ ہو جاتے۔ یہ تو ہونا ہی تھا۔ سمندر میں جو پتھر پھینکے گئے تھے وہ وقت کے ساتھ ضرور تہہ میں بیٹھ جاتے۔ اس کے لیے کئی بار یہ کام کرنا ضروری تھا وہاں اس نے کئی ٹیکنیکل باتیں سیکھیں۔ ٹوک چوک جزیرہ کے تین بھائیوں سے اس نے ایک خاص سبق حاصل کیا۔

ٹوک چوک کے ساحل پر ان تینوں بھائیوں نے ایک سو ساٹھ ایکڑ لمبا پشتہ بنایا تھا اور اس طرح بارہ ایکڑ زمین حاصل کی تھی۔ انہوں نے سمندر کے اندر پتھر پھینکنے میں آٹھ سال لگائے تھے۔ انہوں نے چٹانیں توڑنے کے لیے صرف ہتھوڑے اور لوہے کی موٹی سلاخیں استعمال کی تھیں۔ آٹھ سال

MashalBooks.com

یہ دیکھنے کے بعد کہ بار بار پشتہ ڈوب جاتا ہے انہوں نے اپنا کام بند نہیں کیا۔ وہ بہت ہی محنتی تھے۔ انہیں آٹھ ایکڑ زمین ہی سمندر سے نہیں نکالنا تھی بلکہ ان کے لیے وہ فطرت کے خلاف جنگ بھی جیتنی تھی اور انہوں نے اس مقصد کے لیے اپنی جوانی قربان کر دی۔

''آخر پتھر سمندر کی تہہ میں دھنسنا بند ہو گئے لیکن ہمارے وہاں ڈٹے رہنے کی وجہ یہ نہیں تھی کہ بارہ ایکڑ زمین حاصل کریں بلکہ ہم فطرت پر فتح حاصل کرنا چاہتے تھے۔ چونکہ ہم نے تہیہ کر لیا تھا اس کے بعد ہم وہاں سے کہیں نہیں گئے۔''

تین بھائیوں کی آٹھ سالہ محنت کے بعد وہاں جو بچا تھا وہ سمندر اور اس کی طاقتور لہروں کے خلاف ان کی نفرت تھی۔ پتھر دھنسنا بند ہو گئے تھے لیکن اگر وہ دس مرتبہ یا بیس مرتبہ یہ عمل پھر دہراتے تو انہیں دھنستے ہوئے پتھروں پر ہی اور پتھر پھینکنا پڑتے۔ ڈائریکٹر مزید وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا تھا وہ اوما جزیرے پر واپس آ گیا۔ ابھی ایک سوال ایسا تھا جس کا جواب اسے تلاش کرنا تھا۔

''یہ لوگ جو مایوسی کا شکار ہو چکے ہیں ان کی ہمت کیسے بندھائی جائے۔''

اس کے پاس ابھی تک کوئی ایسا ٹھوس منصوبہ نہیں تھا کہ وہ دوبارہ کام شروع کرا دے۔ وہ اس بات کی وضاحت تو کر سکتا تھا کہ پشتے کیوں ڈوب گئے مگر صرف وضاحت کرنے سے تو مریضوں کو کام پر آمادہ نہیں کیا جا سکتا تھا۔ وہ اتنے ناامید ہو چکے تھے کہ ٹوک چوک کے تین بھائیوں کا واقعہ بھی انہیں کام شروع کرنے کے لیے تیار نہیں کر سکا۔ تین بھائیوں کی کہانی بہت ہی حوصلہ افزا تھی لیکن اس سے مریضوں کے حوصلے نہیں بڑھائے جا سکتے تھے اور لوگ اس کہانی سے کوئی سبق حاصل کر سکتے تھے تو وہ یہ تھا کہ انہیں مسلسل انتھک محنت کرنا پڑے گی اور قربانیاں پر قربانیاں دینا پڑیں گی۔ ڈائریکٹر کو بھی شک تھا کہ ان مریضوں کے اندر ان بھائیوں جیسی ہمت اور طاقت ہے۔ ناکامی کا امکان ان کے اندر خوف پیدا کر رہا تھا۔

اب اسے کسی اور طرح ان کی حوصلہ افزائی کرنا تھی۔ اتفاق سے ڈائریکٹر کو غیر متوقع لوگوں اور غیر متوقع مقام سے یہ چیز مل گئی۔ واپس جاتے ہوئے وہ جزیرہ کوہونگ میں ٹھہرا تو اس نے ایک عجیب سی افواہ سنی۔ اگرچہ یہ افواہ اس کے ہی بارے میں تھی مگر وہ اس سلسلے میں کچھ بھی نہیں جانتا تھا۔ پھر اس نے تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ یہ افواہ کیوں اڑائی گئی تھی۔ اس افواہ کا ہدف ڈائریکٹر نہیں

MashalBooks.com

تھا بلکہ جزیرہ اوما کا سمندر سے زمین نکالنے کا منصوبہ تھا۔ تعمیرات کے مقام پر کسی کی آبروریزی کی گئی تھی اور قریبی گاؤں کے چند نوجوان احتجاج کرنے آئے تھے اور یہ الفاظ کہہ کر چلے گئے تھے۔

''گھبراؤ نہیں ہم کام بند کرانے نہیں آئے ہیں لیکن کرو نہ کرو ہم تو دعا کر رہے ہیں کہ پشتے جلد سے جلد مکمل ہو جائیں۔''

ڈائریکٹر جانتا تھا کہ وہ مذاق اڑا رہے ہیں کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ پشتے مکمل نہیں ہوں گے لیکن اسے یہ بھی خیال آیا کہ شاید وہ سچ ہی کہہ رہے ہوں اور اس بات سے خوش ہوں کہ سمندر سے جو زمین نکلے گی اس میں ان کا حصہ بھی ہوگا۔ وہ اس خیال میں تھے کہ جب کوڑھی محنت کر کے سمندر سے زمین نکال لیں گے تو انہیں وہاں سے بھگا دیا جائے گا اور ساری زمین پر وہ قبضہ کر لیں گے۔ وہ صرف یہ چاہتے تھے کہ مریضوں سے زمین چھین لی جائے۔

وہ لوگ دیکھ رہے تھے کہ سمندر کو زمین میں تبدیل کیا جا رہا ہے۔ وہ سمجھتے تھے کہ پشتے دو تین مرتبہ سمندر میں بیٹھ جائیں گے اور یہ پہلا واقعہ اسی سلسلے کی کڑی ہے۔ یہی موقع تھا کہ یہ پروجیکٹ جزیرے والوں سے ہتھیا لیا جائے گا۔ وہ مریضوں سے زمین چھین لینا چاہتے تھے۔ گاؤں کے لوگ بھی ان کی حمایت کر رہے تھے۔ کام مکمل ہونے کے بعد وہ ایسا نہیں کر سکتے تھے۔ ابھی یہ موقع تھا کہ وہ پروجیکٹ پر قبضہ کر لیں کیونکہ مریضوں کو دشواریاں پیش آ رہی تھیں۔ اس کے علاوہ سرکاری حکام بھی مریضوں اور اردگرد کے دیہاتیوں کے درمیان جھگڑے سے بھی پریشان تھے۔ صرف ڈائریکٹر ہی ان لوگوں کی راہ کی رکاوٹ تھا۔ اس لیے یہ افواہ اڑائی گئی تھی تاکہ وہ وہاں سے چلا جائے۔

''آپ ناکام ہو گئے ہیں۔ اسی لیے بہتر یہ ہے کہ آپ اس کام سے دستبردار ہو جائیں۔''

''ہم یہ کام خود سنبھال لیں گے۔ اگر آپ نے دخل اندازی کی تو آپ کو یہاں سے جانے پر مجبور کر دیا جائے گا۔''

اور وہ ایسا کر بھی سکتے تھے۔ ڈائریکٹر جس مدد کے انتظار میں تھا وہ اس افواہ کے ذریعہ اسے باہر سے مل گئی۔ وہ فوراً واپس جزیرے چلا گیا۔

یہ افواہ کس طرح پھیلی؟ اس کی وجہ معلوم کرنا مشکل تھا۔ البتہ اس افواہ سے یہ فائدہ ہوا کہ

MashalBooks.com

مزدور دوبارہ کام شروع کرنے پر آمادہ ہو جائیں گے۔ پانچ ہزار مریضوں کی بھلائی کے لیے اسے بہرحال کوئی فیصلہ کرنا ہوگا۔ جزیرے پر پہنچنے کے بعد اس نے معززین کی کونسل کا اجلاس طلب کیا اور انہیں پشتے ڈوب جانے کی فنی وجوہ بتائیں۔ اس نے اس قسم کے دوسرے منصوبوں کی مثالیں بھی دیں اور کہا کہ اس حادثے کی وجہ سے ہمیں مایوس نہیں ہو جانا چاہیے۔ کونسل کے ارکان نے اس کی باتوں پر کوئی دھیان ہی نہیں دیا۔ اس نے ان تین بھائیوں کا قصہ بھی سنایا جنہوں نے بار بار کی ناکامیوں کے باوجود ہار نہیں مانی اور سمندر سے آٹھ ایکڑ زمین نکال کر ہی رہے۔ اس کا بھی ان پر کوئی اثر نہیں ہوا۔

اور جب اس نے کہا کہ اب دوبارہ اس لیے کام نہ شروع کیا جائے کہ سمندر سے زمین حاصل کرنا ہے بلکہ انسانی وقار اور اپنے حالات زندگی بہتر بنانے کی غرض سے شروع کیا جائے۔ تب بھی کونسل کے ارکان خاموش رہے۔ اب اس کے پاس اور کوئی راستہ نہیں رہ گیا تھا سوائے اس کے کہ اپنا آخری حربہ استعمال کرے۔ اس نے انہیں خبردار کیا کہ جزیرے سے باہر لوگ اس پروجیکٹ پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔

''جزیرے سے باہر لوگ تیار بیٹھے ہیں کہ آپ بددل ہو جائیں تو وہ اسے ہتھیا لیں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ جانتے ہوں گے کہ وہ کون ہیں۔ مجھے ان کا نام لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ جو کام آپ نہ کر سکے وہ کر لیں گے؟ آپ خود سوچیے وہ ایسی سازشیں کیوں کر رہے ہیں۔ ظاہر ہے انہیں یقین ہے کہ یہ پروجیکٹ ناکام نہیں ہوگا۔ اسی لیے آپ لوگوں نے اب تک جو کام کیا ہے وہ اس پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔''

اس نے ہر طرح کی دلیل دی' دھمکیاں دیں اور مبالغہ آرائیاں کیں۔ ان کے دلوں میں جزیرے سے باہر والوں کے لیے نفرت پیدا کرنے کی کوشش کی۔ اس نے انہیں ڈرایا تاکہ ان کے اندر اپنی حفاظت کا جذبہ جاگے۔

''آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ وہ کس قسم کے لوگ ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ انہوں نے آپ کو کتنی تکلیفیں پہنچائی ہیں اور وہ آپ کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں۔ کیا آپ بھول گئے کہ کس طرح انہی لوگوں نے آپ کو اس جزیرے میں پھینکا ہے اور آپ نے اس جزیرے کو اپنا گھر کیسے

MashalBooks.com

بنا لیا ہے۔ آپ اسے نہ بھولیے اور یہ بھی دیکھیے کہ اب کیا حالات ہیں۔ ذرا سوچیے کہ اگر آپ اس جزیرے سے باہر گئے تو کیا وہ لوگ آپ کو قبول کر لیں گے۔ آپ سے ان کی نفرت ختم نہیں ہوئی ہے۔ آپ کو ان کا مقابلہ اس طرح کرنا ہے جیسے آپ کرتے آ رہے ہیں۔ جنگ ہارنے کے بعد آپ کے پاس واپس جانے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ یہ جنگ ہارنے کا مطلب یہ ہوگا کہ آپ انسانی وقار سے بھی محروم ہو جائیں۔ اس لیے آپ پیچھے نہیں ہٹ سکتے۔'' ڈائریکٹر نے اور لیکچر دے ڈالا۔

''اگر ہم اس طرح ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہے تو انہیں موقع مل جائے گا آپ نے اب تک جو کیا ہے اس پر وہ قبضہ کر لیں۔ وہ تو مجھے بھی یہاں سے نکالنے کی سازش کر رہے ہیں کیونکہ میں ان کے راستے کی رکاوٹ بنا ہوا ہوں۔ وہ سمجھتے ہیں اگر میں یہاں سے چلا گیا اور آپ لوگوں کو بھی یہاں سے نکال دیا گیا تو سب ٹھیک ہو جائے گا لیکن یہ بھی اتنا آسان نہیں ہے۔ آپ اتنی آسانی سے وہاں نہیں جا سکتے۔ کسی نے مجھ سے کہا تھا کہ سمندر میں پتھر پھینکنے کے بجائے ان لوگوں کو ہی پھینک دو اور اس نے غلط نہیں کہا تھا۔ آپ لوگ سمندر میں پتھر نہیں پھینکتے تھے بلکہ اپنے آپ کو پھینکتے تھے۔ سمند کی تہہ میں جو پشتے ڈوبے ہیں وہ پتھر نہیں بلکہ آپ کا گوشت پوست ہیں۔ اگر آپ یہاں سے چلے بھی گئے تب بھی آپ کے جسم کا ایک حصہ تو یہاں پشتوں کی حفاظت کرتا رہے گا اور جو لوگ آپ کے جانے کا انتظار کر رہے ہیں۔ وہ آپ کی اس محنت پر قبضہ کر لیں گے جو آپ اپنا خون پسینہ ایک کر کے نسل در نسل کرتے آ رہے ہیں۔

25

مریضوں نے دوبارہ کام اس لیے شروع کر دیا کہ جزیرے سے باہر کے لوگ یہ توقع لگا رہے تھے کہ مریض بددل ہو کر بیٹھ جائیں گے۔ اب زیرِ تعمیر مقامات پر ڈائنامنٹ سے پہاڑیاں کاٹنے اور کاروں کی آوازوں سے گونجنے لگے۔ پیٹھ پر پتھر اٹھائے لوگ بھی ادھر ادھر نظر آنے لگے۔ اگرچہ پشتے پانی کے اندر ڈوبے ہوئے تھے مگر ان کا اوپر کا سرا تھوڑا تھوڑا نظر آ رہا تھا۔ اس لیے ان پر پھر پھینکنا آسان تھا۔ تین مہینے بعد پشتے پھر باہر آ گئے لیکن دس دن بعد وہ دوبارہ نیچے چلے گئے۔ مریضوں نے اس کی پرواہ نہیں کی۔ وہ برابر پتھر پھینکتے رہے۔ اب ان میں مایوسی یا بددلی کے آثار نہیں تھے۔ وہ سمندر میں پتھر پھینکے جا رہے تھے۔

MashalBooks.com

مریضوں کی اس استقامت سے جزیرے کے باہر والے پریشان تھے۔ وہ تو اسی پروجیکٹ پر قبضہ کرنا چاہتے تھے۔ کام کی رفتار جوں جوں تیز ہو رہی تھی ڈائریکٹر اور پراجیکٹ کے بارے میں افواہیں بھی بڑھتی جا رہی تھیں۔ کہا جا رہا تھا کہ ڈائریکٹر کو برطرف کیا جا رہا ہے۔ اخباروں میں مریضوں اور دوسرے لوگوں کے جھگڑوں کی خبریں چھپ رہی تھیں۔ حتیٰ کہ ڈائریکٹر کے اعلیٰ حکام نے بھی ان جھگڑوں کے بارے میں اس سے سوال کرنا شروع کر دیتے تھے۔ حالات اچھے نہیں تھے۔ ڈائریکٹر نہیں کہہ سکتا تھا کہ سب کام ٹھیک ہو رہا ہے لیکن وہ وہاں سے اس طرح جانا بھی نہیں چاہتا تھا۔

اب ڈائریکٹر کو کچھ کرنا تھا۔ پہلے اس نے کونسل کے ارکان کو آمادہ کیا کہ وہ افواہوں کے بارے میں غور کریں۔ وہ جانتا تھا کہ جزیرے کے مستقبل کی خاطر وہ مریضوں کو فریب دے رہا ہے۔ اصل چیز نتیجہ تھا اس تک پہنچنے کا طریقہ کار نہیں تھا۔ اس سے اچھے نتائج برآمد ہوتے ہیں تو طریقہ کار کوئی بھی اختیار کیا جا سکتا ہے۔ اب معززین کی کونسل ڈائریکٹر کے ساتھ تھی۔ وہ پروجیکٹ کی اہمیت سمجھنے لگے تھے اور مریضوں کا غصہ بھی بڑھتا جا رہا تھا۔

جزیرے سے باہر کی دخل اندازی اور پروجیکٹ کی حفاظت کے لیے ایک درخواست تیار کی گئی۔ مریضوں نے ایک اور درخواست پر دستخط کیے جس میں ڈائریکٹر کے تبادلے کی مخالفت کی گئی تھی اور مطالبہ کیا گیا تھا کہ پروجیکٹ مکمل کیا جائے۔ اس اثنا میں پتھر پھینکنے کا کام جاری رکھا۔ تین ہفتے بعد پشتے پھر ظاہر ہو گئے لیکن چند دن کے بعد وہ پھر ڈوب گئے۔

جنگ پھر بھی جاری رہی۔ پشتے ڈوب جاتے تو مریض انہیں پھر باہر لے آتے اور پھر دوبارہ وہ غائب ہو جاتے۔ تینوں پشتے ایک ایک کر کے باہر آتے اور ایسے ہی باری باری ڈوب جاتے جیسے وہ آنکھ مچولی کھیل رہے ہیں۔ ڈوبے ہوئے پہلے پشتے کا دس میٹر حصہ دوبارہ بنا لیا گیا تھا تو دوسرے پشتے کا بیس فٹ حصہ ڈوب گیا۔ اسے نکالا گیا تو تیسرے پشتے کا تیس میٹر حصہ غائب ہو گیا۔ ڈائریکٹر کی طرح مریضوں کے اندر بھی ضد پیدا ہو چکی تھی۔ اب ان کا مقصد سمندر سے زمین حاصل کرنا نہیں تھا بلکہ وہ فطرت کی قوتوں کے خلاف جنگ کر رہے تھے۔ وہ اس قوت کو شکست دینا چاہتے تھے جو انہیں دن رات پتھر پھینکنے پر مجبور کر رہی تھی۔

MashalBooks.com

لیکن اگر یہ جنگ اسی طرح جاری رہی تو ایک دن مزدور تھک بھی جائیں گے اور اگر وہ تھک گئے تو نفسیاتی طور پر وہ کسی مدد کے لیے ہاتھ بھی پھیلائیں گے۔ گرمیاں شروع ہوتے ہی حادثے بھی بڑھنے لگے۔ ایک جگہ مٹی کا تودہ گرنے سے دس مزدور دب گئے۔ خوش قسمتی سے نو بچا لیے گئے لیکن ایک مر گیا۔ ایک موقع پر پتھر لانے والی کشتی ڈوب گئی اس میں بھی ایک آدمی ڈوب گیا۔ اس پر ڈائریکٹر نے اس آدمی کی تلاش کرانے کے لیے تعمیر کا کام بند کرا دیا۔ اس سے مریضوں کے حوصلے بھی سُست ہوئے اور کام پر بھی اثر پڑا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ڈائریکٹر کے بارے میں مریضوں کی رائے پھر تبدیل ہوگئی۔ تھکے ہوئے مریضوں میں افواہیں اور توہمات گردش کرنے لگے۔

''ہم نے ایک ناممکن کام شروع کیا تھا لیکن زمین اور سمندر کے دیوتاؤں کو یہ بات پسند نہیں آئی۔''

''جب تک دیوتا خوش نہیں ہوں گے تو ہم چاہے کئی برس اور کام کرتے رہیں نتیجہ یہی ہوگا۔''

اب وہ ڈائریکٹر کی بات بھی نہیں سنتے تھے ڈائریکٹر نے سوچا کہ پہلے اسے جزیرے کے باشندوں کو خوش کرنا چاہیے۔ اس نے دیوتاؤں کو خوش کرنے کے لیے تقریب کا اہتمام کیا۔ اس موقع پر ہر پشتے پر ایک سور کا سر قربان کیا گیا لیکن اس قربانی سے بھی کوئی فرق نہیں پڑا۔ اس کے بعد بھی پشتے ڈوبنے کا سلسلہ جاری رہا۔ اس نے محسوس کیا کہ صرف سوروں کے سر قربان کرنا ہی کافی نہیں ہے۔ آخر ان افواہوں کی وجہ بھی معلوم ہوگئی۔

ایک رات جب نصف شب گزر چکی تھی اچانک سانگوک ڈائریکٹر کے پاس آیا۔ ڈائریکٹر اپنے ہیڈکوارٹر میں ہی تھا۔ سانگوک کے ساتھ تین آدمی تھے جن کے پھٹے ہوئے کپڑے مٹی میں لتھڑے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک وہ تھا جو مٹی کا تودہ گرنے سے دب گیا تھا مگر زندہ بچ گیا تھا۔ وہ چاروں غصے میں تھے۔ ڈائریکٹر نے سانگوک کا پھولا ہوا چہرہ دیکھا تو ڈر گیا۔

''یہ لوگ ایک آدمی کو مارے ڈال رہے تھے۔'' سانگوک نے نہایت خشک لہجے میں کہا۔ اس رات سانگوک کو نیند نہیں آ رہی تھی تو پشتوں کا معائنہ کرنے نکل کھڑا ہوا۔ وہ ڈوبے ہوئے پشتے کے پاس پہنچا تو اسے ایک چیخ سنائی دی۔ وہ دوڑ کر وہاں پہنچا تو دیکھا کہ دو مریض تیسرے مریض کا گلا دبائے اسے سمندر میں ڈبونے کی کوشش کر رہے ہیں۔ تیسرا مریض اپنی جان بچانے کے لیے ہاتھ

MashalBooks.com

پاؤں مار رہا تھا اور چیخ رہا تھا اور جب وہ بے بس ہو گیا تو اس کی چیخوں کی آواز آہستہ ہو گئی۔ سانگوک نے بتایا کہ ان میں سے دو مجرم تھے اور تیسرا وہ تھا جو ڈوبنے سے بچا ہے۔

''تم اسے کیوں مار رہے تھے؟'' ڈائریکٹر نے پوری بات سننے کے بعد غصے سے پوچھا۔ تینوں نے سر جھکا لیے اور کسی نے بھی جواب نہیں دیا۔

''یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ آدمی اپاہج ہو گیا ہے تو اسے زندہ رہنے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ پہلے ہی کوڑھی تھا اب اپاہج ہو گیا ہے۔ بہتر ہے کہ دوسرے مریضوں کی خاطر یہ مر جائے۔'' سانگوک نے جواب دیا۔ اس کے لہجے میں طنز تھا۔

''یہ تو قتل ہے۔ اپنے ہمسائے کو کون قتل کرتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ دوسرے مریضوں کی خاطر کسی کو مار دیا جائے۔'' ڈائریکٹر غصے میں چیخا لیکن سانگوک پرسکون تھا۔ وہ اتنے ٹھنڈے لہجے میں ایسے وضاحت کر رہا تھا جیسے ڈائریکٹر کو چیخنے پر ڈانٹ رہا ہو۔

''اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ ان کی بات نہیں سمجھتے۔ ان کے خیال میں پشتوں کا ڈوب جانا فطری بات نہیں ہے۔ ان کی نظر میں اس کی وجہ پانچ اما جزیرے ہیں۔ ان جزیروں کے دیوتا پانچ انسانوں کی بھینٹ مانگتے ہیں۔ اگر یہ بھینٹ نہ دی گئی تو ان کا غصہ ٹھنڈا نہیں ہوگا اور پشتے ڈوبتے رہیں گے۔ دو انسانوں کی قربانی دی جا چکی تھی۔ ایک سمندر میں ڈوب گیا تھا اور دو مٹی کے تودے میں دب کر مر گئے تھے۔ اب وہ تین اور آدمی قربان کرنا چاہتے ہیں.....''

ڈائریکٹر خاموش رہا۔

''آج میں موقع پر پہنچ گیا تو میں نے اس آدمی کو بچا لیا لیکن اسے روکنے کیلیے آپ کو کوئی ترکیب کرنا پڑے گی۔ جب تک پشتے ڈوبتے رہیں گے مریض یہی سمجھتے رہیں گے کہ دیوتا قربانی مانگ رہے ہیں۔ اگر آپ انہیں اس توہم سے نہیں روکیں گے تو وہ یہی کام کرتے ہیں گے۔''

ڈائریکٹر کیا کہہ سکتا تھا۔ اس نے جو سنا تھا اس سے وہ خوف زدہ ہو گیا تھا مگر اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کرے۔ ڈائریکٹر کے برعکس سانگوک پرسکون اور مطمئن تھا۔ وہ ڈائریکٹر کو کسی تماشائی کی طرح دیکھ رہا تھا۔

جب سانگوک اور وہ تین آدمی چلے گئے تو ڈائریکٹر کو خیال آیا کہ اتنی رات گئے سانگوک اسے

MashalBooks.com

یہ خبر دینے کیوں آیا تھا۔ اس کا مقصد مسئلے کا حل تلاش کرنا نہیں تھا اور نہ وہ یہ چاہتا تھا کہ ڈائریکٹر ان لوگوں کو سزا دے۔ وہ آدمی جسے مارا جا رہا تھا وہ خود ہی اس کے لیے تیار تھا۔ یہ ایسا قتل تھا جس کے لیے قتل ہونے والا خود بھی راضی تھا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ یہ لوگ اپنی اذیت سے چھٹکارا پانے کے لیے ایک دوسرے کو قتل کر رہے ہیں۔ چاروں جانب مایوسی پھیلی ہوئی تھی۔ اصل میں سانگوک یہ صورتحال ڈائریکٹر کے سامنے رکھنا چاہتا تھا۔

''جب تک پشتے ڈوبتے رہیں گے مریض انسانی قربانی دیتے رہیں گے۔''

اصل میں سانگوک کا یہ انتباہ تھا۔ وہ یہ بھی جانتا تھا کہ مریض اصل میں اپنے ساتھیوں کی قربانی دینا نہیں چاہتے بلکہ وہ ڈائریکٹر کی قربانی چاہتے ہیں۔ شاید سانگوک یہ بتانا چاہتا تھا۔ اگر ایسا ہے تو ڈائریکٹر کو ہوشیار رہنا ہوگا۔ وہ رات بھر نہیں سویا اور سوچتا رہا کہ اب کیا کیا جائے۔ اسے سانگوک کے مشورے پر عمل کرنا چاہیے اور ٹھوس تدابیر اختیار کرنا چاہئیں۔ سانگوک اپنے پرسکون لہجے میں یہ کہنا چاہتا تھا کہ تعمیرات کا کام بند کر دینا چاہیے مگر وہ ایسا نہیں کر سکتا تھا۔ وہ اس بارے میں ہوانگ سے بات کرنا چاہتا تھا لیکن چند دنوں سے ہوانگ بھی اس پر اعتبار نہیں کر رہا تھا۔ اس نے ہوانگ کی آنکھوں میں ہچکچاہٹ سی دیکھی تھی۔ اسی لیے وہ اس سے آنکھ نہیں ملاتا تھا۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ کام اسے خود ہی کرنا پڑے گا۔ صبح ہونے تک اس نے فیصلہ کر لیا کہ اسے کیا کرنا ہے۔

''اگر وہ میری قربانی چاہتے ہیں تو میں اس کے لیے تیار ہوں۔''

جب تک اسے اپنے اوپر اعتماد ہے اس وقت تک وہ انہیں ایسا نہیں کرنے دے گا بلکہ اس کے لیے وہ ان سے بھی قیمت طلب کرے گا۔ اگر وہ اپنی جان قربانی کے لیے پیش کر دے گا تو اس کے بدلے ان سے بھی کچھ مانگے گا۔ اس کے سامنے ایک جائز مقصد تھا جس کا سانگوک کو بھی خدشہ تھا۔ اب چونکہ وہ اپنی قربانی دینے کو تیار تھا تو وہ اسے استعمال کر سکتا تھا۔

اس نے کام کا نیا شیڈول تیار کیا اور زیرِ تعمیر مقام پر اسے آویزاں کر دیا تاکہ مریض اس پر عمل کریں۔ یہ شیڈول اور ہدایات ایک قسم کی دھمکی بھی تھیں۔ گویا جنگ شروع ہو گئی تھی۔ ہدایات یہ تھیں:

MashalBooks.com

1- تینوں پشتوں کی تکمیل کی آخری تاریخ زیادہ سے زیادہ 31 دسمبر ہے۔ ہمیں وقت پر کام مکمل کرنا چاہیے۔

2- مقررہ تاریخ تک کام مکمل کرنے کے لیے کوئی ایسی حرکت برداشت نہیں کی جائے گی جس سے کام میں رکاوٹ پڑے۔ آج کے بعد جو شخص بھی قواعد کی خلاف ورزی کرے گا اسے سزا دی جائے گی۔

''یہ باتیں منع ہیں۔''

1- پروجیکٹ کی مقررہ تاریخ پر نکتہ چینی کر کے دوسروں میں مایوسی پھیلانا۔

2- جزیرے کے دیوتاؤں کے نام پر بے بنیاد افواہیں پھیلا کر کارکنوں میں خوف پیدا کرنا اور تعمیرات کے کام کو خراب کرنا۔

3- جسمانی یا ذہنی طور پر اپنے ساتھی مریضوں کو نقصان پہنچانا یا تشدد کرنا یا تشدد میں مدد کرنا۔

4- ایسا غیر ضروری اجتماع کرنا جس کی کام کی ترقی کے لیے ضرورت نہ ہو۔

5- جو لوگ پروجیکٹ کی تکمیل میں کسی قسم کی رکاوٹ ڈالیں گے وہ بھی ملزم قرار دیئے جائیں گے۔

23

ڈائریکٹر چو کی ہدایات بورڈ پر چسپاں کرنے کے بعد حالات معمول پر آ گئے۔ البتہ پشتوں کے ڈوبنے اور ابھرنے کا سلسلہ جاری رہا۔ مریض خاموشی کے ساتھ مٹی ڈھوتے رہے۔ حتیٰ کہ ایک اور حادثہ پیش آیا تب بھی ان کے چہروں کے تاثرات میں کوئی فرق نہیں پڑا۔ کام کے نئے شیڈول کے دو ہفتے بعد مٹی کا تودہ پھر گر گیا اور دو آدمی مر گئے۔ اگر جزیرہ اوما کے دیوتا واقعی انسانوں کی بھینٹ چاہتے ہیں تو ان دو آدمیوں کی موت کے بعد چار قربانیاں ہو چکی تھیں۔ اب صرف ایک قربانی رہ گئی تھی۔

حیرت کی بات یہ تھی کہ یہ ہولناک حادثہ دیکھنے کے بعد بھی مریض ایسے بے نیاز رہے جیسے تعمیرات کے علاقوں میں اس طرح کے حادثے ہوتے ہی رہتے ہیں۔ مرنے والوں کی لاشیں اٹھالی گئیں اور سب ٹھیک ٹھاک ہو گیا۔ ڈائریکٹر اس خاموشی کا مطلب سمجھتا تھا۔ وہ موت کے سائے

MashalBooks.com

بڑھتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ دوسری سازش پر سے آہستہ آہستہ پردہ اٹھ رہا تھا۔ پہلی سازش فطرت کی تخریب کاری تھی۔ اس رات جب وہ گھر واپس آیا تو اس نے پورا تہیہ کر لیا تھا کہ اب کام مکمل کر کے ہی رہے گا۔ پھر اس نے آنکھیں بند کی تھیں اور انتظار کیا تھا۔ ایک دن ہسپتال کا ایک آدمی بھاگا بھاگا اس کے دفتر آیا تو اسے تعجب نہیں ہوا۔ اسے اندازہ تھا کہ کیا ہوا ہے۔

''جلدی سی نکل جایئے یہاں سے۔ جزیرہ اوما کے مریض تعمیرات کی جگہ چھوڑ کر آپ کی طرف آ رہے ہیں۔'' انہوں نے ڈائریکٹر سے کہا۔ ان لوگوں نے جزیرے کے تمام راستے بند کر دیئے ہیں کہ ڈائریکٹر کہیں بھاگ نہ جائے۔''

''ہمیں نہیں معلوم آپ کہاں جائیں گے مگر آپ یہاں سے چلے جائیں۔ یہ اچھا تو نہیں لگتا مگر وہ پورا ہجوم ہے۔ وہ آپ کو نقصان پہنچا سکتے ہیں۔'' ابھی اس شخص نے بات ختم بھی نہیں کی تھی کہ ڈائریکٹر کو مریضوں کے گانے کی آواز سنائی دی۔

ہم نسلوں سے جنگ لڑ رہے ہیں۔

کالی گھٹائیں اڑ گئی ہی۔

گانے کی آواز قریب آتی جا رہی تھی۔ ڈائریکٹر آنکھیں بند کیے بیٹھا تھا۔ وہ بے حس و حرکت تھا ان کا گانا سنتا رہا۔ اس کا وہاں سے جانے کا بالکل ارادہ نہیں تھا۔ ایسے لگتا تھا کہ وہ ہسپتال کے اس آدمی کی بات بھی نہیں سن رہا تھا جو اسے وہاں سے بھاگ جانے کو کہہ رہا تھا۔ وہ اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھ رہا تھا کہ اس کے پیچھے کوئی نہیں ہے۔ ایک بیوی تھی جو جزیرے میں نہیں رہنا چاہتی تھی اس لیے اسے چھوڑ گئی تھی۔ ہسپتال کا آدمی اس کا یہ اطمینان دیکھ کر حیران رہ گیا اور مایوس ہو کر خود ہی چلا گیا۔

آوازیں اور قریب آ گئی تھیں۔ اب یہ گانے کی آوازیں نہیں تھیں۔ اب یہ چیخنے اور دہاڑنے کی آوازیں تھیں۔ پورا جزیرہ انتشار اور افراتفری میں پھنس گیا تھا۔ آخر وہ کھڑا ہو گیا۔ اس کا گھر پہاڑی پر تھا اس لیے وہ نیچے دیکھ سکتا تھا۔ سمندر اور پہاڑ کی ڈھلانیں شعلوں سے بھر گئی تھیں۔ ہر مریض کے ہاتھ میں ایک مشعل تھی اور جن کشتیوں پر وہ آ رہے تھے وہ ایسے لگ رہی تھیں جیسے ان پر آگ لگی ہوئی ہو۔ وہ اس کے قریب آتے جا رہے تھے جیسے میدان جنگ میں آ رہے ہوں۔ آگے آنے

MashalBooks.com

والی پارٹی ڈائریکٹر کے گھر کی طرف بڑھ رہی تھی باقی لوگ اس کے پیچھے پیچھے آ رہے تھے۔ ڈائریکٹر اپنے کمرے میں گیا اور ریوالور نکال لایا۔ فوج سے ریٹائر ہونے کے بعد اس نے اپنا ریوالور میز کی دراز میں رکھنا شروع کر دیا تھا۔ اس نے احتیاط سے اس میں صرف ایک گولی ڈالی۔ اس کے بعد وہ ان لوگوں کا انتظار کرنے لگا۔ اس اثنا میں وہ ریوالور سے کھیلتا رہا۔

''باہر نکلو ڈائریکٹر۔'' مریض چیخ رہے تھے۔

''چو یانگ ہون باہر آؤ۔ سور کے بچے۔ ہم تمہیں لینے آئے ہیں۔ جزیرے کے دیوتا تمہارے خون کے پیاسے ہیں۔''

''کوڑھیوں کو موت کے منہ میں نہ دھکیلو ہم تمہیں پشتے کی تہہ میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ ہم تمہیں ڈبو دیں گے۔''

ان کی چیختی ہوئی آوازیں ''سوروک کا گیت'' گانے لگیں۔ اس میں نفرت اور انتقام کی آگ بھری ہوئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد یہ گانا بند ہو گیا۔

''سنو چو یانگ ہون اگر تم باہر نہ آئے تو ہم اندر آ جائیں گے۔''

آخر چند لوگ دروازہ توڑ کر اندر آ گئے۔ ڈائریکٹر آہستہ آہستہ باہر آیا۔ مریضوں نے چاروں طرف سے اس کے گھر کو گھیر رکھا تھا۔ اب صرف جلنے والی لکڑیوں کے چٹخنے کی آواز ہی آ رہی تھی۔ ہر مریض کے پاس مشعل کے ساتھ ہتھوڑا یا کلہاڑی بھی تھی کہ کہیں ڈائریکٹر بھاگ نہ جائے۔ ہزاروں آدمیوں کے سامنے کھڑے ہوئے ڈائریکٹر کو اس طرح اپنی سانس رکتی محسوس ہو رہی تھی جیسے اس دن ہوئی تھی جب وہ اپنی افتتاحی تقریر کے لیے مریضوں کے سامنے کھڑا تھا اور پورے مجمعے میں مکمل خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ اسے کوئی جانا پہچانا چہرہ نظر نہیں آ رہا تھا۔ اب خاموشی زیادہ دیر برقرار نہیں رہی۔

''اس حرامزادے کے پاس پستول ہے۔'' کسی نے چیخ کر خاموشی توڑی۔ جیسے یہ اشارہ تھا آگے بڑھنے کا۔ اس کے ساتھ ہی مشعلیں آگے بڑھنے لگیں۔

''مارو حرامزادے کو۔''

''جان سے مار دو اسے۔ اس نے کوڑھیوں کے خون کی قیمت پر عزت اور شہرت حاصل کرنے

MashalBooks.com

کی کوشش کی ہے۔''

''ہمیں اپنے ساتھیوں کا بدلہ لینا ہے۔'' لیکن یہ چیخیں زیادہ دیر جاری نہیں رہیں۔ ایک مشعل تیزی سے ڈائریکٹر کی طرف بڑھی۔ وہ مشعل قریب پہنچی تو ہر ایک نے چیخنا بند کر دیا۔ شاید وہ آخری بار اس طرح دو آدمیوں کو آمنے سامنے کھڑا دیکھ رہے تھے۔ پہلا آدمی جو ڈائریکٹر کے سامنے آیا وہ ہوانگ تھا۔ وہ پانچ قدم پیچھے کھڑا تھا۔ پانچ قدم پیچھے کھڑا ہونے کا قاعدہ بہت پہلے ختم کر دیا تیا تھا مگر ہوانگ جیسے یہ بتانا چاہتا تھا کہ وہ اس کی پابندی کو نہیں مانتا۔ ہوانگ نے اپنی مشعل نیچی کر کے ایک طرف کر دی پھر اس نے ایسے بولنا شروع کیا جیسے وہ ہنسی مذاق کرنے آیا ہو۔

''ڈائریکٹر چو! میرا خیال ہے آپ یہ فیصلہ کرنے کی اہلیت نہیں رکھتے کہ مریضوں کو کیا کرنا چاہیے اور کیا نہیں کرنا چاہیے۔'' ہوانگ نے یہ سوچے بغیر کہنا شروع کیا کہ ڈائریکٹر پر اس کا کیا اثر ہوگا۔ وہ ڈائریکٹر کے اردگرد چکر لگا رہا تھا۔

''جب جزیرے سے باہر کے لوگوں نے کہا تھا کہ آپ کو چلا جانا چاہتے ہیں تو ہمیں چاہیے تھا کہ انہیں لے جانے دیتے۔ ہمیں روکنا نہیں چاہیے تھا مگر اب دیر ہو چکی ہے اس کی وجہ یہ تھی کہ ہم نے خدا کی مرضی کی طرف سے آنکھیں بند کر لی تھیں۔ خدا کی مرضی معلوم ہونے کے بعد بھی ہم ہچکچاتے رہے۔'' وہ رکا اور پھر بولا۔

''حیرت کی بات ہے۔ ایسا ہمیشہ ہوتا ہے کہ کمزور اور بے بس کوڑھی بہت دیر سے خدا کی مرضی جانتے ہیں۔ وہ نہیں جانتے کہ انسان کیا کر سکتا ہے اور کیا نہیں کر سکتا۔ ماضی میں جتنے بھی ڈائریکٹر آئے انہوں نے اسے ماننے سے انکار کیا۔ بیس سال ہو گئے ہیں۔ ڈائریکٹر شو بھی ایسا ہی تھا.....''

اب لوگوں کی تعداد اور بھی بڑھ چکی تھی اور وہ آدم خوروں کی طرح اپنے لیڈر کو ایسے دیکھ رہے تھے جیسے وہ اپنا کام شروع کرنے کے پہلے آخری رسم ادا کر رہا ہو۔

''ڈائریکٹر شو نے یقین دلایا تھا کہ اس جزیرے کو جنت بنا دیا جائے گا۔ شروع میں ہم اس کے اتنے شکر گزار تھے کہ خوشی میں ہمارے آنسو نکل آئے تھے مگر خدا کی مرضی یہ نہیں تھی۔ شروع سے ہی دیوتا چاہتے تھے کہ ہم کام بند کر دیں۔ ''کوڑھیوں کی جنت''؟ کیا بکواس ہے لیکن شو نہ مانا۔ اس نے کام جاری رکھا۔ اس کے بعد جو ہوا وہ بہت ہی ہولناک تھا۔ کوڑھیوں نے اپنے اس آقا کے چھرا

MashalBooks.com

گھونپ دیا جس سے وہ ڈرتے تھے اور جسے وہ اپنا خدا سمجھتے تھے۔ بیشمار کوڑھیوں کے خون کا بدلہ اس کے خون سے لیا گیا تھا۔ لیکن میرا خیال ہے ڈائریکٹر شوایسا آدمی نہیں تھا وہ کوڑھیوں کا خون بہتا دیکھ کر خوش ہوتا۔ شاید وہ یہ سمجھتا تھا کہ کوڑھیوں کے لیے جنت بنانے کی غرض سے ان کا خون بہانا ان کے ساتھ دھوکا نہیں ہے۔ خرابی یہ تھی کہ آخر وقت تک وہ یہ نہیں جان سکا کہ خدا کی مرضی کیا ہے۔ اب کیا کہا جا سکتا ہے کہ آپ بھی اسی کی طرح ہوں۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ جو ڈائریکٹر بھی اس جزیرے پر آیا وہ یہ تمیز نہیں کر سکا کہ انسان میں کیا صلاحیت ہے اور کیا نہیں۔ اس کا احساس انہیں اس وقت ہوتا جب مریض پہلے ہی اس سے واقف ہو جاتے۔ اسی لیے ایسے واقعات پیش آئے۔''

''خاموش ہو جاؤ۔'' ڈائریکٹر چیخا وہ اور برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ وہ گھبرا گیا تھا۔ ہوانگ اپنی باتوں سے اسے اس طرح گھیر رہا تھا جیسے وحشی درندہ اپنے شکار کو کھانے سے پہلے اس کے ساتھ کھیلتا ہے اور اس کے اعصاب کمزور کرتا ہے۔ اس نے سنا تھا کہ جب بھی کوئی ہولناک واقعہ پیش آنے والا ہوتا ہے تو ہوانگ اپنے ماضی کے قصے سنانے لگتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ہوانگ کا لہجہ مکڑی کے جالے کی طرح اس کے گرد تنگ ہوتا جا رہا ہے اور جس طرح جالے میں پھنسی ہوئی مکھی آہستہ آہستہ اپنی طاقت سے محروم ہوتی جاتی ہے اسی طرح اس کی توانائی بھی ختم کی جا رہی ہے۔ ہوانگ بھی مکڑی کی طرح اپنا زہریلا ڈنگ مارنے کی تیاری کر رہا تھا۔

''اصل بات کرو۔ کیا چاہتے ہو۔ تم میرے ساتھ کیا کرنا چاہتے ہو؟'' ڈائریکٹر نے اپنا غصہ دباتے ہوئے سوال کیا۔

ہوانگ نے اس کے گرد چکر لگایا جیسے وہ اپنی باتوں سے خود ہی نشے میں آ گیا ہو۔ پھر اچانک وہ ٹھہر گیا اور کافی دیر ڈائریکٹر کی طرف دیکھتا رہا پھر ایسے بولنا شروع کیا جیسے ایک دم اسے کچھ یاد آ گیا ہو۔

''ہاں۔ آپ جاننا چاہتے ہوں گے۔ مگر ایسی جلدی بھی کیا ہے۔ یہ لوگ آپ کو تکلیف پہنچانے نہیں آئے ہیں۔ یہ آپ سے صرف.....''

''یہ..... یہ..... کہہ رہے ہو۔ ہم کیوں نہیں کہتے؟ ہاں تو تم کیا چاہتے ہو؟''

''چلو ہم کہہ لیتے ہیں۔ یہاں سب کوڑھی ہیں سوائے آپ کے اور.....'' ہوانگ نے اب بھی

MashalBooks.com

اصل بات نہیں بتائی لیکن اس کے چہرے کے تاثرات اور اس کا لہجہ ڈائریکٹر کے مقابلے میں بہت پرسکون تھا۔

''اگر ہم آپ سے یہ کہیں کہ ہم آپ کو نقصان پہنچانے نہیں آئے ہیں تو شاید آپ یقین نہ کریں۔ ہم تو یہ دیکھنے آئے ہیں کہ آپ اپنا وعدہ کیسے پورا کریں گے۔ یہ آپ کی غلط فہمی ہے کہ ہم آپ کو نقصان پہنچائے آئے ہیں۔'' یہ کہنے کے بعد ہوانگ پیچھے ہٹ گیا جیسے اس کا کام پورا ہو گیا آخر۔

اب ڈائریکٹر اچھی طرح سمجھ گیا کہ یہ بوڑھا آدمی کیا چاہتا ہے۔ یہ چاہے کچھ بھی کہے یہ لوگ اس کا سر چاہتے ہیں۔ وہ جانتا تھا کہ اگر وہ ان سے کہے کہ وہ ایسا نہیں کرنے دے گا تو وہ خاموشی سے واپس نہیں چلے جائیں گے۔ بوڑھے آدمی نے اسے الٹی میٹم دیا ہے مگر ڈائریکٹر بھی ہار نہیں ماننے گا۔

''حلف لینے والا میں وہ اکیلا نہیں تھا آپ لوگوں نے بھی میرے ساتھ حلف لیا تھا۔'' اس نے زور سے کہا۔

''ہاں ہاں ہم نے حلف لیا تھا۔ ہم نے آپ کے ساتھ حلف لیا تھا۔'' بوڑھے ہوانگ نے کہا۔

''آپ اب بھی اصل بات نہیں سمجھے۔ جب پروجیکٹ شروع ہوا اس وقت کوئی خرابی نہیں تھی۔ خرابی اس وقت ہوئی جب یہ واضح ہو گیا کہ دیوتا اس کام کو بند کرانا چاہتے ہیں۔ ہم نے دیوتاؤں کے حکم پر عمل کرنا چاہا مگر آپ نے کام جاری رکھنے پر اصرار کیا۔ یہاں سے کام خراب ہونا شروع ہوا۔ آپ نے ان کا حکم نہ مانا اور ہمارا خون بہایا کیونکہ یہ آپ کا اپنا خون نہیں تھا۔ یہ کوڑھیوں کا خون تھا۔ خرابی اس وقت ہوئی جب آپ نے کوڑھیوں کو موت کے منہ میں جانے دیا۔''

یہ عجیب منطق تھی۔ دونوں فریقوں نے حلف اٹھایا تھا کہ وہ ایک دوسرے کو دھوکا نہیں دیں گے لیکن ہوانگ نے جو کہا وہ اس سے بالکل ہی مختلف تھا۔ گویا دیوتا ان کے ساتھ تھے اور یہ ڈائریکٹر ہی تھا جسے سزا ملنا چاہیے۔ اب کوڑھیوں کے ساتھ اس اکیلے صحت مند انسان کا مقابلہ تھا۔

ڈائریکٹر یہ بات ماننے کو تیار نہیں تھا کہ اس نے دھوکا دیا ہے۔ اس نے ہوانگ سے پوچھا۔

''کیا مجھے مارنا ضروری ہے؟ کیا یہ واقعی دیوتاؤں کی مرضی ہے کہ مجھے تمہاری آنکھوں کے

سامنے مار دیا جائے؟''

اچانک ہوانگ کا انداز بدل گیا۔ اب وہ رحم دل انداز میں بول رہا تھا۔

''یہ آپ ہی ہیں جنہوں نے ان کا خوب بہایا ہے..... اگرچہ ہم کوڑھیوں نے اپنے لیے خون بہایا مگر آپ نے خون کا ایک قطرہ بھی نہیں دیا۔ آپ نے ہمارا خون ہی مانگا۔ ہم نے آپ سے کہا بھی کہ اب ہم خون دینا نہیں چاہتے مگر آپ اصرار کرتے رہے۔ اب دیوتا ہم سے خون نہیں مانگ رہے ہیں اور اگر ہم خون کا ایک قطرہ لے کر بہت سے خون بچا سکتے ہیں تو دیوتا ہمیں معاف کر دیں گے۔''

یہ عجیب دھمکی تھی اب ڈائریکٹر بھی غصے پر قابو نہ رکھ سکا۔

''ٹھیک ہے اگر آپ اسے دھوکا سمجھتے ہیں تو میں نے جو وعدہ کیا ہے وہ پورا کروں گا۔ اس نے دو مرتبہ ریوالور پر ہاتھ رکھا اور ہوانگ کی طرف بڑھا۔ پھر اس نے ریوالور اٹھایا اور بولا یہ لو اور کسی سے کہو مجھے گولی مار دے۔''

''ہمارا مقصد یہ نہیں ہے۔'' ہوانگ کا لہجہ جذبات سے عاری تھا۔ وہ مذاق کے انداز میں بات کر رہا تھا۔ آپ کو بتایا نا کہ ہم آپ پر نکتہ چینی نہیں کرنا چاہتے۔ آپ نے جو وعدہ کیا ہے اسے آپ ہی پور کریں گے۔ ہم تو صرف دیکھیں گے۔''

''کیا؟ تم نکتہ چینی نہیں کرنا چاہتے۔'' ڈائریکٹر کا جواب طنزیہ تھا۔ وہ سمجھتا تھا کہ اس کے لیے یہ آخری موقع ہے اپنی بات کہنے کا۔ اس لیے اس نے غصے میں کہنا شروع کیا۔'' خدا کے لیے بہانے بنانا بند کرو۔ آپ نے دس مرتبہ میرے اوپر نکتہ چینی کی ہے اور اپنے دل میں تو آپ نے سینکڑوں بار مجھے برا بھلا کہا ہوگا۔ آخر ایسا کیوں کر رہے ہیں۔ آپ کے مہربان دیوتا صرف آپ کا ساتھ ہی دیتے ہیں میرا ساتھ نہیں دیتے؟ اور اگر میں یہ کہوں کہ دیوتا میرے ساتھ ہیں تو تم مجھ سے میرا وعدہ پورا کرنے کے لیے کن دیوتاؤں کا سہارا لو گے؟''

ڈائریکٹر اس کے طیش پر ہوانگ دنگ رہ گیا۔ اس نے آگے بڑھ کر ریوالور بھی نہیں لیا۔ اب اس سے بولا ہی نہیں گیا۔ ڈائریکٹر نے یہ دیکھا تو اس نے پھر بولنا شروع کیا۔

''تم لوگ ہمیشہ اپنے دیوتاؤں کا ذکر کرتے ہو لیکن اگر تمہارے دیوتا ہیں تو میرے دیوتا بھی

ضرور ہوں گے۔ اگر تمہارے دیوتا کہتے ہیں کہ مزید خون بہانے سے پہلے کام بند کر دو تو میرے دیوتا کہتے ہیں کہ پروجیکٹ مکمل کرو تا کہ سمندر میں تیر کر جزیرے سے بھاگنے والوں اور اس طرح اپنی جان دینے والے مریضوں کو آرام دہ زندگی گزارنے کا موقع مل سکے۔ میرے دیوتا مجھ سے کہتے ہیں کہ سمندر سے زمین حاصل کرو تا کہ تمہیں اور تمہارے لوگوں کو رہنے سہنے اور دیوتاؤں کی عبادت کرنے کے لیے جگہ مل سکے۔'' ڈائریکٹر کا خوف ختم ہو چکا تھا اور وہ نڈر ہو کر اپنے دل کی بات کر رہا تھا۔ وہ اپنی عزت اور اپنا وقار بچانے کی کوشش کر رہا تھا۔''

''میں نے اپنے دیوتا کا ذکر اس لیے نہیں کیا تھا کہ ہماری کوششیں ایسی ہیں کہ اسے پکارنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کی مرضی پوری کرنے کے لیے ہمیں مزید خون پسینہ بہانے کی ضرورت ہے۔ اگر ہم نے ایک دوسرے پر اعتماد نہ کیا تو ہم دیوتا پر بھی بھروسہ نہیں کر سکیں گے۔

''.....''

''تم سب دیوتا کی مرضی پر بھروسہ کرنے کی کوشش کرتے ہو اور میں کہتا ہوں کہ پہلے ہمیں خود ایک دوسرے پر بھروسہ کرنا چاہیے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تمہارے دیوتا اور میرے دیوتا کی مرضی میں فرق کیوں ہے۔ میں تو سوچتا ہوں کہ تمہارے دیوتا کی یہ مرضی کیسے ہو سکتی ہے کہ تم اپنی پرانی مایوس کن اور آوارہ زندگی کی طرف لوٹ جاؤ۔ میں تو یہ بھی یقین نہیں کر سکتا کہ تمہارا دیوتا چاہتا ہے کہ تم حکومت کی خیرات پر زندگی گزارو۔ تمہارا دیوتا بالکل پسند نہیں کرتا کہ تم یہاں سے بھاگنے کے لیے سمندر میں تیرو اور لہروں کی نذر ہو جاؤ اور پانی کے بھوت بن جاؤ۔''

''.....''

''میں تو یہ بھی سمجھ نہیں پا رہا ہوں کہ میں اپنے آپ کو گولی کیوں ماروں؟''

میں نہیں جانتا کہ کس نے کس کے ساتھ دھوکا کیا ہے لیکن میں تم لوگوں سے اپنی زندگی کی بھیک نہیں مانگوں گا۔ اگر تم واقعی یہ سمجھتے ہو کہ مجھے مارنے سے تمہاری زندگیاں بچ سکتی ہیں تو مجھے مار دو۔'' یہ کہنے کے بعد اس نے ریوالور ہوا میں کی طرف اچھال دیا۔

''اس میں صرف ایک گولی ہے جو میں نے اپنے لیے رکھی تھی۔ تم آسانی سے مجھے مار سکتے ہو۔''

MashalBooks.com

لیکن ہوانگ نے ریوالور اٹھانے کی کوشش نہیں کی۔ وہ خاموش کھڑا ڈائریکٹر کو دیکھتا رہا۔ کوئی اور بھی ریوالور اٹھانے آگے نہیں بڑھا۔ جیسے جیسے مشعلوں کے شعلے مدہم پڑنا شروع ہوئے خاموشی بھی گہری ہوتی گئی۔ پھر اسی وقت ڈائریکٹر کے پیچھے سے ایک سایہ ریوالور کی طرف بڑھا یہ سانگوک تھا۔ اس کے ہاتھ میں مشعل نہیں تھی البتہ وہ پیچھے کھڑا تماشہ دیکھ رہا تھا۔ اس نے خاموشی سے ریوالور اٹھا لیا پھر اس نے ہوانگ کی طرف دیکھا اور اس کے بعد مریضوں کی طرف مڑ گیا اور پاگلوں کی طرح چیخنے لگا۔

''یہ تم کیا کر رہے ہو؟ تم کس سے ڈرتے ہو؟'' اب تک جو مریض خاموش کھڑے تھے ان میں ہلچل پیدا ہوئی لیکن یہ عارضی تھی۔ سانگوک کی آواز سے مرعوب ہو کر وہ پھر خاموش ہو گئے۔

''تمہارا دیوتا حکم دیتا ہے کہ خون بہانا بند کرو مگر اس شخص کی وجہ سے کتنا خون بہا ہے۔ تم نے ڈائریکٹر کے لیے خواہ مخواہ خون بہایا ہے تاکہ اسے شہرت ملے۔ اس وقت تم اپنے خون پسینے کا تاوان وصول کرنے آئے ہو۔ اب یہ تمہارے فیصلے کا انتظار کر رہے ہیں۔ اب تم ہچکچا کیوں رہے ہو؟ تم ڈرتے کیوں ہو؟'' وہ ایسے چیخ رہا تھا جیسے واقعی پاگل ہو گیا ہو۔ اس میں غصہ بھی تھا اور مایوسی بھی۔ اس کے غصے کا ہدف مریض تھے۔ ہووان کی وجہ سے میون کے ساتھ اس کے تعلقات ختم ہو چکے تھے۔ اس کا طیش اور اس کی مایوسی کہیں اس وجہ سے تو نہیں تھی؟ یہ بات واضح نہیں تھی۔

سانگوک کی طیش میں بھری یہ تقریر سن کر ڈائریکٹر نے محسوس کیا کہ اس کا رخ میری طرف ہے۔ وہ مریضوں کو مورد الزام ٹھہرانے کے بجائے میرے اوپر الزام لگا رہا ہے۔

آؤ آگے بڑھو اور ڈائریکٹر کو گولی مارو۔ اگر یہ مر گیا تو خون خرابہ ختم ہو جائے گا۔''

''.....''

''کوئی نہیں ہے؟ یہ کام کوئی نہیں کرے گا؟ تو ٹھیک ہے۔ اگر تم ڈائریکٹر کو ذمہ دار قرار نہیں دیتے تو پھر تمہیں ذمہ دار قرار دیا جائے گا۔ اگر تم نے یہ ہنگامہ کسی وجہ کے بغیر کیا تھا تو پھر تمہیں سزا دینے کے لیے ایک گولی کافی ہے۔ اگر تم انہیں گولی نہیں مار سکتے تو تمہارے اندر اتنی ہمت ہونی چاہیے کہ اپنے آپ کو قصوروار قرار دو' کسی کو آگے آنا چاہیے اور ان پر گولی چلانا چاہیے یا پھر خود قصوروار قرار دیئے جانے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ کون کرے گا یہ کام؟'' سانگوک کا چہرہ زرد ہو گیا

تھا اور اس کے ماتھے پر پسینے کے قطرے چمک رہے تھے۔ وہ بولے جا رہا تھا۔

''کوئی آگے کیوں نہیں آتا؟ ڈائریکٹر کو گولی مارو اور کوڑھیوں کی زندگی کی طرف لوٹ جاؤ۔ اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو پھر تیار رہو کہ آج تم نے جو کیا ہے تمہیں اس کا جواب دینا پڑے گا۔ غلیظ کوڑھیو۔''

ڈائریکٹر کو ہوانگ کی بات یاد آ گئی۔ ''کوڑھیوں سے نہ ڈرنا۔'' شاید اس نے آج کی صورتحال کے لیے ہی یہ بات کہی تھی۔ مریضوں کو ڈائریکٹر کے چہرے پر خوف نظر نہیں آیا۔

''سانگوک۔'' آخر ہوانگ کی آواز آئی۔ اس کے بعد ہوانگ نے جو کہا وہ کسی کے سان و گمان میں بھی نہیں تھا۔

''بہتر یہ ہے کہ گولی خرچ نہ کی جائے۔ اصل میں تو یہاں دو گولیاں ہونا چاہیے تھیں لیکن چونکہ گولی ایک ہی ہے اس لیے اسے اور وقت کے لیے محفوظ رکھا جائے تو اچھا ہے۔'' اس نے سانگوک کے ہاتھ سے ریوالور لیا اور اس سے کھیلنے لگا۔

''اب یہ واضح ہو گیا ہے کہ ایک گولی کتنی قیمتی ہے۔ خوشی کی بات ہے کہ سانگوک نے ہمیں اس کا احساس دلایا ہے۔ ہم کوڑھیوں کے بارے میں آپ نے جو باتیں کیں انہیں سن کر مجھے اطمینان ہوا۔ کوڑھی اس طرح کی سخت سست باتیں سننا پسند کرتے ہیں۔ ہمیں دھتکار دیا جاتا ہے یا پھر کتوں کی طرح ہم سے وفاداری کا تقاضا کیا جاتا ہے۔ یہ میں اپنا مذاق اڑانے کے لیے نہیں کہہ رہا ہوں۔ آپ ہمیں برا بھلا کہہ رہے تھے تو مجھے یہ باتیں یاد آ گئیں۔ یہ گولی اگر ہم نے ڈائریکٹر کو نہ ماری تو ہمیں معلوم ہے کہ اگلا نشانہ کون ہوگا۔ بدقسمتی سے..... آپ نے جیسے کہا..... ہمارے اندر اب بھی حوصلہ نہیں ہے۔ پورا حوصلہ ہونے کا مطلب ہے کہ ہم نے پوری طرح اذیت برداشت نہیں کی ہے۔ ہمیں یہ گولی بچائے رکھنا ہے۔''

اب ہوانگ ڈائریکٹر کی طرف بڑھا اور ریوالور اس کے سامنے احتیاط سے زمین پر رکھ دیا پھر اس نے کہا ''ڈائریکٹر صاحب آپ نے دیکھ لیا ہم کوڑھی کتنے بزدل ہیں۔ میں جانتا تھا کہ یہ تماشہ اس طرح ختم ہوگا ہم بہت ہی بدنصیب اور بزدل لوگ ہیں۔ میں بھی انہی میں سے ہوں۔ میں نے اپنی مردہ ماں کو چھوڑ کر ان لوگوں کے ساتھ بھاگ آیا جو بھوکی عورتوں کی عزت لوٹتے تھے اور میں

MashalBooks.com

نے ہوٹل میں کام کرنے والی ایک عورت کو قتل کر دیا۔ میرے نانا کا انتقال ہوا تو مجھے خوشی ہوئی کہ جو کی ایک بوری مجھے مل گئی۔ جب بھی بہادری دکھانے کا موقع آیا تو میں بہانہ بنا کر وہاں سے نکل آیا۔

''.....''

''لیکن ڈائریکٹر چو آپ اس لیے مجھے موردالزام نہ ٹھہرائیں کہ میں نے ایک گولی بچالی ہے۔ یہ نہ سوچئے کہ میں نے اپنی کمزوری جانتے کے بعد بھی اپنے آپ کو اس لیے گولی نہ ماری کہ میرے اندر جرات نہیں تھی۔ میں تو اس لیے گولی بچانا چاہتا ہوں کہ کوڑھی اتنی آزمائش سے نجات پائیں اور جو کام ادھورا رہ گیا ہے اسے پورا کریں۔ اگر آپ یہ نکتہ سمجھ لیں گے تو ہمارے ساتھ برتاؤ کرنا آسان ہو جائے گا۔

''.....''

''اٹھایئے یہ ریوالور اور ان کوڑھیوں کو زیرِتعمیر مقامات کی طرف بھگا دیجیے۔''

یہ کہہ کر وہ آہستہ آہستہ پیچھے ہٹ گیا۔ باقی مریض بھی اس کے پیچھے پیچھے چل دیئے۔ اب جیسے ہوانگ نے کہا تھا ڈائریکٹر کے لیے کرنے کو کوئی کام نہیں تھا بلکہ اس کے اندر طاقت ہی نہیں تھی۔ اس رات ہوانگ اور تمام مریض جزیرہ اوما چلے گئے۔ حتیٰ کہ سانگوک جو مریضوں کو برا بھلا کہتا رہتا تھا وہ بھی کچھ نہ بولا۔ ڈائریکٹر رات گئے تک تنہا وہاں کھڑا مشعلوں کو دور جزیرہ اوما کی طرف جاتا دیکھتا رہا۔

24

تعمیر کا کام پھر شروع ہو گیا۔ لیکن سال ختم ہونے تک کام مکمل کرنے کا جو پروگرام تھا اسے اگلے موسم بہار تک ملتوی کر دیا گیا۔ اب اس نے جلد سے جلد کام مکمل کرنے پر اصرار نہیں کیا۔ اس رات کے بعد مریضوں نے بہت صبر اور احتیاط سے کام کرنا شروع کیا۔ پرانا سال ختم ہو کر نیا سال لگا تو اس کام کو شروع ہوئے تین سال ہو چکے تھے۔ ڈائریکٹر سال ختم ہونے تک کام مکمل کرنے کا تہیہ کر چکا تھا لیکن یہ ممکن نظر نہیں آتا تھا۔

ایک دن زیرِتعمیر جگہ پر چند لوگ ڈائریکٹر سے ملنے آئے۔ یہ لوگ کام کا جائزہ لینے اور ان

MashalBooks.com

کاموں کے فنی وسائل کے بارے میں تفتیش کرنے آئے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ کہ کوریا کی بحالیاتی کمپنی کی طرف سے آئے ہیں اور صوبائی دفتر کی طرف سے انہیں معائنہ کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔

''یہ نہیں ہوسکتا۔''

ان لوگوں سے ملاقات کے بعد ڈائریکٹر کو حالات کو نزاکت کا احساس ہوا۔ گویا یہ آخری سازش تھی۔ اسے محسوس ہوا کہ اس کی رگوں میں خون الٹا گردش کر رہا ہے۔ اس نے ان لوگوں کو وہیں چھوڑا اور صوبائی دفتر چلا گیا۔ وہ جانتا تھا کہ ایک نہ ایک دن اسے اس صورتحال کا سامنا کرنا پڑے گا لیکن یہ خیال نہیں تھا کہ سازش اس مقام پر پہنچ چکی ہے اب پورا پروجیکٹ ہی ہاتھ سے نکل جانے کا خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔ معائنہ کرنے والے لوگ کسی وجہ کے بغیر نہیں آئے تھے۔ ان کا مقصد پروجیکٹ پر قبضہ کرنا تھا۔ وہ صاف صاف تو نہیں کہہ رہے تھے مگر ان کا مقصد یہی تھا۔ یہ سوال نہیں تھا کہ اس پروجیکٹ پر کوئی قبضہ کر لے گا۔ مسئلہ یہ تھا کہ اسے ہسپتال کی انتظامیہ اور مریضوں کے ہاتھ سے چھینا جا رہا ہے۔ چند خودغرض لوگ اور سرکاری افسر یہ سازش کر رہے ہیں۔

غالباً اس کا تعلق انتخابات سے تھا۔ ہارنا اور جیتنا تو رائے دہندوں کی تعداد پر منحصر تھا کہ کسے کتنے ووٹ ملے اور یہ ایک قسم کی مشینی عمل تھا۔ پہلے جزیرہ سوراک کے باشندوں کو ووٹ دینے کا حق نہیں تھا۔ اس لیے نہیں کہ قانونی طور پر انہیں کوئی حق نہیں تھا بلکہ ان کی شناخت اور شہریت کا معاملہ طے نہیں ہوسکتا تھا۔ حالانکہ یہ بھی ایک جگہ تھی جہاں سے بہت سے ووٹ حاصل کیے جا سکتے تھے۔

چنانچہ ایک سال ایک سیاست دان کے دماغ میں بالکل ہی نیا خیال آیا۔ اس نے مہم چلائی اور جزیرے والوں کو اکٹھا کیا کہ وہ اپنا ووٹ ڈالنے کا حق ادا کریں۔ اس نے اس سے فائدہ اٹھایا۔ اس نے مریضوں کا شکریہ ادا کیا اور وعدہ کیا کہ وہ جزیرے کی بھلائی کے لیے کام کرتا رہے گا اور اس نے کام بھی کیا۔ اس کے بعد سے دوسرے سیاست دانوں نے بھی اس طرف توجہ دی اور وہ بھی اپنے آپ کو مریضوں کا خادم کہنے لگے۔ چونکہ اس جزیرے میں زیادہ تعداد مریضوں کی تھی اس لیے الیکشن لڑنے والے سیاست دان انہیں خوش کرنے کی کوشش کرنے لگے۔

لیکن جزیرے والوں کے لیے حالات پھر بھی اچھے نہیں ہوئے۔ اس بات کے نتائج کا انحصار

MashalBooks.com

صرف مریضوں کے ووٹ پر نہیں تھا کیونکہ جزیرے سے باہر کے لوگ اکثریت میں تھے۔ چنانچہ باہر کے لوگوں نے جن کے ووٹ زیادہ تھے اپنی اکثریت کی بنیاد پر پروجیکٹ پر قبضہ کرنے کے اختیارات حاصل کر لیے۔ چونکہ انہیں اکثریت کی حمایت حاصل کرنا تھی اس لیے انہوں نے اقلیت کو نظرانداز کر دیا۔ ڈائریکٹر اچھی طرح اس کا اندازہ لگا سکتا تھا اسے کسی وضاحت کی ضرورت نہیں تھی۔

ڈائریکٹر صوبائی دفتر پہنچا تو اسے یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ حالات بہت آگے تک پہنچ چکے ہیں۔ جزیرے سے باہر کے لوگ بار بار صوبائی دفتر جا کر زیرِتعمیر پروجیکٹ کا انتظام سنبھالنے کی درخواست کر چکے ہیں لیکن صوبائی حکومت نے یہ کام کوریائی بحالیاتی ترقی کمپنی کے سپرد کر دیا ہے۔ جو معائنہ کرنے والے جزیرے پر گئے تھے۔ انہوں نے کہا تو تھا کہ وہ جائزہ لینے آئے ہیں لیکن ان کا اصل مقصد پروجیکٹ کا انتظام سنبھالنا تھا۔ وہ تو یہ صرف دیکھنا چاہتے تھے کہ انتظام سنبھالنے کے امکانات کتنے ہیں۔

''میرا خیال ہے آپ اس پروجیکٹ سے دستبردار ہو جائیں۔ ذاتی طور پر میں آپ کے جذبات کی قدر کرتا ہوں لیکن ہم آپ کے لیے کچھ نہیں کر سکتے۔ ہمارے اوپر اور نیچے دونوں طرف سے دباؤ ہے۔'' یہ بات ایک افسر نے کہی جس سے ڈائریکٹر نے بات کی تھی۔ ''یہ کام کرنے سے پہلے ہمیں آپ سے مشورہ کرنا چاہیے تھا مگر اس سے کچھ اور پیچیدگیاں پیدا ہو جانے کا ندیشہ تھا اوپر اور نیچے والوں دونوں کا خیال تھا کہ آپ آسانی سے اس پروجیکٹ سے دستبردار نہیں ہوں گے چاہے اس جھگڑے میں کئی سال لگ جائیں۔''

اس افسر کا مقصد ڈائریکٹر کو یہ بتانا تھا کہ وہ ناکام ہو چکا ہے۔ وہ کہنا چاہتا تھا کہ چونکہ آخری تاریخ میں کئی بار توسیع کی جا چکی ہے اور معاملہ طے نہیں ہوا اس لیے اب کچھ نہیں کیا جا سکتا۔ اب بہتر یہی ہے کہ پروجیکٹ دوسروں کے حوالے کر دیں۔

''مجھے یہ بتاتے ہوئے افسوس ہو رہا ہے کہ ہمارے جائزے کے مطابق تعمیر کی رفتار بہت سست ہے اور پروجیکٹ کا جو خاکہ تیار کیا گیا ہے اس پر بھی نظرثانی کی ضرورت ہے کیونکہ پشتے بہت ہی تنگ ہیں۔ ظاہر ہے کہ اس پر دو رائے ہو سکتی ہیں لیکن آپ نے یہ پروجیکٹ بہت ہی عجلت میں شروع کر دیا تھا اور سچی بات تو یہ ہے کہ آپ کو اس قسم کے کام کا تجربہ بھی نہیں ہے۔ آپ نے اپنے

MashalBooks.com

جوش میں بنیادی باتوں کا خیال کیے بغیر ہی کام شروع کرا دیا۔ اس کے علاوہ مریضوں کے پاس نہ ہنر ہے اور نہ آلات۔ ان کی ہمت بڑھانے کے لیے چند ظاہری نتائج ہی سامنے لائے گئے.....''

ڈائریکٹر کا جی چاہتا تھا کہ اس آدمی کا گلا گھونٹ دے لیکن وہ وہاں سے اٹھا اور گورنر کے دفتر چلا گیا۔ گورنر سے ملا تو اس نے اس ناانصافی کی شکایت کی۔

''یہ بہت ہی گھٹیا حرکت ہے۔ یہ سراسر ڈکیتی ہے۔ کوڑھی تو چوری کرتے ہیں یا بھیک مانگتے ہیں لیکن صحت مند لوگوں نے کبھی کوڑھیوں کی چوری نہیں کی۔''

گورنر ڈائریکٹر کو اچھی طرح جانتا تھا۔ ڈائریکٹر اپنی وضاحتیں پیش کرتا رہا' دلیلیں دیتا رہا مگر وہ خاموشی سے بیٹھا مسکراتا رہا۔

''کوڑھی بھیک مانگتے ہیں تو لوگ اسے اچھا نہیں سمجھتے۔ مجھے یقین ہے آپ بھی ایسا ہی سوچتے ہوں گے۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ پروجیکٹ کامیابی کے ساتھ مکمل ہو جائے تاکہ کوڑھ کے مریض بھیک مانگنا چھوڑ دیں۔ میں چاہتا ہوں وہ اپنے ہاتھوں سے سمندر سے جو زمین نکالیں اس پر فصلیں کاشت کریں' چاہے وہ چھوٹے سے قطعے پر ہی ہو۔ ان کے اندر حوصلہ اور اعتماد پیدا ہو گیا تھا لیکن اب دیکھ لیجیے کیا ہو رہا ہے۔ جزیرہ اوما کے جھنڈے پر ہاتھ بنا ہوا ہے جس کی انگلیاں نہیں ہیں۔ یہ کوڑھی کا جھنڈا ہے۔ اس پرچم کے تلے ان مریضوں نے انگلیوں کے بغیر ہاتھوں سے پتھر اور مٹی اٹھائی۔ وہ اس کے لیے بھی تیار تھے کہ پشتے بنانے کے لیے اپنے آپ کو بھی سمندر کی نذر کر دیں۔ یہ تھا ہمارے کام کا نتیجہ۔ یہ کام کی سست رفتار یا مہارت کی کمی کے بہانے پروجیکٹ ہم سے نہیں لے سکتے۔ سمجھ میں نہیں آتا یہ بہانے کس نے تراشے ہیں لیکن میں آسانی سے ہار ماننے والا نہیں ہوں۔ اگر مریضوں میں مہارت نہیں ہے اور ضروری آلات بھی ان کے پاس نہیں ہیں پھر بھی چاہے ایک دو سال اور بھی لگ جائیں یہ پروجیکٹ مکمل کر کے رہوں گا۔''

ڈائریکٹر نے اپنی شکایات ختم کیں تو گورنر نے اسے ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی اور کہا۔

''پروجیکٹ خواہ کوئی بھی مکمل کرے زمین الاٹ کرنے کا حق صوبائی حکومت کا ہے۔''

اس کا مطلب یہ تھا کہ چونکہ زمین الاٹ کرنے کا حق صوبائی حکومت کو ہے۔ اس لئے پروجیکٹ مکمل ہونے کے بعد مریضوں کو بھی ان کی محنت کا صلہ مل جائے گا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ

MashalBooks.com

وہ پروجیکٹ کو چھوڑ دے۔ گورنر یہ نہیں سمجھ سکا کہ ڈائریکٹر اپنے دل میں کیا سوچ رہا ہے۔

''مریضوں سے جزیرہ اوما لینے کا مطلب صرف ان کی زمین لینا ہی نہیں ہے۔ ان کے لیے جزیرہ اوما میں اور بھی قیمتی چیزیں موجود ہیں۔ زمین سے زیادہ ان کے لیے اہم بات یہ ہے کہ وہ اپنی قسمت کے مالک خود بن جائیں گے۔ جزیرہ اوما لینے کا مطلب ہوگا کہ ان سے زندہ رہنے کی خواہش ہی چھین لی جائے۔ صرف ایک بار تو انہیں امید کے ساتھ زندہ رہنے کا موقع دیجیے۔ کم سے کم خوشی کے ساتھ زندہ رہنے کا تجربہ کرنے دیجیے۔ میں پیچھے نہیں ہٹوں گا۔''

گورنر سے ملاقات کے بعد گورنر سیدھا سیول گیا اور کابینہ کے ایک وزیر سے ملا لیکن وزیر سے بھی اسے کوئی مدد نہیں ملی۔

''میں تو سمجھا تھا کہ آپ کو کوئی ضروری کام ہوگا جو مجھ سے اس طرح ملنے چلے آئے۔'' وزیر نے اس طرح بے چینی کے ساتھ کہا جیسے وہ ڈائریکٹر کی اس ملاقات سے خوش نہیں ہے۔ ''محض اس لیے ذمہ داریاں اپنے ہاتھ میں لینا مناسب نہیں ہے کہ آپ جذباتی طور پر کسی کام اس کے ساتھ وابستہ ہیں۔ ہر آدمی کی کچھ کمزوریاں بھی ہوتی ہیں۔'' یہ کہہ کر وہ ہنسا اور ڈائریکٹر کے کاندھے پر کئی بار تھپکیاں دیں جیسے کسی بگڑے ہوئے بچے کو سمجھا رہا ہو۔ ڈائریکٹر نے اندازہ لگایا کہ وزیر بھی پروجیکٹ کا انتظام کسی اور کے ہاتھ میں دینے کے حق میں ہے۔ ڈائریکٹر سخت مایوسی کا شکار ہوگیا۔

''بہرحال آپ اس معاملے میں کوئی بھی فیصلہ کریں میں اسے نہیں چھوڑوں گا۔ پانچ ہزار مریض، ہسپتال کی انتظامیہ اور میں ہر قیمت پر پروجیکٹ مکمل کریں گے۔''

اس نے وزیر کے سامنے اپنا عزم ظاہر کر دیا تھا۔ لیکن وہاں سے نکلتے ہی وہ ایک مشکل میں پڑ گیا۔ اس کے تمام راستے بند ہو چکے تھے۔ اب جزیرے والے ہی اس کا سہارا تھے۔ وہ دکھے دل کے ساتھ جزیرے پر واپس آیا۔ آتے ہی اس نے معائنہ کرنے والوں کو خاموشی سے نکال دیا اور اس نے معتبر لوگوں کی کونسل کے ارکان سے ملاقات کی اور انہیں پوری صورتحال سے آگاہ کیا۔ اس نے بتایا کہ وہ لوگ کہہ رہے ہیں کہ یہ پروجیکٹ صرف ڈائریکٹر کی خواہش کا نتیجہ ہے۔ حالانکہ اس میں سب کی مرضی شامل ہے۔ اس نے یہ بھی بتایا کہ اس کے خیال میں اگر انہوں نے مجھے زبردستی یہاں سے نکال بھی دیا تب بھی وہ پروجیکٹ پر قبضہ نہیں کر سکیں گے۔

MashalBooks.com

اس نے انہیں طیش دلانے کے لیے اور بھی بہت سی باتیں بتائیں تاکہ وہ پورے جوش کے ساتھ جلد سے جلد پروجیکٹ مکمل کرنے پر تیار ہو جائیں۔ اس نے کہا کہ اگر پروجیکٹ کا انتظام کسی اور کے ہاتھ میں دینے سے پہلے ہی کام مکمل کر لیا جائے تو پھر وہ زمین پر قبضہ نہیں کر سکیں گے۔ اب تو ہر حالت میں انہیں جلد سے جلد کام ختم کرنا ہے۔ ابھی کسی کو بھی علم نہیں ہے کہ سرکاری طور پر پروجیکٹ کا انتظام کسی اور کے سپرد کب کیا جائے گا لیکن اسے جلد سے جلد مکمل کرنا ضروری ہے۔

کونسل کے ارکان جذبات سے عاری چہروں کے ساتھ اس کی باتیں سنتے رہے۔ اس نے اپنی بات ختم کی تو وہ خاموشی سے اٹھ کر چلے گئے۔ وہ ایسے جا رہے تھے جیسے انہیں کوئی پروا ہی نہیں ہے لیکن ڈائریکٹر کی باتیں بیکار بھی نہ گئیں۔ صبح ہونے سے پہلے شور شرابے کی آوازیں آنے لگیں۔ یہ اچھا ہی ہوا تھا کہ اس نے معائنہ کرنے والوں کو روانہ کر دیا تھا۔ اس رات بہت سے مریض یون گام گاؤں میں چپکے سے ہی بحالیات کے علاقے میں پہنچ گئے تھے اور زبردستی معائنہ کرنے والوں کے گھر میں گھس گئے تھے لیکن وہ اس لیے بچ گئے تھے کہ ڈائریکٹر نے پہلے ہی انہیں وہاں سے روانہ کر دیا تھا۔ اس کے باوجود مریضوں نے ان کا پیچھا نہیں چھوڑا تھا۔ پہلے تو ان کے گھروں کی تلاشی لی گئی اور ان کے جانے کے راستے کی نگرانی کی گئی۔ ان میں سے ایک دو جو رہ گئے تھے ان سے کہا گیا کہ وہ فوراً وہاں سے چلے جائیں۔ وہ صبح تک ان کے گھروں کی نگرانی کرتے رہے۔

اس خبر نے مریضوں پر بہت برا اثر کیا کہ پروجیکٹ کی ذمہ داری کسی اور کے سپرد کی جا رہی ہے۔ اس کے سامنے انتقام لینے کے لیے تو کوئی تھا نہیں اس لیے انہوں نے اپنا غصہ اور زیادہ محنت سے کام کرنے پر مرکوز کر دیا۔ ان کا جوش و خروش بڑھ گیا تھا۔ ڈائریکٹر کے لیے یہ حیرت کی بات تھی۔

زیرِ تعمیر مقامات پر دن رات کی تمیز ختم ہو چکی تھی۔ شدید سردی اور برف باری میں بھی انہوں نے کام نہیں چھوڑا۔ ایک آدمی بھی ایسا نہیں تھا جیسے پروجیکٹ کی کامیابی پر یقین ہو۔ وہ انتقامی جذبے کے ساتھ کام کر رہے تھے۔ اس عرصے میں کوئی زخمی بھی نہیں ہوا اور برف سے ہاتھ پاؤں کی انگلیاں بھی نہیں کٹیں حالانکہ وہ شدید سردی اور برفباری میں کام کر رہے تھے۔ ڈائریکٹر پوری طرح مطمئن تھا۔ مریضوں کا جذبہ دیکھ کر اس نے ایک بار پھر عہد کیا کہ وہ کسی کو جزیرہ اوما پر قبضہ نہیں

MashalBooks.com

کرنے دے گا۔

اسے اطمینان ہو گیا کہ یہ کام صرف مریضوں کی ہمت اور طاقت سے ہی پورا ہو سکتا ہے۔ جو لوگ قبضہ کرنا چاہتے ہیں وہ مریضوں کا جوش دیکھ کر ہی ہمت ہار جائیں گے۔ اب تو ایسا لگ رہا تھا کہ پشتوں کا ڈوبنا بھی بند ہو گیا تھا۔ اگر وہ اسی طرح کام کرتے رہے تو تمام پشتے ایک دوسرے کے ساتھ جوڑ دیئے جائیں گے اور افتتاحی تقریب بھی منعقد ہو جائے گی۔ اس تقریب کے بعد کسی کو بھی قبضہ کرنے کا بہانہ نہیں ملے گا اور اگر اس تقریب سے پہلے قبضہ کرنے کی کوشش کی گئی تو تمام مریض اس کا ڈٹ کر مقابلہ کریں گے۔

''اگر اس زمین پر قبضہ کرنے کی ہمت ہے تو یہاں آ کر دیکھ لے اسے پتہ چل جائے گا کہ مریضوں نے اس زمین کے ساتھ اپنا اٹوٹ رشتہ جوڑ لیا ہے۔ کون ہے جوان سے یہ زمین چھین سکے۔ اگر زبردستی قبضہ کرنے کی کوشش کی گئی تو مریضوں کی بددعائیں اور ان کا انتقام کون برداشت کر سکے گا۔''

ڈائریکٹر کا خیال تھا کہ حالات زیادہ خراب ہونے سے پہلے ہی پروجیکٹ مکمل ہو جائے گا۔ البتہ ایک بات ایسی بھی تھی جو ڈائریکٹر نہیں جانتا تھا۔ جو لوگ اس منصوبے پر قبضہ کرنے کی سازش کر رہے تھے وہ خود جال میں پھنسنے کے بجائے اپنی سازشوں میں بہت آگے بڑھ چکے تھے۔ ڈائریکٹر صرف یہ چاہتا تھا کہ اسے اپنا کام پورا کرنے کے لیے کچھ اور وقت مل جائے۔ اس کے سان گان میں بھی نہیں تھا کہ اسے منصوبہ بندی کی صلاحیت سے بھی محروم کرنے کی سازش کی جا رہی ہے۔

آخر ایک دن اسے اس حقیقت کا علم بھی ہو گیا۔ اسے مسان کے سینے ٹوریم سے تبادلے کا حکم مل گیا۔ جو لوگ جزیرے پر قبضہ کرنا چاہتے تھے وہ جانتے تھے کہ اس کے لیے پہلے ڈائریکٹر سے چھٹکارا حاصل کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ اس کی موجودگی میں وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے تھے۔ یہ بالکل مناسب نہیں کہ کسی چیز کے ساتھ کسی شخص کی جذباتی وابستگی ہے اور وہ اپنی ضد پر اڑا ہوا ہے۔ اس لیے سارا کام اسے سونپ دیا جائے۔ ہر آدمی کی کچھ کمزوریاں بھی ہوتی ہیں۔'' اسے یاد آیا کہ وزیر نے اس سے یہ بات کہی تھی۔ اب اس پر یہ واضح ہو رہا تھا کہ وزیر کا کیا مطلب تھا۔

MashalBooks.com

اس تک یہ افواہ بھی پہنچی تھی کہ اگر اس نے ضد کی تو اسے اس عہدے سے ہی ہٹا دیا جائے گا۔ ڈائریکٹر کو کبھی یہ خیال ہی نہیں آیا تھا کہ یہ بھی ہوسکتا ہے اور وہ لوگ اتنا بھی گر سکتے ہیں۔ لیکن ان لوگوں نے جو سوچا تھا وہی ہو گیا اور بالکل ہی غیر متوقع طور پر ہوا۔

ڈائریکٹر کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا۔ البتہ تسلی کی بات یہ تھی کہ تبادلے کا حکم پروجیکٹ پر قبضے کی تاریخ سے ایک مہینے پہلے آ گیا تھا کیونکہ ہسپتال کا کام مکمل کرنے اور پروجیکٹ کا انتظام سنبھالنے کے لیے وقت کی ضرورت تھی۔ ڈائریکٹر کا تبادلہ نیشنل سینے ٹوریم مسان میں ہوا تھا اور تبادلے کی تاریخ سات مارچ تھی۔ اس کے پاس ابھی ایک مہینہ تھا۔ اس کے تبادلے کے بارے میں پہلے کوئی بات چیت نہیں ہوئی تھی اور اسے اعلیٰ افسروں نے طلب بھی نہیں کیا تھا۔ ایک مختصر سا حکم آیا تھا اس کے بعد بھی اس نے اعلیٰ افسروں کی طرف سے کوئی بات نہیں سنی۔

ڈائریکٹر خود ہی سیول چلا گیا۔ اسے خطرہ تھا کہ مریضوں میں بے چینی پھیل جائے گی اس لیے اس نے اپنے عملے سے کہا کہ تبادلے کے حکم کے بارے میں کسی کو نہ بتائیں۔ اس نے زیرِتعمیر مقامات کے دورے کرنا بند کر دیئے اور اپنے کمرے میں بند ہو کر یہ سوچنے لگا کہ اس غیر متوقع صورتحال سے کیسے نمٹا جائے۔

سازش نمبر دو

25

کئی دن کے سوچ بچار کے بعد ڈائریکٹر نے طے کیا کہ یہاں سے جانے سے پہلے تعمیر کا کام تیز کر دیا جائے۔ وہ چاہتا تھا کہ اس کی روانگی سے پہلے تینوں پشتے جوڑنے کی تقریب ہو جائے۔ اس لیے وہ جزیرہ اوما کے مستقبل کا فیصلہ جلد سے جلد کرنا چاہتا تھا۔ یہ طے کرنے کے بعد وہ زیرِتعمیر پشتوں کے مقام پر گیا اور کام کا شیڈول تیار کیا۔

اب وہ ہیڈکوارٹر گیا اور ہوانگ کو بلایا۔ اسے یہ بتانے کے بعد کہ وہ جلد ہی جزیرے سے چلا جائے گا اسے سمجھایا کہ جتنی جلد ممکن ہو پشتے بنانے کا کام ختم کر لیا جائے۔ ''میں اگلے مہینے کی سات تاریخ تک چلا جاؤں گا مگر میں اس وقت تک نہیں جا سکتا جب تک پروجیکٹ مکمل نہ ہو جائے۔ میں

MashalBooks.com

ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ مریض خود اپنے ہاتھوں سے یہ کام پورا کر سکتے ہیں۔ آپ سے میری درخواست ہے کہ میرے جانے سے پہلے کام ختم کرانے میں میری مدد کریں۔ میں افتتاحی تقریب کے فوراً بعد چلا جاؤں گا۔''

ڈائریکٹر نے فیصلہ کن انداز میں بات کی اور کہا کہ افتتاحی تقریب تک وہ ضرور یہاں رہے گا۔ وہ اپنا نیا عہدہ تک چھوڑنے کو تیار تھا۔ اب چونکہ وہ فوجی نہیں رہا تھا اس لیے اپنے اعلیٰ افسروں سے ڈرنے کی ضرورت بھی نہیں تھی۔ غیر فوجی ہونے کا ایک فائدہ یہ بھی تھا کہ وہ جب چاہے استعفیٰ دے سکتا تھا۔ اس کے بعد وہ اپنی مرضی سے جزیرے پر رہ سکتا تھا لیکن یہ کوئی بہتر کام نہیں تھا کیونکہ ڈائریکٹر کے عہدے کے بغیر وہ صرف جزیرے والوں کے ساتھ اپنی محبت ہی دکھا سکتا تھا۔ جو لوگ اسے نکالنا چاہتے تھے وہ محض اس لیے اس کی مدد نہیں کریں گے کہ اس نے یہاں رہنے کا خیال کر لیا ہے۔ چنانچہ اسے مزید سوچ بچار کرنے کی ضرورت تھی۔

ہوانگ نے اس کی باتیں حسب معمول بے پروائی کے ساتھ سنیں۔ اس کی جذبات سے عاری نظریں ان ٹرکوں پر لگی ہوئی تھیں جو مٹی اٹھا رہے تھے اور جب اس نے اپنے پاس کھڑے ہوئے ڈائریکٹر کی طرف اپنی نظریں گھمائیں تو اس کی آنکھوں میں شرارت بھری ہوئی تھی۔

''میں نے سنا ہے کہ چے اوئے نام کے لوگ بہت ضدی ہوتے ہیں مگر چو نام کے کسی آدمی کو میں نے اتنا ضدی نہیں دیکھا۔ آپ پہلے آدمی ہیں۔'' ہوانگ نے اس سے کہا جیسے وہ مذاق کر رہا ہو۔'' ہم نے پہلے ہی آپ سے کہا ہے کہ ہم کسی اور کے لیے کام نہیں کر رہے ہیں۔ اس لیے آپ کوڑھیوں کے لیے خواہ مخواہ اپنی زندگی برباد کر رہے ہیں۔ آپ افتتاحی تقریب کے لیے اپنی ملازمت خراب کر رہے ہیں۔ ہم ایسا نہیں ہونے دیں گے ہم کام کی رفتار بڑھا دیں گے تاکہ آپ افتتاحی تقریب دیکھ سکیں۔''

ہوانگ پر ڈائریکٹر کا اعتماد بڑھ گیا۔ ہوانگ کام کی رفتار اس لیے تیز کرنا چاہتا تھا کہ اس کے خیال میں ڈائریکٹر کے لیے اور جزیرے والوں کے لیے اس کے سوا اور کوئی چارہ بھی نہیں تھا۔

''چلو چھ مارچ کی تاریخ مقرر کر لو۔ اس تاریخ تک ہی میں یہاں ڈائریکٹر رہ سکتا ہوں؟''

آخر تقریب کی تاریخ مقرر ہوئی چونکہ یہ تاریخ چھ تھی اس لیے اس سے پہلے سارا کام مکمل کرنا

MashalBooks.com

ضروری تھا۔

پروجیکٹ پر قبضہ کے بڑھتے ہوئے خطرے اور ڈائریکٹر کے تبادلے کی خبر نے مریضوں پر کچھ اور ہی اثر کیا۔ اگر مقررہ تاریخ پر مکمل ہوا تب بھی ڈائریکٹر جزیرے پر رہنا چاہتا تھا' چاہے اسے استعفیٰ دینا ہی پڑ جاتا۔ اس کے جزیرے پر رہنے اور پروجیکٹ مکمل کرنے کے عزم کی خبر پورے جزیرے میں پھیل گئی تھی۔ اس سے مریضوں کے اندر جلد سے جلد کام مکمل کرنے کا جوش پیدا ہو گیا۔

زیرِتعمیر کاموں کا معائنہ کرنے کے بعد ڈائریکٹر گھر پہنچا تو سانگوک اس سے ملنے آ گیا۔ اس اچانک آمد سے ڈائریکٹر کچھ پریشان سا ہو گیا۔ زیرِتعمیر مقامات پر سانگوک کئی بار آیا تھا لیکن اس نے اپنے کام کے سوا اور کوئی بات نہیں کی تھی۔ پچھلے سال جب جزیرے سے باہر والوں نے ڈائریکٹر پر حملہ کیا تھا تو سانگوک نے ہی اس کی مدد کی تھی لیکن اس کے بعد اس نے کبھی اس واقعہ کا ذکر نہیں کیا۔ ڈائریکٹر پریشان ہوتا تھا کہ وہ اس کا ذکر کیوں نہیں کرتا۔ ڈائریکٹر کو وہ رات بھی یاد تھی جب سانگوک نے طنزیہ انداز میں باتیں کی تھیں۔

اس نے سانگوک کو کمرے میں تو آنے دیا تھا مگر وہ اس کے آنے سے خوش نہیں تھا۔ یہ تو اندازہ ہو گیا تھا کہ کوئی حادثہ نہیں ہوا ہے ورنہ وہ آتے ہی شور مچاتا۔ وہ ڈائریکٹر سے کچھ اور بات کرنے آیا تھا۔ سانگوک ان لوگوں میں سے نہیں تھا جو گھما پھرا کر بات کرتے ہیں۔

''یہ کام ایسا ہے جو آپ ہی کر سکتے ہیں۔ اس لیے میں آپ کے پاس آیا ہوں۔'' اس نے اپنے آنے کی وجہ بیان کرنا شروع کی۔ اس نے بتایا کہ جزیرے کے لوگوں نے ڈائریکٹر کا تبادلہ رکوانے کے لیے ایک درخواست پر سب لوگوں کے دستخط کرانے کی مہم شروع کی ہے۔ وہ چاہتا تھا کہ ڈائریکٹر اسے بند کرا دے۔

''اس وقت اسے بند کرانے کا فائدہ بھی نہیں ہے اور کوئی اسے بند کرا ہی نہیں سکتا۔ اگر ایسا کوئی ہوتا بھی تو وہ ایسا نہ کرتا کیونکہ سب اسے غدار کہتے۔ صرف آپ ہی ہیں جو یہ کام کر سکتے ہیں۔''

سانگوک کا مطلب یہ تھا کہ اگر ڈائریکٹر نے اسے نہ روکا تو جزیرہ اصلی غداروں سے بھر جائے گا۔

ڈائریکٹر کو اس درخواست کا بالکل علم نہیں تھا۔ اس سے پہلے بھی ایک بار ایسا ہو چکا تھا۔ اس

MashalBooks.com

وقت اسے اس کی توقع تھی اس لیے وہ صورتحال کو سمجھتا تھا۔ اس بار اسے اس کا خیال ہی نہیں تھا۔ سانگوک سمجھ رہا تھا کہ ڈائریکٹر جان بوجھ کر لاعلم بن رہا ہے۔

''وہ حرام زادے کیا کر رہے ہیں؟ اس بیکار کام میں اپنی جان کیوں کھپا رہے ہیں۔ آپ انہیں روکتے کیوں نہیں۔'' ڈائریکٹر کو غصہ آ رہا تھا کہ سانگوک اس مقصد کے لیے اس کے پاس آیا ہے لیکن اس نے یقین دلایا کہ وہ کل سے اسے بند کرا دے گا۔ اس نے یہ کہہ تو دیا مگر اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اس درخواست پر سانگوک کیوں پریشان ہے۔

سانگوک اس کی توہین کر رہا تھا لیکن سانگوک بھی کسی سے دبنے والا نہیں تھا۔ وہ ڈائریکٹر سے بھی نہیں دبتا تھا۔

''آپ کس کے حامی ہیں منیجر سانگوک؟ آپ صرف درخواست پر دستخط کرانے کی مہم بند کرانا چاہتے ہیں یا یہ چاہتے ہیں کہ میں فوراً جزیرہ سے چلا جاؤں۔ میں آپ کا احسان مند ہوں اور مجھے یقین ہے کہ آپ میرے خلاف نہیں ہیں' یا خلاف ہیں؟'' ڈائریکٹر نے مذاق میں پوچھا۔

''جزیرہ چھوڑنے کا فیصلہ آپ نے خود کیا ہے؟'' سانگوک نے سوال کیا۔ جب سانگوک نے یہ کہا کہ اسے اس سے کوئی غرض نہیں ہے کہ ڈائریکٹر جزیرے سے جاتا ہے یا نہیں تو اس کا مطلب یہ تھا کہ ڈائریکٹر چلا جائے۔

''مجھے بہت افسوس ہوا ہے۔ میرا تو خیال تھا کہ اگر جزیرے کا ہر آدمی بھی مجھے جزیرے سے نکالنا چاہے گا تو آپ اکیلے آدمی ہوں گے جو مجھے روکیں گے۔ لیکن اب شاید آپ کا خیال بدل گیا ہے۔ ہم نے کچھ عرصے ساتھ ساتھ کام کیا ہے لیکن.....'' ڈائریکٹر نے مذاق مذاق میں کہنا شروع کیا۔

''میں تو کسی کے ساتھ بھی اسی طرح کام کرتا۔ میرے خیال میں جزیرے کا پروجیکٹ صرف آپ کا ہی نہیں ہونا چاہیے۔'' سانگوک نے صاف صاف اپنی رائے ظاہر کر دی تھی۔ ''یہ ٹھیک ہے کہ یہ پروجیکٹ آپ نے شروع کیا ہے مگر یہ ضروری نہیں کہ اسے مکمل بھی آپ ہی کریں۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ آپ افتتاحی تقریب میں شرکت کے لیے خواہ مخواہ ضد کر رہے ہیں۔''

''دوسرے لفظوں میں آپ یہ کہنا چاہ رہے ہیں کہ مجھے یہ سمجھ لینا چاہیے کہ یہ کام ایسا نہیں ہے

MashalBooks.com

کہ صرف میں ہی کر سکوں اور یہ میری خودغرضی ہے کہ چونکہ میں نے اسے شروع کیا تھا اس لیے مکمل بھی میں ہی کروں۔'' ڈائریکٹر نے سانگوک کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا۔

''آپ میرے بارے میں کچھ بھی سوچیں ایک میں ہی ہوں جس نے آپ پر بھروسہ کیا اور چونکہ میں نے آپ پر بھروسہ کیا اس لیے میں آپ سے یہ بات کہہ سکتا ہوں خواہ یہ میری گستاخی ہی کیوں نہ ہو۔ آپ مہربانی کیجیے اور پروجیکٹ مکمل ہونے کا انتظار نہ کیجیے۔ افتتاحی تقریب سے پہلے ہی آپ کا چلا جانا جزیرے والوں کے لیے بہتر ہوگا۔'' سانگوک نے فیصلہ کن انداز میں کہا۔

''آپ نے اس جزیرے پر جو کارنامہ انجام دیا ہے وہ واقعی بہت اہم ہے۔ آپ جزیرے والوں کے لیے بہت اہم ہو گئے ہیں۔ اب افتتاحی تقریب ہوتی ہے یا نہیں یا جیسے آپ کو خطرہ ہے آپ کی اور جزیرے والوں کی مرضی کے بغیر پروجیکٹ کسی اور کے حوالے کر دیا جاتا ہے' تب بھی آپ نے جو عظیم کام کر دیا ہے وہ تو تبدیل نہیں ہو سکتا۔ تقریب یا آپ کے جانے سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ آپ اس کام کا سہرا اپنے سر باندھنا چاہتے ہیں اسی لیے آپ اپنے سامنے تقریب کرانے پر مصر ہیں۔ یہ آپ کی خودغرضی ہے۔ آپ نے جو کام کیا ہے افتتاحی تقریب کو آپ اس کا انعام سمجھ رہے ہیں۔''

''اچھا تو یہ مجسمے کی بات ہے؟ یعنی آپ یہ سمجھ رہے ہیں کہ میں اپنا مجسمہ نصب کرانا چاہتا ہوں؟'' ڈائریکٹر نے نفرت بھرے لہجے میں کہا پھر وہ مسکرا دیا جیسے وہ سانگوک کو بتانا چاہتا ہو کہ وہ مجسمے کا محتاج نہیں ہے لیکن سانگوک پھر بھی مطمئن نہیں ہوا۔

''میں جانتا ہوں کہ آپ نے کبھی مجسمہ نصب کرانے کی خواہش نہیں کی لیکن اگر آپ نہ بھی چاہیں تب بھی جزیرے والے تو بنا ہی لیں گے۔ ایسا کہیں بھی ہو سکتا ہے مگر مجھے اس کی فکر نہیں ہے۔''

''تو پھر آپ کو درخواست کی فکر کیوں ہے؟'' سانگوک چونکہ سختی سے بات کر رہا تھا اس لیے وہ بھی سختی سے بات کرنے لگا۔'' آپ خود ہی کہہ رہے ہیں کہ لوگ خود ہی مجسمہ بنوا دیتے ہیں چاہے جس کا مجسمہ بنایا جا رہا ہے وہ اسے پسند کرے نہ کرے۔ اس لیے اس سے فرق نہیں پڑتا کہ میں کیا چاہتا ہوں۔ لیکن چونکہ مجھے مجسمے کی خواہش نہیں ہے اس لیے اگر وہ لوگ خود بنا رہے ہیں تو کیا مجھے

MashalBooks.com

اس پر خوش نہیں ہونا چاہیے؟'' ڈائریکٹر نے اسے ناراض کرنے کے لیے جان بوجھ کر ایسی بات کی۔

''اگر کہیں اور ایسا ہوتا تو آپ کو ضرور خوش ہونا چاہیے تھا لیکن یہاں معاملہ کچھ اور ہے۔ آپ پہلے ہی جانتے ہیں کہ یہاں ایک مجسمہ بن چکا ہے اور وہ بھی اس لیے نہیں کہ جس ڈائریکٹر کا مجسمہ بنایا گیا اس نے خود بنوایا۔ اس نے تو اس کا نام تک نہیں لیا تھا لیکن سب جانتے تھے کہ وہ یہی چاہتا ہے۔ جزیرے والوں کے لیے ایک ہی بات تھی کہ خواہ ڈائریکٹر منہ سے کہے یا نہیں۔''

''آپ کا مطلب ہے کہ چاہے میں منہ سے کہوں نہ کہوں مگر میری دلی خواہش یہی ہے کہ میرا مجسمہ بن جائے؟''

''میں تو کہہ چکا ہوں مجھے آپ پر بھروسہ ہے مگر جزیرے والے آپ کا مجسمہ بنانے پر تلے ہوئے ہیں۔''

''کیا؟.....کیوں؟''

''آپ ان سے شکایت نہیں کر سکتے۔ وہ نہیں جانتے کہ بہت جلد کیا شروع کرنے والے ہیں لیکن اگر آپ یہ سمجھ لیں کہ اس جزیرے پر آپ کے آنے کے بعد کتنی تبدیلیاں ہو گئی ہیں تو پھر یہ سب جاننا مشکل نہیں ہو گا۔ سب سے پہلے تو یہ دیکھیے کہ یہاں سے لوگوں کا فرار ہونا بند ہو گیا ہے۔ یہ فرار مستقل دردسر بنا ہوا تھا۔ اس کے علاوہ مریضوں کے ساتھ آپ کا رویہ ایسا رہا ہے کہ وہ آپ کی بات مانتے ہیں۔ آپ انہیں ہر بات ایسے سمجھاتے ہیں کہ ان کی سمجھ میں آ جاتی ہے۔ کام کرتے کرتے وہ بری طرح تھک جاتے ہیں مگر ظاہر یہی کرتے ہیں کہ وہ تھکے نہیں ہیں۔ وہ بالکل شکایت نہیں کرتے اور فرار بھی نہیں ہوتے کیونکہ وہ آپ تقلید کرتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ اس سے مطمئن ہوں گے اور میں اس سلسلے میں آپ پر اعتراض بھی نہیں کر رہا ہوں لیکن آپ کو اس کا دوسرا رخ بھی دیکھنا چاہیے۔ آخر وہ فرار ہونا کیوں نہیں چاہتے؟ وہ آپ کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کرنا چاہتے۔ ایسا کیوں ہے؟ آپ اس پر سوچیے۔ آپ کو روکنے کی خواہش بڑھتی ہی جا رہی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ غیر شعوری طور پر انہوں نے آپ کا مجسمہ بنانا شروع کر دیا ہے۔ جب وہ مجسمہ بنا لیں گے تو پھر آپ کے پاس آئیں گے۔''

''.....''

MashalBooks.com

''آپ نے یہاں آنے کے بعد جو کہا تھا وہ سچ تھا یہ مُردہ انسانوں کا جزیرہ ہے۔ آپ نے انہیں زندہ کیا ہے اور اب وہ زندہ لوگوں کی طرح جی رہے ہیں۔ آپ نے ان کے اندر امید کی کرن جگائی ہے اور آپ نے ان کے اندر اعتماد پیدا کیا ہے۔ میں تو صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ نے ان کے اندر جو اعتماد پیدا کیا ہے اور جو امید جگائی ہے کہیں وہ ان کے گلے کا طوق نہ بن جائے۔ اگر ایک اور مجسمہ نصب ہو گیا تو نہیں کہا جا سکتا کہ اس کا نتیجہ کیا ہو گا۔

''.....''

''میں انہیں آپ کے مجسمے کے بارے میں سوچنے سے نہیں روک سکتا لیکن مجسمہ صرف آپ کا ہی نہیں ہونا چاہیے بلکہ پورے پانچ ہزار مریضوں کا مجسمہ ہونا چاہیے۔ امید ہے آپ بھی اس بات سے اتفاق کریں گے۔ لیکن جب تک آپ یہاں رہیں گے اس وقت تک یہ لوگ آپ کے مجسمے کو اپنے مجسمے میں تبدیل نہیں کر سکیں گے۔''

''مجھ سے آپ کیا چاہتے ہیں؟'' ڈائریکٹر نے بے صبری کے ساتھ اس سے پوچھا۔ اب وہ خاموش نہیں رہ سکتا تھا۔ سانگوگ اس طرح کی باتیں کر رہا تھا جیسے وہاں اور کوئی موجود نہیں ہے۔ اب ڈائریکٹر مقابلہ کرنے کو تیار تھا۔

''بالکل نہیں۔ میں جانتا ہوں کہ آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں لیکن آپ کا مشورہ ماننے سے پہلے مجھے یہ طے کرنا پڑے گا کہ میں مہاتما بدھ ہوں یا حضرت عیسیٰ؟'' ڈائریکٹر نے استہزائیہ انداز میں کہا لیکن سانگوک بھی ماننے والا نہیں تھا۔ اسے بھی جوش آ گیا تھا۔ اسی جوش میں اس نے اپنی بات جاری رکھی۔

''میں آپ سے جو چاہتا ہوں وہ اتنا مشکل نہیں ہے کہ آپ کو مہاتما بدھ یا حضرت عیسیٰ بننے کی ضرورت پیش آ جائے۔ میں تو آپ کو یہ سمجھانے کی کوشش کر رہا ہوں کہ مریضوں کے دل میں آپ کا جو مجسمہ ہے وہ آپ کے لیے کتنا ہی قیمتی ہو مگر آپ کو اسے مکمل نہیں کرنا چاہیے۔ خدا کے لیے آپ یہاں سے چلے جایئے۔ وقت گیا ہے کہ آپ یہاں سے چلے جائیں۔ انہیں آپ کا مجسمہ بنانے دیجیے۔ یہاں رہ کر نہیں بلکہ یہاں سے جا کر۔ یہی طریقہ آپ کے ان کارناموں کو محفوظ رکھنے کا جو آپ نے اس جزیرے پر انجام دیئے ہیں۔ آپ جو بھی کر سکتے تھے وہ آپ نے اس

MashalBooks.com

جزیرے کے لیے کیا ہے۔

26

سانگوک سے ملاقات کے بعد بھی ڈائریکٹر چو پروجیکٹ مکمل کرنے اور افتتاحی تقریب منعقد کرانے کے اپنے منصوبے کو چھوڑنے کو تیار نہیں تھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ سانگوک اس کے یہاں سے جانے پر اتنا اصرار کیوں کر رہا ہے۔ وہ یہ تو جانتا تھا کہ اسے بہرحال یہاں سے جانا ہے لیکن پروگرام کے مطابق پروجیکٹ مکمل کرنے اور افتتاحی تقریب منعقد کرنے سے پہلے وہ نہیں جانا چاہتا تھا۔

چند دن بعد اسے اپنے فیصلے پر نظرثانی کرنا پڑے گی۔ سانگوک اچانک جزیرے سے چلا گیا تھا۔ کیوں گیا تھا؟ یہ کسی کو معلوم نہیں تھا۔ اب ڈائریکٹر کے لیے سانگوک بالکل ہی بے معنی ہو گیا تھا۔

اصل میں سانگوک وہاں سے فرار ہوا تھا۔ اس نے وہی کام کیا تھا جو پہلے لوگ کرتے رہے تھے۔ اس نے سمندر کے ٹھنڈے پانی میں چھلانگ لگائی اور تیرتا ہوا چلا گیا۔ لیکن سانگوک مریض نہیں تھا بلکہ ہسپتال کے عملے میں شامل تھا۔ اس لیے اس کا اس طرح فرار ہونا کسی کی سمجھ میں نہیں آیا۔ اگر وہ چاہتا تو کشتی میں بیٹھ کر جا سکتا تھا لیکن اس نے تو لبوری ساحل سے سمندر میں چھلانگ لگائی وہ گیا نہیں بلکہ فرار ہوا۔ جزیرے سے فرار ہونے کا یہ ایک اور واقعہ تھا۔

اب یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ وہ حفاظت کے ساتھ دوسرے ساحل پر پہنچا یا نہیں۔ پانی میں چھلانگ لگانے سے پہلے اس نے اپنے کپڑے اور جوتے اتار دیئے تھے۔ یہ چیزیں ساحل پر ہی پڑی رہ گئی تھیں۔ ساحل پر جانے سے پہلے وہ ہسپتال بھی گیا تھا اور وہاں کے عملے سے ملا تھا۔ اس نے جان بوجھ کر تماشہ کھڑا کیا تھا۔ اس کی یہ آخری کوشش تھی کہ جزیرے پر ڈائریکٹر کا رہنا ناممکن ہو جائے۔ یہ اس کی چالاکی تھی۔

بہرحال سانگوک کی نیت جو بھی تھی اس واقعہ کا اثر اچھا نہیں ہوا۔ ڈائریکٹر اس کی بات ماننے کو تیار ہو جاتا مگر اس کے اس طرح بھاگ جانے کو وہ کبھی معاف نہیں کر سکتا تھا۔ یہ حرکت کر کے سانگوک دوسرے مریضوں کو بھی فرار ہونے کے لیے اکسا رہا تھا۔

مشکل یہ تھی کہ اکثر مریض سانگوک کے ماضی سے واقف نہیں تھے۔ اس کی ذاتی زندگی اور

MashalBooks.com

جزیرے کے ساتھ اس کے تعلق کے بارے میں کبھی نہیں بتایا گیا تھا۔ سانگوک اس لیے نہیں بھاگا تھا کہ وہ جزیرے کی زندگی برداشت نہیں کر سکتا تھا بلکہ اپنے فرار سے وہ دوسرے مریضوں کو اکسا رہا تھا۔

.....اب ڈائریکٹر کیا کر سکتا تھا۔

.....اس جیسے آدمی کو جو جزیرے سے باہر زیادہ آرام سے زندگی گزار سکتا تھا اس جزیرے پر رہنے کی کیا ضرورت تھی۔

ڈائریکٹر نے درخواست پر دستخط کرانے کی مہم بند کرا دی۔ اس سے تمام مریض اسے شبہ کی نظر سے دیکھنے لگے اور ان کے حوصلے بھی پست ہو گئے۔ مریضوں کی یہ رائے بھی بدل گئی کہ صحت مند لوگ واقعی بیماروں کا خیال رکھ سکتے ہیں۔ ڈائریکٹر کے بارے میں ان کا خیال بدل گیا۔ سانگوک جانتا تھا کہ اس کے فرار کے بعد یہ حالت ہو جائے گی اس لیے وہ کچھ بتائے بغیر بھاگا تھا۔ وہ یہ بھی جانتا تھا کہ اس طرح ڈائریکٹر کی پوزیشن بھی خراب ہو جائے گی۔ سانگوک نے ایک صحت مند آدمی کی حیثیت سے جزیرے کے ساتھ غداری کی تھی اور یہی بات ڈائریکٹر کو زیادہ پریشان کر رہی تھی۔

مریضوں کا ردعمل وہی تھا جس کی توقع ڈائریکٹر کر رہا تھا۔

.....اگر سانگوک ایسے بھاگ سکتا ہے تو آئندہ کے لیے کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

.....اس کے بعد اور بھی بہت سے ہوں گے جو یہی کام کریں گے۔

اب مریضوں کا رویہ بھی بدل گیا۔ وہ جلدی کام مکمل کرنے کے بجائے ٹال مٹول سے کام لینے لگے اور یہ خطرناک بات ہی نہیں بغاوت تھی۔

ایک آدمی ایسا تھا جس نے سب سے زیادہ ڈائریکٹر کو پریشان کیا۔ وہ تھا ہیوون جس کا رشتہ میون کی وجہ سانگوک کے ساتھ بہت گہرا تھا۔ میون نے اسے جو تکلیف پہنچائی تھی اس کا اثر دور کرنے کے لیے اس نے پتھر ڈھونا شروع کر دیے۔ وہ کہتا یہ تھا کہ یہ کام وہ اپنی بہن کی وجہ سے کر رہا ہے۔ ایک شام ہیوون نشے میں دھت ڈائریکٹر کے پاس پہنچ گیا۔

''وہ شخص صرف ظاہر کرتا تھا کہ وہ کوڑھیوں کی حالت خوب سمجھتا ہے لیکن وہ زیادہ عرصے اپنے آپ کو دھوکا نہیں دے سکتا۔'' ہیوون نے کہا۔

MashalBooks.com

ہیوون اور میون کو کافی مشکلات پیش آئی تھیں مگر اب ان کی مشکل دور ہونے والی تھی۔ ان کا ارادہ تھا کہ پشتے جوڑنے کی تقریب کے دن سادگی کے ساتھ شادی کر لیں۔ پورے جزیرے کے لیے ان کی شادی کی خبر بہت بڑا واقعہ تھا۔

''وہ ہماری شادی سے خوش نہیں تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ ایک کوڑھی صحت مند عورت سے شادی کرے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کتنا گھٹیا انسان تھا۔''

ہیوون کو یہ علم نہیں تھا کہ سانگوک اس جزیرے پر ہی پیدا ہوا تھا مگر اسے بیماری نہیں لگی تھی حالانکہ اس نے ڈائریکٹر کو یہ بات کبھی نہیں بتائی۔ چونکہ وہ خود صحت مند تھا اس لیے میون پر وہ اپنا حق زیادہ رکھتا تھا۔ اس محبت میں ناکامی پر وہ سخت جھنجھلا گیا تھا۔ ہیوون کا خیال تھا کہ سانگوک اس لیے بھاگا ہے کہ وہ اس شادی سے ناراض تھا اور یہ بھی ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ صحت مند انسان بھی فرار ہو سکتے ہیں۔ یہ بھی ممکن تھا کہ وہ ہیوون کو بھی اکسانا چاہتا ہو کہ وہ بھی فرار ہو جائے۔ سانگوک یہ بھی جانتا تھا کہ ایک صحت مند انسان کی حیثیت سے میون کی محبت حاصل کرنے کے لیے ہیوون کے ساتھ اس کا مقابلہ کسی کے لیے بھی برداشت کے قابل نہیں تھا۔ ہیوون کا خیال تھا کہ سانگوک میون کے ساتھ اس کے تعلقات خراب کرنا چاہتا تھا اس لیے وہ فرار ہو گیا وہ چاہتا تھا کہ اس طرح ایک اشتعال انگیز ردعمل پیدا ہو اور ہیوون مایوسی کا شکار ہو جائے۔

چند دن بعد میون ڈائریکٹر کے پاس آئی اور اصل صورتحال بتائی۔ اس نے کہا کہ سانگوک کے فرار ہونے کے بعد ہوانگ کا رویہ بدل گیا ہے۔ وہ ڈائریکٹر سے مدد مانگنے آئی تھی۔ ان کے تعلقات اس دن سے خراب ہوئے تھے جب ہیوون نشے میں دھت ہو کر ڈائریکٹر کے پاس آیا تھا۔ صحت مند شخص سے اس کی رقابت بڑھتی جا رہی تھی۔ وہ صرف سانگوک سے ہی نہیں میون سے بھی جلنے لگا تھا۔ وہ پہلے کی طرح گلابی رنگ پر مسحور ہو گیا تھا۔ وہ دوبارہ وہ شخص بن گیا تھا جو زیرتعمیر مقامات پر آنے سے پہلے تھا۔ پشتے جوڑنے کی تاریخ پر انہوں نے شادی کرنے کا جو پروگرام بنایا تھا وہ بھی ختم ہو گیا اور ان کے سارے خواب بکھر گئے۔

زیادہ حیرت کی بات یہ تھی کہ سانگوک نے اپنا راز میون کو بھی نہیں بتایا تھا۔ میون نے تو سانگوک کو اپنی زندگی کے بارے میں بتا دیا تھا لیکن سانگوک نے میون کو اپنے بارے میں کچھ بھی نہیں بتایا

MashalBooks.com

تھا۔ شاید وہ میون کے ساتھ ایسا تعلق نہیں رکھنا چاہتا تھا جیسا عام لوگوں کا ہوتا ہے۔ وہ جانتا تھا کہ ہیوون اس کی صحت سے جلتا ہے۔ وہ یہ بھی جانتا تھا کہ اس کی صحت کی وجہ سے وہ دونوں قریب نہیں ہو رہے ہیں۔ اس لیے اس نے جان بوجھ کر ایسا ہونے دیا اور جب ان دونوں کے تعلقات انتہا کو پہنچ گئے تو اس نے یہ حرکت کی کہ وہ جزیرے سے فرار ہو گیا۔ اب یہ معلوم نہیں کہ یہ حرکت اس نے اس لیے کی کہ وہ ان دونوں کا تعلق پسند نہیں کرتا تھا یا وہ اپنے سمیت تینوں کو تباہ کرنا چاہتا تھا لیکن اس نے فرار ہو کر ان دونوں کی شادی کا پروگرام خراب کر دیا تھا۔

ڈائریکٹر میون کے لیے کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا۔ اس مرحلے پر میون کے لیے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا کہ سانگوک جب پیدا ہوا تھا وہ بیماری سے محفوظ تھا۔ اس نے میون سے کہا کہ اب وہ ہیوون کو اپنا راز بتا دے تا کہ صحت مند لوگوں کے ساتھ اس کی رقابت کم ہو جائے اور وہ شادی کے لیے تیار ہو جائے لیکن میون نے کہا کہ اب یہ بیکار ہے۔

''میں نے اسے یہ نہیں بتایا ہے کہ میں اس جزیرے پر ہی پیدا ہوئی تھی اور صحت مند تھی۔ میں چاہتی تھی کہ صحتمند لوگوں سے اس کی رقابت ختم ہو جائے۔ میں چاہتی تھی کہ اس کا یہ خیال دور ہو جائے کہ کوڑھی مرد صرف کوڑھی عورت سے ہی شادی کر سکتے ہیں۔ میں اس کے اندر یہ اعتماد پیدا کرنا چاہتی تھی کہ وہ بھی کسی صحت مند عورت سے شادی کر سکتا ہے۔ میں اپنی کوشش جاری رکھوں گی۔ اس وقت تک خاموش نہیں رہوں گی جب تک اس کا خوف اور اس کے دکھ درد دور نہیں ہو جاتے۔ مجھے شادی کرنے کی جلدی نہیں ہے۔ میں انتظار کر سکتی ہوں۔'' ڈائریکٹر کی بات کا یہ جواب دیا میون نے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ انتظار کرنے کا تہیہ کر چکی تھی۔ بہرحال سانگوک کا فرار خطرناک ثابت ہوا تھا۔

سانگوک کے فرار کی وجہ تو معلوم نہیں ہوئی لیکن جزیرے والوں کے اندر بغاوت اور بددلی اور بھی بڑھ گئی اور یہ بہت ہی خطرناک بات تھی۔ اب ڈائریکٹر کے لیے اور بھی مشکل ہو گئی۔ وہ جزیرے کے ہر آدمی کے پاس جا کر یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ کام کی رفتار تیز کرو۔ اب چونکہ حالات اس مقام تک پہنچ چکے تھے اس لیے وہ ملازمت سے استعفیٰ دے کر جزیرے پر نہیں رہ سکتا تھا۔ کیونکہ لوگ سمجھیں گے کہ یہ بھی اس کی کوئی چال ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تبادلے کا حکم آنے سے پہلے ہی

وہ جزیرے سے چلا جائے۔ مگر وہ یہ بھی نہیں کر سکتا تھا۔

27

ڈائریکٹر کے سامنے اب کوئی راستہ نہیں تھا۔ پھر اچانک اس کی پوزیشن اور بھی خراب ہوگئی۔

اسے اعلیٰ حکام کی طرف سے ہدایات ملیں کہ نئے ڈائریکٹر کی آمد سے پہلے ہی اپنی تمام ذمہ داریاں اس کی تحویل میں دینے سے متعلق کاغذات مکمل کر لے۔ اس سے یہ بھی کہا گیا کہ کام کا جائزہ لینے کے لیے جو جماعت آنے والی ہے اسے ہر قسم کی سہولت پہنچائی جائے۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ سرکاری طور پر نامرد ڈائریکٹر ہی کام مکمل کرے گا اور سمندر سے جو زمین نکالی جائے گی وہ اس گروپ کو دی جائے گی جسے جائزہ لینے والی جماعت اجازت دے گی۔

اب ڈائریکٹر کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ وہ اپنی ملازمت کا خطرہ مول لے کر اعلیٰ حکام سے مقابلہ کر سکتا تھا لیکن جائزہ لینے والی جو جماعت آ رہی تھی اس کی حفاظت کی ذمہ داری اس پر عائد ہوتی تھی۔ اگرچہ اس کی پوزیشن کمزور تھی پھر بھی اس نے تعمیرات کے مقام پر کام کرنے والے کارکنوں سے کہا کہ وہ پرامن رہیں۔

''معائنہ کرنے والوں کی ایک جماعت یہاں آنے والی ہے۔ چونکہ ہم نئے مقررہ وقت کے حساب سے کام کر رہے ہیں اس لیے ہمیں ان کے ساتھ بداخلاقی سے پیش نہیں آنا چاہیے۔ ہمیں اپنا کام وقت پر پورا کرنا ہے۔ وہ لوگ ہمارے بارے میں جو بھی کہیں یا وہ جو کچھ بھی کریں ہمیں اسے نظرانداز کر دینا چاہیے۔''

جب معائنہ کرنے والی جماعت آئی تو مریض ان سے الگ تھلگ ہی رہے۔ یہ جماعت وہی تھی جو پہلے بھی جائزہ لینے آئی تھی۔ مریضوں کے اس رویے پر ڈائریکٹر کو بہت حیرت ہوئی۔ اس سے پہلے وہ اپنی زمین کی حفاظت کے لیے مرنے مارنے پر تیار ہو گئے تھے۔ اب ایسا لگتا تھا جیسے انہیں پرواہی نہیں ہے کہ جزیرہ ان کے پاس رہتا ہے یا کوئی اور اس پر قبضہ کر لیتا ہے۔ یہ بھی بغاوت کی ہی ایک شکل تھی۔ مریضوں کی اس خاموشی سے زیادہ پریشان کن بات معائنہ کرنے والوں کا نامناسب رویہ تھا۔

ڈائریکٹر چاہتا تھا کہ جانے سے پہلے جتنا بھی کام مکمل کیا جا سکتا ہے کر لیا جائے۔ اوما جزیرہ

MashalBooks.com

میں زمین کی بحالی کا کام بحالیات کی ترقی کی کمپنی کے حوالے کر دیا گیا تھا۔ نئے ڈائریکٹر کے آنے میں صرف دو ہفتے رہ گئے تھے۔ نئے ڈائریکٹر کے آنے سے پہلے وہ مریضوں اور ہسپتال دونوں کے فائدے کے حساب سے تمام معاملات نبٹانا چاہتا تھا۔ اب چونکہ تمام کاموں کا مکمل جائزہ لیا جا رہا تھا اس لیے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا کہ پشتے جوڑنے کی تقریب ہوتی ہے یا نہیں۔

اس نے ہر محکمے کو ہدایت کی کہ وہ اپنی رپورٹ تیار رکھیں اور خود وہ زمین کی بحالی کے کام کا معائنہ کرتا رہا تا کہ جزیرہ کے باشندوں کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچے۔ اس نے معائنہ کرنے والی جماعت سے کہا کہ وہ فروری تک اپنا کام مکمل کر لیں اور خود بھی ہسپتال کے کارکنوں کے ساتھ تمام کاموں کا معائنہ شروع کر دیا۔ اپنے معائنے کے دوران اس نے بہت سے کاغذات تیار کیے۔

آخر کار فروری میں معائنہ کرنے والی دونوں جماعتوں کا مشترکہ اجلاس ہوا اور انہوں نے اپنے اپنے نتائج کا جائزہ لیا۔

دونوں جماعتوں کے نتائج میں زمین آسمان کا فرق تھا۔ ڈائریکٹر کی معائنہ جماعت کا کہنا تھا کہ 25 فروری تک 83 فیصد کام مکمل ہو چکا تھا لیکن سرکاری جماعت کا کہنا تھا کہ صرف چالیس فیصد کام مکمل ہوا ہے۔ اب یہ 83 فیصد اور چالیس فیصد کا مقابلہ تھا۔ ڈائریکٹر حیران رہ گیا۔ اسے تو خیال تھا کہ دونوں کی رائے میں فرق ہو گا لیکن اتنا زیادہ فرق نا قابل یقین تھا۔ ڈائریکٹر کو کام کی تکمیل سے دلچسپی تھی کیونکہ اگر کام کافی مکمل ہو گیا تو مریضوں کی محنت کا اعتراف کر لیا جائے گا اور انہیں سمندر سے نکالی جانے والی زمین میں سے کافی مناسب حصہ مل جائے گا۔ اگر ہسپتال کی انتظامیہ تبدیل بھی ہو گئی تب بھی زمین کی تقسیم کا کام صوبائی حکومت کے پاس ہی رہے گا اور صوبائی حکومت نے مریضوں کو معقول معاوضہ دینے کا وعدہ کیا ہے۔ ڈائریکٹر کا خیال تھا کہ مریضوں کا حوصلہ بڑھانے کے لیے انہیں زیادہ معاوضہ دیا جائے لیکن سرکاری معائنہ ٹیم یہ معاوضہ کم رکھنا چاہتی تھی کیونکہ یہی اس کی ذمہ داری تھی۔

ڈائریکٹر نے ان کی رائے سے اتفاق نہیں کیا۔ اس نے مطالبہ کیا کہ اس رائے پر نظر ثانی کی جائے۔ ڈائریکٹر کی جماعت نے جو جائزہ لیا تھا اس کے بارے میں اس نے پوری وضاحت سے دلائل پیش کیے بلکہ اس نے کہا کہ تمام معاملات کا جائزہ لینے کے لیے کسی ایسی تیسری جماعت کو بھیجا

MashalBooks.com

جائے جس کے اپنے مفادات نہ ہوں لیکن اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ دونوں کے مفادات ایک دوسرے سے ٹکرا رہے تھے۔

سرکاری جماعت کا اعتراض یہ تھا کہ پروجیکٹ میں شروع سے ہی فنی خامیاں ہیں۔ اس لیے صرف سامنے نظر آنے والے کاموں کی بنیاد پر وہ اس کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کر سکتی۔ ان کا خیال یہ تھا کہ تعمیرات کی خامیاں دور کرنے اور تعمیرات کے کاموں میں جزوی تبدیلی کرنے سے کام اور بھی خراب ہو جائے گا۔ مثال کے طور پر پشتے بہت تنگ ہیں اور انہیں چوڑا کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کی علاوہ اس کا زاویہ بھی صحیح نہیں ہے۔ اسے بناتے وقت لہروں کے دباؤ کا خیال نہیں رکھا گیا۔ جو پانی کی گہرائی اور اتار چڑھاؤ سے گھٹتا بڑھتا رہتا ہے۔ اسے بھی ٹھیک کرنے کی ضرورت ہے۔

ڈائریکٹر کی جماعت کے اپنے دلائل تھے۔ چونکہ دونوں کے مفادات ٹکرا رہے تھے اس لیے سرکاری جماعت نے کسی قسم کے سمجھوتے کی کوشش بھی نہیں کی۔ اب دونوں جماعتیں ایک دوسرے کی سننے کو تیار نہیں تھیں اس لیے ڈائریکٹر بھی مصیبت میں پھنس گیا تھا۔

ڈائریکٹر برابر مقابلہ کرتا رہا۔ اسے احساس تھا کہ اس کے خلاف سازش کی جا رہی ہے۔ مریضوں کی خاموشی نے اسے اور پریشان کر دیا تھا۔ انہیں اس سے کوئی دلچسپی نہیں تھی کہ ڈائریکٹر یہاں رہتا ہے یا نہیں اور پشتے جوڑنے کی تقریب' جس میں چند دن ہی رہ گئے تھے' منعقد ہوتی ہے یا نہیں۔ سرکاری جماعت کے اندازے اور اس کے نتائج معلوم ہو جانے کے بعد ڈائریکٹر معلومات حاصل کرنے کے لیے جگہ جگہ گیا لیکن مریضوں نے کسی طرح کی دلچسپی کا اظہار نہیں کیا حالانکہ اس سے مریض ہی متاثر ہو رہے تھے۔

ڈائریکٹر مریضوں کی خاموشی اور بے پروائی کا عادی ہو چکا تھا لیکن اس بار اسے بہت زیادہ مایوسی ہوئی۔ اس نے اس جزیرے اور مریضوں کے لیے اتنا کام کیا تھا اب اسے احساس ہو رہا تھا کہ اس کی محنت رائیگاں جا رہی ہے۔ مریضوں کی بے پروائی سے اسے یہ بھی اندازہ ہو رہا تھا کہ مریض مایوس ہو چکے ہیں کہ ان کے خواب پورے نہیں ہو رہے ہیں۔ انہیں یہ بھی احساس ہو رہا تھا کہ ان کے ساتھ غداری کی جا رہی ہے۔

MashalBooks.com

روز بروز ڈائریکٹر کی مایوسی بڑھتی جا رہی تھی۔ وہ اپنے آپ کو بے بس محسوس کرتا تھا۔

28

مارچ کے شروع میں ڈائریکٹر کو اندازہ ہو گیا کہ جلد سے جلد اس کا تبادلہ ہو جائے گا۔ وہ اپنے صدر دفتر میں تنہا بیٹھا سوچتا رہتا۔ اس کی حالت اس کمانڈر کی تھی جو تھک چکا ہے اور جنگ ختم ہونے سے پہلے ہی اسے میدان جنگ چھوڑنے پر مجبور کر دیا گیا ہے۔

دور سمندر کی ٹھنڈی لہریں نئے پشتوں پر چڑھنے کی کوشش کر رہی تھیں اور انہیں سفید جھاگ میں ڈبو رہی تھیں۔ جہاں جزیرہ منجے تھا وہاں سنگی ستون ہلکی روشنی میں جھلملا رہے تھے۔

..... یہاں کوڑھیوں کے لیے جو انسان بننے اور اپنی بے چین روحوں کو سکون پہنچانے کی تگ و دو کر رہے ہیں۔ قسمت نے پہاڑوں کو سمندر اور سمندر کو زمین بنا دیا ہے۔

اچانک اس کے دماغ میں یہ الفاظ گونجے۔ پہلی بار اس نے یہ الفاظ نہیں سنے تھے۔ یہ الفاظ وہ تھے جو اس کے دل و دماغ میں گونجتے رہتے تھے۔ اس نے بار بار یہ الفاظ دہرائے۔ اسے امید تھی کہ پورا جزیرہ اوما مریضوں کے خوابوں کی زمین بن جائے گا اور وہ لوگ جنہوں نے اپنے لیے، اپنے بچوں کے لیے اور بچوں کے بچوں کے لیے انتھک محنت کی ہے آرام سے زندگی گزار سکیں گے۔ اس نے الفاظ پھر دہرائے۔ اب تک یہ الفاظ ستون پر کندہ نہیں کرا سکا تھا اور اب یہ موقع بھی اس کے ہاتھ سے نکل چکا تھا۔

''کاش مجھے معلوم ہوتا کہ یہ زمین مریضوں کو نہیں ملے گی اور مجھے کوئی بھی یاد نہیں کرے گا۔''

ڈائریکٹر کا دل کٹ رہا تھا۔ اسے سب سے زیادہ افسوس اس بات کا تھا کہ وہ ستون پر یہ الفاظ کندہ نہیں کرا سکا۔ اس جزیرے پر کوئی بھی قبضہ کر لے یہ الفاظ تو کندہ ہو جاتے۔ یہ الفاظ اس بات کی گواہی دیتے کہ مریضوں کے لیے اس زمین کی کتنی اہمیت ہے اور آخر کار وہ اپنا خواب پورا کر کے رہیں گی۔ جزیرے کے باشندوں کی دعائیں اور ان کی کوششیں یاد رکھنے کے لیے ان الفاظ کا یہاں موجود رہنا ضروری ہے۔

مایوسی کی دھند میں لپٹا وہ یہ الفاظ بھلانے کی کوشش کر رہا تھا۔

''آپ بہت بدل گئے ہیں۔''

MashalBooks.com

ایک آواز نے خاموشی کو توڑا۔ یہ واہمہ نہیں تھا بلکہ جیتے جاگتے انسان کی آواز تھی۔ ڈائریکٹر نے مڑ کر دیکھا تو ہوانگ کھڑا تھا۔ ڈائریکٹر کو پتہ نہیں چلا کہ وہ کب آیا۔ پہلے بھی ہوانگ اسی طرح اس وقت اس کے پاس آیا تھا جب پشتے بنانے کے لیے سمندر میں پتھر پھینکے جا رہے تھے۔ اس وقت بھی ڈائریکٹر پر مایوسی طاری تھی اور اس پر ناکامی کا خوف طاری تھا۔ ہوانگ نے اس وقت بھی اس کی ہمت بندھائی تھی۔

اس کے دل میں کیا ہے؟

ڈائریکٹر ہوانگ کا جذبات سے عاری چہرہ دیکھ کر پریشان ہو گیا۔

''کیا مطلب؟ میں کیسے بدل گیا ہوں؟'' اس نے سوال کیا۔ ان کی بات چیت اسی طرح ہوتی تھی۔ ہوانگ اچانک کوئی تبصرہ کرتا تھا اور پھر خاموش ہو جاتا تھا جیسے اس نے کچھ کہا ہی نہ ہو۔ اب ڈائریکٹر جواب کا انتظار کر رہا تھا اور ہوانگ نظریں نیچ کیے کھڑا تھا۔ پھر ایک دم اسے جسے احساس ہوا کہ ڈائریکٹر بھی وہاں موجود ہے۔ اس نے آہستہ آہستہ جواب دیا۔

''آپ پہلی بار یہاں آئے تھے تو شام تھی۔ آپ نے ایسی باتیں کی تھیں جن سے آپ کا استقبال کرنے والے گھبرا گئے تھے۔ آپ کو ضرور یاد ہو گا۔ میں نے سنا تھا تو میں پریشان ہو گیا تھا اور اسی لیے وہ واقعہ مجھے اب تک یاد ہے۔'' حسب معمول وہ گھما پھرا کر بات کر رہا تھا۔ اصل بات کرنے سے پہلے وہ ہمیشہ ادھر ادھر کی باتیں ضرور کرتا تھا۔ ڈائریکٹر بڑے صبر کے ساتھ اس کی باتیں سنتا رہا۔

''ہاں ہاں۔ مجھے یاد ہے۔ خوشی کی بات ہے کہ آپ کو بھی یاد ہے۔''

''جی جی' آپ کے بارے میں میرا تاثر یہی تھا۔ اس وقت آپ سیدھے سادھے سے انسان تھے۔'' اب وہ اصل بات کی طرف آ رہا تھا۔

''مگر اب میں ایسا نہیں ہوں؟''

''آپ بدل گئے ہیں اور ابھی آپ اور بھی بدلیں گے۔''

''.....''

''اب آپ یہاں سے جا رہے ہیں تو آپ کے دماغ پر بہت سی چیزیں سوار ہیں۔ آپ عزت

اور وقار کے ساتھ یہاں سے جانا چاہتے ہیں۔ آپ بہت بدل گئے ہیں۔'' وہ ایسے بات کر رہا تھا جیسے ڈائریکٹر کا جانا لازمی ہے۔ بوڑھا آدمی ایسی ہی باتیں کرتا تھا۔ اسے حیرت اس بات پر تھی کہ میرے عزت اور وقار سے رخصت ہونے کی خواہش سے اس کا کیا مطلب ہے؟ ہوانگ اور جزیرے کے دوسرے باشندوں کو میں کب سے ایسا لگنے لگا ہوں؟''

''میرے بدل جانے سے آپ کا مطلب ہے؟'' اسے غصہ آ گیا تھا مگر اسے خیال آیا کہ اس وقت پریشان ہونا فضول ہے۔ اس لیے اس نے نرمی سے سوال کیا تھا۔ البتہ ہوانگ کا لہجہ تلخ تھا۔

''میں جانتا ہوں کہ آپ انکار کریں گے۔ اس لیے کہ آپ کو خود اس کا احساس نہیں ہے لیکن آپ مجھے بیوقوف نہیں بنا سکتے۔ میں ثبوت پیش کروں کہ آپ کے دل میں یہی بات ہے؟'' ہوانگ آہستہ آہستہ آگے بڑھا جیسے واقعی اس کے پاس کوئی ثبوت ہو جیسے وہ پیش کرنا چاہتا ہو مگر وہ خاموشی سے بیٹھ گیا۔ ڈائریکٹر کو وہ الفاظ یاد آئے جو وہ جزیرے کے سنگی ستون پر کندہ کرانا چاہتا تھا۔

.....شاید میں اس سے انکار نہیں کر سکتا میں عزت' وقار اور شہرت کے ساتھ جزیرے سے جانا چاہتا ہوں۔

لیکن ہوانگ اس نظم کے بارے میں نہیں سوچ رہا تھا جو ڈائریکٹر کے دل میں تھی۔

''میں نے آپ کو بحالیاتی کمپنی کے معائنہ کرنے والوں کے ساتھ اکثر بحث کرتے دیکھا ہے۔ ہم آپ کے شکرگزار ہیں کہ آپ ان سے ہماری محنت اور ہمارے کام کا اعتراف کرانا چاہتے ہیں۔ میرا خیال ہے آپ کا مزاج ہی ایسا ہے۔'' وہ ٹھہرا۔ اس نے سگریٹ سلگایا اور خلا میں گھورتے ہوئے پھر بولنا شروع کیا۔

ڈائریکٹر نے ٹھیک ہی سوچا تھا۔ ہوانگ ستون پر نظم کندہ کرانے کے بارے میں ڈائریکٹر کی خواہش کا نہیں سوچ رہا تھا بلکہ وہ جزیرے کے دوسرے باشندوں کی طرح مجسمے کے بارے میں سوچ رہا تھا اور اس لیے وہ اس سے ملنے آیا تھا۔

''آپ جو کرنا چاہتے ہیں اس پر ہم آپ کے شکرگزار ہیں مگر کچھ ایسی باتیں بھی ہیں جو آپ نہیں جانتے۔''

''میں جانتا ہوں کہ آپ کے خیال میں میں یہ سارا کام اپنی ذاتی عزت کے لیے کر رہا ہوں۔

MashalBooks.com

یعنی میں اس لیے کر رہا ہوں کہ جب میں یہاں سے جاؤں تو سارا جزیرہ میرا شکریہ ادا کرنے میرے گرد جمع ہو جائے۔ آپ تو ایسے باتیں کر رہے ہیں جیسے آپ کو اوما کی ایک انچ زمین بھی حاصل کرنے سے دلچسپی نہ ہو۔''

''شاید میں نے صحیح نہ سنا ہو مگر کیا یہ فیصلہ نہیں ہو چکا ہے کہ چاہے کتنی ہی زمین نکالی جائے ہمیں کاشت کرنے کے لیے خاص حد تک زمین ہی ملے گی۔

''یہ تو صحیح ہے' لیکن جیسے آپ نے خود ہی کہا ہے وعدہ کے مطابق ہر کام نہیں ہوگا۔ کیا آپ واقعی سمجھتے ہیں کہ جب زمین تقسیم کرنے کا وقت آئے گا تو ہم نے جو حساب لگایا ہے اس کا بالکل خیال نہیں رکھا جائے گا؟''

''اگر یہ سچ ہے تو ہم اس بارے میں کچھ نہیں کر سکتے۔''

''اچھا؟.....آپ ایسا سمجھتے ہیں؟''

''شاید ہم نے تو اپنا کام کیا ہے۔ اب یہ ان کا کام ہے کہ وہ ہمیں زیادہ زمین دیتے ہیں یا کم۔ اگر وہ یہ فیصلہ کر لیں کہ ہمیں چھوٹے سے چھوٹا قطعہ ارضی بھی نہیں دیں گے تب بھی ہم کچھ نہیں کر سکتے۔''

''آپ سمجھتے ہیں کہ تمام مریض بھی ایسا ہی سوچتے ہوں گے؟ کیا آپ کی طرح انہیں بھی کوئی پروا نہیں ہے؟''

''اگر وہ پروا نہیں کرتے تب بھی وہ خوش ہیں۔ وہ اسی طرح زندگی گزارتے ہیں۔ ان کی عادت پڑ چکی ہے۔''

''.....''

''لیکن ان پر ترس کھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں آپ کو پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ کوڑھی صرف اپنے لیے کام کرتے ہیں۔ چنانچہ جب انہوں نے پروجیکٹ پر کام شروع کیا تو وہ اپنے حصے کا فائدہ اٹھا رہے تھے۔ گزشتہ چند سالوں سے وہ کاشت کے لیے زمین حاصل کرنے کی غرض سے انتھک کام کر رہے ہیں تاکہ وہ خود کفیل ہو جائیں۔ وہ جنت کے خواب دیکھ رہے تھے اور یہی ان کا انعام ہے۔ ان پر ترس کھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ یہ بات نہیں سمجھتے اس لیے آپ بحالیاتی

MashalBooks.com

کمپنیوں کے لوگوں کے ساتھ خواہ مخواہ بحث کرتے رہے۔ اس میں آپ کا قصور بھی نہیں ہے آپ تو چاہتے ہیں کہ آپ کی تسلی کے مطابق کام مکمل ہو جائے تو آپ یہاں سے جائیں لیکن میرے خیال میں ایسا بھی.....''

''یعنی ایسا ہوسکتا ہے کہ میں اس کام کا سہرا نہ صرف اپنے سر ہی باندھنا چاہتا ہوں بلکہ مجسمہ بھی بنوانا چاہتا ہوں؟'' ڈائریکٹر تلخی سے مسکرایا اور کہا اپنا مجسمہ بنوانا ایسا ہی ہے؟ یہ شاید ایسی بات ہے جس سے وہ انکار نہیں کرسکتا۔ غیر شعوری طور پر وہ اسی کے خواب دیکھ رہا ہے۔ اس کے چہرے پر پراسراری مسکراہٹ پھیل گئی۔'' بالکل صحیح ہے اگر میں یہاں سے جانے کا فیصلہ کر بھی لوں تب بھی عزت اور شہرت حاصل کرنے کی خواہش تو اپنے پیچھے چھوڑ ہی جاؤں گا۔ اس لیے بہتر یہی ہے کہ میں جلد سے جلد یہاں سے چلا جاؤں بلکہ کل ہی چلا جاؤں۔''

بوڑھا ہوانگ بولتا رہا کبھی اپنی آواز اونچی کر لیتا اور کبھی نیچی۔ جیسے وہ اسے تسلی دے رہا ہو۔'' سانگوک نے کہا..... اوہو میں یہ بتانا تو بھول ہی گیا کہ جانے سے ایک رات پہلے سانگوک میرے پاس آیا تھا اور وضاحت کی تھی کہ وہ کیوں جا رہا ہے۔ یہ بات مجھے آپ کو پہلے بتا دینا چاہیے تھی۔ سانگوک نے بتایا تھا کہ وہ کیوں جا رہا ہے اور اس کی وضاحت سننے کے بعد میں اسے نہیں روکا جا سکتا تھا۔ اس نے جو باتیں کی تھیں اس میں مجسمے کی بات بھی تھی۔ اس نے کہا تھا کہ ہم کوڑھی اپنے دلوں میں آپ کا مجسمہ نہیں نکال سکتے ہم اس کے غلام بن گئے ہیں۔ ہوسکتا ہے وہ ٹھیک ہی کہتا ہو۔ آپ برا نہ مانیے۔ میں کسی قسم کی غلط فہمی پیدا نہیں کرنا چاہتا۔ میں صاف صاف بات کرنا چاہتا ہوں۔ پھر شاید اس کا موقع نہ ملے کیونکہ آپ نے تو یہاں سے جانے کا فیصلہ کر لیا ہے۔''

''.....''

''صاف بات یہ ہے ڈائریکٹر چوکہ ہمیں آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہیے۔ آپ پوچھیں گے کیوں؟ اس لیے کہ ہمارے دماغ میں آپ کا جو مجسمہ سمایا ہوا ہے اسے آپ نے توڑا نہیں ہے۔ میرے دماغ میں صرف مجسمہ ہے۔''

ڈائریکٹر حیران ہوا کہ یہ بوڑھا اپنی ہی باتوں کی تردید کر رہا ہے۔

کیا؟ بوڑھے ہوانگ کے دماغ میں مجسمہ سمایا ہوا ہے؟ وہ میرا شکر گزار ہے کہ میں نے اس کے

MashalBooks.com

دماغ کا مجسمہ ابھی تک توڑا نہیں ہے۔

''مجسمہ؟ کیا آپ نے پہلے یہ نہیں کہا تھا کہ مجسمے کے خواب نہ دیکھوں؟ آپ کے دماغ میں کس کا مجسمہ ہے؟'' ڈائریکٹر الجھن میں پڑ گیا۔ ڈائریکٹر کے مقابلے میں ہوانگ کی آواز بتدریج آہستہ ہوتی چلی گئی۔ وہ بڑے اعتماد سے بول رہا تھا۔

''ٹھیک ہے۔ پہلے میں نے یہی کہا تھا کہ آپ اپنے مجسمے کے بارے میں سوچیں بھی نہیں لیکن اس سے میرا مطلب ''غلط فہمی'' تھا۔ پہلے میں نے ایک بدشکل کوڑھی کی حیثیت سے کہا تھا۔ میں آپ کی روانگی کے لیے آسانی پیدا کرنا چاہتا تھا۔ لیکن جب ایک عام صحت مند انسان کی طرح میں نے بات کی تو وہ اس کے بالکل برعکس تھی۔ ذرا سوچیے۔ ممکن ہے آپ خود ہی جانتے ہوں۔ یہ قدرتی بات ہے کہ ہر آدمی اپنے بارے میں ایسا ہی سوچتا ہے لیکن مشکل یہ ہے کہ آپ اسے حاصل کیسے کریں گے۔ آپ کا طریقہ کار صحیح نہیں ہے۔ آپ نے مریضوں کو یہ موقع دیا کہ وہ اپنے ہولناک تجربات بھول جائیں۔ آپ پسند کریں نہ کریں آپ نے تمام مریضوں کو اس بات پر آمادہ کر لیا کہ ان کے دلوں میں آپ کی شبیہ بیٹھ گئی۔ کیا آپ جاننا چاہتے ہیں کہ یہ کام آپ نے کیسے کیا؟ آپ کہہ سکتے ہیں کہ آپ وقتاً فوقتاً تکالیف سے گزرتے رہے ہیں اور آپ نے اپنے اصل جذبات کو چھپائے رکھا ہے۔ آپ نے کوشش کی کہ دوسرے لوگ آپ کا مجسمہ نہ بنائیں لیکن یہی بات ایسی تھی جس کی وجہ سے ان کے دماغوں میں آپ کا مجسمہ بیٹھ گیا۔ سانگوک اسے قبول نہ کر سکا۔ اس کا خیال تھا کہ یہ سب سے آسان طریقہ ہے کہ وہ آپ کے اور آپ کے مجسمے کے غلام بن جائیں۔ میں سانگوک کے جذبات سمجھتا ہوں مگر میں بہت بوڑھا ہو چکا ہوں۔ میرے دن کم رہ گئے ہیں مجھے آپ کے مجسمے کا ڈر نہیں ہے۔''

ڈائریکٹر نے دیکھا کہ بوڑھے کی آواز لرز رہی ہے۔ اس نے منہ پھیر لیا۔ وہ رو رہا تھا۔ آنسو اس کے چہرے پر بہہ رہے تھے۔ ہوانگ جو اپنے ماں کی موت پر افسردہ تک نہیں ہوا تھا۔ جو اپنے نانا کی برف میں جمی ہوئی لاش کے پاس سو کر اٹھا تھا تو جو کی بوری اٹھا کر خوشی خوشی تنہا سڑک پر چل پڑا تھا' اسے جب یہ معلوم ہوا تھا کہ اسے کوڑھ کی بیماری لگ گئی ہے تو کوئی پریشانی نہیں ہوئی تھی' اب بچوں کی طرح رو رہا تھا۔ ڈائریکٹر کو عجیب سا لگا۔ ہوانگ سمندر کی طرف دیکھ رہا تھا۔ ہوانگ کو اس

MashalBooks.com

حالت میں دیکھ کر ڈائریکٹر نے سوچا کہ اب وہ اس کا اصل چہرہ دیکھ رہا ہے۔ اب اس کی سمجھ میں آیا کہ وہ بوڑھا آدمی کیا کہہ رہا ہے۔

وہ اس سے ایک اور سوال کرنا چاہتا تھا۔ اس لیے نہیں کہ آخر کار اس نے اس کا اصل چہرہ دیکھ لیا تھا اور ہر بات سمجھ گیا تھا۔ اسے اس بات پر کوئی حیرت نہیں ہوئی تھی۔ سانگوک جانے سے پہلے اس سے ملا تھا اور یہ بھی جاننا نہیں چاہتا تھا کہ ان کے درمیان کیا بات چیت ہوئی تھی۔ اسے تو حیرت اس بات پر تھی کہ وہ بوڑھا آدمی اور باقی لوگ اس سے قبول کیوں نہیں کرتے۔ وہ ڈائریکٹر سے خوف زدہ نہیں تھا لیکن ڈائریکٹر اپنا کام مکمل کیے بغیر جا رہا تھا۔ پھر بھی یہ ظاہر کر رہا تھا جیسے اسے کچھ معلوم ہی نہیں ہے۔

''میں جانتا ہوں کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں مگر میری سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ میں جزیرے سے کیوں چلا جاؤں۔ میں اپنا کام مکمل کیے بغیر کیسے چلا جاؤں۔'' ڈائریکٹر نے دل کی بات کہہ دی۔ بوڑھا اسے نظرانداز کر رہا تھا اور دور افق پر نظریں جمائے ہوئے تھا۔ آخر وہ پھر بولا ''ہم کوڑھی کسی بات کا یقین نہیں کرتے۔''

''اگر یقین نہیں کرتے تو پھر جزیرے کے کام کیسے کرتے ہو؟'' ڈائریکٹر نے سوال کیا۔ اب بوڑھے کے چہرے پر آنسوؤں کے نشان نہیں تھے۔

''اگر ہم کسی چیز پر یقین نہیں کرتے تو اس کا مطلب ہے کہ ہم محبت پر بھی اعتبار نہیں کرتے..... اگر ہمارے دلوں میں یقین اور محبت نہیں ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے اندر صرف نفرت اور بداعتمادی ہے۔''

''نفرت اور بداعتمادی کیوں؟ کیا آپ کو اور جزیرے کے باقی لوگوں کا خدا پر ایمان نہیں ہے؟''

''ہاں میں نے بھی یہ سوچا ہے ایسا کیوں ہے؟ خدا پر ایمان نہ رکھنے والوں کے مقابلے میں خدا پر ایمان رکھنے والوں کے دلوں میں نفرت اور بداعتمادی زیادہ ہوتی ہے۔ یہ جذبات کہاں سے آتے ہیں۔ میرا خیال ہے ہماری فطرت ہی ایسی ہے۔ ہم خدا کا نام تو لیتے ہیں لیکن اس کی ہدایات پر عمل نہیں کرتے۔ سانگوک جزیرے سے جانے سے پہلے میرے پاس آیا تھا تو اس نے یہی کہا تھا۔ اس

MashalBooks.com

نے کہا تھا یہ ''آزادی'' ہے۔ اس نے کہا کہ ہم نے جزیرے پر جو کام کیا وہ آزادی کے نام پر کیا۔ وہ جزیرے سے اس لیے گیا کہ وہ آزادی پر ایمان رکھتا تھا۔ ہم کوڑھیوں کو غلامی سے بچانے کے لیے ضروری ہے کہ ہم آزادی کے نام پر اپنا آپ منوائیں۔ سانگوک آپ کے مجسمے اور جزیرے والوں کے مجسمے سے اپنے آپ کو بچاتا رہا لیکن آخرکار وہ ''آزادی'' کے لئے جزیرہ چھوڑ بھاگا۔''

ہوانگ نے سانگوک کے بارے میں یہ باتیں ایسے کیں جیسے ڈائریکٹر سانگوک کا راز جانتا ہے۔ ڈائریکٹر نے اس سے ایک اور سوال کیا۔

''آپ جو کہہ رہے ہیں اگر وہ صحیح ہے تو کیا مریضوں کی طرف سے مجھے معاف نہ کرنے اور آزادی کے نام پر کام کرنے میں کوئی تعلق ہے؟ آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ آزادی کے نام پر کام کرنا کسی طرح نامناسب ہے؟''

''جی ہاں کم سے کم اس جزیرے پر ایسا ہی ہے۔ بہت سوچ بچار کے بعد میں اسی نتیجے پر پہنچا ہوں۔ کیا آپ نہیں جانتے کہ اس جزیرے پر آزادی ایک غلطی ہے۔''

''.....''

''آزادی سے زیادہ قیمتی چیز ایک اور بھی ہے۔ ہمیں آزادی سے پہلے محبت کے نام پر کام کرنے کی ضرورت ہے۔''

''.....''

''آزادی۔ یقیناً ضروری ہے۔ اس کے ساتھ آپ جہاں چاہیں جا سکتے ہیں اور جیسے چاہیں زندہ رہ سکتے ہیں۔ آپ کو اور خاص طور پر کوڑھیوں کو اور کیا چاہیے۔ لیکن آپ جانتے ہیں کہ ہمیں آزادی کبھی نصیب نہیں ہوئی۔ ہم نے بہت جدوجہد کی لیکن ہمیں نفرت اور غصہ ہی ملا اور یہ فطری بات ہے۔ آزادی ایسی چیز نہیں ہے جو تحفے میں مل جائے۔ یہ ایسی چیز ہے جس کے لیے آپ کو لڑنا پڑتا ہے۔ البتہ اس جدوجہد کے دوران قدرتی طور پر آپ کو نفرت اور بداعتمادی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ سانگوک بھی آزادی کے نام پر کام کرنا چاہتا تھا مگر اسے اندازہ نہیں تھا کہ اسے اتنی نفرت اور بداعتمادی سے سابقہ پڑے گا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ معاف کیسے کیا جائے۔ یہ آزادی کی خرابی ہے کہ موقع ملتے ہی مریض بھاگ جاتے ہیں اور آپ کے اتنے کاموں کے باوجود آپ کے شکرگزار نہیں

MashalBooks.com

ہوتے۔ آزادی پر ایمان لانے سے صرف بدگمانی' نفرت اور رقابت جنم لیتی ہے۔ ہر جنگ میں ایک فاتح اور ایک مفتوح ہوتا ہے۔ ہم ڈھیٹ ہو گئے ہیں۔ اسی لیے میں نے آپ سے کہا تھا کہ یہاں سے چلے جائیں۔ اگر آپ اس کے بارے میں سوچیں تو آزادی سے پہلے اعتماد کی ضرورت ہوتی ہے۔ چونکہ ہمارے اندر اعتماد کی کمی تھی اس لیے آزادی پر ہمارے اصرار نے بدگمانی اور نفرت میں اور بھی شدت پیدا کر دی۔''

''گویا آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ اب آزادی کا خیال چھوڑ دیں گے۔ اگر آپ جو کچھ کرنا چاہتے ہیں اس کے نام پر آزادی کا خیال ترک کریں گے تو اس کا فیصلہ کیسے کریں گے کہ صحیح راستہ کونسا ہے؟''

اب ڈائریکٹر سمجھ گیا تھا کہ ہوانگ کیا چاہتا ہے۔ لیکن وہ ایک بات جاننا چاہتا تھا۔ کیا واقعی ہوانگ نے آزادی کا خیال ترک کر دیا ہے؟ اگر کر دیا ہے تو پھر جزیرہ کی شکل کیا ہو جائے گی؟ کیا خطرناک اور بیکار مریضوں کا فرار ہمیشہ کے لیے رک جائے گا؟

ہوانگ کے پاس ڈائریکٹر کے سوال کا جواب تھا۔

''یہ محبت ہے۔ اب ہم یہ جان گئے ہیں کہ آزادی ناکافی ہے تو ہم اس کے ساتھ چمٹے نہیں رہیں گے۔ آزادی ایسی چیز ہے جسے حاصل کرنے کے لیے آپ کو لڑنا پڑتا ہے۔ اس لیے اس میں جیتنے والے اور ہارنے والے ہوتے ہیں۔ محبت میں ہم کچھ دیتے ہیں اس لیے اس میں ہار جیت نہیں ہوتی۔ اس میں ہر ایک جیتتا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ محبت کے نام پر ہم جو کچھ کرنا چاہتے ہیں وہ چھوڑ دیں۔ میں تو یہ کہہ رہا ہوں کہ ہمیں آزادی سے محبت کی ضرورت ہے۔ اگر آزادی اور محبت اکٹھے رہ سکتے ہیں تو انہیں الگ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جزیرے میں جو کچھ ہوا ہے اس سے یہ امکان تھا کہ آزادی محبت کے دائرے کے اندر رہے گی اس کے برعکس نہیں۔ اس جزیرے پر جب وہ دن آ جائے گا جب یہاں محبت کا بول بالا ہوگا اور محبت کے اندر سچی آزادی ہو گی تو حالات تبدیل ہو جائیں گے۔''

اس کے بعد وہ آہستہ آہستہ اٹھا اور زیرِتعمیر علاقے کی طرف چل دیا۔ جیسے وہ کچھ کہنا چاہتا تھا کہہ دیا ہو۔ اگرچہ مارچ کا مہینہ تھا مگر ٹھنڈی ہوا ہڈیوں میں گھسی جا رہی تھی۔ ڈائریکٹر بھی اٹھنے والا

MashalBooks.com

تھا کہ ہوانگ چلتے چلتے رک گیا۔ وہ مڑا اور منہ ہی منہ میں کہنے لگا۔

''یہ قسمت کا کھیل ہے۔'' ہوانگ نے کہا اسے ڈائریکٹر کے جواب کی ضرورت نہیں تھی۔ ''جن لوگوں کو محبت کے نام پر کام کرنا چاہیے وہ نہیں جانتے کہ کیسے کریں اس لیے ہم اس شخص سے سیکھنے پر مجبور ہو جاتے ہیں جن کے بارے میں ہماری خواہش ہوتی ہے کہ وہ محبت کرنا سیکھ لیں۔ یہ کتنا حیرت ناک قسمت کا کھیل ہے.....''

یہ ایسی بات نہیں تھی کہ ڈائریکٹر اس کا جواب دیتا۔ ہوانگ کے آخری الفاظ ایسے تھے جیسے وہ ڈائریکٹر کو سبق دینا چاہتا ہو۔

''آپ سے جو ہو سکا وہ آپ نے کیا۔ اس جزیرے کے لیے آپ نے جو کچھ بھی کیا وہ اس کی محبت میں کیا۔ ہم تنگ نظر غلیظ کوڑھی آپ کو قبول نہ کر سکے کیونکہ ہم محبت نہیں کر سکتے۔ ہم ہر کام آزادی کے نام پر کرنا چاہتے تھے اس لیے آپ کو قبول نہ کر سکے۔ آپ نے جزیرے کے لیے جو کام کی وہ بیکار نہیں جائے گا۔ کم سے کم آپ نے ہمیں پیار دینے کی کوشش تو کی۔''

ہوانگ جیسے نشے کی حالت میں باتیں کیے جا رہا تھا۔ ''یہی محبت ہے جس کے لیے ہم اپنا مجسمہ بنائیں گے۔ وہ نظر نہیں آئے گا لیکن وہ پہلا مجسمہ ہوگا جو ہم بنانا چاہتے ہیں۔ اسے گرانے پر ہمیں کوئی مجبور نہیں کر سکے گا۔ یہ جزیرہ جب تک کوڑھیوں کا جزیرہ رہے گا صرف یہی محبت کا مجسمہ باقی رہے گا۔''

MashalBooks.com

محصور جنت

29

ڈائریکٹر چو کو جزیرہ چھوڑے سات سال ہو چکے تھے۔ اگرچہ سات سال میں جزیرے میں تبدیلیاں آ جانا چاہیے تھیں لیکن وہ بڑی حد تک ویسا ہی تھا۔ تبدیلی صرف لوگوں میں آئی تھی۔ تین مختلف ڈائریکٹر آئے اور چلے گئے۔ ایک ڈائریکٹر صرف چھ ہفتے ہی رہا اور مریضوں کے علاج اور جزیرے کی صورتحال سے مانوس ہونے سے پہلے ہی چلا گیا۔

صرف ڈائریکٹر ہی تبدیل نہیں ہوئے مریض بھی تبدیل ہو گئے۔ یہ تبدیلی تیزی سے ہوتی رہی۔ ڈائریکٹر چو کے زمانے میں جو عمر رسیدہ مریض تھے وہ مر گئے۔ بوڑھا ہوانگ جو ڈائریکٹر کا آخری دوست تھا ایک موسم خزاں میں وہ بھی اپنی آخری آرام گاہ پہنچ گیا لیکن نئے بچے پیدا ہوتے رہے اور وہ بڑے ہوتے رہے۔ یہی لوگ تھے جو تبدیل ہوئے۔

لیکن ان کے سوا جزیرے میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ ان سات سال میں سمندر سے زمین نکالنے کا منصوبہ نامکمل ہی رہا۔ پشتے جوڑنے کے بعد اور کوئی کام نہیں کیا گیا۔ گذشتہ چند سال سے دو ہزار پانچ سو ایکڑ زمین سفید پھولوں والی جھاڑیوں سے ہی بھری رہی۔ صوبائی حکومت جس کی ملکیت یہ زمین تھی اسے تقسیم کرنے کا فیصلہ نہ کر سکی۔

جزیرے والوں کی زندگی دوبارہ اسی طرح بسر ہونے لگی تھی جیسے پروجیکٹ سے پہلے تھی۔ سب سے زیادہ تو یہ تھا کہ مریضوں کا فرار ہونا اسی طرح جاری تھا۔ مریض کسی وجہ کے بغیر فرار ہوتے تھے جس سے جزیرے میں ہلچل مچ جاتی تھی۔ شاید یہ کہنا بھی ٹھیک نہیں ہوگا کہ جو چیز تبدیل ہوئی تھی وہ صرف انسان تھے۔ اصل میں جزیرے کے لوگ تبدیل ہی نہیں ہوئے تھے۔ ان کی شکل وصورت اور نام تو مختلف تھے مگر اندر سے سب ایک تھے۔

MashalBooks.com

جزیرہ ویسا ہی رہا اور بار بار ڈائریکٹر کی تبدیلی کی وجہ بھی یہی تھی۔ ڈائریکٹر کا عہدہ کوئی ایسا منصب نہیں تھا جس کے لیے کوئی بھاگ دوڑ کرتا اور کوئی خوشی سے اسے قبول بھی نہیں کرتا تھا۔ لیکن جو تین ڈائریکٹر وہاں آ کر گئے اس میں صرف ان کا ہی قصور نہیں تھا۔ جزیرہ میں تبدیلی نہ آنے کی ایک وجہ یہ تھی کہ ڈائریکٹر تبدیل ہوتے رہتے تھے۔

جزیرے میں تبدیلی لانے کے لیے زمین کی بحالی کا منصوبہ مکمل کرنا ضروری تھا۔ مریضوں سے جو وعدہ کیا گیا تھا اس کے مطابق بحال ہونے والی زمین میں سے انہیں مناسب حصہ ملنا ضروری تھا کیونکہ انہوں نے اس کے لیے بہت محنت کی تھی۔ انہیں زمین پر کاشت کرنا چاہیے تھا اور پیداوار سے فائدہ اٹھانا چاہیے تھا۔ زمین کی بحالی کا منصوبہ ہی جزیرے کے باشندوں کی زندگی تبدیل کر سکتا تھا۔ اسی پروجیکٹ سے ان کے دلوں میں پیدا ہونے والی ناامیدی دور ہو سکتی تھی۔ یہی طریقہ تھا کہ وہ اپنی اس بیکار زندگی سے چھٹکارا پا سکتے تھے جس کے وہ عادی ہو چکے تھے۔

لیکن کوئی ڈائریکٹر بھی یہ کام نہیں کر سکتا۔ کوئی زمین کی تقسیم کا مناسب فارمولا تیار نہ کر سکا۔ ہر نئے ڈائریکٹر نے جزیرے کا مسئلہ حل کرنے کی کوشش کی لیکن انہیں جزیرے سے جانا پڑ گیا کیونکہ انہیں کوئی اختیار ہی نہیں تھا۔ مسئلہ آسانی سے حل نہیں ہو سکتا تھا۔

مارچ کے ایک روشن دن جب چیری بلاسم پھولنے لگے تھے ایک جانا پہچانا چہرہ جزیرے پر نمودار ہوا۔ یہ تھا ای چونگٹ آئے۔ وہ اخبار ڈیلی نیوز کا رپورٹر تھا۔ وہ اس کشتی سے آیا تھا جس میں مریض اور صحت مند دونوں ہی ٹوک ٹونگ سے جزیرہ سوروک تک سفر کرتے تھے۔

چونگٹ آئے پہلی بار اس وقت اس جزیرے پر آیا تھا جب پروجیکٹ پر کام شروع ہونے کے چھ مہینے بعد بھی پشتے نظر آنا شروع نہیں ہوئے تھے۔ حالانکہ سمندر میں بیشمار پتھر پھینکے جا چکے تھے۔ اس نے خود بھی پتھر ڈھوئے تھے پھر وہ ڈائریکٹر کو خبردار کر کے چلا گیا تھا۔

''.....ڈائریکٹر خدا کے لیے عمر بھر انتظار نہ کرنا۔ ان کا کوئی اعتبار نہیں۔ سنا یہ صبر کے ساتھ کب تک انتظار کریں گے۔''

اب وہ وہ پھر آ گیا تھا۔ اس کی وجہ ایک عجیب و غریب شادی کی تیاریاں تھیں۔ جزیرے سے باہر کسی کو بھی اس شادی کا یقین نہیں تھا۔ یہ شادی ایک صحت مند عورت اور بیماری سے صحت یاب

MashalBooks.com

ہونے والے مرد کی تھی۔

وہ شادی کی خبر کے ساتھ اس آدمی کے بارے میں معلومات حاصل کرنے بھی آیا تھا جس نے یہ شادی کرائی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ دلہن میون اور دولہا ہیوون ہیں۔ اسے ان کے تعلقات سے دلچسپی تھی اور ہمدردی بھی تھی۔ وہ یہ بھی جانتا تھا کہ جزیرے اور جزیرے پر رہنے والوں کے لیے اس شادی کی کیا اہمیت ہے۔ جس شخص نے شادی کرائی تھی وہ سابق ڈائریکٹر چو تھا۔

سات سال پہلے مارچ کے شروع میں پشتے جوڑنے کی تقریب سے دو دن پہلے ڈائریکٹر چو کسی تقریب کے بغیر خاموشی سے جزیرہ چھوڑ گیا تھا۔ اسے صرف بوڑھے ہوانگ اور ہسپتال کے عملے کے منیجر نے رخصت کیا تھا۔ جزیرے سے جانے کے بعد بھی وہ اسے نہیں بھولا تھا۔ اسے وہاں کی خبریں ملتی رہتی تھیں۔ اس نے سنا تھا کہ مریض خاصے مایوس ہیں۔ نئے ڈائریکٹر آ رہے تھے اور جا رہے ہیں۔ وہ یہ خبریں سنتا تھا تو بہت پریشان ہوتا تھا۔ اس سے نئے ہسپتال میں کام بھی نہیں ہو سکتا تھا۔ وہ جزیرے پر واپس جانا چاہتا تھا جب بھی وہ کسی ایسے افسر سے ملتا جو تقرر اور تبادلے کا ذمہ دار ہوتا اس سے وہ اس بارے میں ضرور بات کرتا لیکن اس کی بدقسمتی کہ کوئی بھی اس کی بات نہیں سنتا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ جزیرے میں زمین کی تقسیم کے مسئلے پر جو تنازع پیدا ہو گیا تھا وہ اس میں اضافہ کرنا نہیں کرنا چاہتا تھا۔

اس نے کئی بار استعفیٰ دینے کا بھی سوچا لیکن پھر ہمت نہیں ہوئی۔ ہمت ہونے کی وجہ بھی یہ نہیں تھی کہ اس کی درخواستیں نامنظور کر دی جاتی تھیں بلکہ اصل وجہ یہ تھی کہ وہ خود بھی پوری طرح فیصلہ نہیں کر سکا تھا کہ جزیرے پر واپس کیوں جانا چاہتا ہے۔ وہ ابھی تک بوڑھے ہوانگ اور سانگوک کے سوالوں کا جواب دینا نہیں چاہتا تھا۔ انہوں نے کہا تھا کہ چونکہ جزیرے والے آزاد رہنا چاہتے ہیں اس لیے وہ اسے معاف نہیں کر سکتے۔ بوڑھے ہوانگ نے وضاحت کی تھی کہ جزیرے والوں نے آزادی کے نام پر کام کیا تھا اور ڈائریکٹر محبت کے نام پر کام کر رہا تھا۔ یہ بات وہ تسلیم نہیں کرتا تھا۔ وہ یہ نہیں سمجھ سکتا تھا کہ جزیرے والوں کی آزادی اور اس کی محبت کا تصور مختلف چیزیں ہیں۔ وہ اب بھی یہ نہیں سمجھ سکتا تھا کہ جزیرے والے اس کی محبت کے طریقے کو قبول کیوں نہیں کرتے؟ اور اس کی محبت جزیرے والوں کی آزادی کے ساتھ زندہ کیوں نہیں رہ سکتی۔ جب تک وہ ان باتوں کو

MashalBooks.com

نہیں سمجھ لے گا اس کا واپس جانا بیکار ہوگا۔

اس نے پانچ سال انتظار کیا۔ وہ انتظار کرتا رہا کہ کسی طرح اسے معلوم ہو جائے کہ جزیرے والوں کی خواہشات اور اس کی محبت کے طریقے کے درمیان ملاپ کیسے ہوسکتا ہے؟ آخر ایک دن اسے ایک خط ملا۔ یہ سانگوک کا خط تھا جو اس سے پہلے جزیرے سے نکل گیا تھا۔اس خط سے ڈائریکٹر کی سمجھ میں ہر بات آ گئی۔ چنانچہ اس نے مسان ہسپتال سے استعفیٰ دے دیا اور پھر وہ جزیرہ واپس چلا گیا۔لیکن اس بار وہ ڈائریکٹر کی حیثیت سے نہیں آیا تھا بلکہ ایک عام آدمی کی طرح آیا تھا جو جزیرے کے لیے کچھ کرنا چاہتا تھا۔

اسے جزیرے سے گئے دو سال ہو گئے تھے۔ جزیرے والے اس کے بارے میں ہمیشہ یہ کہتے تھے کہ ڈائریکٹر چو جزیرے کے مسائل کا حل دریافت نہ کر سکا۔ وہ اپنے نامعلوم دشمنوں کے ساتھ مستقل مقابلہ کرتا رہا۔ اس کا خیال تھا کہ ایک عام آدمی کی حیثیت سے وہاں اس کی موجودگی سے کشیدگی کم ہو جائے گی لیکن ایسا نہیں ہوا اور اسے ایک اور ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔

اخباری رپورٹر یہ سب باتیں نہیں جانتا تھا۔ اسے یہ اندازہ نہیں تھا کہ ڈائریکٹر جزیرے پر کیوں آیا ہے۔ البتہ اسے جزیرے اور جزیرے والوں کے حالات سے دلچسپی تھی۔ اسے ڈائریکٹر سے بھی دلچسپی تھی کہ وہ اپنے فیصلے پر ڈٹ گیا تھا۔ جزیرے سے ڈائریکٹر کے جانے کے بعد بھی وہ وہاں کے حالات معلوم کرتا رہتا تھا۔

ایک دن اس نے سنا کہ ڈائریکٹر واپس چلا گیا ہے تو اس نے اس سے ملاقات کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ وہ یہ جاننا چاہتا تھا کہ ڈائریکٹر جزیرے سے کیوں گیا تھا؟ اس نے مسان ہسپتال سے استعفیٰ کیوں دیا؟ اور کیا حالات تھے کہ وہ یہاں واپس آیا گیا؟ رپورٹر کی نظر میں بھی اوما جزیرے کا پروجیکٹ ناکام ہو چکا تھا۔ اس نے سوچا وہ ڈائریکٹر سے بھی پوچھے گا کہ پروجیکٹ ناکام کیوں ہوا۔ وہ گزشتہ چند سال سے جزیرے پر آنا چاہتا تھا مگر مصروفیت کی وجہ سے نہیں آ سکا تھا۔

آخر اسے وقت مل گیا۔ اس نے سنا کہ عجیب و غریب شادی اپریل کے مہینے میں ہو رہی ہے جب پورا جزیرہ چیری کے پھولوں سے بھر جاتا ہے۔ یہ شادی کسی اور نے نہیں ڈائریکٹر چو نے کرائی تھی۔

MashalBooks.com

.....کیا اب وہ کسی اور مار پر ہے؟

چونگٹ آئے نے جزیرے پر جانے کا فیصلہ کر لیا اور مارچ کے آخر میں ایک اتوار کی صبح وہ کشتی پر سوار ہو گیا۔

رات اس نے نوک ٹونگ گاؤں کی ایک سرائے میں گزاری اور صبح دس بجے وہ ڈائریکٹر چو کے پاس پہنچ گیا۔ ڈائریکٹر نے ہسپتال کے عملے والے علاقے میں ایک مکان کرایہ پر لے رکھا تھا۔ وہ اکیلا رہتا تھا۔ صرف صحت یاب ہونے ہو جانے والی ایک مریضہ اس کی دیکھ بھال کرتی تھی۔ حالانکہ چونگٹ اتوار کی صبح گیا تھا مگر ڈائریکٹر گھر پر نہیں تھا۔ اتوار کی وجہ سے تمام سڑکیں سنسان تھیں اور تمام مریض عبادت کے لیے چرچ گئے ہوئے تھے۔ ڈائریکٹر کیتھولک نہیں تھا اس لیے وہ عبادت کرنے نہیں گیا تھا۔ گھر میں کام کرنے والی عورت نے بتایا کہ ڈائریکٹر لکڑیاں اکٹھی کرنے پہاڑوں کی طرف گیا ہے۔ پھر وہ عورت گئی اور ڈائریکٹر کو بلا لائی۔

''اوہو؟ تم رپورٹر چونگٹ آئے نہیں ہو؟'' ڈائریکٹر کو وہ یاد تھا۔ صرف وہ یاد ہی نہیں تھا بلکہ ڈائریکٹر اسے دیکھ کر خوش بھی ہوا۔

''بہت خوشی ہوئی آپ کو دیکھ کر' کیسے آئے؟''

وہ جلدی میں واپس آ گیا تھا۔ اس کے پاس ایک بھی لکڑی نہیں تھی۔ وہ اندر آیا تو اس نے اپنی کلہاڑی عورت کو دے دی اور دونوں ہاتھ اٹھا کر چونگٹ کی طرف بڑھا۔ اپنے ہاتھ صاف کرنے سے پہلے ہی اس نے رپورٹر کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے لیے اور گھر کے اندر لے گیا۔ اسے چٹائی پر بٹھایا اور اس کے کھانے پینے کے لیے کچھ لینے چلا گیا۔ اس نے ہاتھ دھوئے کپڑے بدلے اور عورت سے کھانے پینے کا سامان منگوایا۔

''اگر چون سن قریب ہو تو اسے کہنا پینے کو بھی کچھ لے آئے۔ ہمارے مہمان آئے ہیں اور پھر کوان سرائے جانا اور کہنا کہ ہمارے مہمان کے لیے کمرہ تیار رکھیں۔''

چونگٹ آئے سے پوچھے بغیر ہی وہ سارے انتظام کر رہا تھا جیسے چونگٹ یہاں کافی عرصے کے لیے رہنے آیا ہوں۔ ٹھیک ہے وہ شادی کے لیے آیا تھا اور دو تین دن تو وہ ٹھہرتا ہی۔ اس کے بعد ڈائریکٹر باتیں کرنے بیٹھ گیا۔

MashalBooks.com

''میں جانتا ہوں آپ شادی کے لیے آئے ہیں مگر شادی تو پہلی اپریل کو ہے۔اس لیے آپ کے پاس چند دن خالی ہیں۔ چیری کے پھول کھل رہے ہیں۔چلو ہم جی بھر کے پئیں۔

30

چائے کے بعد شراب آ گئی۔ دونوں نے اپنے گلاس جلدی جلدی ایسے خالی کیے جیسے ایک زمانے سے نہ پی ہو۔تھوڑی دیر بعد چونگٹ نے محسوس کیا کہ ڈائریکٹر اتنا اچھا آدمی بھی نہیں ہے۔ وہ سنجیدہ آدمی تھا مگر جتنا وہ پیتا جاتا تھا اتنا وہ ہنگامے بازی کرتا جاتا تھا۔ زیادہ پی کر اس کے اندر پاگل پن سا بھی آ گیا۔

لیکن چونگٹ جانتا تھا کہ اس کی اس خوش مزاجی کے پیچھے دکھ درد بھی چھپے ہوئے ہیں اور اس کے لیے قہقہے اس کی تنہائی کو نہیں چھپا سکتے۔ اس نے محسوس کیا کہ ڈائریکٹر اپنے دکھ درد کی باتیں کرنے کو بے چین ہے۔

''میں تمہیں ایک چیز دکھانا چاہتا ہوں۔تم بتا سکتے ہو یہ کیا ہے؟''

نشہ چڑھ جانے کے بعد ڈائریکٹر بے تکلفی پر اتر آیا تھا۔ پہلی بوتل ختم کرنے اور دوسری بوتل شروع کرنے سے پہلے اس نے کمرے کے ایک کونے کی طرف اشارہ کیا جیسے وہ اسے ابھی یاد آیا ہو۔

''میرا خیال تھا کہ تم مجھ سے پوچھو گے کہ وہ تمہیں کیسی لگتی ہے۔ وہ چیز جو کونے میں ہے؟''

اس نے ایسی چیز کی طرف اشارہ کیا جو کسی بڑے درخت کا سوکھا تنا معلوم ہوتا تھا۔ اس کی چھال اتاری گئی تھی اور وہ سفید ہو گئی تھی اور اس پر کہیں کہیں کالے دھبے پڑے ہوئے تھے۔لگتا تھا جیسے یہ آگ میں جھلسا ہے۔

''یہ پیٹر کی جڑ نہیں ہے؟''

''چونگٹ کی سمجھ میں نہیں آیا کہ ڈائریکٹر نے یہ کیوں پوچھا۔ ڈائریکٹر کا یہ مطلب نہیں تھا۔

''تم صحیح کہتے ہو یہ پیٹر کا تنا ہی ہے لیکن میں یہ نہیں پوچھ رہا ہوں۔''

''پھر آپ کیا پوچھ رہے ہیں؟''

''میں تو یہ پوچھ رہا ہوں کہ کیا تم اسے آرٹ کا نمونہ کہہ سکتے ہو؟ تم زیادہ جانتے ہو گے کیونکہ

MashalBooks.com

تم شہروں میں مصوری کی نمائش دیکھ چکے ہو۔ کیا ان نمائشوں میں تم نے اس طرح کی کوئی چیز رکھی ہوئی دیکھی؟''

''آپ کا مطلب ہے کہ آپ نے اسے چھیل کر مجسمہ بنایا ہے؟''

''نہیں' میں نے اسے سے کھود کر نکالا ہے اور پھر اس کی چھال اتار دی ہے۔ اس لیے یہ ایک قسم کا مجسمہ سا بن گیا ہے۔ ہے نا یہ خوبصورت؟''

گھر میں کام کرنے والی عورت نے جب یہ کہا تھا کہ وہ پہاڑ پر لکڑیاں اکٹھی کرنے گیا ہے تو دراصل وہ اس طرح کی سوکھی ٹہنیاں دیکھنے گیا تھا۔ وہاں اس طرح کی بہت ٹہنیاں تھیں۔

''اگر آپ سمجھتے ہیں کہ یہ خوبصورت ہے تو کیا اس کا آرٹ کا نمونہ ہونا ہی کافی نہیں ہے؟''

ڈائریکٹر اس جواب سے مطمئن نہیں ہوا۔

''نہیں۔ میں اس قسم کا جواب نہیں چاہتا۔ میں قطعی بات چاہتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ دوسرے لوگوں کو بھی اس کا یقین ہو۔ صرف میں ہی نہیں دوسرے لوگ بھی اسے آرٹ کا نمونہ سمجھیں۔ کیا دوسرے لوگ پیڑ کے اس سوکھے تنے کی خوبصورتی پسند کریں گے؟''

''.....''

غیر شعوری طور پر ڈائریکٹر اب آرٹ کی صنف کے بارے میں باتیں کر رہا تھا۔ گویا فن کار اور اس کے فن کے درمیان مکالمے اور فن کے روحانی رشتے کے بارے میں سوال کر رہا تھا۔ یہ اس کے پاگل پن کا ایک پہلو تھا۔ چونگٹ آئے خاموش بیٹھا تھا۔ اس کے پاس الفاظ ہی نہیں تھے۔

''میں اکثر سوچا کرتا تھا کہ اگر آپ دیکھنا چاہیں تو دنیا میں بہت سی خوبصورت اور قیمتی چیزیں ہیں۔ آپ انہیں دیکھ نہیں سکتے۔ وہ آپ کی آنکھوں سے چھپی ہوئی ہیں۔ بہت سی خوبصورت چیزیں کسی کے دیکھے بغیر ہی غائب ہو جاتی ہیں۔''

جب چونگٹ کچھ نہیں بولا تو ڈائریکٹر نے پھر اسی جوش و خروش سے بولنا شروع کر دیا۔ جوں جوں وہ بولتا جاتا تھا اس کی آنکھوں کی چمک بڑھتی جاتی تھی۔

''پیڑ کا یہ تنا اسی کی بہتری مثال ہے۔ اگر آپ پہاڑی کے اوپر جائیں تو وہاں آپ کو ایسے تنے بہت مل جائیں گے۔ اگر آپ انہیں وہاں چھوڑ دیں تو وہ گل سڑ کر ختم ہو جائیں گے لیکن جب

MashalBooks.com

میں اوپر جاتا ہوں اور یہ تنے تلاش کرتا ہوں تو ان کی خوبصورتی واپس آ جاتی ہے اور مجھ سے باتیں کرنے لگتی ہے۔ اس زمانے میں جو لوگ حقیقت کی روح جاننا چاہتے ہیں وہ اپنے ہاتھوں سے کھڑکیاں توڑتے ہیں مگر ان تنوں کی لیے اتنی محنت کی ضرورت نہیں ہے۔ اسے گندا کرنے کی ضرورت نہیں ہے اس میں قدرتی خوبصورتی ہے۔ صرف اس کی پوشیدہ خوبصورتی تلاش کرنے کی ضرورت ہے۔ کیا یہ آرٹ ہے؟ آپ اسے آرٹ کیوں نہیں کہہ سکتے؟''

''لیکن معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے صرف زمین سے کھود کر ہی نہیں نکالا ہے بلکہ اس پر اور محنت بھی کی ہے۔ اس پر یہ جلنے کے نشان کیسے ہیں؟ کیا یہ آپ نے خود نہیں کیے ہیں تا کہ آپ اپنے اندر کی خوبصورتی پیدا کر سکیں.....؟''

چونگٹ جلے ہوئے نشانوں پر توجہ کر رہا تھا۔ ڈائریکٹر کا جواب واضح تھا۔

''اچھا یہ.....؟ یہ اس کے ساتھ میری گفتگو کے نشان ہیں۔''

''آپ کی گفتگو کے نشان؟''

''جب آپ لڑتے لڑتے تھک جاتے ہیں تو اپنے آپ سے باتیں کرتے ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ آپ کو بہت سی جنگیں لڑنا ہیں۔ جزیرہ اوما کا پروجیکٹ مریضوں کی غیر مرئی بغاوت..... ڈاکٹروں کی کمی کے باعث کبھی کبھی مجھے خود ہی آپریشن کرنا پڑتے تھے۔ مریض کے جسم کا کوئی حصہ کاٹنا پڑتا تھا تو اس کی پریشانی..... نہ ختم ہونے والا انتظار بھی تو ایک جدوجہد ہی ہے۔ اس وقت کوئی دشمن سامنے نہیں ہوتا' کوئی پڑوسی نہیں ہوتا جس سے بات کی جائے' تب اپنے آپ سے ہی باتیں کی جاتی ہیں۔ ہاں اپنے آپ سے باتیں کرنے کے بہت سے طریقے ہیں۔ شراب پینا' پہاڑی پر جانا اور پیڑوں کے تنے زمین سے نکالنا..... اگر اس سے بھی اطمینان نہیں ہوتا تو میں لوہے کی سلاخ گرم کر کے اس پر مارتا ہوں اس طرح انہیں جلانے سے مجھے معلوم ہوتا ہے جیسے میں اپنی جلد جلا رہا ہوں۔ اس کے بعد میرا بوجھ ہلکا ہو جاتا ہے۔ زندہ رہنے کا یہی طریقہ ہے۔ میں آرٹ تخلیق کرنے کے لیے یہ کام نہیں کرتا۔''

''کوئی مجسمہ ساز جب کوئی نیا مجسمہ بناتا ہے تو کیا مجسمہ سازی کے اجزاء سے وہ باتیں کرتا ہے؟ کیا ایک انسان اور اس کی تخلیق کے درمیان روحانی رشتہ اتنا شدید ہو سکتا ہے؟ چونگٹ نے سوچا

MashalBooks.com

کہ لکڑی کا یہ ٹکڑا آرٹ کا نمونہ ہوسکتا ہے۔ اگر ڈائریکٹر یہ لکڑی زمین سے کھود کر نکالنے اس کے ساتھ باتیں کرنے اور اس سے اپنا روحانی رشتہ قائم کرنے سے سکون حاصل کرتا ہے تو پیڑوں کے یہ تنے ضرور اپنے اندر آرٹ کے صحیح معانی رکھتے ہوں گے۔ اور جیسے ڈائریکٹر نے کہا ہے اگر پیڑوں کے تنوں کی خوبصورتی اور ڈائریکٹر کے درمیان روحانی ملاپ کا اظہار دوسروں کے سامنے بھی ہو جائے تو اسے آرٹ کہا جائے گا۔ آخر چونگٹ آئے کی سمجھ میں بات آ گئی۔

آگ سے جھلسے ہوئے تنے کے نشان جیتی جاگتی چیز بن گئے تھے اور انہوں نے مجسمے کی شکل اختیار کر لی تھی۔ وہ ڈائریکٹر کے جذبات کا اظہار کرتے تھے۔ یہ واضح نہیں تھا کہ اسے خود بھی اس کا علم ہے یا نہیں۔ غالباً وہ جزیرے والوں اور ڈائریکٹر کے درمیان حل ہونے والے مسائل کی علامت تھے۔ یہ اس کے پاگل پن کا ایک مظہر تھا۔ کبھی تو ڈائریکٹر بہت پراعتماد نظر آتا اور کبھی وہ ادھیڑ عمر کا بالکل ہی بے بس اور کمزور انسان دکھائی دیتا۔ اب وہ مطمئن نظر آتا یا غیر مطمئن چونگٹ کو اس کے اندر ایک اضطراب اور جذباتی خلفشار محسوس ہوتا تھا۔

''آپ اس جزیرے پر کافی رہ چکے ہیں اس لئے آپ کے دماغ پر اثر ہو گیا ہے۔''

اس کے دل میں جو تھا وہ کہہ دیا۔ وہ سمجھتا تھا کہ ڈائریکٹر سچ مچ پاگل ہو جائے گا۔ اس نے ڈائریکٹر کو اس حالت میں دیکھا تو سوچا کہ جزیرے پر آنے کی اس کی جو خواہش اس کے دل پر بوجھ بنی ہوئی تھی وہ بوجھ ختم ہو گیا ہے۔

''تم سمجھتے ہو میں پاگل ہوں؟ میں پاگل نظر آتا ہوں؟'' ڈائریکٹر نے حیرت سے اسے دیکھا۔ چونگٹ جانتا تھا کہ وہ اس سے ناراض نہیں ہے۔ دونوں ایک دوسرے سے ناراض نہیں تھے۔ ڈائریکٹر بھی یہ جانتا تھا۔

''ہاں تم کہہ سکتے ہو۔ میں جزیرے والوں سے بھی یہی بات سنتا ہوں۔'' ڈائریکٹر نے کہا۔

''مگر میں پریشان نہیں ہوں۔ اگر میں اس طرح پاگل نہ ہوں تو اس جزیرے کی زندگی برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ پاگل بنے بغیر اس جزیرے پر کوئی نہیں رہ سکتا۔''

''میں آپ کا دل دکھانا نہیں چاہتا۔'' چونگٹ نے نرمی سے کہا۔ اسے یقین تھا کہ ڈائریکٹر پاگل ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

MashalBooks.com

''میں آپ کی اس حالت کو بُرا نہیں کہہ رہا ہوں۔ میں تو اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھتا ہوں کہ میں نے آپ کو اس حالت میں دیکھا۔''

''خوش قسمت۔'' ڈائریکٹر نے متجسس نظروں سے اسے دیکھا۔

''اصل میں میرے یہاں آنے کا ایک اور مقصد تھا۔ میں آپ کے ساتھ شراب پینے نہیں آیا ہوں۔''

''ہاں ہاں تمہارے آنے کا اور مقصد ہے۔ شادی پرسوں ہو رہی ہے۔''

''جی۔ میں شادی کی تقریب میں شرکت کروں گا لیکن اس سے بھی زیادہ ایک اور اہم کام ہے۔''

''اس سے زیادہ اہم کیا ہے؟''

''آپ کہہ سکتے ہیں یہ اہم کام ہے بہت بڑا بت توڑنا۔''

''.....''

''دراصل میں کئی اعتبار سے آپ کا اور جزیرے کا ممنون ہوں۔ ایک قسم کے سوال کا جواب چاہتا ہوں۔

''.....''

''اصل جزیرے پر جب یہ پروجیکٹ شروع ہوا تو میں نے ایک رسالے میں آپ کے اور جریدے والوں کے بارے میں ایک مضمون لکھا تھا۔ وہ میرے جزیرے سے جانے کے ایک مہینے بعد چھپا تھا۔ اس مضمون کے آخر میں ایک سوال کیا گیا تھا جس کا کوئی جواب نہیں ملا۔ مجھے یاد ہے میں نے آپ کو خبردار کیا تھا کہ آپ جزیرے والوں کی غداری کا انتظار کر رہے ہیں لیکن یہاں سے جانے کے بعد میں نے جو لکھا وہ اس کے بالکل برعکس تھا۔ میں نے لکھا کہ آخر کار ہ پروجیکٹ کامیاب ہو جائے گا۔ میں نے لکھا کہ آپ کے آہنی ارادے اور پختہ عزم کی وجہ سے پروجیکٹ ضرور کامیاب ہوگا۔''

''تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ اس مضمون پر اب تمہیں شرمندگی ہو رہی ہے؟''

''جی ہاں۔ میں نے آپ کو عظیم ہیرو قرار دیا تھا لیکن نتیجہ کیا نکلا؟ تعمیر تو مکمل ہو گئی مگر نتیجہ وہ

نہیں نکلا جو آپ چاہتے تھے۔ ایسا کوئی امکان نظر نہیں آتا کہ مسئلہ حل ہو جائے۔ آپ پھر بھی انتظار کر رہے ہیں۔ اس سے تو آپ بھی اتفاق کریں گے۔''

''آپ سمندر سے زمین نکالنے کے منصوبے کو مکمل ناکام سمجھتے ہیں؟''

''اس وقت تو ایسا ہی نظر آتا ہے۔''

''تم نے ایک جعلی ہیرو بنا دیا تھا۔ اب جو لکھا تھا اس کی ذمہ داری بھی قبول کرو.....''

''مجھے خوشی ہوئی کہ آپ نے صحیح سمجھا۔ اگر میں جعلی ہیرو تخلیق کرنے کا ذمہ دار تھا تو اب یہ میرا فرض ہے کہ اس ہیرو کے بارے میں سچی بات بھی لکھوں۔''

''بالکل، لکھو کہ وہ ہیرو جعلی تھا۔''

''لیکن یہ اتنا آسان نہیں ہے۔ اگر آپ ادما جزیرے کے لوگوں کے مسائل حل کرا دیتے تو آپ ہیرو بن جاتے لیکن مسئلہ اتنا آسان نہیں ہے کہ آپ کے مسائل حل کر دینے سے قصہ ختم ہو جاتا۔''

''.....''

''میں نے آپ کی ذات کے لیے آپ کو ہیرو نہیں بنایا تھا بلکہ پورے جزیرے کے لیے بنایا تھا۔ اب جو حالات ہیں اس میں شاید کسی کو ہیرو بنانے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ سنا ہے مریض اب بھی فرار ہو رہے ہیں۔ اب اس جزیرے میں جنت تلاش کرنے والا ایک آدمی بھی نہیں ہے۔ لوگوں میں اعتماد ختم ہو گیا ہے۔ ہیرو کا کام ختم ہو گیا ہے۔ یہ بدقسمتی ہے جزیرے کی۔ اب مجھے نئے سرے سے مضمون لکھنا پڑے گا۔ ہیرو کیوں ناکام ہوا؟ ہیرو کی موجودگی میں جزیرہ اتنے زیادہ مصائب کا شکار کیوں ہوا؟ کیا واقعی جزیرے کو ہیرو کی ضرورت تھی؟ جزیرے کے لوگ خوشیاں کہاں حاصل کر سکتے ہیں؟''

''.....''

''مجھے افسوس ہے کہ میں یہ کہہ رہا ہوں لیکن میرے تمام جواب آپ کے حق میں نہیں ہیں۔ میں جو مضمون لکھوں گا اس سے آپ خوش نہیں ہوں گے۔''

''تو لکھو کہ ڈائریکٹر چو جعلی انسان تھا۔ اپنے دماغ پر اتنا بوجھ کیوں ڈال رہے ہو۔''

MashalBooks.com

''یہ اتنا آسان نہیں ہے۔ مجھے اب بھی آپ کی نیت اور آپ کی قربانیوں پر یقین ہے۔ حاکم اور محکوم کے درمیان تعلقات کو اسی بنیاد پر پرکھنا چاہیے۔ یک طرفہ نیک نیتی سے کام نہیں چلتا۔ آپ اس لیے ناکام نہیں ہوئے کہ آپ کے اندر جوش وخروش کی کمی تھی یا آپ کی نیت ٹھیک نہیں تھی بلکہ اس لیے ناکام ہوئے کہ آپ کے اور مریضوں کے تعلقات اچھے نہیں تھے۔ اس کے اگر میں نے مضمون لکھا ہوتا تو آپ کی نیت پر شک نہ کرتا۔ میں نے ایک انسان کے طور پر آپ کو بچانے کی کوشش کی لیکن اس وقت تک میں آپ کو پوری طرح نہیں جانتا تھا۔لیکن آپ سے ملنے.....''

''اب تم جانتے ہو۔''

''جی' میرا خیال ہے۔''

''کیسے؟''

''آپ کا پاگل پن دیکھ کر لگتا ہے کہ آپ نے اپنے آپ کو اس جزیرے سے بچانے کا راستہ نکال لیا ہے۔ اگر میں نے آپ کے پاگل پن کے بارے میں لکھا تو میں انسان کی حیثیت سے آپ کو بچا سکتا ہوں۔''

''شکریہ' میں آپ کا شکرگزار ہوں کہ آپ میری شہرت بچانے کی کوشش کرتے ہیں لیکن.....''

ڈائریکٹر نے رپورٹر کی طرف ایسے دیکھا جیسے وہ واقعی اس کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہو لیکن چونگٹ کی سمجھ میں نہیں آیا کہ واقعی شکرگزار ہے یا نہیں۔

''چونکہ آپ میرے اوپر احسان کر رہے ہیں اس لیے میں بھی اپنی ناکامی کی وضاحت کرنا چاہوں گا۔ آپ نے مجھے بچانے کا طریقہ سوچا ہوا ہے تو اب یہ بھی سوچیے کہ یہ جزیرہ ناکام کیوں ہوا؟'' اس نے ایسے کہا جیسے وہ کہہ رہا ہو کہ تمہارا جو جی چاہے سوال کرو۔ لیکن چونگٹ نے اس کی آنکھوں میں دیکھا کہ وہ اپنی ناکامی نہیں ماننا چاہتا۔

''چلو پھر جزیرے کو دیکھتے ہیں۔ تم اسے گھوم پھر کر دیکھو گے تو صحیح اندازہ لگا سکو گے۔ میں جانتا ہوں کہ تم اسے پہلے سے جانتے ہو مگر اب حالات کافی تبدیل ہو چکے ہیں.....'' ڈائریکٹر چاہتا تھا کہ چونگٹ اپنی آنکھوں سے دیکھ لے اور اندازہ لگائے کہ کیا وہ ناکام ہو چکا ہے اور اگر ناکام ہوا ہے تو کیوں؟ ڈائریکٹر کھڑا ہو گیا جیسے وہ رپورٹر کو ساتھ لے کر جزیرہ دکھانے جا رہا ہو۔

MashalBooks.com

31

چونگٹ آئے کو جزیرہ دکھانے کی وجہ یہ تھی کہ وہ خود فیصلہ کرے کہ خرابی کہاں پیدا ہوئی۔ ڈائریکٹر کے پیچھے پیچھے چونگٹ نے چلنا شروع کیا تو اسے محسوس ہوا کہ وہاں کئی چیزیں نئی ہیں۔ سڑک کے کنارے لگے ہوئے چیری کے پیڑوں میں گلابی پھول نکل رہے تھے۔ جب وہ پوری طرح پھولوں سے لد جائیں گے تو پھولوں کی گھٹا چھا جائے گی۔ نیچے سڑکوں پر دورویہ پیڑ لگے تھے اور جو کے کھیتوں میں نرم نرم ہوا ایسے چل رہی تھی جیسے عورت کے ریشمی بال ہیں۔

جزیرہ بہت ہی پرسکون اور خوشگوار تھا۔ انہوں نے ایسا سوچا بھی نہیں تھا۔ لوگوں کا معمول بھی بدل گیا تھا۔ ڈائریکٹر کے آنے کے بعد مریضوں اور ہسپتال کے عملے کے علاقوں کے درمیان جو خاردار تار تھے وہ ہٹا دیئے گئے تھے۔ صحت مند لوگوں کے علاقے میں مریضوں کے داخلے پر پابندی بھی ختم کر دی گئی تھی۔ عملے کے علاقے میں مرکزی دفتر کے ساتھ چائے بنانے کے لیے کمرہ بنا دیا گیا تھا جہاں وہ لڑکیاں کام کرتی تھیں جو مریض رہ چکی تھیں اور ان کے جسم پر اب بھی معمولی نشان تھے۔ ڈائریکٹر چو کا معاون بھی سابق مریض تھا اسے ہر جگہ جانے کی آزادی تھی۔ چونگٹ کو یاد آیا کہ جس کشتی پر وہ آیا تھا اس پر مریض اور صحت مند دونوں ہی لوگ تھے۔

''ہم نے کوشش کی ہے کہ صحت یاب ہونے والوں کو صرف آزادی اور اعتماد ہی نہ دیا جائے بلکہ صحت مند خاندانوں کے اندر یہ شعور پیدا کیا جائے کہ ان کے ساتھ ملنے جلنے میں کوئی خطرہ نہیں ہے۔ مریضوں کے خلاف تعصب ختم کیا جائے۔ یہ کام میں نے نہیں کیا ہے بلکہ نئے ڈائریکٹر نے کیا ہے۔ میں نے تو صرف کہیں کہیں مشورہ دیا ہے۔ شروع میں صحت مند خاندانوں کو اس پر اعتراض تھا مگر آہستہ آہستہ ان کا خوف کم ہو گیا۔ اب وہ چائے کے کمرے میں بھی جانے لگے ہیں اور ان لڑکیوں کے ساتھ بھی عام انسانوں والا سلوک کرنے لگے ہیں۔

صحت یاب ہو جانے والے مریض کوزا ہوٹل میں بھی کام کر رہے تھے۔ جزیرے کے باہر سے بھی بہت سے لوگ یہاں آتے ہیں جو مریضوں کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں اور انہیں سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس سے پہلے باہر سے آنے والے مہمانوں کے ٹھہرنے کی کوئی جگہ نہیں تھی۔ اگر کوئی یہاں آتا تو رات گزارنے کے لیے اسے ڈائریکٹر کے گھر ٹھہرنا پڑتا یا پھر وہ واپس رات کاٹنے نوک

MashalBooks.com

ٹونگ چلے جاتا۔ اسی پریشانی کو دور کرنے کے لیے ہوٹل بنایا گیا تھا۔ یہ ہوٹل ہسپتال اور ڈائریکٹر کے گھر کے درمیان تھا۔

شروع میں صحت مند لوگ اس کا انتظام سنبھالتے تھے لیکن نئے ڈائریکٹر کے آنے کے بعد یہ قاعدہ بدل گیا۔ اب معمولی داغ والے مریض یہ کام کرتے تھے۔ ڈائریکٹر نے چونگٹ کے لیے وہیں کمرے کا انتظام کر دیا گیا۔

''جو مہمان آتے ہیں وہ ہمدردی کے ساتھ مرض کو سمجھنے کی کوشش بھی کرتے ہیں۔ اس لیے بہتر یہ ہے کہ مریض بھی وہاں کا انتظام کریں۔ اس میں چند ناخوشگوار واقعات بھی ہوئے۔ بعض لوگوں نے سابق مریضوں کے ہاتھ کا پکا کھانا کھانے سے انکار کر دیا۔ کچھ لوگ یہ سمجھ کر آئے کہ یہ عام ہوٹل ہے مگر جب مریضوں کو دیکھا تو بستر کی چادر تک استعمال کرنے سے انکار کر دیا۔ وہ ان سے تو یہ بات نہ کہہ سکتے تھے اس لیے انہوں نے کسی نہ کسی طرح رات کاٹی اور صبح کو واپس چلے گئے۔ ظاہر ہے یہ قدرتی سی بات ہے۔'' ڈائریکٹر مسکرایا اور کہا کہ جو لوگ مریضوں کے حالات زندگی بہتر بنانے اور ان کے خلاف تعصب دور کرنے کے لیے آتے ہیں۔ وہ بھی پوری طرح مطمئن نہیں ہوتے۔

بہرحال جزیرہ تبدیل ہو رہا ہے۔ پری سکول جو مریض ماں باپ کے صحت مند بچوں کے لیے کھولا گیا تھا بند کر دیا گیا ہے اور اب بچے اپنے ماں باپ کے ساتھ رہتے ہیں۔ اس کے بعد سے بہت کم بچوں کو بیماری لگی ہے۔ بیماروں کے لیے کئی تفریحی مقامات بنا دیئے گئے ہیں جیسے پارک' یادگار اور چڑیا گھر۔ نوجوانوں کے لیے بک کلب بنایا گیا ہے اور لوگوں میں پڑھنے کا شوق پیدا ہو رہا ہے۔ ہر گاؤں میں موسیقی کی محفلیں بھی ہو رہی ہیں۔ طلبہ اور نوجوان لڑکے لڑکیاں ان میں شریک ہو رہی ہیں۔ روحانی سکون کے لیے ہر گاؤں میں چرچ بن گیا ہے۔ زمین کی بحالی کے منصوبے اور فٹ بال کی ٹیم کی وجہ سے لوگوں کی زندگی میں نظم وضبط آ گیا ہے۔

کئی سال سے جزیرے پر ڈائریکٹر کی حکمرانی ہوتی تھی۔ ڈائریکٹر بادشاہ ہوتا تھا اور جزیرہ اس کی سلطنت۔ جزیرے کو ایسے قوانین کی ضرورت تھی جن میں صرف پابندیاں ہی نہ ہوں بلکہ ہم آہنگی بھی ہو۔ اب لکھنے پڑھنے اور تفریح کے مواقع حاصل ہو جانے کے بعد مریضوں میں جذباتی

MashalBooks.com

توازن پیدا ہو گیا ہے۔ اس سے ان کے اندر اعتماد پیدا ہوا ہے اور انفرادی طور پر انہیں اپنی صلاحیتوں سے کام لینے کا شوق بھی پیدا ہو گیا ہے۔ اب فرد کی آزادی کا حساس آ گیا ہے۔ اس سے پہلے وہ سب اجتماع کی شکل میں ہی پہچانے جاتے تھے لیکن اجتماع سے فرد کی شکل میں یہ تبدیلی مطلق العنان حکمرانی سے آزادی کی طرف قدم بڑھانے کی نشاندہی کرتی ہے۔

جزیرہ بتدریج مختلف قاعدے قانون کی بندشو سے آزادی حاصل کر رہا تھا لیکن چونگٹ اس تبدیلی سے زیادہ خوش نہیں تھا مگر چند دن میں معجزہ رونما ہونے والا تھا۔ ہیوون اور میون کی شادی چونگٹ کے لیے خاص اہمیت رکھتی تھی۔

شادی کی تقریب یہاں پہلے بھی ہوتی رہی تھی لیکن مریضوں کو خصی کرنا قدرت کے نظام کے خلاف تھا۔ جذام یا کوڑھی کی ایک خاصیت یہ بھی ہے کہ اس میں قوت مردانگی ختم نہیں ہوتی۔ یہ مریض بچے پیدا کر سکتے ہیں۔ یہ قدرت کا نظام ہے اور مریض اس کی خلاف ورزی نہیں کر سکتے۔ دھوم دھام سے شادی کرنے کے بجائے اکثر مریض سادگی کے ساتھ چرچ میں شادی کر لیتے ہیں۔

لیکن اس بار معاملہ مختلف تھا۔ اس بار دو مریضوں کی شادی نہیں تھی بلکہ ایک مریض اور ایک صحت مند کی شادی تھی۔ اگرچہ ہیوون صحت یاب ہو گیا تھا لیکن وہ بہرحال مریض رہ چکا تھا۔ میون بھی یہ جانتی تھی۔ واقعی یہ بہت بڑا واقعہ تھا۔

''جب میں مسان سے یہاں آیا تھا'' ڈائریکٹر نے وضاحت کی۔ ''اس وقت ان کی شادی نہیں ہوئی تھی۔ یہ شادی اس دن ہونا تھی جب پشتے آپس میں جوڑے جاتے لیکن اچانک سانگوک جزیرے سے چلا گیا اور یہ شادی رہ گئی۔ اس وقت سانگوک کے جانے سے صحت مند لوگوں کے خلاف ہیوون کی نفرت جاگ اٹھی۔ سانگوک سے اس کی نفرت عورتوں کے ساتھ نفرت میں بدل گئی۔ جس چیز نے صورتحال کو اور بھی خراب کیا وہ یہ تھی کہ سانگوک کی جو بہن مریضوں کے علاقے میں رہتی تھی اس نے خودکشی کر لی۔ وہ جزیرے آیا اور اپنی بہن سے قربت کی وجہ سے بیمار ہو گیا۔ جب میں یہاں آیا تو وہ بری طرح شرابی بن چکا تھا اور میون اس کا انتظار کرتی رہتی تھی۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ پری اسکول بند ہونے کے بعد ان دونوں کا تبادلہ چنگانگ کر دیا گیا۔ چنانچہ میں نے ان دونوں

کے بیچ میں پڑنے کا فیصلہ کیا۔ اس کی وجہ تھی.....'' ڈائریکٹر نے ان حالات کی وضاحت کی جن کے باعث یہ شادی ممکن ہوئی۔ بہرحال اب شادی ہو رہی تھی اور زور شور سے اس کی تیاریاں کی جا رہی تھیں۔

موجودہ ڈائریکٹر کی مدد سے تقریب کا اہتمام کیا گیا تھا۔ اس نے ان دونوں کے لیے مریضوں اور صحت مند لوگوں کے علاقے کے درمیان اس جگہ مکان بنا دیا گیا تھا جہاں پہلے خاردار تار لگے تھے۔ اس کا مقصد یہ ظاہر کرنا تھا کہ مریضوں اور صحت مند لوگوں کو الگ الگ رہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ڈائریکٹر چو کا خیال یہ تھا کہ ایسے مکان زیادہ سے زیادہ بنائے جائیں جہاں مریض اور صحت مند لوگ اکٹھے رہ سکیں اور پورے گاؤں کو ایسا بنا دیا جائے جہاں کسی قسم کا امتیاز نہ ہو۔ اس کے علاوہ اس کا خیال یہ تھا کہ فٹ بال کے میچ جو کب سے بھلا دیئے گئے ہیں انہیں پھر شروع کیا جائے۔ اس نے اپریل کے شروع میں شادی کی تاریخ رکھی تھی اور آس پاس علاقوں میں بھی اس کا اعلان کرا دیا تھا تاکہ باہر سے جو لوگ چیری کے پھول دیکھنے آئیں تو انہیں بھی شادی کی خبر ہو۔ اس نے چن گانگ گاؤں کے پادری سے کہا تھا کہ وہ شادی کرائے اور چرچ کی آرائش کا کام مریضوں کے علاقے کی استانیوں کے ذمے لگایا تھا۔

بہت سی چیزیں بدل گئی تھیں۔ چونگٹ نے کشتی پر آتے ہوئے ان کا تصور بھی نہیں کیا تھا۔ بعض حیرت انگیز چیزیں بھی تھیں۔ اس نے مریضوں کے چہروں پر وہ جوش و خروش نہیں دیکھا جو اس قسم کی شادی پر ہونا چاہیے تھا۔ وہ کسی خوشی کے بغیر کام کر رہے تھے یہ بات اس کی سمجھ میں نہیں آئی۔ ایک اور حیرت کی بات یہ تھی کہ پابندی ختم ہونے کے بعد بھی مریض فرار ہو رہے تھے اور جب لوگ انہیں بھول جاتے تو پھر وہ واپس آنا شروع کر دیتے۔ اب اس نے جزیرہ دیکھ لیا تھا تو اسے اپنی رائے بدل لینا چاہیے تھی لیکن ابھی کچھ یقین سے نہیں کہا جا سکتا تھا۔ ڈائریکٹر کے چہرے کے تاثرات نے اس کے اندر ہچکچاہٹ پیدا کر دی تھی۔ اس نے سوچا کہ شاید ابھی وہ پوری طرح جزیرے کو نہیں سمجھ سکا ہے۔ جزیرے میں تبدیلی تو آئی تھی مگر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہاں کامیابیاں ہوئی ہیں۔ شاید ڈائریکٹر ہی کے ناکام ہوا ہے۔ مریضوں کے فرار کی وجہ ڈائریکٹر چو کے صحیح کام کرنے پر اصرار اور اوما جزیرے کے پراوجیکٹ پر کام مکمل ہونا تھی۔ کہا جا سکتا ہے کہ ڈائریکٹر کی ناکامی کو پورے جزیرے

کی ناکامی بنا دیا گیا تھا۔

چونگٹ کو خود کسی بات کا یقین نہیں تھا۔ اس کی یہ کیفیت دیکھ کر ڈائریکٹر اسے ایک جگہ سے دوسری جگہ گھماتا رہا تاکہ اسے دلچسپی پیدا ہو۔ چن گانگ کے چرچ کے قریب واقع اسپیشل مریضوں کے وارڈ کی طرف لے جاتے ہوئے ڈائریکٹر نے اپنے ایک مسئلے کا ذکر کیا۔ یہ مسئلہ ان مسائل سے مختلف تھا جن کے بارے میں اس وقت تک وہ باتیں کرتا رہا تھا۔

''ایک مسئلہ اور ہے۔'' ڈائریکٹر نے اچانک کہا جیسے اسے ابھی ابھی یہ بات یاد آ گئی ہو۔''

''ہیوون..... کچھ اور کہہ رہا ہے۔ آپ کو بھی جلد ہی اس کا پتہ چل جائے گا۔ وہ اصرار کر رہا ہے کہ شادی سے پہلے اسی خصی کر دیا جائے۔'' اور یہ بات صحیح تھی۔ ہیوون نے دھمکی دی تھی کہ اگر اسے خصی نہ کیا گیا تو وہ شادی نہیں کرے گا۔

''وہ ایسا کیوں کہہ رہا ہے؟ اس نے خود تو شادی کا فیصلہ کیا ہے؟'' چونگٹ کے اس سوال پر ڈائریکٹر طنز سے مسکرا دیا۔

''خصی کرنا اس جزیرے کی ایسی رسم ہے جسے اکثر مریض پسند نہیں کرتے لیکن اب بھی ہسپتال کی طرف سے اس کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔ آپ یہاں اکثر ایسی نوجوان لڑکیاں دیکھیں گے جو شادی کرنے سے پہلے اپنی بھنوؤں پر پھول پتے گدوا لیتی ہیں۔ اسی طرح نوجوان مرد خصی ہو جاتے ہیں۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ ہیوون خصی ہونا چاہتا ہے اور ہسپتال انکار کر رہا ہے۔ ہسپتال کی پوزیشن عجیب ہو گئی ہے۔''

''کیوں؟'' وہ اس کی وجہ سمجھتا تھا پھر بھی اس نے سوال کر لیا۔

''کیونکہ اس کا مطالبہ محض بغاوت کا اظہار نہیں ہے بلکہ یہ اس کی بداعتمادی اور مایوسی کا اظہار ہے۔''

''وہ کیسے؟''

''وہ کہتا ہے کہ کوڑھیوں کے بچے فروخت کر کے جزیرے پر حکمرانی کی جاتی ہے۔ بچوں کے مستقبل کے نام پر زمانہ حال کا نظام چلایا جاتا ہے لیکن جزیرہ ناکام ہو گیا ہے جیسا کہ مستقبل کے نام پر حال کو دھوکا دیا گیا ہے۔ اس جزیرے میں حال مستقبل سے زیادہ اہم ہے۔ اس وجہ سے بغاوت

MashalBooks.com

ہورہی ہے۔ یہ بغاوت مستقبل سے انکار کے بجائے حال کی ناکامی کی وجہ سے ہے۔ کوڑھی اس لیے بغاوت کر رہے ہیں کہ کہیں انہیں پھر دھوکا نہ دیا جائے۔ ہیوون کی طرح بچے پیدا نہ کرنے کا ارادہ حال کی ناکامی کا اعلان ہے۔ ہسپتال کا یہی مسئلہ ہے۔ آپریشن کا مطلب یہ ہوگا کہ زمانہ حال کی ناکامی کو تسلیم کرلیا جائے۔''

''تو کیا دلہن بھی اسے مان رہی ہے؟''

''ہیوون تو یہی کہتا ہے اور یہ ٹھیک ہی ہوگا کیونکہ میون بھی بہت جوشیلی اور جذباتی ہے۔ وہ جزیرے کی صورتحال خوب جانتی ہے.....''

''اس کا مطلب یہ ہوا کہ دونوں ہی جزیرے کو ناکام سمجھتے ہیں؟''

''میں نہیں کہہ سکتا وہ ایسا سمجھتے ہیں یا نہیں لیکن چونکہ وہ بچے نہیں چاہتے اس لیے ظاہر ہے کہ وہ صرف اپنے بارے میں سوچتے ہیں۔'' میرا خیال ہے کہ موجود لمحے کی ہی زیادہ قدر کی جانا چاہیے.....'' اس کے بعد ڈائریکٹر نے اور کچھ نہیں کیا لیکن جب وہ ہسپتال کے سپیشل وارڈ میں داخل ہوئے تو چونگٹ نے وہ دردناک حقیقت دیکھی جو باہر سے نظر نہیں آسکتی تھی۔

وہ سب سے پہلے جس وارڈ میں گیا اس میں زیادہ تر بوڑھے مریض تھے۔ جن کے ہاتھوں اور پیروں کی انگلیاں گر گئی تھیں۔ کچھ ایسے بھی تھے جن کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے گئے تھے۔ جو بیمار جوان تھے وہ ان کی دیکھ بھال کرتے تھے۔ یہ جوان مریض رضا کار تھے جو مریضوں کے علاقے سے آئے تھے۔ اکثر مریض بائبل پڑھ رہے تھے یا نوجوان رضا کار انہیں پڑھ کر سنا رہے تھے۔ مریض آنکھیں بند کیے لیٹے تھے اور دعائیں پڑھ رہے تھے۔ چونکہ وہ اٹھ کر بیٹھ نہیں سکتے اس لیے رضا کار ہی انہیں کھانا بھی کھلاتے تھے اور غسل خانے بھی لے جاتے تھے۔ دوسرا وارڈ ان مریضوں سے بھرا ہوا تھا جن کے صرف ہاتھ پیر ہی کٹے ہوئے نہیں تھے بلکہ وہ اپنی آنکھ' کان یا ناک سے بھی محروم ہو چکے تھے۔ اگر وہ دیکھ سکتے تھے تو سن نہیں سکتے تھے اگر وہ سن سکتے تھے تو ان کی آنکھیں نہیں تھیں۔ نوجوان رضا کار ان کی ضرورتوں کا خیال بھی رکھتے تھے۔ وہاں ان کے جو حالات تھے وہ الفاظ میں بیان نہیں کیے جاسکتے۔

ڈائریکٹر خاموشی سے چونگٹ کو آخری وارڈ میں لے گیا۔ یہاں مریض زیادہ ہی بری حالت

میں تھے۔ ان کے ناک' کان اور آنکھیں کچھ بھی نہیں تھا۔ وہ محض گوشت کا لوتھڑا تھا جو کپڑوں میں بندھا ہوا تھا۔ کافی عرصے پہلے وہ اپنے اعضاء سے محروم ہو چکے تھے۔ حتیٰ کہ ان کے منہ کا بڑا حصہ بھی غائب ہو چکا تھا۔ اگر وہ بات کرنے کی کوشش کرتے تو ان کے منہ سے عجیب سی آوازیں نکلتیں۔ اسپیشل وارڈ میں تین سو سے زیادہ مریض تھے۔

وہ صرف دعاؤں پر ہی زندہ ہیں۔ وہ دیکھ نہیں سکتے' سن نہیں سکتے مگر خدا ان کی دعائیں سنتا ہے۔ ہم ان کی بات نہیں سمجھ سکتے لیکن وہ کہتے ہیں کہ خدا ان کی سنتا ہے۔ اس لیے کہ جتنے خضوع و خشوع سے وہ دعا کرتے ہیں اور کوئی نہیں کرسکتا۔'' ڈائریکٹر نے وارڈ سے باہر آتے ہوئے کہا۔ اس کے بعد وہ خاموش ہو گیا۔ وہ حقیقت دکھا سکتا تھا لیکن اس کی وضاحت نہیں کرسکتا تھا۔ اس کے پیچھے چلتا ہوا چونگٹ بھی یہی سوچ رہا تھا۔

''یہ لوگ اس طرح کیسے زندہ رہ سکتے ہیں۔ یہ کیسے دعائیں مانگتے ہیں اور خدا کے شکرگزار رہتے ہیں؟''

چونگٹ کے لیے یہ نہایت خوفناک تجربہ تھا۔ اس نے زندگی میں کبھی ایسا نہیں دیکھا تھا۔ اسے ڈائریکٹر سے وضاحت کی ضرورت نہیں ہے۔

''میں یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ یہ ناکام ہوا ہے یا نہیں۔ البتہ مجھے اس سے اتفاق ہے کہ موجودہ وقت کو ہی اہمیت دینا چاہیے۔''

ڈائریکٹر کے الفاظ اس کے کانوں میں گونج رہے تھے۔ یہ جزیرے کا وہ حصہ تھا جسے مستقبل کے ساتھ نہیں جوڑا جا سکتا۔ اب چونگٹ کو وہ چیزیں بھی نظر آنے لگی تھیں جو آنکھ سے اوجھل تھیں وہ ڈائریکٹر کے پاگل پن کی وجہ بھی سمجھ میں آنے لگی تھی۔ زمین کی بحالی کے پروجیکٹ کے لیے اس کی طویل جدوجہد' جزیرے کے باشندوں کی خاموش بغاوت' جزیرے سے باہر کے لوگوں کا شک وشبہ اور جزیرے والوں کی بھلائی کے لیے اس کی امید بھی ایک ایسا بوجھ تھا جو کوئی بھی انسان برداشت نہیں کرسکتا تھا۔ اس لحاظ سے تمام جزیرے والے بھی اتنے ہی پاگل تھے۔ جتنا ڈائریکٹر۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ تمام جزیرے والے ہی ناکام ہو گئے ہیں۔

MashalBooks.com

32

چونگٹ نے وہ رات کورا ہوٹل میں گزاری۔ ڈائریکٹر چو نے کہا بھی کہ وہ اس کے ساتھ ٹھہر جائے گا مگر اس نے دیر سے کھانا کھانے کا بہانہ بنا دیا۔ چونگٹ مریضوں کے علاقے سے واپس آتے ہی ہوٹل چلا گیا۔ اسے ڈائریکٹر کی بات یاد تھی کہ مریضوں کے پاس جانے والوں کو وہاں رات گزارنے کے بعد صبح ہی صبح چلا جانا چاہیے مگر چونکہ وہ پروجیکٹ پر مزدوروں کے ساتھ کام کر چکا تھا اس لیے اس نے ہوٹل میں ٹھہرنا غلط نہ سمجھا۔

مگر کمرے میں جانے کے بعد وہ کچھ بے چین سا رہا۔ ہوٹل تو بہت بڑا تھا لیکن وہاں کام کرنے والے لوگ اور دوسرے ٹھہرنے والے نظر نہیں آتے تھے۔ معلوم ہوتا تھا کہ ہوٹل میں صرف چونگٹ ہی ٹھہرا ہوا ہے۔ صرف ایک بوڑھے آدمی نے' جس کے ہاتھوں کی انگلیاں نہیں تھیں' اسے اس کے کمرے تک پہنچایا تھا۔ کھانے کے وقت باہر سے ایک لڑکی کی آواز آئی۔ ''صاحب آپ کا کھانا آ گیا ہے۔ مہربانی سے کھانے کے بعد برتن دروازے کے باہر رکھ دیجیے گا۔'' کھانا لینے کے لیے اس نے دروازہ کھولا تو وہ لڑکی جا چکی تھی۔ کھانے کے بعد اس نے ٹرے باہر رکھ دی۔ اسے ٹرے اٹھانے کے لیے آنے والے کی کوئی آواز نہیں آئی۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ کوئی دروازے کے پاس آ کر گڑبڑ کرے اس لیے اس نے دروازہ کھول کر دیکھا۔ ٹرے اسی طرح رکھی ہوئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد اس نے دروازہ دوبارہ کھولا تو ٹرے غائب تھی۔ اسے کسی کے قدموں کی چاپ سنائی نہیں دی تھی لیکن تو کوئی تو ٹرے اٹھا کر لے گیا ہوگا۔ اس ہوٹل میں ہر کام اس طرح ہو رہا تھا۔

کھانے کے بعد وہ باہر جانا چاہتا تھا لیکن اچانک ڈائریکٹر آ گیا۔ ''میرا خیال ہے تم اس کمرے میں آرام سے نہیں ہو گے اس لیے میں آیا ہوں۔ تم دولہا دلہن کو دیکھنے جا رہے ہو؟'' ڈائریکٹر نے ایسے کہا جیسے وہ نہیں چاہتا کہ وہ وہاں جائے۔ اس نے چونگٹ کو کمرے کے اندر دھکیل دیا۔

یہ بات صحیح تھی کہ چونگٹ ہیوون اور میون سے ملنے جا رہا تھا۔ وہ ان سے مل کر معلوم کرنا چاہتا تھا کہ انہوں نے کن حالات میں شادی کا فیصلہ کیا۔ ڈائریکٹر کے ساتھ جزیرہ دیکھنے میں آدھا دن گزارنے کے بعد وہ ان سے ملنا ضروری سمجھتا تھا۔ اس لیے وہ ہوٹل جلدی آ گیا تھا۔ اس نے ڈائریکٹر سے کھانے کا بہانہ بنایا تھا۔

MashalBooks.com

''جی آپ نے ٹھیک سوچا۔ میں شادی کے بارے میں لکھنے کی غرض سے ہی تو یہاں آیا ہوں۔''

''اگر تم نے جلد بازی کی تو سارا کام خراب ہو جائے گا۔ یہ بری بات نہیں ہے کہ ان کی کہانی بھی سنی جائے۔ کسی صحت یاب مریض کی صحت مند آدمی سے شادی کرنا واقعی عجیب بات ہے لیکن اگر اس شادی پر بہت زیادہ توجہ دی جائے کہ کچھ زیادہ ہی دلچسپی ظاہر کی جائے تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ ہم مریضوں کو اس قابل نہیں سمجھتے کہ وہ ٹھیک ہونے کے بعد شادی کر لیں۔ میں جانتا ہوں کہ تم ہر حال میں ان سے ملو گے لیکن جلد بازی کرنے سے معاملہ بگڑ جائے گا۔ اگر تم ان کی خوشی چاہتے ہو تو جلد بازی نہ کرو۔ اس وقت تک انتظار کرو جب تک خصی ہونے کا قصہ ختم ہو جائے۔ شادی کے بعد بھی ان سے بات کی جا سکتی ہے۔ اس میں زیادہ دیر نہیں ہو گی۔ چلو میں تمہیں ایک اور دلچسپ چیز دکھاؤں۔''

وہ دونوں بیٹھ گئے تو ڈائریکٹر نے چونگٹ کو ایک لفافہ دیا۔

''تمہیں سانگوک یاد ہے؟ وہ یہاں ہائی جین ڈویژن کے سربراہ کی حیثیت سے کام کرتا تھا لیکن اچانک ہی وہ فرار ہو گیا۔ یہ اس کا خط ہے یہ مجھے اس وقت ملا تھا جب میں مسان میں تھا۔ اسے پڑھو۔ تمہیں اندازہ ہو جائے گا کہ اس جزیرے کو آخر کار کیوں ناکام ہونا ہی تھا۔ تم یہی معلوم کرنا چاہتے ہو نا؟ تم نے کہا تھا کہ میری شہرت محفوظ کرنے کے بعد تم یہ معلوم کرو گے کہ اس جزیرے کی قسمت میں ناکامی کیوں لکھی تھی؟''

چونگٹ نے ہیوون اور میون سے ملنے کا ارادہ ترک کر دیا۔ ڈائریکٹر ٹھیک کہہ رہا تھا۔ اس کی بغاوت بھی تو کسی وجہ کے بغیر نہیں تھی۔

''میں اسے پڑھ سکتا ہوں؟'' چونگٹ نے پوچھا اور ڈائریکٹر نے کہا۔ ضرور پڑھو پھر اس نے دروازے کی طرف منہ کر کے آواز دی۔ ''کوئی ہے؟ ذرا پینے کے لیے کچھ لے آؤ۔ ہمارے ساتھ ایک خاص مہمان ہیں۔ انہیں ہم پیاسا نہیں سونے دیں گے۔ ان کے طفیل مجھے بھی نشہ چڑھانے کا موقع مل جائے گا۔''

چونگٹ نے پینے پلانے پر کوئی توجہ نہیں دی اور خط پڑھنا شروع کر دیا۔ ڈائریکٹر نے بتایا تھا کہ

MashalBooks.com

جزیرے سے جانے کے پانچ سال بعد اس نے طویل خط لکھا تھا۔ یہ خط اس کے اعترافات معلوم ہوتا ہے۔ انہی دنوں ڈائریکٹر بھی جزیرے سے چلا گیا تھا۔ چونگٹ نے خط پڑھا تو اسے اندازہ ہو گیا کہ ڈائریکٹرا کے پاس کیوں آیا ہے۔ لفافے کے اندر دو خط تھے۔ دونوں سانگوک کے تھے۔ ایک خط ڈائریکٹر کے نام تھا جو اس نے جزیرے سے جانے کے پانچ سال بعد لکھا تھا۔ اس وقت ڈائریکٹر مسان میں تھا۔ دوسرا خط اس سے سات سال پہلے لکھا گیا تھا۔ اس وقت تک سانگوک جزیرے میں ہی تھا۔ ظاہر ہے یہ خط وہ اپنے ساتھ ہی لیے پھرا تھا۔ چونگٹ نے پہلے وہ خط پڑھا جو ڈائریکٹر کو اس وقت بھیجا گیا تھا جب وہ مسان ہسپتال میں تھا۔

ڈائریکٹر چو صاحب

اس وقت خط لکھنا مجھے عجیب سا لگ رہا ہے۔ آپ بھی حیران ہوں گے اتنے زمانے بعد میں نے آپ کو یاد کیا ہے۔ لیکن میں شروع سے ہی آپ کو خط لکھنا چاہتا تھا تا کہ آپ کا شکریہ ادا کر سکوں اور معافی مانگوں کہ اس طرح اچانک میں جزیرے سے چلا گیا۔ میں یہ بھی وضاحت کرنا چاہتا تھا کہ میں جزیرے سے فرار ہونے پر مجبور کیوں ہوا۔ حالانکہ مجھے اندازہ تھا کہ آپ ناراض ہوں گے۔

لیکن آج تک میں نے اس لیے انتظار کیا کہ یہ طے کر سکوں کہ میرے فرار ہونے کا واقعی کوئی جواز تھا۔ آپ میری کہانی پہلے ہی جانتے ہیں اس لیے میں کھل کر بات کروں گا۔ میں پوری طرح سمجھ نہیں پایا تھا کہ مجھ سمیت تمام جزیرے والے آپ سے ناخوش تھے اور میں نے جزیرے سے فرار ہو کر آپ کے ساتھ دغا کیوں کی؟ میری سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ میں اس کی وضاحت کیسے کروں۔

ایک وقت میں نے سوچا کہ میرا فرار جائز ہے۔ اس لیے میں نے وضاحت کرنے سوچا بھی لیکن میں نے جو خط لکھا تھا وہ آپ کو نہیں بھیجا۔ پھر میں جزیرے سے چل گیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ مجھے اپنے دلائل پر اعتماد نہیں تھا' خواہ وہ کتنے ہی ایمانداری کے ساتھ تھے۔ مجھے یہ بھی یقین نہیں تھا کہ ہم نے آپ کے ساتھ مل کر جزیرے میں جو کچھ حاصل کیا ہے اگر ہم اسے ترک کر دیں تو جزیرے کا کیا ہوگا۔ میرے اندر اعتماد نہیں تھا۔ اس لیے وہ خط میں نے اپنے پاس ہی رکھا۔ میں کبھی

MashalBooks.com

کبھی وہ خط پڑھ لیتا تھا۔ جب بھی اسے پڑھتا میں اپنے آپ سے اپنے فرار اور آپ کی اور جزیرے کی قسمت کے بارے میں سوال کرتا۔ پھر میں انتظار کرتا رہا۔

لیکن مجھے سوال کا جواب نہیں ملا۔ ایک بات واضح تھی کہ آپ نے جو دیانتداری کے ساتھ جزیرے کے لیے کام کیا اس کے لیے آپ نے اپنے آپ کو وقف کر دیا۔ اس کے لیے میں ہمیشہ آپ کا شکر گزار رہوں گا۔ میں آپ کے خیالات پوری طرح سمجھ نہیں سکا اور پھر حالات نے مجھے فرار ہونے پر مجبور کر دیا۔

آپ سمجھتے ہوں گے کہ میں ہیوون اور میون کی وجہ سے فرار ہوا۔ یہاں سے جانے کے بعد میں نے یہ افواہ سنی کہ میں ان دونوں کا رشتہ توڑنا چاہتا تھا۔ آپ نے ہیوون اور میون کے ساتھ میرے تعلقات کے بارے میں بھی اندازہ لگایا ہوگا۔ ٹھیک ہے۔ میں ان کے رشتے سے پریشان تھا بلکہ ایک زمانے میں تو میں جزیرے کی تباہی کے خواب دیکھتا تھا لیکن جزیرے سے میرے فرار کی اصل وجہ جزیرے والوں کو یہ دکھانا تھا کہ صحت مند آدمی بھی یہاں سے فرار ہو سکتا ہے۔ اسے اس کا حق ہے۔ بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ آپ میرے بارے میں پریشان تھے۔ میں معافی چاہتا ہوں کہ میں پریشان کرنے والی یادیں تازہ کر رہا ہوں۔

اب یہ چاہے کتنی ہی تکلیف دہ بات ہو مگر اس کی وضاحت ضروری ہے کہ ہم نے آپ کی پیش کی ہوئی جنت قبول نہیں کی۔ میں یہ خط بہت عرصے سے آپ کو بھیجنا چاہتا تھا مگر مجھے اطمینان بخش جواب نہیں مل رہا تھا۔ چونکہ اس جزیرے کے ساتھ آپ کی جذباتی وابستگی ہے اس لیے میں اس مایوسی کا اظہار ہی کر سکتا ہوں کہ مجھے ابھی تک کوئی جواب نہیں ملا ہے۔ اگر مجھے جواب مل گیا ہوتا تو یہ خط کب کا آپ کو بھیجا جا چکا ہوتا اور میں بھی جزیرے پر واپس آ گیا ہوتا۔ اگر میں دیرے سے جانے کی وجہ واضح کر سکتا اور یہ بتا سکتا کہ جزیرے والوں نے آپ کی جنت کیوں قبول نہیں کی تو شاید میں جواب دے سکتا۔ میں اپنے خط میں بتا چکا ہوں کہ آپ اور جزیرے والے مختلف راستوں پر چل رہے تھے۔ چاہے آپ جزیرے کے فائدے کے لیے کتنی ہی قربانیاں دے ڈالیں آپ ان لوگوں کی طرح نہیں ہو سکتے۔ اس لیے آپ نے جو جنت بنانے کی کوشش کی وہ ان کی جنت نہیں ہے۔ آپ اسے ان کی جنت کہتے ہیں وہ آپ کی جنت کہتے ہیں۔

MashalBooks.com

جزیرے سے جانے کے بعد میں نے سوچا کہ ہر فرد کی قسمت کے درمیان کتنا گہرا فرق ہے۔ اس کے بعد مختلف واقعات پیش آ چکے ہیں۔ میں نے اپنے کام کے ذریعے لوگوں کے ساتھ ہم آہنگی کے ساتھ گزارا کرنے کی کوشش کی لیکن میں ان کے رہن سہن اور ان کی فکر کے مطابق اپنے آپ کو نہیں ڈھال سکا۔ میں جزیرے کو نہیں بھولا ہوں۔ جزیرے سے باہر کے لوگ مجھے جزیرہ اور میرا اپنا آپ یاد دلاتے رہتے ہیں۔ جزیرے پر ان لوگوں کے درمیان میرا رہنا ناممکن تھا۔ میں جب تک وہاں رہا اپنی اصل شناخت چھپاتا رہا۔ اپنی ایسی ذات کے ساتھ زندہ رہنا ہی تو مشکل ہے جس میں ہمت اور حوصلہ او رصبر ہو۔ میں نے برداشت کرنے کی بہت کوشش کی حتیٰ کہ میرا یہ احساس ہی ختم ہو گیا تھا کہ میں نے اپنے جذبات چھپا رکھے ہیں۔

بہرحال آپ جزیرے والوں کے ساتھ مفاہمت پیدا نہیں کر سکے اس کی وجہ آپ دونوں کا طرز زندگی تھا۔ جزیرے والے وہ زندگی گزار رہے تھے جو قسمت نے انہیں سکھائی تھی اور وہ اسی آزادی کے نام پر زندہ ہیں۔ آپ جانتے ہوں گے کہ ان کا بار بار کا فرار اسی آزادی کے نام پر ہوا ہے لیکن فرار ہی ان کا واحد مقصد نہیں تھا وہ جزیرے کی ناکامی نہیں چاہتے تھے۔ اصل میں بہت سی باتیں اس میں شامل ہو گئی تھیں۔

میری سمجھ میں نہیں آتا کہ حالات خراب کیوں ہوئے؟ غلطی کہاں ہوئی؟ یہ غلطیاں بار بار کیوں کی گئیں؟ اور انہیں ٹھیک کرنے کے لیے کیا کرنا چاہیے تھا؟ آپ بھی جزیرہ سے چلے گئے۔ یہاں سے جاتے ہوئے آپ کو پانچ سال ہو گئے لیکن آپ کو معلوم ہوتا رہتا تھا کہ جزیرے پر کیا ہو رہا ہے۔ مجھے امید ہے کہ اب آپ جزیرے کے بارے میں زیادہ گہرائی سے جانتے ہوں گے اور میں آپ سے ملوں گا تو بہت کچھ سیکھ سکوں گا۔ یہ میں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ آپ جزیرے سے باہر تھے۔

مجھے احساس ہے کہ بہت تاخیر ہو چکی ہے لیکن پھر بھی میں آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے جزیرے کو کچھ بنانے کی کوشش کی۔"

سانگوک کا پہلا خط یہاں ختم ہو گیا۔ آخر میں اس نے لکھا تھا کہ اس خط کے ساتھ وہ خط بھی بھیج

دہا ہے جو اس نے جزیرہ چھوڑتے وقت لکھا تھا۔ اب معلوم نہیں کہ یہ وہی خط تھا یا اور۔ اس میں ڈائریکٹر سے معافی مانگی گئی تھی کہ اس نے اسے وقت پہنچائی تھی۔

''اس نے خط کے ساتھ جو دوسرا خط منسلک کیا تھا وہ پانچ سال پہلے کا لکھا ہوا تھا۔ مجھے یہ دونوں خط دو سال پہلے ملے تھے جب میں مسان میں تھا۔'' تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد ڈائریکٹر پھر بولا۔

اس عرصے میں چونگٹ نے دوسرا خط اٹھا لیا تھا۔ ڈائریکٹر کی طرف توجہ دیئے بغیر اس نے پڑھنا شروع کر دیا۔ دوسرا خط طویل تھا اور خطرناک بھی۔

ڈائریکٹر چو صاحب

میری سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ یہ خط آپ کو بھیجوں کا بھی یا نہیں۔ ابھی تک مجھے یہ یقین نہیں ہے کہ جزیرے سے میرا فرار صحیح ہے یا غلط۔ میں جو کر رہا ہوں اس پر بھی مجھے یقین نہیں ہے۔ مجھے جزیرہ چھوڑنا پڑ رہا ہے۔ میرے پاس اور کوئی چارہ نہیں ہے۔ یہاں سے مجھے جانا ہی ہوگا۔ مجھے جانے سے کوئی چیز نہیں روک سکتی۔

میں اس کی وضاحت تو نہیں کر سکتا اور نہ اس کا جواز پیش کر سکتا ہوں لیکن مجھے جانا ہے اب چونکہ میں جا رہا ہوں اس لیے ایسی بات آپ کو بتانا چاہتا ہوں جسے اب تک میں نے چھپائے رکھا۔ اگر میں نے یہ خط آپ کو بھیج دیا تو جب تک آپ اسے پڑھیں گے میں یہاں سے جا چکا ہوں گا۔ میں بزدل ہو سکتا ہوں لیکن کم سے کم اس طرح آپ کے سامنے میں دیانتداری سے سب کچھ رکھ تو سکتا ہوں۔

سب سے پہلے تو میں چاہتا ہوں کہ آپ یہ جزیرہ چھوڑ دیں۔ میرا یہ خیال آج کا نہیں ہے۔ آپ جانتے ہوں گے جس دن آپ اس جزیرے پر آئے تھے اسی دن میں نے آپ پر اعتبار نہیں کیا تھا۔ مجھے آپ کی نیت پر شک تھا اور میں محتاط ہو گیا تھا۔ میرا خیال تھا کہ آپ وقت آنے پر کسی افسوس کے بغیر یہاں سے چلے جائیں گے۔ اب اس کا وقت آ گیا ہے۔

شاید اب آپ کی سمجھ میں آئے گا کہ میں محتاط کیوں ہو گیا تھا اور کیوں چاہتا تھا کہ آپ چلے جائیں۔ اگر اجازت ہو تو بتاؤں کہ جزیرے کے بارے میں آپ کی معلومات کتنی غلط تھیں۔ آپ کی

MashalBooks.com

ایک غلطی تو یہ تھی کہ آپ اس جزیرے کو جنت بنانا چاہتے تھے۔ یعنی کوڑھیوں کی جنت۔ آپ نے ان مریضوں سے وعدہ کیا کہ اس جزیرے کو ان کے لیے ایسا شہر بنا دیں گے جہاں رہنے پر وہ فخر کر سکیں گے اور آپ کو اس پر پورا یقین بھی تھا۔ آپ نے کئی سال دیانتداری کے ساتھ اس کے لیے کام بھی کیا اور اس پر واقعی آپ کی تعریف کی جانا چاہیے۔

لیکن سچی بات یہ ہے کہ آپ کی جنت میں شروع سے ہی خامیاں تھیں۔ میں ڈاکٹر شو کی جنت کا ذکر کرنا نہیں چاہتا اور نہ میں اس کے مجسمے کی بات کرنا چاہتا ہوں۔ آپ کی کوششوں کی وجہ سے جزیرے والوں کی بہت سی بدگمانیاں ختم ہوگئی تھیں۔ آپ نے اپنی خواہشات پر قابو پا لیا تھا اور اپنے مجسمے کا خیال بھی نہیں کیا تھا اور جو لوگ آپ پر شک کرتے تھے ان پر آپ نے اپنا اصل ارادہ ظاہر کر دیا تھا۔ مجھے آپ کے مجسمے سے کوئی غرض نہیں ہے۔ مجھے آج بھی جو بات پریشان کرتی ہے وہ جنت بنانے کے لیے آپ کے دلائل نہیں ہیں۔ اپنے خلوص کے باوجود آپ خود مجسم جنت ہیں۔

آپ کس کے لیے جنت بنا رہے ہیں۔ یہ کس کی جنت ہے؟ میں جانتا ہوں کہ یہ جنت آپ پانچ ہزار مریضوں کے لیے بنا رہے ہیں لیکن آپ کو خود کو بھی پورا یقین نہیں ہے کہ جو جنت آپ بنا رہے ہیں وہ واقعی ان کی جنت ہوگی۔ آپ کی جنت خاردار تاروں کے ساتھ بنائی جا رہی ہے اور خاردار تاروں کے ساتھ بنائی جانے والی جنت کسی کی جنت نہیں ہوتی۔

مجھے معلوم ہے آپ کہیں گے ''کیسے خاردار تار؟'' آپ نے تو دو خاردار تار ختم کرا دیئے ہیں جو مریضوں اور صحت مند لوگوں کے علاقے الگ کرتے تھے۔ لیکن آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ اصل خاردار تار ہٹانے سے دماغوں کے اندر موجود تار بھی ہٹ گئے ہیں۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ آپ نے اصل خاردار تار ہٹا کر جزیرے کے گرد اور بھی مضبوط دیوار بنا دی ہے۔

ایک بار میں نے آپ سے کہا تھا کہ ہم زمانہ حال کو پائیدار سمجھ کر زندہ نہیں رہتے۔ اگر موجودہ لمحہ اطمینان بخش ہو' اگر یہ امکان ہو کہ موجودہ لمحہ مستقبل میں خوشگوار بن جائے گا تب بھی جنت نہیں بنے گی۔ ایسی جنت جس میں تبدیلی کے امکانات نہ ہوں' پائیدار جنت نہیں ہو سکتی۔ آپ کس طرح کی جنت تخلیق کرنا چاہتے ہیں؟ اصل میں آپ جو جنت بنانا چاہتے ہیں وہ ان سے زیادہ آپ کی ہو گی۔ آپ ایسی جنت بنانا چاہتے ہیں جہاں وہ خوشی خوشی رہ سکیں' ایسی جنت نہیں کہ وہ اپنے آپ کو

MashalBooks.com

بدل سکیں اور جہاں وہ آنے والے کل کو بھول جائیں۔ آپ ایسی جنت بنانا چاہتے ہیں جسے ٹھکرایا نہ جا سکے۔

لیکن اگر یہ سچی جنت ہے تو پہلے مریضوں کو یہ موقع ملنا چاہیے کہ اگر وہ اپنے لیے یہ بہتر سمجھتے ہیں کہ اسے چھوڑ دیں تو آسانی سے چھوڑ دیں۔ صحیح جنت یہ نہیں ہونا چاہیے کہ اس کا ڈیزائن بہت اچھا ہے اور دیکھنے میں وہ اچھی لگتی ہے بلکہ اس میں مریضوں کو اپنی مرضی کے مطابق فیصلہ کرنے کی آزادی ملنا چاہیے۔ آپ نے اور دوسرے لوگوں نے خیال کیا کہ مریض اسے ایسا ہی سمجھیں گے۔ جزیرے سے باہر کے لوگوں نے جب دیکھا کہ یہ مریضوں کی جنت ہے تو وہ اسے اپنی جنت تصور کرنے لگے۔ اور جب انہوں نے اسے مکمل جنت بنانے کی کوشش کی تو وہ مریضوں کے لیے جہنم بن گئی۔ چنانچہ آپ ایک قسم کے خاردار تاروں کی باڑھ بنا رہے ہیں جو نظر نہیں آتی مگر مضبوط بہت ہے۔

صرف یہی ایک ثبوت نہیں ہے کہ آپ کی جنت نظر نہ آنے والے خاردار تاروں سے گھری ہوئی ہے' آپ کی جنت ان کی جنت نہیں بن سکتی اس کی وجہ آپ کا تعصب ہے۔ وہ تعصب جو باہر کے لوگ ان مریضوں کے بارے میں رکھتے ہیں۔ آپ یہ جنت ہر ایک کے لیے نہیں بنا رہے ہیں یہ ان کوڑھیوں کے لیے بنا رہے ہیں جنہیں شہروں سے نکال دیا گیا ہے۔ خاردار تاروں سے گھرا ہونے کی اصل وجہ بھی یہی ہے۔ آپ نے مریضوں کے حالات دیکھتے ہوئے ان کے لیے ضابطے بنائے۔ ظاہر ہے صحت مند لوگ یہ ضابطے قبول نہیں کر سکتے اور وہ ان کے عادی بھی نہیں ہو سکتے۔ آپ چاہتے ہیں کہ مریض یہاں سے نہ جائیں جو مریض یہاں سے بھاگتے ہیں آپ انہیں غدار کہتے ہیں۔

کوڑھیوں کی جنت نے یہاں غیر مرئی دیوار کھڑی کر دی گئی ہے۔ اگرچہ وہ مرض کا شکار ہیں لیکن اپنے خوابوں کی تعبیر حاصل کرنے کی خواہش ان کے دل میں بھی ہوتی ہے۔ اگر وہ مختلف قسم کی زندگی گزارتے ہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان کے خواب بھی مختلف ہوں گے۔ اگر وہ خود اسے بھول بھی جائیں مگر ہم نہیں بھول سکتے۔

آپ انسانوں کے لیے جنت نہیں بنا رہے ہیں بلکہ کوڑھیوں کے لیے بنا رہے ہیں۔ شروع

MashalBooks.com

سے ہی آپ کا مقصد یہ رہا ہے کہ تمام کوڑھی ایک ہی جگہ رہیں اور یہاں سے نہ جائیں۔ آپ کی یہ جنت ان دوسرے منصوبوں کی طرح ہی ہے جن کا مقصد ان مریضوں کو یہ باور کرانا ہے کہ اگر تم یہاں سے گئے تو کوئی تمہیں قبول نہیں کرے گا اور باہر تمہارے ساتھ برا سلوک کیا جائے گا۔ آپ نے انہیں ہمیشہ مریض ہی سمجھا انسان نہیں۔ آپ نے انہیں عام انسانوں کی طرح سمجھنے کی کوشش نہیں کی۔ اس طرح آپ نے انہیں مجبور کیا کہ وہ آپ کی جنت تعمیر کریں۔

غریبوں کی جنت وہ ہے جہاں دولت ہی دولت ہو اور مریضوں کی جنت وہ ہے جہاں انہیں صحت مل جائے لیکن یہ ہر ایک کی جنت نہیں ہو سکتی۔ ان بے چارے لوگوں کو جزیرے سے باہر کبھی قبول نہیں کیا جائے گا۔ ان کا ماضی بہت دردناک اور زخموں سے بھرا ہوا ہے۔ اس لیے آپ نے جو جنت سوچی ہے وہ بیماروں کا عارضی ٹھکانہ ہی ہو گی۔ وہ تو نارمل زندگی گزارنے کے خواہش مند ہیں اور آپ کی جنت ان کی امیدوں پر پانی پھر رہی ہے۔

چاروں طرف سے بند جنت اصلی جنت نہیں ہو سکتی۔ آپ نے اس غیر مرئی دیوار کے بارے میں کبھی نہیں سوچا۔ آپ کو اپنی جنت پر اتنا اعتماد ہے کہ آپ کی سمجھ میں نہیں آتا کہ مریض اسے قبول کیوں نہیں کرتے۔ بدقسمتی سے مریض غیر مشروط اعتماد نہیں کر سکتے۔ وہ آپ کی جنت قبول نہیں کرتے۔

یہ صرف ان کا قصور نہیں ہے کہ وہ آپ پر اعتماد نہیں کرتے۔ شروع سے ہی آپ کئی زندگیاں گزار رہے ہیں۔ مریضوں کے لیے اس جزیرے کو ان کی دائمی جنت ہونا چاہیے لیکن آپ کے نزدیک اسے ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ آپ کی جنت کے لیے ضروری نہیں کہ وہ آپ کی آخری عمر تک برقرار رہے کیونکہ ایک نہ ایک دن تو آپ کو اس جزیرے سے جانا ہے۔ آپ ساری زندگی تو ان کے ساتھ نہیں رہ سکتے۔ مریض بھی اسے آپ کی خودغرضی ہی سمجھتے ہیں۔ وہ کسی ایسے آدمی کی جنت قبول نہیں کر سکتے جس پر انہیں اعتبار نہ ہو۔ اس میں شاید آپ کا اتنا قصور بھی نہیں ہے۔ آپ کا اور مریضوں کا مستقبل الگ الگ ہے۔ مریضوں کی جنت کی اپنی پابندیاں ہیں اور وہ ہیں غیر مرئی خاردار تار۔ اس کا احساس کیے بغیر آپ جنت بناتے چلے گئے۔ اب یہ آپ نے دانستہ کیا یا نہیں؟ آپ نے غیر مرئی خاردار تاروں کے اندر کافی کام کیا۔

MashalBooks.com

میں یہ خط اس لیے نہیں لکھ رہا ہوں کہ آپ سے جو غلطیاں ہوئی ہیں ان کا ذکر کیا جائے۔ میری دلچسپی تو یہ ہے کہ آپ نے جو جنت بنائی ہے وہ کیسے تبدیل ہوئی ہے اور آئندہ کیسے تبدیل ہو گی۔ اب اصل بات پر آتے ہیں۔ مریضوں کے فرار اور اس کی اہمیت کے بارے میں بتانا چاہتا ہوں کیونکہ جس فرار کو آپ بہت ناپسند کرتے ہیں وہ آپ کی جنت کے ساتھ آخری غداری ہے۔

فرار اس وقت شروع ہوا جب وہ بدسلوکی اور سخت محنت برداشت نہ کر سکے۔ وعدے وعید کے باوجود جزیرہ ناقابل برداشت جہنم بن گیا۔ ایک ایک کر کے وہ بھاگنے لگے۔ کچھ تو اپنے خاندانوں سے ملنے کے لیے بھاگے اور کچھ یہ افواہ سن کر بھاگے کہ وہاں ایسی دوا موجود ہے جس سے ان کی بیماری ختم ہو جائے گی۔ لیکن آپ نے کہا کہ ان کے ساتھ بدسلوکی نہیں کی جا رہی ہے' محنت بھی زیادہ نہیں کی جا رہی ہے اور یہ افواہ بھی غلط ہے کہ کوئی ایسی دوا آ گئی ہے۔ یہ قانون بھی ختم ہو چکا تھا کہ ایک بار اس جزیرے پر جو آ گیا پھر وہ یہاں سے جا نہیں سکتا۔ اگر وہ چاہتے تو تولبوری ساحل سے کسی خطرے کے بغیر بھی جا سکتے تھے بلکہ ایک وقت ایسا بھی تھا جب صحت یاب ہو جانے والوں کی حوصلہ افزائی کی جاتی تھی کہ وہ یہاں سے چلے جائیں کیونکہ مریضوں کی تعداد زیادہ ہو گئی ہے۔ لیکن انہیں فرار ہونے کی ضرورت نہیں تھی۔

لیکن اصل میں ہو کیا رہا تھا؟ کچھ عرصے فرار جاری رہا۔ یہاں آئے تو یہ آپ کے لیے بہت بڑی مصیبت بن گئی تھی۔ ایسا کیوں تھا؟ آپ کے آنے کے فوراً بعد میں آپ کو تولبوری ساحل پر لے گیا تھا اور اس فرار کی وضاحت کی تھی اور کہا تھا۔ ''ہسپتال مریضوں کو ان کی مرضی کے بغیر نہیں رکھ سکتا۔ اس لیے ہم ان کے فرار کی حوصلہ افزائی کر رہے ہیں۔ جو مریض پوری طرح صحت یاب نہیں ہوئے وہ عارضی چھٹی کی درخواست دے سکتے ہیں۔ وہ یہاں سے جا سکتے ہیں اور پھر واپس آ سکتے ہیں مگر اس سے کسی نے فائدہ نہیں اٹھایا۔ انہیں جب بھی موقع ملتا وہ اپنے آپ کو خطرے میں ڈال کر تولبوری ساحل سے بھاگتے۔

اس وقت آپ کی سمجھ میں یہ بات نہیں آئی تھی کہ وہ مریض جنہیں یہاں سے جانے کی اجازت دی جاتی ہے پھر بھی نہیں جاتے اور وہ مریض جو اپنی جان خطرے میں ڈالتے ہیں ایک ہی ہیں۔ یہ معمہ آپ کی سمجھ میں نہیں آیا تھا۔ میں نے آپ کو ''مریض'' اور ''انسان'' کی اصطلاح میں

MashalBooks.com

سمجھانے کی کوشش کی تھی۔ جیسے میں نے اس وقت کہا تھا کہ جو لوگ چاہتے ہوئے بھی نہیں گئے تھے وہ ''مریض'' تھے۔ انہیں اس جزیرے پر اس لیے دھکیلا گیا تھا کہ انہیں یہ بیماری لگی ہوئی تھی۔ جب وہ یہاں آ جاتے ہیں تو ہسپتال کا عملہ ان کے دلوں میں خوف اور نفرت پیدا کرتا ہے۔ ''تم لوگ اس جزیرے پر اس لیے آئے ہو کہ وہاں تمہارے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا گیا۔ اب اس جزیرے کے سوا آپ کے لیے اور کوئی جگہ نہیں ہے جہاں آرام سے رہ سکو۔

اب تمہیں دوسرے مریضوں کے ساتھ رہنا ہوگا۔ اگر اب یہاں سے گئے تو تمہیں بہت برے سلوک کا سامنا کرنا پڑے گا حتیٰ کہ تم ختم ہو جاؤ گے۔ اگر ہسپتال میں تمہارے ساتھ اچھا سلوک نہیں ہوتا تو باہر اس سے بھی برے سلوک سے تمہارا واسطہ پڑے گا۔ وہاں تمہاری زندگی جہنم ہوگی۔ آپ نے بھی یہی طریقہ اختیار کیا تھا جب آپ بوڑھے لوگوں کو پراجیکٹ دکھانے کے لیے لے گئے تھے اور بیشمار پتھر ڈالنے کے باوجود جب پشتے باہر نہیں آتے تھے تو آپ نے یہی دلیل پیش کی تھی اور جب طوفان سے تمام پشتے تباہ ہو گئے تھے تو آپ نے مریضوں کو یہی یاد دلایا تھا کہ جزیرے سے باہر ان کے ساتھ کتنا معاندانہ سلوک کیا گیا تھا۔

دراصل آپ نے بھی انہیں ایسا ہی ڈرایا تھا جیسے انہیں دوسرے لوگ ڈراتے رہتے تھے۔ اور انہیں یہ باور کرایا تھا کہ وہ مریض کے سوا اور کچھ نہیں ہیں اور انہیں جزیرے پر ہی رہنا پڑے گا۔ چنانچہ جب ہسپتال کی طرف سے ان سے کہا گیا کہ وہ اب جزیرے سے جا سکتے ہیں تو وہ اس وقت تک مکمل مریض بن چکے تھے۔ ان کے دلوں میں جو ڈر پیدا کر دیا گیا تھا وہ نہیں نکل سکتا تھا۔ وہ اس منحوس سرزمین میں ہمیشہ کے لیے جلاوطن کر دیئے گئے تھے۔

پھر بھی کبھی کبھی ان ''مریضوں'' میں آزادی کے خواب جاگتے تھے۔ بہرحال مریض بننے سے پہلے وہ انسان تھے اب چونکہ وہ انسان ہیں اس لیے وہ جزیرے سے بھاگ کر عام زندگی اختیار کرنا چاہتے تھے۔ وہ مریض کی حیثیت سے اپنی شناخت سے چھٹکارا چاہتے تھے۔

ظاہر ہے یہ جزیرے اور ہسپتال کے ساتھ غداری تھی۔ جب فرار کا سلسلہ شروع ہوا تو وہ عام انسان بننے کے عمل سے گزر رہے تھے اب وہ محض مریض نہیں تھے۔ وہ دوغلی زندگی گزار رہے تھے۔ ایک مریض کی حیثیت سے، جس کی زندگی عام انسانوں سے مختلف ہے اور دوسرے عام انسان کی

MashalBooks.com

حیثیت سے، جس کے اپنے خواب ہیں۔ جب انہیں ''مریض'' کی حیثیت سے زندگی گزارنے پر مجبور کیا جاتا ہے تو ان کی کیفیت ایسی ہو جاتی ہے کہ وہ فرار ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس میں انہیں اپنی جان بھی خطرے میں ڈالنا پڑتی ہے۔ بیرونی دنیا کے خوف پر قابو پانے کے لیے وہ فرار کا راستہ اختیار کرتے ہیں۔ اس لیے نہیں کہ وہ جلاوطنی کا راستہ ہوتا ہے بلکہ اس لیے کہ اس طرح انہیں اپنی امیدیں اور آرزوئیں پروان چڑھانے کا موقع ملتا ہے۔

قطع نظر اس بات کے کہ ان کی نیت کیا ہوتی ہے اور فرار کامیاب بھی ہوتا ہے یا نہیں ان کا فرار جزیرے کی غلامی کی زنجیر توڑنے کی جدوجہد کا اظہار ہوتا ہے۔ یہ ان پابندیوں کے خلاف بغاوت کا ایک طریقہ ہے جن پابندیوں نے انہیں ان کی مرضی کے خلاف جزیرے کے ساتھ باندھ رکھا ہے۔ یہ فرار اس حقیقت کا آخری ثبوت ہوتا ہے کہ ابھی وہ زندہ ہیں۔ ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ یہ جزیرہ اب مصیبت زدہ لوگوں کا قبرستان نہیں ہے بلکہ یہ زندگی انسانوں کی جگہ بھی ہو سکتی ہے۔ جب تک فرار جاری رہے گا یہ آسرا برقرار رہے گا۔ چنانچہ جزیرے والوں کے لیے فرار سب سے بڑی نعمت ہے۔

لیکن آپ جب سے آئے ہیں فرار بند ہو گیا ہے۔ اس کا کیا مطلب ہے؟ اور فرار بند ہونے کے بعد کیا ہوا؟ شاید آپ یہ کہتے ہوں گے کہ جزیرہ واقعی جنت بن گیا ہے کہ یہاں اب خاردار تار نہیں ہیں۔ آپ یہ بھی سمجھتے ہوں گے کہ اب وہ ڈراؤنے خواب سے جاگ گئے ہیں اور جزیرہ ایک ماڈل جگہ بن گیا ہے جہاں تمام مریض ایک بہتر مقام بنانے کے لیے مل جل کر کام کر رہے ہیں؟

جی نہیں، میں اس پر اعتبار نہیں کرتا کیونکہ خاردار تار اس جزیرے سے پوری طرح غائب نہیں ہوئے ہیں۔ دوسرے ڈائریکٹروں کی طرح آپ نے بھی ان سے ایک ہی چیز کا مطالبہ کیا۔ آپ انہیں مکمل مریض بنانا چاہتے ہیں۔ انہوں نے فرار ہونے کی کوشش نہیں کی۔ آپ نے دوسرے ڈائریکٹروں کی طرح انہیں دھمکیاں نہیں دیں البتہ آپ نے انہیں اس جزیرے پر ایسی جنت بنانے پر آمادہ کیا جہاں ان کے فرار ہونے کی خواہش ہی ختم ہو جائے۔ آپ نے ان کے اندر مریض ہونے کا وقار پیدا کیا۔ آپ نے انہیں نظر آنے والی دیوار سے نہیں ڈرایا بلکہ آپ نے ان کے آگے ایسی دیوار کھڑی کر دی ہے جو نظر نہیں آتی۔

MashalBooks.com

وہ جتنے اچھے مریض بنتے جاتے ہیں اتنا ہی وہ اپنی جنت پر فخر کرتے ہیں اور پھر چند مریض ہی یہ دیوار پھلانگنے کی کوشش کرتے ہیں۔ دنیا میں اتنی محفوظ' اتنی اونچی اور اتنی مضبوط دیوار اور کوئی نہیں ہے سوائے اس دیوار کے جسے کوئی بھی پھلانگنا نہیں چاہتا۔

لیکن آپ کس قسم کی جنت بنا رہے ہیں؟ یہ تو صرف مریضوں کے لیے جنت ہو گی۔ وہ اپنی بدقسمتی کو قبول کر لیں گے تو ان کی جنت ہو گی۔ آپ کی جنت ان کی جنت اس وقت ہو گی جب وہ اپنے خوابوں پر پابندی لگانے کے عادی ہو جائیں گے۔ محکوم اپنی محکومی کے عادی ہو جائیں جیسے جانور عادی ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد وہ فرار ہونا بھول جائیں گے اور آپ کی جنت کے عادی ہو جائیں گے۔

ڈائریکٹر آپ کی جنت کو کیا ہوا ہے کہ اب فرار نہیں ہو رہا؟ اب یہ زندہ نہیں مردہ لوگوں کا جزیرہ بن گیا ہے۔ جوں جوں یہ جزیرہ آپ کی مثالی جنت بنتا جائے گا یہ ان مردہ روحوں کی آماجگاہ بنتا جائے گا جو کہ آپ کے خیالوں کی زنجیر میں جکڑے ہوں گے یہ ایسی جگہ بنتا جا رہا ہے جہاں کسی آزاد فرد کا ملنا ناممکن ہے۔ اب چونکہ آپ نے اسے ایسا بنا دیا ہے اس لیے آپ کے لئے یہ آسان ہو گیا ہے کہ آپ جو چاہیں مریضوں سے کرائیں۔

شاید آپ کو میری بات ناگوار گزرے مگر یہ سچی بات ہے۔ میرا تجربہ شاہد ہے کہ جو معاشرہ دیواروں میں گھرا ہو گا اس کا انحصار اس کے باشندوں پر نہیں بلکہ مٹھی بھر لیڈروں پر ہو گا۔ اس جزیرے پر یہ ثابت ہو چکا ہے۔ آپ نے مریضوں کی رائے معلوم کی اور ظاہر یہ کیا کہ آپ اس کا اقرار کر رہے ہیں۔ آپ نے بزرگوں کو کونسل بنائی اور ان سے مشورے لیے لیکن وہ کونسل کٹھ پتلی تماشے سے زیادہ کچھ نہیں۔ وہ صرف دکھاوا تھا۔ اس نے تو اس بات کو ہی یقینی بنایا کہ آپ کے منصوبے پر آرام سے عمل کیا جائے۔ میں اب بزرگوں کی توہین کرنا نہیں چاہتا۔ وہ جزیرے کو جانتے تھے اور یہ بھی جانتے تھے کہ اس کی بھلائی کس میں ہے۔

میں یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ حاکم اور محکوم میں کس قسم کا رشتہ قائم ہوتا ہے۔ جب سے آپ آئے ہیں میں نے دیکھا کہ کتنا امن و امان حکمران اپنے ساتھ لائے ہیں اور کتنا محکوموں نے پیدا کیا ہے۔ میں نے محسوس کیا تھا کہ یہ بیکار کی خیال آرائی ہے۔ حاکم اور محکوموں کے درمیان کی دیوار جرأت

MashalBooks.com

اور قربانی کے بغیر نہیں گرائی جا سکتی۔ حکمرانوں کی نیک نیتی کے باوجود محکوموں کے لیے اس کے سوا اور کوئی راستہ نہیں ہوتا کہ وہ حکم مانیں۔ میں تو اس افسوس ناک نتیجے پر پہنچا ہوں کہ عوام کی امیدوں اور امنگوں کے باوجود حکمرانوں کے پاس ہی حالات تبدیل کرنے کا اختیار ہوتا ہے۔ اس قسم کے معاشرے میں ہر فیصلہ صاحب اختیار حکمران ہی کرتا ہے۔

بزرگوں کو الزام نہیں دیا جا سکتا۔ جزیرے والوں کو یہ سمجھا کر کہ یہاں سے جانے کے بعد ان کے ساتھ لوگ اچھا سلوک نہیں کریں گے آپ نے دیوار اور اونچی کر دی۔ اس طرح آپ نے مریضوں اور بزرگوں کو اپنے قابو میں کر لیا۔

گزشتہ چند سال میں آپ کے اور مریضوں کے تعلقات دیکھ کر مجھے اندازہ ہوا کہ حکمراں کتنی آسانی سے اپنے لوگوں کو غلام بنا سکتے ہیں۔ جہاں حاکم اور محکوم برابر کی سطح پر رہتے ہیں میں نے وہاں نظم و ضبط کو جم لیتے نہیں دیکھا۔ اس محبوس علاقے میں شروع میں حکمرانوں کی نیت نیک تھی اور محکوموں نے حکمرانوں کے خلاف اپنی حفاظت کی۔ بہرحال اگر اب بھی خواب سے نہیں جاگیں گے تو حکمراں انہیں غلام بنانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

جب تک دیوار موجود ہے آپ یہ چالیں چلتے رہیں گے۔ اگر اس جزیرے پر آپ جنت بنا لیں گے تو وہ مریضوں کی جنت نہیں ہوں گی۔ مریض غلام بن کر رہیں گے اور جنت کی دیکھ بھال کریں گے۔ وہ اس سے خوش ہوں گے اور نہ اس سے فائدہ اٹھائیں گے۔

ڈائریکٹر! اب میں آپ کو یہ خط لکھنے کی آخری وجہ بتاتا ہوں۔ اپنی جنت مکمل کرنے کی کوشش نہ کیجیے۔ جنت مکمل کرنے کے بعد یہاں سے نہ جائیے۔ تقریب کے بعد آپ کا یہاں سے جانے کا ارادہ غلط ہے۔ مایوس نہ ہوں کیونکہ آپ جنت مکمل ہونے سے پہلے جا رہے ہیں۔ بے چارے مریضوں اور خود آپ کے اپنے لیے اب یہاں سے آپ کا چلا جانا ہی دانش مندی ہو گی۔ اگر آپ اپنی جنت کے ساتھ چمٹے رہے تو جوں ہی آپ کے خواب کی تعبیر ملے گی ایک اور قسم کی بغاوت اور غداری شروع ہو جائے گی۔

یہ بات حیرت انگیز معلوم ہو گی لیکن جنت مکمل ہونے سے پہلے ہی مریض اس کی نعمتوں سے فائدہ اٹھا رہے ہیں اور یہ آپ بھی جانتے ہیں۔ جزیرے والوں کو جنہیں آپ اپنی مرضی سے چلا

MashalBooks.com

رہے ہیں' خوش کرنے کے لیے انہیں پیشگی فائدہ پہنچانا ضروری ہے۔ جنت ملنے سے پہلے ہی آپ نے انہیں ایک اور جنت کے خواب دکھانا شروع کر دیئے ہیں۔ انہیں قابو میں رکھنے کا یہی طریقہ ہے۔ آپ کو اس کا احساس ہے یا نہیں گزشتہ چند سال سے آپ یہی چال چل رہے ہیں۔ چاہے آپ اس سے انکار کرتے رہیں۔ اگر جنت بن بھی گئی تو وہ اس سے کیا فائدہ حاصل کریں گے؟ وہ تو پہلے ہی فائدہ لے چکے ہوں گے ایسی جنت کا کیا فائدہ جو انہیں دیواروں میں بند کر دے اور جہاں ان کا دم گھٹنے لگے۔

اس کے بعد وہ انتقام لینے پر اتر آئیں گے۔ غداری اور بغاوت سر اٹھائے گی۔ اس کی وجہ یہ ہوگی کہ وہ آپ کی جنت سے پیشگی فائدہ اٹھا چکے ہوں گے اور یہ بغاوت فرار کی شکل میں ظاہر ہو گی۔ آخر میں آپ کی جنت کا خواب پورا نہیں ہوگا۔ مریضوں کے لیے یہ ایک اور محصور جگہ ہو گی۔ برائے مہربانی کسی افسوس کے بغیر جزیرے سے چلے جایئے۔ یہ کہہ کر انہیں خوف زدہ نہ کیجیے کہ دوسرا ڈائریکٹر آئے گا تو وہ بھی یہی کام کرے گا۔ اگر دوسرا ڈائریکٹر اسی ارادے کے ساتھ آیا تب بھی آپ کے ساتھ اس کا تعلق نہیں ہوگا۔ اگر آپ واقعی ان کے لیے جنت بنانا چاہتے ہیں تو انہیں اپنے آپ کو چیلنج کرنے کا موقع دیجیے۔

آپ کا یہ سوچنا کہ جزیرہ آپ کے بغیر نہیں چل سکتا اور آپ کا یہ غرور کہ آپ کی نیت صاف ہے اور آپ مریضوں کی بھلائی کے سوا اور کچھ نہیں سوچتے' اس جزیرے کو اور بھی جبری مشقت کا کیمپ بنا دے گا۔ آپ مریضوں کے ساتھ زندگی نہیں گزار سکتے۔ میں اپنی نیک خواہشات ظاہر کرنا چاہتا ہوں۔ اپنا خلوص ثابت کرنے کے لیے میں آج رات یہاں سے چلا جاؤں گا۔ میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اب آپ کے کرنے کو کچھ نہیں رہ گیا ہے۔ مجھے جزیرے والوں کا پرانا طریقہ یاد ہے کہ اپنے آپ کو انسان ثابت کرنے کے لیے فرار ہو جاؤ۔ یہ فرار ہی یہاں آج رہنے والوں اور آئندہ رہنے والوں کو یہ یاد دلاتا ہے کہ جزیرہ مُردوں کا نہیں ہے بلکہ زندوں کا ہے۔

33

دونوں خط پڑھنے کے بعد چونگٹ آئے تھوڑی دیر خاموش رہا۔ کیسا بیہودہ حملہ ہے یہ۔'' آخر اس نے ڈائریکٹر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

MashalBooks.com

''میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس نے اس طرح آپ پر حملہ کیوں کیا ہے۔ سانگوک خود دیکھتا ہے کہ ابھی تک کچھ واضح نہیں ہوا' کوئی ترکیب بھی کامیاب نہیں ہوئی اور حالات اس نہج پر پہنچ گئے جیسے وہ آج ہیں۔''

چونگٹ خط پڑھ رہا تھا تو ڈائریکٹر شراب پیتا رہا تھا۔ اب نشے سے اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔ اس نے ایک کپ بھرا اور چونگٹ آئے کو دیا اور معنی خیز انداز میں مسکرا دیا۔

''ہوں..... ظاہر ہے آپ یہ نہیں سمجھیں گے۔ سانگوک کو خود ہی یقین نہیں ہے کہ وہ میرے اوپر کیوں نکتہ چینی کر رہا ہے اور وہ یہاں سے کیوں گیا ہے اور یہ کہ یہاں پر ہر ترکیب ناکام کیوں ہو گئی ہے۔ اس کا جواب آسان ہے تمہیں بوڑھا ہوانگ یاد ہوگا۔ اس نے ایک دن مجھے سمجھایا تھا۔

''کیا کہا تھا اس نے؟'' چونگٹ آئے نے جلدی سے اپنا کپ خالی کر کے سوال کیا۔ ڈائریکٹر نے آہستہ آہستہ اپنی بات جاری رکھی۔

''سانگوک نے اپنے خط میں بھی اس کا حوالہ دیا ہے لیکن بوڑھے ہوانگ کے بقول اس کی وجہ یہ تھی کہ ہر کام آزادی کے نام پر کیا گیا تھا۔ آپ لڑ جھگڑ کر آزادی حاصل کرتے ہیں اس لیے قدرتی طور پر تنازع سر اٹھاتا ہے اور بدگمانی پیدا ہوتی ہے۔ سانگوک نے بھی جزیرے کی آزادی کی بات کی ہے اور خود بھی آزادی کے نام پر ہی عمل کیا لیکن وہ اس کی روح کو اس طرح نہیں سمجھ سکا جیسے ہوانگ نے سمجھا۔ وہ یہ نہیں جانتا کہ آزادی کے نام پر جو صورتحال سامنے آئی ہے اس کی وضاحت کیسے کی جائے۔ وہ یہ نہیں سمجھ سکا کہ جزیرہ تبدیل کیوں ہوا؟ اس جزیرے سے کیوں جانا پڑا ہے؟ اور وہ اس طرح میرے اوپر حملے کیوں کر رہا ہے؟ اپنے پہلے خط میں وہ مجھ سے جواب چاہتا ہے۔ دوسرے خط میں اس نے اس طرف اشارہ کیا ہے لیکن وہ تسلی بخش جواب نہیں پا سکا۔ چونکہ جزیرے نے مجھے قبول نہیں کیا اس لیے اس کے پاس اور کوئی چارہ نہیں تھا کہ وہ جزیرے کے ساتھ اور میرے ساتھ غداری کرے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس نے آزادی کے نام پر قدم اٹھایا اور آزادی سے ہی اس کا تعلق تھا۔''

''آزادی کے نام پر قدم اٹھانے سے جھگڑا اور بداعتمادی پیدا ہوئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ پرامن ہم آہنگی ناممکن ہو گئی..... تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ بوڑھے ہوانگ نے وہ آزادی مسترد کر دی جو

MashalBooks.com

جزیرے کے لیے مانگی جا رہی تھی؟'' چونگٹ آئے نے سوال کیا۔

اب دونوں نے اپنے اپنے کپ پھر بھرے۔ وہ دونوں ایک دوسرے کو شراب پیش کیے جا رہے تھے۔

''نہیں' جزیرے کی طویل تاریخ اور جزیرے والوں کے تجزیے کی روشنی میں آزادی ہی ایسی چیز تھی جس کے لیے کوشش کرنا وہ ضروری سمجھتے تھے۔ اس طرح کام کرنا ان کے لیے قدرتی بات تھی۔ اصل میں ہوانگ یہ کہنا چاہتا تھا کہ اگر جزیرے والے اس لیے ناکام ہو گئے کہ انہوں نے صرف آزادی کے نام پر ہی کوشش کی تو پھر آزادی سے بہتر کوئی چیز انہیں تلاش کرنا چاہیے تھی۔

''کیا ہوانگ جانتا تھا کہ وہ کیا چیز ہے؟'' چونگٹ آئے نے سوال کیا۔

''وہ اسے محبت کہتا ہے۔ آزادی کے برعکس جس کے لیے آپ کو لڑنا جھگڑنا پڑتا ہے' محبت اپنی طرف سے کچھ دینے سے ملتی ہے۔ آزادی جنگ و جدل سے حاصل ہوتی ہے اور جنگ و جدل غم وغصہ اور نفرت پیدا کرتے ہیں۔ اس کے برعکس محبت معافی اور درگزر سکھاتی ہے۔ اس نے کہا تھا کم سے کم میں نے محبت کرنے کی کوشش کی ہے۔ مریضوں کو محبت کے نام پر کام کرنا چاہیے تھا۔ انہوں نے اس کے بجائے آزادی کے نام پر کام کیا لیکن میں نہیں سمجھتا کہ اس نے محبت اور آزادی میں فرق کرنے کی کوشش کی۔ میں کیسے سمجھاؤں' جب تک آزادی اور محبت اکٹھے نہ ہوں اس وقت تک سب بیکار ہے۔ ایسی محبت کے نام پر کام کرنا جس میں آزادی بھی شامل ہو یا ایسی آزادی کے لیے کام کرنا جس میں محبت بھی شامل ہو ایک ہی بات ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ محبت کے ساتھ زندہ رہنا یا آزادی کے ساتھ زندہ رہنا ایک ہی چیز ہے۔''

''اگر وہ یہ جانتا ہے تو وہ آزادی کے دائرے میں محبت کے ساتھ زندگی کیوں نہیں گزار سکا۔ بوڑھے ہوانگ نے اس بارے میں باتیں کیں لیکن اس نے آپ کو جزیرہ چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔''

''اب پرانی باتیں یاد کرتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ باہم اعتماد نہیں تھا۔ بوڑھے ہوانگ نے کہا تھا کہ باہمی اعتماد کے بغیر آزادی کا وجود نہیں ہے اور چونکہ ہم نے اعتماد کے بغیر کام کیا اس لیے جھگڑے' نفرت اور شکوک وشبہات پیدا ہوئے۔ بداعتمادی کا مطلب ہے محبت کا خاتمہ۔ اس اعتبار سے محبت اور اعتماد ایک ہی چیز ہیں لیکن بعد میں میں نے سوچا کہ ان میں تھوڑا سا فرق ہے۔ اس کا

MashalBooks.com

انحصار اس بات پر ہے کہ آپ کہاں کھڑے ہیں۔''

''کیا مطلب؟''

''اسے اس طرح سمجھو کہ مریض جن پر حکمرانی کی جا رہی تھی وہ آزادی کے لیے کام کرتے تھے اور میں جو حکمراں تھا' قدرتی طور پر محبت کے نام پر عمل کرتا تھا۔ اس طرح محکوموں کو حکمرانوں کی محبت قبول کرنا چاہیے اور حکمرانوں کو محکوموں کی آزادی کی خواہش کا احترام کرنا چاہیے۔ گویا محکوم اور حکمراں مختلف مقامات پر کھڑے ہوتے ہیں۔ ڈائریکٹر کی حیثیت سے مجھے محبت کے نام پر کام کرنا چاہیے اور مریض کی حیثیت سے ان لوگوں کو آزادی کے نام پر کام کرنا چاہیے۔''

''چونکہ آپ اور مریض دونوں کامیاب نہیں ہوئے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ کے درمیان اعتماد اور بھروسہ نہیں تھا۔'' چونگٹ آئے سوال پر سوال کیے جا رہا تھا اور ڈائریکٹر برابر جواب دے رہا تھا جیسے اس کی طرف سے وضاحت ضروری ہو۔''

''بالکل ٹھیک ہے مجھے وہ اعتماد نہیں ملا اس لیے میں چلا گیا۔ اس وقت میں الجھن میں تھا۔ میں نے اپنے ارادے کی وضاحت کر دی تھی اس کے باوجود ہوانگ اعتماد کرنے کو تیار نہیں تھا۔ اعتماد کے بغیر آزادی اور بداعتمادی اس جزیرے کا مقدر تھے اور ہوانگ اس بارے میں کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ شروع سے ہی اسے میرے اوپر اعتبار نہیں تھا۔ مجھے بعد میں اندازہ ہوا کہ ہمارا باہمی اعتماد کیوں پیدا نہیں ہو سکا۔ یہ مجھے اس وقت معلوم ہوا جب میرے جانے کے پانچ سال بعد مجھے سانگوک کا خط ملا۔''

''وہ خط جو میں نے ابھی پڑھا؟''

''ہاں' اسے پڑھنے کے بعد اندازہ ہوا کہ ہوانگ میرا اعتماد حاصل کرنا کیوں نہیں چاہتا تھا۔ اس نے جو کہا وہ قدرتی بات تھی۔ جب یہ گتھی سلجھ گئی تو میں جزیرے پر واپس آ گیا۔''

''میں وہ جواب سننا چاہتا ہوں۔''

''ہاں ہاں' میں وہی بتا رہا ہوں۔ یہ اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے جسے سانگوک نے ''ہم سب کی قسمت'' کہا ہے۔ اگرچہ ہم سب مشترکہ مقصد کے لیے کام کر رہے تھے مگر کامیابی حاصل نہ کرنے کی ایک وجہ یہ تھی کہ جزیرے کے باشندوں کے مرض میں افاقہ ہونے لگا تھا۔ وہ اس کی وجہ نہیں

MashalBooks.com

جان سکا اور مجھ سے وجہ معلوم کرنا چاہتا تھا۔ میرے اوپر اعتبار نہ کرنے کی وجہ یہ تھی کہ سب جانتے تھے کہ میں جزیرے کی زندگی میں ہمیشہ ان کے ساتھ نہیں رہوں گا۔ جزیرے سے جانے کے باوجود سانگوک کا بھی وہی حشر ہوا جو باقی جزیرے والوں کا ہوا۔ سچی محبت یک طرفہ نہیں ہوسکتی۔ مشترکہ مفاد کو سامنے رکھتے ہوئے ہی اس کا امکان ہوسکتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ جنت تخلیق کرنے کے بعد بھی یہاں سے نہیں جا سکتا۔ اگر میں گیا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ مجھے اعتبار نہیں ہے۔ ہوانگ یہ بات جانتا تھا اسی لیے اس نے میرا اعتماد حاصل کرنے کی کوشش نہیں کی۔ اس کا اندازہ مجھے خط پڑھنے کے بعد ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ میں یہاں واپس گیا تاکہ میں باقی زندگی یہاں گزار سکوں اور ان کا اعتماد حاصل کرنے کے لیے.....''

سیچا کی پہاڑی کی گھاٹی میں پائن کے جنگل سے آنے والی ہوا کھڑکیوں میں کھڑکڑاہٹ پیدا کر رہی تھی۔ ڈائریکٹر تھوڑی دیر خاموش رہا جیسے وہ کسی نتیجے پر پہنچ گیا ہو۔ اس نے غور سے چونگٹ آئے کے چہرے کے تاثرات دیکھے۔ بجلی کے بلب کی مدہم روشنی میں ان دونوں کے چہرے عجیب سے انداز میں افسردہ نظر آ رہے تھے۔ آخر چونگٹ آئے نے خاموشی توڑی۔ ''واپس آنے کے بعد آپ کو ان کا اعتماد ملا ہے؟ اب چونکہ آپ ان کے ساتھ ہی زندگی گزار رہے ہیں۔ اس لیے کیا آپ ان کے اعتماد کے ساتھ محبت اور آزادی کے نام پر کام کرنے کے قابل ہو چکے ہیں؟''

ڈائریکٹر نے سر ہلایا اور کہا ''نہیں' یہ ایک اور ناکامی ہے۔ آج تم نے اسپیشل مریضوں کو دیکھا۔ اگر سچی محبت اور آزادی موجود ہوتی تو ان کی مشکلات کب کی دور ہوچکی ہوتیں۔ مگر وہ سب ختم نہیں ہوئیں تو ہمیں ان کے لیے کچھ کرنا چاہیے تھا لیکن ہم نے کچھ نہیں کیا۔ ہیوون اس کی ایک اور مثال ہے۔ اگر جزیرے پر سچی آزادی اور محبت موجود ہوتی تو وہ شادی سے پہلے اپنی مردانگی ختم کرنے کی درخواست نہ کرتا۔ یہ مسئلہ حل کرنے کے لیے ہمیں کوئی راستہ نکالنا چاہیے۔ ابھی تو ہسپتال کو بھی نہیں معلوم کہ اسے کیا کرنا چاہیے۔ وہ آپریشن کے لیے کہہ رہا ہے اور ہسپتال اس کے لیے تیار نہیں ہے۔ یہ ایک اور جھگڑا ہے۔ اس کا جو بھی نتیجہ نکلے بہرحال یہ ایک اور ناکامی ہوگی۔ اور یہ پروجیکٹ بھی ابھی تک تعطل کا شکار ہے اور لوگ سمندر میں تیر کر اب بھی فرار ہو رہے ہیں۔

''.....''

MashalBooks.com

''شاید سانگوک کچھ اور سوچتا ہے۔ وہ ہمیشہ یہی سمجھتا رہا کہ یہ میری ذاتی ناکامی ہے' جزیرے کی ناکامی نہیں ہے لیکن ناکامی کی ذمہ داری میرے سر ڈال کر وہ یہ بتانا چاہتا ہے کہ یہ جزیرے کی کامیابی ہے۔ اس نے کہا تھا کہ آخر کار وہ جزیرے پر واپس آ جائے گا لیکن نہیں آیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ مجھے قبول نہیں کرتا۔ اس کی یہ خواہش پوری ہو چکی ہے کہ میں ناکام ہو جاؤں۔ بہرحال اب حالت یہ ہے کہ جزیرے کی پیداواری صلاحیت معطل ہو چکی ہے۔''

''میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ لوگوں کا اعتماد حاصل کرنے اور ان کے ساتھ رہنے کے لیے واپس آئے ہیں لیکن آپ نے محبت اور آزادی کے نام پر کچھ بھی حاصل نہیں کیا۔ یہ کیا بات ہے؟''

''اس کی وجہ سادہ سی ہے۔ یہاں واپس آتے ہی میں نے محسوس کیا کہ اب میں ڈائریکٹر نہیں ہوں۔ میں ایک عام شہری کی حیثیت سے واپس آیا ہوں۔''

''اس سے کچھ زیادہ فرق پڑتا ہے؟''

''بالکل' آزادی اور محبت میں بہت فرق ہے۔ ان کا اعتماد حاصل کرنے کے بعد میں ابھی اس قابل ہوں کہ ان کی زندگی میں شرکت کر سکوں اور آزادی اور محبت کے نام پر کام کر سکوں۔ البتہ ہر حالت میں..... چاہے محبت ہو یا آزادی..... طاقت ضروری ہے۔ جب تک آپ کے پاس طاقت نہیں ہو گی محبت اور آزادی محض خالی خولی لفظ ہی رہیں گے۔ میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ مل جل کر رہنے اور ایک دوسرے کا اعتماد حاصل کرنے سے باہم اعتماد اور بھروسے کا شعور حاصل ہوتا ہے۔ اس شعور کے بعد عملی طور پر پہلی بار محبت اور آزادی اپنا صحیح مقام حاصل کرتے ہیں اور ان کی قدر و قیمت کا اندازہ ہوتا ہے۔''

''گویا آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ آپ اس لیے ناکام ہو گئے ہیں کہ آپ ڈائریکٹر کی حیثیت سے واپس نہیں آئے؟ چونکہ آپ طاقت کے ساتھ ڈائریکٹر کے اختیارات استعمال نہیں کر سکتے اس لیے آپ کا پھر ناکام ہونا لازمی ہے۔''

''جی ہاں جب تک ہم مل جل کر نہیں رہیں گے اس وقت تک زندگی کا نظام صرف نام کی طاقت ہی حاصل کرنے دے گا۔ چونکہ میں ان کے ساتھ مل جل کر رہنا چاہتا ہوں اس لیے کنٹرول کرنے کے لیے مجھے اختیارات کی ضرورت ہے لیکن اب میں ڈائریکٹر نہیں ہوں۔''

MashalBooks.com

''تو موجودہ ڈائریکٹر کے بارے میں کیا خیال ہے؟ اگر وہ جزیرے کی قسمت کا حال جانتا ہے اور اسے آپ کی ناکامی کا راز بھی معلوم ہے تو کیا وہ صحیح طریقے سے اپنے اختیارات استعمال نہیں کرے گا۔'' چونگٹ آئے نے سوال کیا۔ وہ اپنا گلاس خالی کرنا بھول گیا تھا حالانکہ کئی بار وہ اسے اپنے ہونٹوں تک لے گیا تھا۔ ڈائریکٹر کے پاس ایک اور منفی جواب تھا۔

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ میں نے جزیرے کی فلاح و بہبودہ کے لیے ڈائریکٹر سے مشورہ کیا ہے۔ وہ سمجھدار آدمی ہے اور اس جزیرے کو دوسروں سے زیادہ سمجھتا ہے لیکن اس کے لیے جزیرے والوں کے ساتھ گزارہ کرنا مشکل ہے۔ بوڑھا ہوانگ اور سانگوک یہ بات جانتے تھے۔ کسی کی زندگی میں شریک ہونا اور اس جیسا ہی ہو جانا مشکل کام ہے۔ اسی لیے مجھے شبہ ہے کہ میں ان جیسا ہو بھی سکتا ہوں۔''

ڈائریکٹر نے بہت افسردہ لہجے میں کہا۔ وہ حالات سے بیزار نظر آتا تھا۔ چونگٹ آئے بھی مایوس تھا۔

''تو آپ کہہ رہے ہیں کہ یہ جزیرہ کبھی نہیں بدل سکتا۔ اس جزیرے کے لیے کوئی بھی کچھ نہیں کر سکتا؟'' اس نے الزام لگانے والے انداز میں کہا۔ لیکن چونگٹ آئے نے اندازہ لگایا کہ ڈائریکٹر کو کوئی پروا نہیں ہے۔ اس نے الزام قبول کر لیا اور بھاری آواز میں کہنا شروع کیا۔

''اگر قسمت خود ہی اپنے آپ کو بناتی رہتی ہے تو طاقت کی بنیاد بھی اس کا حصہ ہونا چاہیے۔ ڈائریکٹر کی طاقت اور اس کے اختیارات یک طرفہ ہوتے ہیں چاہے جزیرے والوں کے حالات کیسے ہی ہوں۔''

''گویا آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ جزیرے والوں کو خود ہی اپنے لوگوں میں سے ڈائریکٹر منتخب کرنا چاہیے؟''

''بالکل' اگر ایسا نہ ہوا تو خود غرضی کے ساتھ جواز تلاش کیا جاتا رہے گا اور طاقت اور اختیارات کے پردے میں خود غرضی کو چھپا لیا جاتا ہے۔ جزیرے کی ناکامی کی بڑی وجہ یہ بھی ہے۔''

''آپ کے خیال میں وہ وقت آ جائے گا۔ جب یہ لوگ خود اپنا ڈائریکٹر منتخب کریں گے۔''

''یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ وہ وقت آئے گا یا نہیں لیکن ایسا ہو کر رہے گا۔ چاہے اس میں کتنا ہی

وقت لگ جائے۔'' ڈائریکٹر نے گلاس اٹھایا اور پیا۔ اب چونگٹ آئے اس سے خوف زدہ ہو گیا تھا اور اسے جزیرے کے مستقبل سے بھی ڈر لگنے گیا تھا۔ وہ ڈائریکٹر کا گلاس خالی ہونے اور اپنا گلاس بھرنے کا انتظار کرنے لگا۔ جب گلاس خالی ہو گیا تو ڈائریکٹر نے سوال کیا۔

''اب تم سمجھے کہ میں بار بار ناکام کیوں ہوا؟'' اسے اطمینان تھا کہ اس نے ہر بات کی وضاحت کر دی ہے۔ اب اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔

''جی' میں کسی حد تک آپ سے اتفاق کرتا ہوں۔'' چونگٹ آئے نے سوچ سمجھے بغیر سر ہلایا۔ پھر محتاط انداز میں سوال کیا۔ ''کیا آپ اسے برداشت کرنے کی کوشش کریں گے اور ابھی مزید انتظار کریں گے؟ اتنی ناکامیوں کے بعد بھی آپ اس جزیرے پر رہنا چاہیں گے؟ کسی کی زندگی میں اپنے آپ کو شریک کرنا اتنا آسان نہیں ہے۔ یہ آپ نے ہی کہا ہے۔'' ڈائریکٹر کے ہونٹوں پر ابھی تک مسکراہٹ تھی جس سے ناکامیوں کے باوجود اس کی بے چینی اور اس کا عزم ظاہر ہوتا تھا۔

''ہاں۔ میں انتظار کروں گا۔ اگرچہ میرے لیے ان کی طرح رہنا ناممکن ہے لیکن کم سے کم میں نے ان کا تھوڑا سا اعتماد تو حاصل کر لیا ہے۔ جزیرے سے جا کر میں ان کا یہ بھروسہ توڑنا نہیں چاہتا۔ جب تک ان کا اعتماد حاصل ہے میں یہاں انتظار کروں گا۔ اس جزیرے پر اعتماد ہی ہر چیز کا آغاز ہے۔''

''مگر آپ عمر بھر تو انتظار نہیں کر سکتے۔''

''ہاں یہ بھی صحیح ہے۔ میں صرف انتظار ہی تو نہیں کروں گا اور بھی کام ہیں جو ان کے اعتماد کے ساتھ نہیں کروں گا۔ چاہے کتنی ہی معمولی بات ہو لیکن ہم مل جل کر کچھ نہ کچھ تو کر ہی سکتے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ایسی چیز سے کام شروع کیا جائے جو نظر نہ آتی ہو مگر ٹھوس ہو۔ جیسے ایک بیمار اور ایک صحت مند انسان کا ملاپ۔

''یعنی ہیوون اور میون کی شادی؟''

''چونکہ یہ صحت یاب ہونے والے مریض اور صحت مند انسان کا پہلا رشتہ ہے اس لیے اس جزیرے پر صحت مند اور بیمار انسان کا پہلا تعلق بھی ہے۔ اس لیے میں نے اس کے لیے بہت کوشش کی ہے۔ اس جزیرے کو ایک نئے آغاز کی ضرورت ہے۔ نئے سرے سے شروع کرنے کا امکان

MashalBooks.com

پیدا ہوا ہے۔ یہی سب سے اہم بات ہے۔''

''.....''

''اس اعتبار سے مریض طاقت حاصل کرنا سیکھیں گے اور صحیح معنی میں آزادی کا لطف اٹھائیں گے۔ میں اس دن کا انتظار کر رہا ہوں جب وہ اپنی زندگی کا انتخاب خود کریں گے۔ میرا خیال ہے یہ مقصد حاصل کرنے میں تم بھی ان کی مدد کرو گے.....''

34

آخر ہیوون اور ہیون کی شادی کا دن آ گیا اور وہ اپریل کی پہلی تاریخ تھی اور وہ حسب معمول موسم بہار کا گرم دن تھا۔ گیروے رنگ کی سڑک جو پہاڑی کو گھیرے ہوئے تھی چیری کے پھولوں سے گل وگلزار ہو رہی تھی۔ موسیقی کے پہلے سر کی طرح چیری کے پھول کھلنے کا آغاز ہو گیا تھا۔ جو کے ہرے بھرے کھیت زندگی کی توانائی کا جشن منا رہے تھے اور سپچا کی چوٹی پر اڑنے والے بادل چلغوزے کے پیڑوں کے اوپر تیر رہے تھے۔ چمکتی دھوپ میں ٹوک نیانگ کا سبز پانی جھلملا رہا تھا۔ سردیوں کے افسردہ دن ختم ہو چکے تھے۔

شادی کی تقریب دوپہر کے وقت ہونا تھی۔ ایک دن پہلے چرچ کو خوب سجایا گیا تھا اور دولہا دلہن کے گھر کی صفائی بھی کر دی گئی تھی۔ دولہا دلہن کی خواہش کے مطابق ہنی مون کے بجائے یہ طے کیا گیا تھا کہ نوبیاہتا جوڑا اوما جزیرے کے زیر تعمیر پروجیکٹ پر جائے گا۔ ہر چیز منصوبے کے مطابق تھی۔

خوش قسمتی کی بات یہ تھی کہ ڈائریکٹر چو نے ہیوون کو منا لیا تھا کہ وہ اپنی مردانگی ختم کرنے کا ارادہ ترک کر دے۔ یہ نتیجہ تھا ڈائریکٹر اور جزیرے والوں کے ساتھ ساتھ رہنے کی خواہش کا۔ اگر ہیوون آپریشن کے لیے اصرار کرتا تو یہ ڈائریکٹر کی ناکامی کا ایک اور ثبوت ہوتا۔ چونگٹ آئے جس دن آیا تھا اسی شام ڈائریکٹر چو ہیوون کے پاس اسے قائل کرنے گیا تھا۔

''میں نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ ہسپتال کی طرف سے کسی کو آپریشن کرانے پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔ موجودہ ڈائریکٹر پہلے ہی اس پر رضامند ہو چکا تھا۔ ہسپتال کو چونکہ بیماریوں کی وجہ سے بہت پریشانی تھی اس لیے ڈائریکٹر آپریشن جاری رکھنا چاہتے تھے۔''

MashalBooks.com

ڈائریکٹر نے ہیوون سے وعدہ کیا کہ ہسپتال اب اس کی سفارش نہیں کرے گا۔ ہیوون نے آپریشن کی درخواست اس لیے کی تھی کہ کوڑھی بچوں کے نام پر جزیرے کی فروخت بند کر دی جائے۔ اب یہ ایک طرح کا تضاد ہی تھا کہ ہیوون نے ہمیشہ کے لیے آپریشن بند کرانے کی غرض سے اپنی درخواست واپس لے لی لیکن جزیرے پر مخصوص حالات کی وجہ سے ڈائریکٹر کے لیے اسے سمجھنا مشکل نہیں تھا۔ موجودہ ڈائریکٹر سمجھتا تھا کہ آپریشن ختم کرنا خاصہ نازک مسئلہ ہے۔

مردانگی ختم کرنے کے آپریشن کی وجہ سے مریضوں کے اندر شدید غم اور غصہ پایا جاتا تھا۔ تو کیا یہ اس قاعدے کی خلاف ورزی تھی؟ یا پھر ہیون کے ارادے کا امتحان تھا۔ آج تک وہ یہی سمجھتا رہا تھا کہ میون ایک عام صحت مند عورت ہے اور نہیں جانتی کہ اس کے ماں باپ کوڑھی تھے۔ بچوں کی خواہش اسے بھی تھی۔ وہ چاہتا تھا کہ اس کے بچے کسی اچھی جگہ پر ہوں۔

ڈائریکٹر نے چونگٹ آئے کو بتایا کہ اس نے اور میون نے طے کیا ہے کہ اپنے ماضی کو چھپایا جائے تا کہ ہیوون یہ سمجھنا چھوڑ دے کہ مریض بھی اکٹھے رہ سکتے ہیں۔ اس کے اندر خود اعتمادی پیدا کرنے کے لیے یہ ضروری ہے۔

ڈائریکٹر نے چونگٹ آئے سے کہا کہ وہ ان دونوں کو مبارک دے اور شادی کی کامیابی کی دعا کرے۔

''تمہارا کام دوسرے لوگوں کی زندگی کے بارے میں معلومات حاصل کرنا ہے۔ اب میں تمہیں ایسی بات بتاتا ہوں جسے اپنے دل میں ہی رکھنا ضروری ہے۔ میون اسی جزیرے پر پیدا ہوئی اور یہیں پلی بڑھی مگر اسے بیماری نہیں لگی۔ یہ بات میرے اور میون کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ ہیون یا جزیرے کا اور کوئی شخص بھی یہ بات نہیں جانتا۔ اس لیے ہیوون اور جزیرے والوں کو یہ سوچنے دو کہ یہ شادی ایک سابق مریض اور صحت مند انسان کی ہو رہی ہے۔''

ڈائریکٹر کی اسی سوجھ بوجھ اور اس کے مصمم ارادے کی وجہ سے شادی ہو رہی تھی لیکن کچھ پیچیدگیاں ایسی تھیں جن کی وجہ سے ڈائریکٹر نہیں چاہتا تھا کہ چونگٹ آئے شادی سے پہلے دولہا دلہن سے ملے۔

شادی کا دن اتنا پرسکون اور روشن تھا کہ ڈائریکٹر اور چونگٹ آئے نے اس کا تصور بھی نہیں کیا

MashalBooks.com

تھا۔ ہر شخص شادی میں شرکت کی تیاری کر رہا تھا۔ کسی کو بھی اس کی پروا نہیں تھی کہ شادی کے بارے میں کیا کھسر پھسر کی جا رہی ہے۔ وہ بہت خوشگوار دن تھا۔ دس بجے کے بعد سے ہسپتال کے عملے کے علاقے سے چونگا نگ گاؤں تک تمام سڑکیں شادی میں شرکت کرنے والوں یا چیری کے پھول دیکھنے والوں سے بھر گئی تھیں۔ یہ بھی خبر تھی کہ صوبے اور ضلع کے کچھ افسر بھی آ رہے ہیں۔ ہوٹل کورا میں چونگٹ آئے کھیلوں کے انچارج چند افسروں سے بھی ملا۔ اس کے علاوہ کچھ پرانے مریض بھی آئے تھے جو صحت یاب ہو کر اب بڑے عہدوں پر کام کر رہے تھے۔ سب سے پہلے آنے والوں میں وہ لوگ تھے جنہوں نے میون کو پالا تھا۔ انہوں نے کسی کو نہیں بتایا کہ میون ان کی لے پالک ہے۔ انہوں نے یہی ظاہر کیا کہ وہ اس کے والدین ہیں۔ وہ ہوٹل سے جلدی نکل گئے تاکہ دلہن کو چرچ لے جائیں۔

گیارہ بجے کے قریب چونگٹ آئے بھی ہوٹل سے نکلنے کی تیاری کرنے لگا۔ ابھی ڈائریکٹر کا کوئی پتہ نہیں تھا کہ وہ اپنے گھر سے نکلا بھی ہے یا نہیں۔ اس لیے چونگٹ آئے انتظار کر رہا تھا کہ ڈائریکٹر نظر آئے تو وہ بھی نکلے۔ ڈائریکٹر کی کوئی خبر نہیں تھی۔ جو لوگ چونگا نگ سے آئے تھے انہوں نے بھی اسے نہیں دیکھا تھا۔ جو لوگ چرچ کی طرف جا رہے تھے ان میں بھی ڈائریکٹر چو موجود نہیں تھا البتہ نیا ڈائریکٹر وہاں تھا۔

چونگٹ آئے کو یہ بات عجیب لگ رہی تھی۔ پہلے تو اسے خیال آیا کہ وہ خود ہی چرچ چلا جائے مگر پھر اس نے ڈائریکٹر کے گھر جانے کا فیصلہ کیا۔ اس نے سوچا کہ ڈائریکٹر کو تو سب سے پہلے چرچ پہنچنا چاہیے تھا۔ حیرت کی بات تھی کہ وہ اب تک غائب تھا حالانکہ شادی کا وقت آ رہا تھا۔

جب وہ ڈائریکٹر کے گھر کے قریب پہنچا تو اس نے عجیب و غریب نظارہ دیکھا۔ ایک آدمی ڈائریکٹر کے کمرے کے باہر کھڑا کھڑکی سے کان لگائے اندر کی باتیں سن رہا تھا۔ اس نے چونگٹ آئے کو اندر آتے دیکھا تو ہونٹوں پر انگلی رکھ کر خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ چونگٹ آئے سمجھا کہ وہ آدمی ڈائریکٹر کو لینے چرچ سے آیا ہے اس لیے وہ خاموش رہا۔ پھر اسے خیال آیا کہ اس آدمی کو تو اس نے پہلے بھی دیکھا ہے۔ اس نے غور کیا تو یاد آیا کہ یہ تو سانگوک ہے۔ وہ جزیرے پر واپس آ گیا ہے۔ چونگٹ آئے کی سمجھ میں نہیں آیا کہ یہ کیوں واپس آیا ہے۔ ڈائریکٹر کی آواز نے بھی اسے

MashalBooks.com

پریشان کر دیا۔ اس کی آواز گھر کے اندر سے آ رہی تھی۔

''.....اور آخر میں جزیرے کے ایک باشندے کی حیثیت سے نئے جوڑے سے میں ایک اور بات کہنا چاہتا ہوں۔'' وہ ایسے بول رہا تھا جیسے کسی بڑے ہجوم کے سامنے تقریر کر رہا ہوں۔ حالانکہ وہ کمرے میں اکیلا تھا۔

''لیکن یہ بات کہنے سے پہلے میں یہ اعتراف کرنا چاہتا ہوں کہ میرے لیے اس شادی کی خاص اہمیت ہے۔ میرا خیال ہے آپ میں سے اکثر لوگوں کو وہ دن یاد ہوگا جب اوما جزیرے میں پشتے جوڑنے کی تقریب ہوئی تھی۔ آپ لوگوں نے اطمینان کا سانس لیا ہوگا کہ آخر کار مشکل کام ختم ہوگیا ہم نے پشتوں کے کنارے جوڑ لیے ہیں۔''

لگتا تھا کہ وہ شادی کے موقع پر تقریر کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ سانگوک کو جو جزیرے پر قدم رکھتے ہی ڈائریکٹر کے گھر گیا تھا باہر کھڑا اس کی تقریر سننے لگا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ تقریر کبھی ختم ہی نہیں ہوگی۔ سانگوک بہت ہی دلچسپی سے وہ تقریر سن رہا تھا۔ اس کے چہرے پر سنجیدگی طاری تھی۔ یہ عجیب وغریب منظر تھا لیکن چونگٹ آئے اس میں مداخلت بھی نہیں کر سکتا تھا کیونکہ ڈائریکٹر کا جوش بڑھتا ہی جا رہا تھا۔ اس کا تجسس بھی بڑھ رہا تھا۔ پھر سانگوک جس طرح کان لگائے کھڑا تھا اس سے بھی وہ جاننا چاہتا تھا کہ اصل بات کیا ہے۔ وہ خاموشی کے سننے کے سوا اور کر بھی کیا سکتا تھا۔ آخر انہیں محسوس ہوا کہ ڈائریکٹر اپنی تقریر کے آخر میں پہنچ گیا ہے۔ وہ دونوں بے شرمی کے ساتھ کان لگائے کھڑے رہے۔

''آپ کو یاد ہوگا کہ پشتے جوڑنے کے دن میں آپ کے ساتھ نہیں تھا۔ مجھے یہاں سے جانا پڑ گیا تھا۔ میرے جانے کے بعد تقریب ہوئی تھی۔ میں اس تقریب میں شریک ہونا چاہتا تھا مگر یہ میری بدقسمتی تھی کہ میں شریک نہیں ہو سکا۔ البتہ میرا خواب آج پورا ہو رہا ہے۔ آج ہیوون اور میون کی شادی ہو رہی ہے۔ آج ملاپ کی ایک اور تقریب میری آنکھوں کے سامنے ہو رہی ہے۔ ملاپ کی اس تقریب کے بعد بھی سچا ملاپ نہیں ہوگا۔ اوما جزیرہ اس طرح نہیں جلے گا جیسے ہمارا ارادہ تھا۔ اب اسے بھلا دیا گیا ہے۔ اس کا اصل مالک کوئی نہیں ہے۔

وہ ٹھہرا جیسے اپنے خیالی حاضرین کا ردعمل جاننا چاہتا ہو۔ اچانک سانگوک کے چہرے کا رنگ

MashalBooks.com

زرد ہو گیا جیسے اسے اندازہ ہو کہ ڈائریکٹر آگے کیا کہنے والا ہے۔ اس نے کھڑکی پر اپنی نظریں گاڑ دیں۔ ڈائریکٹر کو بالکل احساس نہیں تھا کہ اس کی تقریر کوئی سن رہا ہے اس لیے وہ آرام سے تقریر کرتا رہا۔

اس نے کہا کہ اس بات کی ضرورت نہیں ہے کہ ایک سابق مریض اور صحت مند انسان کی شادی کے بارے میں ادھر ادھر کی باتیں کی جائیں جیسے یہ کوئی ممنوع بات ہو۔ اس نے دولہا دلہن کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے اس ملاپ کے لیے عزم اور حوصلے کا ثبوت دیا ہے۔ اس کے بعد اس نے آواز اور بلند کی۔

''پھر بھی' ان دونوں نے ہماری آنکھوں کے سامنے جو پل بنایا ہے وہ ابتدا ہے۔ ہمیں تعصب اور رسم و رواج کی جن تیز و تند موجوں نے گھیر رکھا ہے ان کے سامنے یہ پل بہت ہی کمزور ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم اسے مضبوط بنائیں تاکہ بدشکل موجیں اسے اپنے ساتھ بہا کر نہ لے جائیں۔ ہم چاہے یہاں موجود ہوں یا نہ ہوں' چاہے بیمار ہوں یا صحت مند ہمیں ہر حال میں اپنی ذمہ داریاں نبھانا ہیں۔ جیسے آپ نے اوما جزیرے کے پروجیکٹ کے ساتھ کیا۔ اسی طرح اس ملاپ کو بھی مضبوط اور پائیدار بنانا ہے۔ اس کے بعد ہی سمندر سے نکالی جانے والی زمین ہماری ہو گی۔ اوما جزیرے کے بارے میں ہمارے خواب پورے ہوتے ہیں یا نہیں' آپ اس زمین کے مالک بنتے ہیں یا نہیں۔ اس کے باوجود ہم اپنے دلوں میں اس راستے کی سرشاری محسوس کریں گے جو ہمارے سامنے پھیلا ہوا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ خدا ان کی مدد کرتا ہے جو خود اپنی مدد کرتے ہیں۔ جب تک ہم اپنی مضبوط اور طاقتور برادری پیدا نہیں کریں گے اس وقت تک ہم توقع نہیں کر سکتے کہ دوسرے لوگ ہمارے ساتھ شامل ہوں گے۔ اس کے بعد ہی یہاں نئے پڑوسیوں کا آنا جانا شروع ہو گا۔''

شادی کی تقریب شروع ہو چکی ہو گی لیکن ڈائریکٹر کی تقریر ختم ہونے کے کوئی آثار نظر نہیں آتے تھے۔ ساٹگوک کے ہونٹوں پر ابھی تک پراسراری مسکراہٹ تھی۔ جزیرے کے باہر سے آنے والے لوگ ابھی تک چیری کے پیڑوں میں گھرے راستوں سے گزر رہے تھے۔ وہ بھی شادی کی

MashalBooks.com

تقریب میں دیر سے آ رہے تھے۔

ڈائریکٹر اپنی تقریر میں ایسا مگن تھا کہ وہ شادی کی تقریب ہی بھول گیا تھا۔

''اب میں آپ سے دو مہربانیاں چاہتا ہوں۔'' اس نے ان مہربانیوں کا ذکر شروع کیا جو وہ ہیوون اور میون سے چاہتا تھا۔

''میری خواہش ہے کہ آپ دونوں نے یہ جو پشتے جوڑے ہیں انہیں اس طرح جوڑے رکھیے اور یہ جو محبت کا پل بنایا ہے اسے زیادہ سے زیادہ مضبوط بنائیے۔ ابھی اور بھی بہت سے پشتے اور پل ہیں جو آپ کو بنانا ہیں اور ایسی دیواریں بھی ہیں جنہیں ڈھانا ہے۔ ایسے علاقے بھی ہیں جہاں دو مختلف گاؤں ہیں جنہیں ایک کرنا ہے اور آرام دہ زندگی گزارنے کے لیے پرسکون ماحول پیدا کرنا ہے۔ مریضوں کے علاقے اور عملے کے علاقے کے بیچوں بیچ آپ کا مکان اس لیے بنایا گیا ہے تاکہ دونوں علاقے اکٹھے ہو جائیں۔ مجھے امید ہے کہ آپ کا گھر اس کا آغاز بھی ہوگا اور اس طرح دونوں علاقے ایک ہو جائیں گے۔ میری دعا ہے کہ آپ کا گھر ایک نیا گاؤں بن جائے گا اور پھر جزیرہ بھی ایک ہو جائے گا جس میں مریضوں اور صحت مند انسانوں کو علیحدہ کرنے والی کوئی دیوار نہیں ہوگی۔ آپ نے اس پل کی تعمیر ممکن بنا دی ہے اور نیا راستہ کھول دیا ہے تاکہ آپ کے پڑوسی آزادی کے ساتھ آ جا سکیں۔ یہ پڑوسی کھلا راستہ برقرار رکھنے میں آپ کی مدد کریں گے اور اسے صاف ستھرا رکھیں گے تاکہ راستہ اور بھی چوڑا اور کشادہ رہ سکے۔

Eng of Page No.324

MashalBooks.com